اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۲۵

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

[illegible]

اہتمام

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علما

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۲۵

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

[illegible] عظیم تر جماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

شیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

نمبر وار احکام کے ساتھ

فہرست تصحیح اغلاط جلد ۲۵، کتاب الشہادات

حوالہ	غلط	درست
ص۱۹ ۲/ح۱۷	نہ گنجائش	یہ گنجائش
〃 ۳/ح۱۷	اسے کے	اس کے
〃 〃	اس گواہی	اس کی گواہی
ص۲۰ حاشیہ ۲	ضرور	ضرر
ص۲۳ ۱۰/ح۱۷	ڈالی	ڈال
ص۲۵ ۱۱/ح۱۷	گواہوں کے نام	گواہوں نے نام
ص۲۶ ۱۲/ح۱۷	عمما ر نار ۲	علما ر نار ۲
ص۳۰ سطر ۲	ان کا	ان کانا
ص۳۲ 〃	نھما	انھما
ص۴۷ ۵۳/ح۱۷	عادیوں	عادلوں
ص۷۱ ۲/ح۱۹	پالی	پاتی
ص۱۰۳ ۳۴/ح۲۱	ہونے بعد	ہونے کے بعد
ص۱۰۵ ۳۷/ح۲۱	وکیل تبایا	وکیل بنایا
ص۱۳۲ ۱۱۳/ح۲۱	ادعی الاالاب	ادعی الاب
ص۱۴۴ ۸/ح۲۲	لوادعی لوادعی	لوادعی
ص۱۴۵ ۹/ح۲۲	قیاس پیر	قیاس پر
ص۱۴۷ ۱۶/ح۲۲	گواہی بنا پر	گواہی کی بنا پر
ص۱۵۴ ۳۵/ح۲۲	بد بذر	بذر
ص۱۵۵ 〃	یبیج	بیج (چار بار)
ص۱۸۲ عنوان	التنافص	التناقص
ص۱۸۲ حاشیہ نمبر ۱	نہیں گناہ	نہیں گیا
ص۱۸۳ ۳/ح۲۴	مدعاتہ	مدعا بہ
ص۲۰۹ سطر ۱	کی با	کی یا
ص۲۱۵ ۷/ح۲۷	گواہوں دو ماہ	گواہوں نے دو ماہ
ص۲۳۱ ۲۷/ح۲۸	نے فلا	نے فلان
ص۲۳۳، ۳۱/ح۲۸	درس	دس
ص۲۳۳، ۳۲/ح۲۸	کالے	کالے یا پیلے
ص۲۴۳ ۵۲/ح۲۸	صیفہ	صیغہ
ص۳۲۰ ۱۱/ح۳۲	اغمی	اعمی
ص۳۲۹ سطر ۵	اس بر	اس پر

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۲۵

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماءِ اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت ”فتاویٰ عالمگیریہ“

١٣٨٩ھ

جلد ۲۵

کتاب الشہادات، گواہیوں کی بحث

*

فتاوٰی عالمگیری مترجم حامل المتن، اُردو مع عربی نمبروار احکام کے ساتھ

مترجم ——— حضرت مولنا قاضی محمد صادق بن حافظ رح قادری

کتابت ——— دارالکتابت حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

طباعت ——— عکسی

تعداد اشاعت ——— ایک ہزار

ناشر ——— ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیری

نظر ثانی ——— اراکین مجلس منتظمہ، ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ——— اعلیٰ سفید

تاریخ اشاعت ——— اپریل ۱۹۸۶ء بمطابق رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

مطبع ——— فضل ربی پریس راولپنڈی

مقام اشاعت ——— اعوان ٹاؤن گرجا روڈ صدر راولپنڈی

*

طبع شدہ اوراق کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک از یکم جون ۸۶ء

علمی شاہکار (تعارفی و سوانحی کتاب) مجلد ۲۲/-

جلد ۲، نماز کی بحث، احکام ۲۶۱۹، قیمت ۷۰/-

جلد ۴، روزہ کی بحث، احکام ۵۱۰، قیمت ۱۷/-

جلد ۶، نکاح کے ابواب، احکام ۷۰۰، قیمت ۴۸/-

جلد ۱۳، احکام المرتدین، احکام ۳۹۰، قیمت ۳۰/-

جلد ۴۷، ۴۸، ذبح اور قربانی کی بحثیں، احکام ۴۰۰، قیمت ۲۵/-

جلد ۴۹، نظر، کھانے اور قبروں کی زیارت کے احکام ۴۴۴، قیمت ۲۶/-

جلد ۱، طہارت کی بحث، احکامات ۱۲۳۶، قیمت ۳۵/-

جلد ۳، زکوٰۃ کی بحث، 〃 ۵۳۱، قیمت ۱۷/-

جلد ۵، حج کی بحث، احکامات ۱۰۱۹، قیمت ۵۵/-

جلد ۱۱، ۱۲، حدود و سرقہ کی بحث، احکامات ۸۵۵، قیمت ۵۰/-

جلد ۲۵، شہادتوں کی بحث، احکامات ۸۱۱، قیمت ۵۶/-

جلد ۴۸، ذکر و مصحف اور مسجد کے احکام، احکامات ۱۹۵، قیمت ۱۲/-

جلد ۵۵، قصاص و دیت کی بحث، احکامات ۹۸۸، قیمت ۵۴/-

*

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۲/۲۰۱۰۷۱ ——— GM/۹۷۰۰۹/۹۶۹۰۴ - ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ مین راولپنڈی پنجاب۔

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۲۰۴۰۷۱/ D.S.E/A/۲ - M ۲۸۰۵۶/۲۸۳۸۷ ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۴۰۷۱/۱۹۹۷۴/۱۹۶۵/All-B . B . V . P . F/DE ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ مین کراچی،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۲۰/۱۲/۷۲ - ۲۰/۲۲۱۴۵/۲۲۰۲۵ ناظم تعلیمات مظفر آباد، ——— حکومت آزاد کشمیر۔

صوفی محمد رفیق طارق، المکتبۃ القاسمیۃ الرحمانیۃ النقشبندیہ، کلڈھالہ آزاد کشمیر، معاونِ ناظمِ مجلس

ملنے کا پتہ: مولنا محمد صادق ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، مکان نمبر ۱۰ اعوان ٹاؤن گرجا روڈ، ڈاکخانہ جی پی او، صدر راولپنڈی

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

※

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية، فى مذهب الامام الاعظم، ابى حنيفة النعمان صاحب القدر الافخم، تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام، وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام، وذلك بأمر السلطان ابى المظفر محى الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير، عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير۔ آمين۔

(جلد ۲۵)

الجلد الخامس والعشرون كتاب الشهادات

ابواب ۱۲

تعريف الشهادة وركنها وسبب ادائها وحكمها وشرائطها واقسامها
تحمل الشهادة وحد ادائها وصفة اداء الشهادة والاستماع الى الشهود
من لا تقبل شهادته لعدم اهليته والفسق والتهمة والتناقض ونقض القضاء
الشهادة على الحدود والمواريث والاختلاف بين الدعوى والشهادة فى المال والملك والعقد وسبب الملك
الاختلاف بين الشاهدين والشهادة على النفى والبينات وشهادة اهل الكفر
الشهادة على الشهادة والجرح والتعديل ومما يتصل بذلك مسائل

دفعات ۱۱۷ تا ۷۳۳ ※

عربی متن مع اردو ترجمہ، ※

پچیسویں جلد، شہادتوں کی بحث،

عنوانات ۲۳

شہادت کی تعریف، رکن، سبب ادا، حکم، شرائط اور اس کی قسموں کے احکام
شہادت کے تحمل وادائیگی کی حد اور اسکی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کی صفت کے احکام
جنکی گواہی بوجہ نااہلی، فسق، تہمت، تناقض اور نقض قضا کے قبول نہیں ہوتی انکے احکام
حدود اور مواریث کے متعلق شہادات اور مال، ملک، عقد اور سبب ملک کے دعویٰ اور شہادت میں اختلاف کے احکام
گواہوں میں اختلاف، نفی اور بینات پر گواہی اور اہل کفر کی شہادت کے احکام
شہادت علی الشہادۃ، جرح وتعدیل اور مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کے احکام

تعداد شق ۸۱۱

نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش

قاضی محمد صادق مغل بن حافظ روانقادری، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، او۔ ٹی (سابق) صدر شعبہ عربی، اردو، اسلامیات بھگل ماڈل ہائی سکول، خطیب جامعہ راشدیہ و سرپرست مدرسہ تبلیغ الاسلام بھگل آباد مؤلف، جمہوریہ اسلامیہ کا مقدس یوم، عمدۃ القواعد، علمی شاہکار تعارف فتاوی عالمگیری مترجم وناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ (المتوطن) بیانہ موہڑہ ڈاکخانہ فریال ضلع راولپنڈی (خط وکتابت کا پتہ) مکان ۲۷ اعوان ٹاؤن گرجا روڈ ڈاکخانہ جی پی او، صدر راولپنڈی (پاکستان)

مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اُردو ترجمہ نمبر۱ احکام کیسٹا فقہی) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالم دین، محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوریؒ کی زیرنگرانی اور علماء ربانیؒ کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر، فقہِ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ، فقہِ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اِس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظمِ فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادریؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ تشقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان سبھی ارباب ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔

اس فتاویٰ کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیل راہ ثابت ہو گی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت، صحت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

٭ الحاج محمد اسحٰق نائب ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ ٭

فہرست فتاوی عالمگیری مترجم، حامل المتن جلد ۲۵ کتاب الشہادات، شہادتوں کی بحث

جس میں شہادت کی تعریف، اس کا رکن، اس کا سبب ادا، اس کا حکم، اس کی شرطوں اور اس کی قسموں، شہادت کے تحمل وادائیگی کی حد شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کی صفت، جس کی گواہی بوجہ نااہلی، فسق، تہمت، تناقض اور نقضِ قضا کے قبول نہیں ہوتی، محدود اور مواریث کے متعلق شہادت، دعوی اور شہادت میں اختلاف جبکہ دعوی مال، ملک، عقد اور سبب ملک کا ہو، گواہوں میں اختلاف، نفی پر گواہی، بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنا، اہل کفر کی شہادت، شہادت علی الشہادة، جرح اور تعدیل اور مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کے احکام مذکور ہیں۔

ابواب ۱۲ ، دفعات ۷۱۱ تا ۷۳۲ ، عنوانات ۲۳ ، تعداد شق ۸۱۱

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تعریفہا ورکنہا وسبب ادائہا وحکمہا وشرائطہا واقسامہا — تعریف الشہادۃ ورکنہا	حوالہ

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین

وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین اجمعین ، آمین ۔

کتاب الشہادات

وھو مشتمل علی ابواب

ابواب ۱۳ ، دفعات ۷۱۱ تا ۷۳۳ ، عنوانات ۲۳ ، تعداد شق ۸۱۱

الباب الاول فی تعریفہا ورکنہا وسبب ادائہا وحکمہا وشرائطہا واقسامہا

دفعات ۷۱۱ تا ۷۱۶ ، عنوانات ۶ ، تعداد شق ۳۹

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۷۱۱	**تعریف الشہادۃ** تعداد شق ۱	
۱	اما التعریف فھو اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشہادۃ فی مجلس القضاء	ھکذا فی فتح القدیر
۷۱۲	**رکن الشہادۃ** تعداد شق ۱	
۱	واما رکنہا فلفظ اشھد بمعنی الخبر دون القسم	ھکذا فی التبیین

لہ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ ، ۱/۱۰۸۶ اور ۱/۳۳۱ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں نیز جلد ہذا کتاب الشہادات جس میں شہادت کی تعریف ، رکن ، ادا کرنے کا سبب ، حکم ، شرائط اور اقسام کے احکام ، شہادت کے متحمل ہونے ، اس کی ادائیگی اور عدم ادائیگی کی حد کے احکام ؛ گواہی ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام ، قابل قبول اور ناقابل قبول شہادت ، شہادت کی عدم قبولیت بوجہ عدم اہلیت ، بوجہ فسق اور بوجہ تہمت ، تناقض اور نقض قضا لازم ہونے کے متعلق احکام ، حدود والی چیز کے متعلق شہادت کے احکام ، وراثتوں کے متعلق شہادت کے احکام ، دعوی اور شہادت میں اختلاف ہونا جبکہ مدعا بہ مال ہو ، ملکیت ہو ، عقد اور سبب ملکیت ہو ان کے متعلق احکام ، گواہوں میں اختلاف ہونے کے احکام نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام ، اہل کفر کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالٰے کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر اور اللہ تعالٰے کے نیک بندوں پر، سب پر ہو، آمین

شہادتوں کی بحث

اور یہ بحث کئی ابواب پر مشتمل ہے

ابواب ۱۲، دفعات ۷/۱۱ تا ۷/۳۳، عنوانات ۲۳، تعداد شق نمبر ۸۱۱

پہلا باب، شہادت کی تعریف، رکن، سبب ادا، حکم، شرائط اور اقسام کے احکام[1]

دفعات ۷/۱۱ تا ۷/۱۶، عنوانات ۶، تعداد شق ۳۹

۷/۱۱ ### شہادت کی تعریف
اور اسمیں ۱ شق ہے

۱ شہادت (یعنی گواہی)، کی (شرعی) تعریف یہ ہے کہ مجلس قضا میں شہادت (یعنی گواہی) کے لفظ کے ساتھ، حق ثابت کرنے کے لئے سچی خبر دینا شہادت (یعنی گواہی) ہے[2] — فتح قدیر

۷/۱۲ ### شہادت کا رکن
اور اسمیں ۱ شق ہے

۱ شہادت کا رکن، اشھد (یعنی میں گواہی دیتا ہوں) کا لفظ ہے جو کہ خبر دینے کے معنی میں ہو قسم کھانے کے معنی میں نہ ہو — تبیین

---

[1] شہادت کے احکام، شہادت پر شہادت کے احکام، جرح اور عادل قرار دینے کے احکام اور ان سے ملتے جلتے مسائل مثلاً جھوٹی شہادت دینے پر سزا کے احکام، کا بیان ہے یہ بطور انتخاب ہے جو کہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۲۵ ہے اور اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور جلد ۲۵ اشاعت پذیر ہے (مترجم)

[2] شہادت کی تعریف کے متعلق حکم نمبر ۱/۷۱۱، اس کے رکن کے متعلق ۱/۷۱۲، اس کے ادا کرنے کے سبب کے متعلق ۱/۷۱۳، اس کے حکم کے متعلق ۱/۷۱۴، اس کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۷۱۵ اور اس کی اقسام کے متعلق حکم نمبر ۷۱۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الاول فی تعریفها ورکنها وسبب ادائها وحکمها وشرائطها واقسامها — سبب اداء الشهادة وحکمها وشرائطها	حوالہ
۱۳/۵	**سبب اداء الشهادة** تعداد شق ۱[1]	
۱	واما سبب ادائها فاما طلب المدعی منه الشهادة او خوف فوت حق المدعی اذا لم یعلم المدعی کونه شاهدا	کذا فی العنایة
۱۴/۵	**حکم الشهادة** تعداد شق ۱	
۱	واما حکمها فوجوب الحکم علی الحاکم بمقتضاها	کذا فی العنایة
۱۵/۵	**شرائط الشهادة** تعداد شق ۲۸[2]	
۱	واما الشرائط فنوعان نوع هو شرط تحمل الشهادة ونوع هو شرط اداء الشهادة اما الاول فمنه ان یکون عاقلا وقت التحمل فلا یصح تحملها من مجنون وصبی لا یعقل	هکذا فی البدائع
۲	وان یکون بصیرا فلا یصح التحمل من الاعمی	هکذا فی البدائع
۳	ومنه ان یکون التحمل بمعاینة المشهود به بنفسه لا بغیره الا فی اشیاء مخصوصة یصح التحمل فیها بالتسامع من الناس	هکذا فی البدائع
۴	ولا یشترط للتحمل البلوغ والحریة والاسلام والعدالة حتی لو کان وقت التحمل صبیا عاقلا او عبدا او کافرا او فاسقا ثم بلغ الصبی واعتق العبد واسلم الکافر وتاب الفاسق فشهدوا عند القاضی تقبل شهادتهم	کذا فی البحر الرائق

[1] جیساکہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ صاحب حق کے مطالبہ کی صورت میں یا اس حق کے فوت ہونے کے خدشہ کی صورت میں جبکہ صاحب حق کو اس گواہی کا علم نہیں اور گواہ کو اس کے حق کے فوت ہونے کا خدشہ ہو تو صاحبِ حق کے مطالبہ کے بغیر بھی گواہی دینا لازم ہے یہ فتح میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اس میں مقدسی نے یہ تنقیح کی ہے کہ اس صورت میں (جبکہ صاحبِ حق کو اس گواہی کا علم نہ ہو) گواہ، اپنی شہادت مدعی کے علم میں لے آئے پھر اگر وہ شہادت کا مطالبہ کرے تو گواہ پر لازم ہے کہ وہ شہادت دے ورنہ نہیں اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ مدعی نے خود اپنا حق ترک کر دیا ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۴ ص ۲۱۱ مطبوعہ مطبع ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ پاکستان نیز حکم نمبر ۱۷/۱ ملاحظہ ہو (مترجم) اور درمختار میں ہے کہ جہاں مضارع "اشهد" کی شرط نہیں ہے مثلاً پانی کی طہارت وغیرہ تو وہ شہادت نہیں خبر دینا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۴ ص ۲۱۳ (مترجم)

[2] شہادت کی شرطوں میں سے جن کا تعلق گواہی کے تحمل سے ہے ان کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۴/۱۵ اور جن شرطوں کا تعلق گواہی ادا کرنے سے ہے ان میں سے جن کا تعلق گواہ سے ہے ان کے متعلق حکم نمبر ۵ تا ۱۷/۱۵ اور جن کا تعلق نفسِ گواہی سے ہے ان کے متعلق حکم نمبر ۱۸ تا ۲۶ اور جن کا تعلق مشہود بہ سے یعنی جس امر کی گواہی دی گئی، اس سے ہے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۱۵، حکم نمبر ۱/۱۷، ۱۹/۱۷ نیز ۱/۱۱۷۴ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۱۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۴۲، ۱۹، ۴، ۲۹/۱۷ ملاحظہ ہوں اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ محض سُن لینے کی بنا پر گواہی جائز نہیں

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، شہادت کی تعریف، رکن، سبب ادا، حکم، شرائط اور اقسام کے احکام — شہادت ادا کرنے کے سبب، حکم اور شرائط کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۱۳	**شہادت ادا کرنے کا سبب** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	شہادت ادا کرنے کا سبب یا تو شہادت کے لئے مدعی کا مطالبہ ہے اور یا مدعی کی حق تلفی کا خوف ہے جبکہ مدعی کو اس گواہ کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو[1]	عنایہ
۷۱۴	**شہادت کا حکم** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	شہادت کا حکم (اور اثر) یہ ہے کہ حاکم (مجاز یعنی فیصلہ کرنے والے) پر (معتبر و مقبول) شہادت کے تقاضا کے بموجب حکم کرنا (یعنی فیصلہ دینا) لازم ہے۔	عنایہ
۷۱۵	**شہادت کی شرائط** اور اسمیں ۲۸ شقیں ہیں	
۱	شہادت کی شرطیں دو قسم پر ہیں۔ ایک قسم شہادت کے تحمل (یعنی گواہی اٹھانے) کی شرط اور دوسری قسم شہادت ادا کرنے کی شرط ہے۔ پس پہلی قسم (یعنی شہادت کے تحمل کی تین شرطوں میں) سے (پہلی شرط) یہ ہے کہ گواہی اٹھاتے کے وقت وہ گواہ عاقل ہو پس مجنون شخص یا ایسا لڑکا جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتا ان کا گواہی اٹھانا صحیح نہیں قرار پاتا[2]	بدائع
۲	اور (ان میں سے دوسری شرط) یہ ہے کہ گواہ بینائی والا ہو پس نابینا شخص کا گواہی اٹھانا صحیح نہیں قرار پاتا[3]	بدائع
۳	اور (ان میں سے تیسری شرط) یہ ہے کہ وہ گواہ جس امر کی گواہی اٹھاتا ہے وہ امر اس نے خود دیکھا ہو نہ یہ کہ وہ کسی اور کے دیکھنے سے گواہی کا متحمل ہوا ہو لیکن ان چند خاص امور کے متعلق یہ حکم نہیں ہے جن میں لوگوں سے سن لینے کی بنا پر گواہی کا تحمل صحیح قرار پاتا ہے[4]	بدائع
۴	شہادت کے تحمل کے لئے بلوغت، آزاد ہونا، مسلمان ہونا اور عادل ہونا شرط نہیں ہوتا حتی کہ اگر شہادت کے تحمل کے وقت وہ (گواہ) سوجھ بوجھ والا لڑکا تھا یا غلام یا کافر یا فاسق تھا پھر وہ لڑکا بالغ ہوگیا یا وہ غلام آزاد ہوگیا یا وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اس فاسق نے توبہ کرلی پھر انہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں شہادت دی تو ان کی وہ شہادت قبول کی جاسکے گی[5]	بحر رائق

[4] لیکن چار صورتوں میں جائز ہے نسب، نکاح، موت اور قاضی کی قضا یعنی جب گواہ نے لوگوں سے سنا کہ فلاں شخص فلاں شہر کا قاضی ہے یا یہ سنا کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے تو وہ گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں شہر کا قاضی ہے یا فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے اگرچہ اس نے وہ ولادت آنکھوں سے نہیں دیکھی اس لئے کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ (مثلاً) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ رضؓ ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شہر میں آکر رہ پڑے اور کہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں تو اس سے کسی آدمی کو یہ گنجائش نہیں کہ وہ گواہی دے کہ وہ شخص فلاں کا بیٹا ہے جب تک کہ اس کے شہر کے دو آدمی یہ گواہی نہ دیں کہ وہ فلاں کا بیٹا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۵ ص ۲۳۸، ص ۲۳۹ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۹/۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] عادل ہونے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۷۱۵ اور ۷/۲۶۷ کا چوتھا حاشیہ ۲۱/۷۲۲ مع حاشیہ اور توبہ صحیح قرار پانے کے متعلق ۶/۴۷۳ کے حاشیہ میں درمختار و ردالمحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ فاسق شخص جب توبہ کرلے تو اس کی شہادت اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ اس پر اتنا عرصہ نہ گذرے جس میں اس کی توبہ کا اثر ظاہر ہوجائے اور اس عرصہ کے متعلق بعض مشائخ رحمہ نے چھ ماہ اور بعض نے ایک سال کی مقدار مقرر کی ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کا مدار قاضی اور تعدیل کرنے والے کی رائے پر ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۲۔ حکم نمبر ۲۸/۷۲۰ نیز ۹ تا ۱۳/۳۳۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الاول فی تعریفها ورکنها وسبب ادائها وحکمها وشرائطها واقسامها — شرائط الشهادة	حوالہ
۷۱۵	۵	اما الثانی فانواع منها ما یرجع الی الشاهد وهو العقل	هکذا فی البدائع
	۶	والبلوغ	هکذا فی البدائع
	۷	والحریة	هکذا فی البدائع
	۸	والبصیر	هکذا فی البدائع
	۹	والنطق	هکذا فی البدائع
	۱۰	وان لا یکون محدودا فی قذف عندنا	هکذا فی البدائع
	۱۱	وان یشهد لله تعالی ولا یجر الشاهد الی نفسه مغنما ولا یدفع عن نفسه مغرما	هکذا فی البدائع
	۱۲	وان لا یکون خصما	هکذا فی البدائع
	۱۳	وان یکون عالما بالمشهود به وقت الاداء ذاکرا له عند ابی حنیفة رح لا عندهما رح	هکذا فی البدائع
	۱۴	والعدالة وهی شرط وجوب القبول علی القاضی لا جوازه	کذا فی البحر الرائق
	۱۵	والشرط هو العدالة الظاهریة عند ابی حنیفة رح واما الحقیقیة وهی الثابتة بالسوال عن حال الشهود بالتعدیل والتزکیة لیست بشرط وعند ابی یوسف رح ومحمد رح انها شرط	کذا فی البدائع
		والفتوی علی قولهما رح فی هذا الزمان	کذا فی الکافی
	۱۶	واحسن ما قیل فی تفسیر العدل ما نقل عن ابی یوسف رح ان العدل فی الشهادة ان یکون مجتنبا عن الکبائر ولا یکون مصرا علی الصغائر ویکون صلاحه اکثر من فساده وصوابه اکثر من خطئه	کذا فی النهایة
	۱۷	واختلفوا فی تفسیر الکبائر واصح ما قیل فیه ما نقل عن الشیخ الامام شمس الائمة الحلوانی رح انه قال ما کان شنیعا بین المسلمین وفیه هتک حرمة الله تعالی والدین فهو من جملة الکبائر وکذلک ما فیه نبذ المروءة والکرم فهو من جملة الکبائر وکذلک الاعانة علی المعاصی والفجور والحث علیهما من جملة الکبائر وما عداها من الصغائر	هکذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۱/۷۱۵ کا حاشیہ ا اور ۵ تا ۱۷/۷۱۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حد قذف کے متعلق حکم نمبر ۴۶۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱۳۱/۴۶۶، ۱۰، ۱۲/۳۳۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ عدالت کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۶/۷۱۵، ۷/۲۶۷ کا چوتھا حاشیہ، ۲۱، ۲۲/۷۳۲ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۲۰/۳۳۴ مع

دفعات و شق نمبر	پہلا باب: شہادت کی تعریف، رکن، سبب ادا، حکم، شرائط اور اقسام کے احکام — شہادت کی شرائط کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۵/۷ ۵	(شہادت کی شرطوں میں سے) دوسری قسم[۱] (یعنی شہادت ادا کرنے) کی کئی نوع ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا تعلق گواہ سے ہے اور وہ (یعنی شہادت ادا کرنے میں گواہ سے متعلق دس شرطوں میں پہلی شرط) عقل ہے۔	بدائع
۶	اور (ان میں سے دوسری شرط) بلوغت ہے	بدائع
۷	اور (ان میں سے تیسری شرط) آزادی ہے	بدائع
۸	اور (ان میں سے چوتھی شرط) بینا ہونا (یعنی دیکھ سکنے والا ہونا) ہے	بدائع
۹	اور (ان میں سے پانچویں شرط) بات کر سکنے والا ہونا ہے	بدائع
۱۰	اور (ان میں سے چھٹی شرط) یہ کہ اس پر حد قذف نہ لگی ہو یہ حکم ہمارے ہاں ہے[۲]	بدائع
۱۱	اور (ان میں سے ساتویں شرط) یہ کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے گواہی دے وہ گواہ (اس گواہی کی وجہ سے) اپنے لئے غنیمت حاصل نہ کرے اور نہ وہ گواہ (اس گواہی کی بنا پر) اپنے آپ سے تاوان دور کرے	بدائع
۱۲	اور (ان میں سے آٹھویں شرط) یہ کہ وہ گواہ (اس مدعی کا) خصم (یعنی مدعا علیہ) نہ ہو	بدائع
۱۳	اور (ان میں سے نویں شرط) یہ کہ وہ گواہ مشہود بہ (یعنی جس امر کی گواہی دیتا ہے اس) کا علم رکھنے والا اور گواہی کی ادائیگی کے وقت تک اسے یاد رکھنے والا ہو یہ حکم امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ہے صاحبین رح (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں نہیں ہے	بدائع
۱۴	اور (ان میں سے دسویں شرط) گواہ کی عدالت ہے اور یہ قاضی کے ہاں اس گواہی کی لازمی قبولیت کی شرط ہے گواہی (کی ادائیگی) کے جواز کی شرط نہیں ہے	بحر الرائق
۱۵	(ا) (گواہی کی ادائیگی کے وقت گواہ میں) شرط ظاہری عدالت ہے اور حقیقی عدالت جو تعدیل و تزکیہ کے لئے گواہوں کا حال دریافت کرنے سے ثابت ہوتی ہے وہ شرط نہیں ہے یہ حکم امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ہے (ب) اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں حقیقی عدالت (بھی) شرط ہے	بدائع
	(ج) اور (مذکورہ حکم میں فتویٰ اس زمانہ میں امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے (مذکورہ) قول پر ہے[۳]	کافی
۱۶	(گواہ کے) عادل ہونے کے متعلق سب سے اچھی تشریح وہ ہے جو امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ شہادت میں عادل (یعنی معتبر گواہ) وہ قرار پاتا ہے جو کبیرہ گناہوں سے بچنے والا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو اور عمل صالح اس کے عمل فاسد سے زیادہ اور اس کی راست کاری اس کی خطا کاری سے زیادہ ہو[۴]	نہایہ
۱۷	کبیرہ گناہوں کی تشریح میں مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے اور اس کے متعلق زیادہ صحیح قول وہ ہے جو الشیخ الامام شمس الائمۃ الحلوانی رح سے منقول ہے کہ جو فعل مسلمانوں کے ہاں قبیح ہو اس (کے ارتکاب) میں اللہ تعالیٰ اور دین کی حرمت کی ہتک ہوتی ہے تو وہ فعل کبیرہ گناہوں سے ہے اور اسی طرح جس فعل سے مروت اور شرافت کو چھوڑ دینا لازم آتا ہو تو وہ کبیرہ گناہوں سے ہے اسی طرح گناہوں اور بدکاریوں پر اعانت اور ان پر برانگیختہ کرنا کبیرہ گناہوں سے ہے اور جو گناہ ان کے علاوہ ہوں وہ صغیرہ گناہوں سے ہیں[۵]	محیط

[۱] حکم نمبر ۱۹/۱۵ حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷/۱۵، ۷/۲۶۷ کا چوتھا حاشیہ اور ۲ د/۲۶۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۹/۱۵ اور حکم نمبر ۲۰/۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ/شق نمبر	الباب الاول فی تعریفہا و رکنہا و سبب ادائہا و حکمہا و شرائطہا و فتاویہا شرائط الشہادۃ	حوالہ
ج۱۵ ۱۸	ومنہا ما یرجع الی نفس الشہادۃ وھو الدعوی فی الشہادۃ القائمۃ علی حقوق العباد من المدعی او نائبہ.	ھکذا فی البدائع
۱۹	وان تکون موافقۃ للدعوی.	ھکذا فی البدائع
۲۰	والعدد فی الشہادۃ فیما یطلع علیہ الرجال.	ھکذا فی البدائع
۲۱	واتفاق الشاھدین.	ھکذا فی البدائع
۲۲	والذکورۃ فی الشہادۃ فی الحدود.	ھکذا فی البدائع
۲۳	والاسلام اذا کان المشہود علیہ مسلما.	ھکذا فی البدائع
۲۴	وعدم التقادم فی الشہادۃ علی الحدود کلہا الا حد القذف حتی لا تقبل الشہادۃ علیہا اذا تقادم العہد بخلاف الاقرار لما عرف فی کتاب الحدود.	ھکذا فی البدائع
۲۵	والاصالۃ فی الشہادۃ علی الحدود والقصاص.	ھکذا فی البدائع
۲۶	وتعذر حضور الاصل فی الشہادۃ علی الشہادۃ.	ھکذا فی البحر الرائق
۲۷	ومنہا ما یرجع الی المشہود بہ وھو ان یکون بمعلوم فان کان بمجہول لا تقبل لہم لان علم القاضی بالمشہود بہ شرط صحۃ قضائہ فما لم یعلم لا یمکنہ القضاء بہ.	ھکذا فی البدائع
۲۸	وعلی ھذا یخرج ما اذا شہد رجلان عند القاضی ان فلانا وارث ھذا المیت لا وارث لہ غیرہ انہ لا یقبل شہادتہما لانہما شہدا بمجہول لجہالۃ اسباب الوارثۃ واختلاف احکامہا.	ھکذا فی البدائع

۱؎ حکم نمبر ۱/ج۱۵ کا حاشیہ اور ۱۸ تا ۲۶/ج۱۵ نیز حکم نمبر ۲۵/ج۳۲۲ کے حاشیہ میں ہدایہ کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ دعوی اور شہادت میں اختلاف کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۴/ج تا ۲۷/ج ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ مذکورہ تعداد کے متعلق حکم ۱۶/ج ملاحظہ ہو (مترجم)

۴؎ گواہوں میں اختلاف کی صورت کے متعلق حکم ۲۸/ج ملاحظہ ہو (مترجم)

۵؎ حکم نمبر ۱/۳۶۱، ۱/۳۶۲، ۱/۳۶۵ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱۶/ج، ۷/ج۱۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات ذیلی نمبر	پہلا باب شہادت کی تعریف، رکن، سبب، ادا حکم، شرائط اور اقسام کے احکام — شہادت کی شرائط کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۵، ۱۸	(شہادت کی شرطوں میں سے دوسری قسم یعنی شہادت ادا کرنے کی) بعض نوع وہ ہیں جن کا تعلق نفس شہادت سے ہے اور ان (نو شرطوں) سے (پہلی شرط) یہ کہ ایسی شہادت جو حقوق العباد پر قائم ہو اس میں مدعی یا اس کے نائب کی طرف سے دعویٰ ہونا شرط ہے [1]	بدائع
۱۹	اور (ان میں سے دوسری شرط) یہ کہ وہ شہادت دعویٰ کے موافق ہو [2]	بدائع
۲۰	اور (ان میں سے تیسری شرط) یہ کہ جس امر میں مرد مطلع ہو سکتے ہیں اس کے متعلق گواہی میں تعداد شرط ہے [3]	بدائع
۲۱	اور (ان میں سے چوتھی شرط) یہ کہ اس شہادت میں ان گواہوں کا اتفاق ہو [4]	بدائع
۲۲	اور ان میں سے پانچویں شرط) یہ کہ حدود کے متعلق گواہی مذکروں کی ہو [5]	بدائع
۲۳	اور (ان میں سے چھٹی شرط) یہ کہ اگر مشہود علیہ (یعنی جس پر گواہی قائم کی گئی ہے وہ) مسلمان ہو تو گواہی ادا کرنے والے (بھی) مسلمان ہوں۔ [6]	بدائع
۲۴	اور (ان میں سے ساتویں شرط) یہ کہ حد قذف کے سوا باقی سبھی حدود سے متعلق گواہی میں تقادم العہد (یعنی وہ زائد المیعاد) نہ ہو حتیٰ کہ جب تقادم العہد ہو جائے تو ان حدود پر گواہی قبول نہ ہوگی اور اقرار کی صورت میں حکم اس کے خلاف ہے جیسا کہ حدود کی بحث میں واضح شدہ ہے [7]	بدائع
۲۵	اور (ان میں سے آٹھویں شرط) یہ کہ حدود و قصاص پر شہادت اصالتاً ہو۔	بدائع
۲۶	اور (ان میں سے نویں شرط) یہ کہ شہادۃ علی الشہادۃ کی صورت میں اصل گواہ کا حاضر ہونا متعذر (یعنی دشوار) ہو [8]	بحر رائق
۲۷	اور (شہادت کی شرطوں میں سے دوسری قسم یعنی شہادت ادا کرنے کی) بعض نوع وہ ہیں جن کا تعلق مشہود بہ (یعنی جس امر کی گواہی دی گئی ہے اس) سے ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ مشہود بہ امر معلوم ہو پس اگر مشہود بہ مجہول ہو تو وہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے قاضی کو مشہود بہ کا علم ہونا اس کے فیصلہ کی صحت کے لیے شرط ہے پس قاضی کو جس امر کا علم نہ ہو اسے اس کے متعلق فیصلہ ممکن نہیں ہوتا۔ [9]	بدائع
۲۸	اور اسی (مذکورہ) شرط کی بنا پر اس صورت کا حکم برآمد ہوتا ہے کہ جب دو مردوں نے قاضی کے ہاں یہ گواہی دی کہ فلاں شخص اس میت کا وارث ہے اس کے سوا اس میت کا کوئی وارث نہیں ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے مجہول امر کی گواہی دی ہے اس لیے کہ وراثت کے اسباب مجہول ہیں اور ان اسباب کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔ [10]	بدائع

[6] حکم نمبر ۳۰/۷ اور ۷/۳۲۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[7] حکم نمبر ۸۵ تا ۸۸/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[8] شہادۃ علی الشہادۃ کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۳۱، ۳/۱۱۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[9] حکم نمبر ۲۸/۱۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[10] حکم نمبر ۲۷/۱۱۵، ۱/۲۲۴، ۱۸/۲۲۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفہا ورکنہا وسبب ادائہا وحکمہا وشرائطہا واقسامہا — اقسام الشرائط	حوالہ
۴۱۶	**اقسام الشہادۃ** تعداد شق ۷	
۱	اما اقسام الشہادۃ فمنہا الشہادۃ علی الزنا وتعتبر فیہا اربعۃ من الرجال ومنہا الشہادۃ ببقیۃ الحدود والقصاص تقبل فیہا شہادۃ رجلین ولا تقبل فی ہذین القسمین شہادۃ النساء ۔	ہکذا فی الہدایۃ
۲	ومنہا الشہادۃ فی الولادۃ والبکارۃ وعیوب النساء فیما لا یطلع علیہ الرجال وتقبل فیہا شہادۃ امرأۃ واحدۃ مسلمۃ حرۃ عدلۃ والثنتان احوط ۔	ہکذا فی فتح القدیر
۳	وہل تشترط لفظۃ الشہادۃ قال مشائخ بلخ[1] مشائخ بخاری[2] تشترط وقال مشائخ عراق[3] لا تشترط ۔ والقدوری اعتمد علی الاول وعلیہ الفتوی ۔	کذا فی المحیط کذا فی الخلاصۃ
۴	ولو شہد بذلک رجل بان قال فاجأتہا فاتفق النظر الیہا فالجواب ان لا یمتنع قبول شہادتہ اذا کان عدلا فی مثل ہذا الموضع ۔	ہکذا فی المبسوط
۵	والصحیح انہ لا یشترط العدد لان شہادۃ الرجل اقوی من شہادۃ المرأۃ فلما ثبت المشہود بہ ہہنا بشہادۃ امرأۃ واحدۃ فبشہادۃ رجل واحد اولی ۔	کذا فی النہایہ
۶	ومنہا الشہادۃ بغیر الحدود والقصاص وما یطلع علیہ الرجال وشرط فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال کالنکاح والطلاق والعتاق والوکالۃ والوصایۃ ونحو ذلک مما لیس بمال ۔	کذا فی التبیین
۷	وما یتوقف علیہ کمال العقوبۃ وہو الاحصان من ہذا القسم حتی یثبت الاحصان بشہادۃ رجل وامرأتین عندنا ۔	کذا فی المحیط
	واللہ اعلم	

[1] حکم نمبر 1/464 ، 10/465 ، 504/466 ، 49/468 ، 29/473 نیز حکم نمبر 22/415 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[2] حکم نمبر 2تا4/416 ، 26/464 اور 7/419 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[3] جیسا کہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع امیریہ مصر ج ۵ ص 262 میں ہے (مترجم)

دفعات ذیلی نمبر	پہلا باب، شہادت کی تعریف، رکن، سبب ادا، حکم، شرائط اور اقسام کے احکام　　شہادت کی اقسام کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۶/۷	**شہادت کی قسمیں**　　اور اس میں ۷ شقیں ہیں	
۱	شہادت کی (چار) قسموں میں سے (پہلی قسم) زنا کی شہادت ہے اور اس میں چار مردوں کی (معتبر) شہادت کا اعتبار ہے اور ان میں سے (دوسری قسم) باقی حدود اور قصاص کے متعلق شہادت ہے اور ان میں دو مردوں کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے اور ان دونوں قسموں میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی [1]	ہدایہ
۲	اور ان میں سے (تیسری قسم) ولادت، بکارت اور عورتوں کے ایسے عیوب پر شہادت ہے جن میں مرد (عموماً) مطلع نہیں ہوتے اور ان میں ایک ایسی عورت کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے جو مسلمان ہو، آزاد ہو، عادلہ ہو اور دو عورتیں ہوں تو اس میں زیادہ احتیاط ہے [2]	فتح قدیر
۳	(د) اور کیا اس (مذکورہ شہادت میں) شہادت (یعنی گواہی) کا لفظ شرط ہوتا ہے (اس کے متعلق) بلخ اور بخاری کے مشائخ کا قول یہ ہے کہ شرط ہوتا ہے (ب) اور عراق کے مشائخ کا قول یہ ہے کہ شرط نہیں ہوتا [3] (ج) قدوری نے پہلے قول پر اعتماد کیا ہے اور اس پر فتویٰ ہے۔	محیط خلاصہ
۴	اور اگر اس (مذکورہ مندرجہ ۲/۱۶) کے متعلق ایک مرد نے شہادت دی مثلاً اس نے یوں کہا کہ میں اس کے ہاں اچانک آیا تو اس پر میری نظر اتفاقیہ پڑ گئی تو اس کے متعلق جواب یہ ہے کہ ایسے مواضع میں اس کی شہادت کی قبولیت ممنوع نہ ہوگی جب کہ وہ عادل ہو [4]	مبسوط
۵	اور (مذکورہ صورت میں) صحیح حکم یہ ہے کہ (اس شہادت میں گواہوں کی) تعداد شرط نہ ہوگی اس لیے کہ مرد کی شہادت عورت کی شہادت سے اقویٰ ہے پس جب اس صورت میں ایک عورت کی شہادت سے مشہود بہ ثابت ہے تو مرد کی شہادت سے بطریق اولیٰ ثابت ہے	نہایہ
۶	اور ان میں سے (چوتھی قسم) حدود اور قصاص کے علاوہ اور وہ امور جن پر مرد (بالعموم) مطلع ہوتے ہیں ان کے متعلق شہادت ہے اور ایسی شہادت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت شرط ہے خواہ وہ شہادت ایسے حق کے متعلق ہو جو مال ہو یا وہ حق مال کے علاوہ ہو مثلاً نکاح، طلاق، عتاق، وکالت، وصیت اور ان کی مانند امور جو مال نہیں ہیں [5]	تبیین
۷	اور (مذکورہ قسم کی طرح) وہ امر جس پر کمالِ عقوبت موقوف ہوتی ہے اور وہ احصان ہے وہ (بھی) اس (مذکورہ) قسم سے ہے۔ حتیٰ کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہمارے ہاں احصان ثابت قرار پاتا ہے [6] واللہ اعلم	محیط

[4] حکم نمبر ۱/۴۴۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۹/۴۴۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[6] حکم نمبر ۱/۴۴۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور حدِ زنا میں احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۹ تا ۲/۴۹۲ مع حواشی اور حد قذف میں احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائها والامتناع عن ذلک تحمل الشہادۃ وحد ادائها والامتناع عن ذلک	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائها والامتناع عن ذلک	
	دفعات ۱۷۱ تا ۱۷۱، عنوان ۱، تعداد شق ۳	
۱۷۱	**تحمل الشہادۃ وحد ادائها والامتناع عن ذلک**	
۱	لا بأس للانسان ان یحترز عن قبول الشہادۃ وتحملها وفی باب العین من کراهیۃ الواقعات رجل طلب منه ان یکتب شہادته او یشهد علی عقد فابی ذلک فان کان الطالب یجد غیرہ جاز له الامتناع عنه و الا فلا یسعه الامتناع۔	کذا فی الذخیرۃ
۲	وعلی هذا امر التعدیل اذا سئل من انسان فان کان هناک سواہ من یعدل له یسعه ان لا یجیب والا لم یسعه ان لا یقول فیه الحق حتی لا یکون مبطلا للحق۔	کذا فی المحیط
۳	ویلزم اداء الشہادۃ ویأثم بکتمانها اذا طلب المدعی و انما یأثم اذا علم ان القاضی یقبل شہادته و تعین علیه الاداء وان علم ان القاضی لا یقبل شہادته او کانوا جماعۃ فأدی غیرہ ممن تقبل شہادته فقبلت قالوا لا یأثم وان ادی غیرہ ولم تقبل شہادته یأثم من لم یؤد اذا کان ممن تقبل شہادته۔	کذا فی التبیین

۱؎ حکم نمبر ۱۷۱/۱ تا ۱۷۱/۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۷۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام — شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسرا باب، شہادت کے تحمل اور اس کی ادائیگی اور اس سے انکار کی حد کے احکام

دفعات ۱۷ تا ۱۷، عنوان ۱، تعداد شق ۵۵

۱۷ شہادت کے تحمل اور اس کی ادائیگی اور اس سے انکار کی حد — اور اس میں ۵۷ شقیں ہیں

۱ انسان کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ شہادت دینا قبول کرنے اور اس کے اٹھانے سے احتراز کرلے، الواقعات میں مکروہ امور کے متعلق باب العین میں ہے کہ کسی شخص سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ کسی عقد پر اپنی گواہی لکھ دے۔ یا گواہی ادا کرے تو اس نے اس سے انکار کیا تو اگر مطالبہ کرنے والا (گواہی کے لیے) اس شخص کے علاوہ کسی اور آدمی کو پاتا ہے تو اس شخص کے لیے اس سے انکار جائز ہے ورنہ اسے انکار کی گنجائش نہیں ہے [۱] — ذخیرہ

۲ اور اس مذکورہ حکم کی طرح تعدیل (یعنی کسی گواہ کو عادل یا غیر عادل قرار دینے) کا امر ہے جب کسی شخص سے (اس کے متعلق) سوال کیا جائے تو جب اس کے علاوہ وہاں کوئی اور ایسا ہے جو اس کی تعدیل کرسکتا ہے تو اس شخص کو نہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ (اس امر کو) کو قبول نہ کرے ورنہ اسے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس امر میں حق بات نہ کہے تاکہ وہ حق بات کو باطل کرنے والا نہ قرار پائے [۲] — محیط

۳ (الف) جب (کسی گواہ شخص سے) مدعی نے (شہادت) طلب کی تو اسے گواہی ادا کرنا لازم ہوگا اور وہ اس گواہی کے چھپانے سے گنہگار ہوگا مگر وہ گواہ شخص اس صورت میں گنہگار قرار پاتا ہے جب کہ وہ یہ جانے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس کی گواہی قبول کرلے گا اور اس گواہی کی ادائیگی اس پر متعین ہوگئی ہے (ب) اور اگر وہ گواہ شخص یہ جانتے کہ قاضی اس کی گواہی قبول نہیں کرے گا یا وہاں کئی لوگ موجود ہیں پس اس کے علاوہ کسی ایسے شخص نے گواہی دے دی جس کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے اور وہ گواہی قبول کی گئی تو اسے کے متعلق مشائخ کا قول ہے کہ (پھر) وہ گنہگار نہیں قرار پائے گا (ج) اور اگر اس گواہ شخص کے علاوہ کسی نے گواہی دی اور اس کی گواہی قبول نہ کی گئی تو وہ گواہ شخص جس نے (مطالبہ کے باوجود) گواہی نہیں دی وہ گنہگار قرار پائے گا جب کہ وہ ان لوگوں سے تھا کہ اس گواہی قبول کی جاسکتی تھی [۳] — تبیین

[۱] حکم نمبر ۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	حوالہ
۴۱۷ ۴	و ان کان ھو اسرع قبولا من آخرین لیس لہ الامتناع عن الاداء	کذا فی الوجیز للکردری
۵	و اذا کان موضع الشاہد بعیدا من موضع القاضی بحیث لا یمکنہ ان یغدو الی القاضی لاداء الشہادۃ و یرجع الی اھلہ فی یومہ ذلک قالوا لا یأثم۔	ھکذا فی التبیین
۶	سئل خلف عمن لہ شہادۃ و وقعت الخصومۃ عند قاض غیر عدل ھل یسعہ ان یکتم الشہادۃ حتی یشہد عند قاض عدل قال لہ ذلک۔	کذا فی الظہیریۃ
۷	و الشہادۃ فی الحدود یخیر فیہا الشاہد بین الستر و الاظہار والستر افضل الا انہ یجب ان یشہد بالمال فی السرقۃ فیقول اخذ ولا یقول سرق۔	ھکذا فی الھدایۃ
۸	و ما یتحملہ الشاہد علی نوعین نوع یثبت حکمہ بنفسہ بلا اشہاد کالبیع والاقرار وحکم الحاکم و الغصب والقتل فاذا سمع شاہد البیع و الاقرار وحکم الحاکم اورأی الغصب والقتل وسعہ ان یشہد علیہ و یقول اشہد انہ باع ولا یقول اشہدنی لئلا یکون کاذبا و نوع لا یثبت حکمہ بنفسہ کالشہادۃ علی الشہادۃ فاذا سمع شاہدا یشہد بشیء لم یجز لہ ان یشہد علی شہادتہ الا ان یشہدہ۔	کذا فی الکافی
۹	ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ الا اذا کان فی الداخل وحدہ	

[1] حکم نمبر ۱/۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] جیسا کہ کنز الدقائق کے حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لیے کہ اس صورت میں اسے ضرور لاحق ہوتا ہے اور اللہ تعالی کا حکم ہے کہ در وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيدٌ الایۃ (بقرہ آیت ۲۸۱ یعنی اور کسی کاتب اور گواہ کو نقصان نہ دیا جائے) ماخوذ از حاشیہ کنز للعینی ص ۲۵۴ (مترجم)

[3] جیسا کہ کنز الدقائق میں ہے کہ حدود میں گواہی کی بجائے ستر پسندیدہ ہے اور حاشیہ میں ہے کہ حدود میں شہادت کا چھپانا، اس کے اظہار کی نسبت پسندیدہ ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "من ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا و الآخرۃ"

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام ، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷/ ۴	اور (مذکورہ صورت میں) اگر وہ گواہ شخص ایسا ہو کہ دوسروں کی نسبت اس کی شہادت جلد قبول کی جا سکتی ہو تو اسے اس گواہی سے انکار روا نہیں ہے ۔[1]	وجیز للکردری
۵	اگر (مذکورہ صورت میں) اس گواہ کی جگہ قاضی کی (کچہری کی) جگہ سے اتنی دور ہو کہ اس گواہ کے لیے یہ ممکن نہ ہو کہ وہ صبح کو قاضی کے ہاں شہادت دینے جائے اور اس دن اپنے گھر واپس لوٹ آئے تو (پھر) اس کے متعلق مشائخ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ وہ (انکار کرنے سے) گنہگار نہ ہو گا ۔[2]	تبیین
۶	شیخ خلف رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کے پاس گواہی ہے اور وہ مقدمہ ایک غیر عادل قاضی کے ہاں پیش ہے تو کیا اس گواہ شخص کے لیے یہ گنجائش ہے کہ وہ اس گواہی کو چھپائے حتیٰ کہ ایک عادل قاضی کے ہاں وہ گواہی دے تو آپ نے فرمایا کہ اسے ایسا کرنے کی گنجائش ہے ۔	ظہیریہ
۷	حدود کی شہادت میں گواہ کو وہ گواہی چھپانے یا ظاہر کرنے کا اختیار ہے اور چھپانا افضل ہے لیکن چوری کے مقدمہ میں مال کے متعلق شہادت واجب ہے بس وہ یوں کہے کہ اس نے (مال) لیا ہے اور یوں نہ کہے کہ اس نے مال چوری کیا ہے ۔[3]	ہدایہ
۸	(۱) گواہ جن شہادتوں کا متحمل ہوتا ہے وہ دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس گواہی کا تحمل (گواہ کئے بغیر) خود بخود ثابت قرار پاتا ہے مثلاً بیع، اقرار، قاضی کا فیصلہ، غصب اور قتل پس جب گواہ نے بیع یا اقرار یا قاضی کا فیصلہ سنا یا اس نے غصب یا قتل کرتے دیکھا تو اسے گواہی دینے کی گنجائش حاصل ہے خواہ اسے اس پر گواہ نہ بنایا گیا ہو اور وہ گواہ (اسی گواہی میں) یوں کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے (مثلاً) بیع کی اور وہ گواہ یوں نہ کہے گا کہ اس نے مجھے (بیع کے متعلق) گواہ کیا تاکہ وہ گواہ جھوٹا نہ قرار پائے ۔ (ب) اور (گواہ جن شہادتوں کا متحمل ہوتا ہے ان میں سے) ایک اور (یعنی دوسری) قسم وہ ہے کہ اس گواہی کا تحمل (گواہ کئے بغیر) خود بخود ثابت نہیں قرار پاتا مثلاً گواہی پر گواہی۔ پس جب کسی شخص نے کسی گواہ کو کسی امر پر گواہی دیتے سنا تو اس شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کی گواہی پر گواہی دے لیکن اگر وہ گواہ اسے اپنی گواہی پر گواہ کرے تو پھر جائز ہے ۔[4]	کافی
۹	اگر کسی (گواہ) شخص نے پردہ میں سے (کسی آدمی کا اقرار) سنا تو اسے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس پر گواہی دے اس لیے کہ اس کا احتمال موجود ہے کہ وہ کوئی اور ہو کیونکہ آواز کی لے ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتی ہے لیکن اگر اندر (پردہ میں) صرف وہی آدمی ہو اور اس (گواہ) نے اندر جا کر جان لیا کہ اس جگہ اس آدمی	

الحدیث (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۹۸ عن ابن عمر رض) اور آیت "وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ"
(بقرۃ آیت ۲۸۳) ـــــــــ یعنی اور جو کوئی اس گواہی کو چھپائے گا اس کا قلب گنہگار ہو گا) یہ حکم حقوق العباد کے متعلق ہے ماخوذ از کنز مع حاشیہ للعینی ص ۲۵ اور حدود کے علاوہ میں شہادت کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

[3] شہادۃ علی الشہادۃ کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۵۱ اور اس کے طریقہ کے متعلق ۹ تا ۱۲/ ۲۳۱ اور اس کے مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۲۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک، تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	حوالہ
۱۷	ودخل وعلم الشاهد انه ليس فيه غيره ثم جلس على المسلك وليس له مسلك غيره فسمع اقرار الداخل ولا يراه لانه يحصل به العلم وينبغي للقاضي اذا فسر له لا يقبله ۔	كذا في التبيين
۱۰	اختلف المشائخ[رح] في جواز تحمل الشهادة على المرأة اذا كانت متنقبة بعض مشائخنا[رح] قالوا لا يصح التحمل عليها بدون رؤية وجهها و بعض مشائخنا[رح] توسعوا في هذا وقالوا يصح عند التعريف وتعريف الواحد يكفي والمثنى احوط والى هذا مال الشيخ الامام المعروف بخواهرزاده والى القول الاول مال الشيخ الامام شمس الاسلام الاوزجندي[رح] والشيخ الامام ظهير الدين[رح] وضرب من المعقول يدل الى هذا فانا اجمعنا على انه يجوز النظر الى وجهها لتحمل الشهادة ثم على قول ابي يوسف[رح] ومحمد[رح] اذا اخبره عدلان انها فلانة فذلك يكفي وعلى قول ابي حنيفة[رح] لا تحل له الشهادة على النسب مالم يسمع من جماعة لا يتصور تواطؤهم على الكذب ۔	كذا في الظهيرية
	والفقيه ابوبكر الاسكاف[رح] كان يفتي بقولهما في هذه المسئلة وهو اختيار نجم الدين النسفي[رح] وعليه الفتوى فان عرفها باسمها ونسبها عدلان ينبغي للعدلين ان يشهدا على شهادتهما هؤلاء الشهود كما هو طريق الاشهاد على الشهادة حتى يشهد واعند القاضي على شهادتهما بالاسم والنسب ويشهدوا باصل الحق بطريق الاصالة فيجوز ذلك بلا خلاف ۔	كذا في المحيط
	وكان الفقيه ابو الليث[رح] يقول اذا اقرت المرأة من وراء الحجاب وشهد عنده اثنان انها فلانة لا يجوز لمن سمع اقرارها ان يشهد على اقرارها الا اذا رأى شخصا يعني حال ما اقرت فحينئذ يجوز له ان يشهد على اقرارها شرط رؤية شخصها لا رؤية وجهها ۔	كذا في الذخيرة

[1] جیساکہ درمختار مع رد المختار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب گواہ کو ظاہر ہوگیا کہ گھر کے اندر اس آدمی کے سوا اور کوئی نہ تھا تو اس کی وہ گواہی جائز قرار پائے گا لیکن اگر اس گواہ نے مذکورہ تشریح کی تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی یہ درر میں ہے اور رد المختار میں ہے کہ اگر اس گواہ نے (یہ تشریح کی

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام ۔ شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی اور اس سے انکار کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷	کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے پھر وہ گواہ (اس پردہ کی جگہ کے) راستہ پر آبیٹھا ہو اور اس جگہ کا کوئی اور راستہ نہ ہو پھر اس نے پردہ کے اندر والے کا اقرار سنا حالانکہ وہ (گواہ) اسے دیکھ نہیں رہا تو مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ گواہی دے سکتا ہے) اس لیے کہ اس سے علم حاصل ہو جاتا ہے، اور قاضی کو چاہیئے کہ اگر اس گواہ نے (اس گواہی کی مذکورہ کیفیت کی) تشریح کی تو وہ اس (گواہی کے اٹھانے) کو قبول نہ کرے [1]	تبیین
۱۰	(د) جب کوئی عورت نقاب ڈالے ہو تو اس کے متعلق گواہی کے تحمل کے جواز میں مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے ہمارے بعض مشائخ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اس عورت کا چہرہ دیکھے بغیر اس کے متعلق گواہی کا تحمل صحیح نہیں قرار پاتا اور ہمارے بعض مشائخ رحمہ اللہ نے اس میں گنجائش دی ہے اور ان کا قول یہ ہے کہ اس کی شناخت کر دینے کی صورت میں (اس کے متعلق گواہی کا تحمل) صحیح قرار پاتا ہے اور (اس میں) ایک شخص کی شناخت کفایت کر جاتی ہے اور (شناخت کنندہ) دو ہو جائیں تو اس میں زیادہ احتیاط ہے اور اس قول کی طرف الامام المعروف بخواہر زادہ رحمہ اللہ مائل ہوتے ہیں اور پہلے قول کی طرف الشیخ الامام شمس الاسلام الاوزجندی رحمہ اللہ اور الشیخ الامام ظہیر الدین رحمہ اللہ مائل ہوئے ہیں اور عقلی مثال بھی اس پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ ہمارا اجماع ہے کہ گواہی کے تحمل کے لیے عورت کے چہرے پر نظر ڈالی لینا جائز ہے پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں جب اسے دو عادلوں نے خبر دی کہ یہ عورت فلانہ ہے تو یہ کفایت کر جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں اسے نسب پر گواہی دینا حلال نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ایک ایسی جماعت سے نہ سن لے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا (عقلاً) متصور نہ ہو۔	ظہیریہ
	(ب) اور فقیہ ابو بکر الاسکاف رحمہ اللہ اس (مذکورہ) مسئلہ میں صاحبین رحمہما اللہ (یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ) کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور امام نجم الدین النسفی رحمہ اللہ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور اس پر فتویٰ ہے پس اگر دو عادلوں نے اس عورت کے نام اور نسب کی شناخت کر دی تو ان دو عادلوں کو چاہیئے کہ اپنی اسی گواہی پر (مقدمہ کے اصل) گواہوں کو گواہ کر لیں جیسا کہ گواہ کر لینے کا قاعدہ ہے، حتیٰ کہ وہ (اصل) گواہ (اس عورت کے) نام و نسب کے بارے میں قاضی کے ہاں ان دو عادلوں کی گواہی پر گواہی دیں اور وہ اصل حق کے بارے میں اصالۃً گواہی دیں تو ایسا کرنا بلا خلاف جائز ہوگا۔	محیط
	(ج) فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب کسی عورت نے پردہ کی آڑ میں سے اقرار کیا اور اس (یعنی سننے والے شخص) کے ہاں دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ عورت فلانہ ہے تو جس شخص نے اس عورت کا وہ اقرار سنا ہے، اسے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس عورت کے اس اقرار پر گواہی دے لیکن جب اس شخص نے اس عورت کے اقرار کی حالت میں اس عورت کی شخصیت (یعنی وجود کی صورت) دیکھی تو پھر اس شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اس عورت کے اس اقرار پر گواہی دے تو آپ نے (یعنی فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے) اس عورت کی شخصیت دیکھنا شرط کیا اس کا چہرہ دیکھنا شرط نہیں کیا۔	ذخیرہ

[1] کہ اس نے پردہ کے اندر سے سن کر گواہی دی ہے تو پھر وہ گواہی قبول نہ ہوگی مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۴ ص ۴۱۵ حکم نمبر ۹ تا ۱۸ / ۲۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذٰلک، تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذٰلک	حوالہ
۱۰	لو کشفت امرأۃ وجہہا و قالت انا فلانۃ بنت فلان لا یحتاجون الی شہود المعرفۃ فان قالت یحتاجون الی شاہدین یشہدن ان انہا کانت فلانۃ بنت فلان واذا لم تسفر وجہہا و شہد شاہدان انہا فلانۃ بنت فلان لم یحل لہما ان یشہدا بذٰلک یحق علی اقرار فلانۃ اَمَّا[1] یجوز ان یشہدا ان امرأۃ اقرت بکذا و شہد عندنا شاہدان انہا فلانۃ بنت فلان۔	ھکذا فی الملتقط
۱۱	اذا شہدا علی امرأۃ سمیاھا ونسباھا وکانت حاضرۃ فقال القاضی للشہود ھل تعرفون المدعا علیہا فقالا لا فالقاضی لا یقبل شہادتہما ولو قال تحملنا الشہادۃ عن امرأۃ نسبہا واسمہا کذا ولکن لا ندری ان ھذہ المرأۃ ھل ھی بعینہا ام لا صحت شہادتہما علی المسماۃ وکانت علی المدعی اقامۃ البینۃ ان ھذہ ھی التی سموھا و بینوھا نسبا۔	کذا فی المحیط
۱۲	ویصح تعریف من لا یصلح شاھدا لہا سواء کان الاشہاد لہا او علیہا ومن المشائخ رحمہم اللہ من قال ان کان الاشہاد لہا لا یصح التعریف ممن لا یصلح شاھدا لہا واختار نجم الدین النسفی رحمہ اللہ القول الاول۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
۱۳	وسئل علی بن احمد رحمہ اللہ عن امرأۃ اقرت عند رجلین انہا اعتقت ھذہ الجاریۃ ولم یریا وجہ المعتقۃ ھل لہما ان یشہدا بذٰلک قال لا ما لم یعرفاھا فان لم یفارقاھا منذ اعتقتہا و سمعا ان یشہدا علیہا بالاعتاق۔	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الیتیمۃ
۱۴	اذا کان لرجل علی رجل حق فیقر فی السر و یجحد فی العلانیۃ وعجز صاحب الحق عن الوصول الی حقہ فاحتال ذٰلک و اخفی	

[1] قولہ "اما یجوز" الخ کذا فی الاصل المنقول عنہ و یقع التعبیر بمثلہ کثیرا فی المحیط وغیرہ والاظہر "انما" الخ اھ مصححہ۔ مولی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی فقرہ "اما یجوز" منقول عنہ الاصل میں یوں ہی ہے اور اور المحیط وغیرہ میں اس قسم کی تعبیر اکثر واقع ہوئی ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ فقرہ یوں ہے کہ "انما یجوز" یعنی البتہ یہ جائز ہے یا سوائے اس کے نہیں کہ یہ جائز ہے اھ نیز فتاوی عالمگیری عربی

دفعات وضمنی نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰	(د) اگر کسی عورت نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا کہ میں فلاں شخص کی بیٹی فلانہ ہوں تو (اس مقدمہ کے) گواہوں کو شناخت کرنے کے گواہوں کی ضرورت نہیں ہے پس اگر اس عورت کی وفات ہوگئی تو (اس مقدمہ کے) گواہوں کو ایسے دو (شناختی) گواہوں کی ضرورت ہوگی جو یہ گواہی دیں کہ وہ عورت فلاں شخص کی بیٹی فلانہ ہے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت نے اپنا چہرہ ننگا نہ کیا اور دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ فلاں شخص کی بیٹی فلانہ ہے تو ان دونوں کے لیے (یعنی اس مقدمہ کے دونوں گواہوں کے لیے) یہ حلال نہیں کہ وہ اس (امر) کے متعلق یعنی اس فلانہ کے اقرار پر گواہی دیں البتہ (اس صورت میں) یہ جائز ہے کہ وہ دونوں یہ گواہی دیں کہ ایک عورت نے اس (امر) کے متعلق اقرار کیا ہے اور ہمارے ہاں دو گواہوں نے یہ گواہی دی ہے کہ وہ فلاں کی بیٹی فلاں ہے [1]	ملتقط
۱۱	(د) جب دو گواہوں نے کسی عورت پر گواہی دی اور انہوں نے اس کا نام و نسب بیان کیا اور وہ (عدالت میں) حاضر تھی تو قاضی نے گواہوں سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو پہچانتے ہو تو انہوں نے کہا کہ نہیں تو قاضی ان کی وہ گواہی قبول نہ کرے گا (ب) اور اگر ان دونوں گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے ایک عورت کے متعلق گواہی اٹھائی ہے جس کا نام (و نسب) یہ ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ کیا یہ عورت بعینہ وہی ہے یا نہ تو ان دونوں کی وہ گواہی اس نام (و نسب) کی عورت پر درست ہے اور اس امر پر گواہی قائم کرنا مدعی کے ذمہ ہے کہ یہ عورت وہی ہے جس کا ان گواہوں کے نام لیا اور اس کی نسب بیان کی۔	محیط
۱۲	(د) اور (کسی عورت کی شناخت کے لیے) اس شخص کی شناخت (بھی) صحیح قرار پاتی ہے جس کی گواہی اس عورت کے متعلق قبول نہیں ہوتی خواہ وہ گواہی (جس میں اس عورت کی شناخت) مطلوب ہے) اس عورت کے لیے ہو (یعنی اس کے حق میں ہو) یا (وہ گواہی) اس پر ہو (یعنی اس کے خلاف ہو) (ب) اور بعض مشائخ رہ کا قول یہ ہے کہ اگر وہ گواہی دینا اس عورت کے لیے تھا تو اس شخص کی شناخت صحیح نہیں قرار پاتی جو ان لوگوں میں سے ہو جن کی گواہی اس عورت کے حق میں صحیح نہیں قرار پاتی (ج) اور امام نجم الدین النسفی رحمہ نے پہلا قول اختیار کیا ہے	فصول عمادیہ
۱۳	علی بن احمد رہ سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے اس جاریہ کو آزاد کر دیا ہے اور ان دونوں نے آزاد کرنے والی کا چہرہ نہیں دیکھا تو کیا وہ دونوں اس آزاد کرنے پر گواہی دے سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں جب تک کہ وہ دونوں اس کی شناخت نہ کریں پس اگر وہ دونوں جب سے اس عورت نے اس جاریہ کو آزاد کیا، اس عورت سے جدا نہ ہوئے تو انہیں گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس عورت پر (اس جاریہ کو) آزاد کرنے کی گواہی دیں۔	تتارخانیہ
۱۴	(د) جب کسی شخص کا کوئی حق (مثلاً قرض) کسی آدمی کے ذمہ تھا اور وہ آدمی اس حق سے متعلق خفیۃً اقرار کرتا اور اعلانیۃً اس سے انکار کرتا ہے تو صاحب حق نے اپنا حق وصول کرنے سے عاجز ہو کر یہ حیلہ کیا کہ اس نے چند	

[1] مطبوعہ مطبع الیمنیہ مصر ج ۳ ص ۵۲۵ اور مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ہند ج ۳ ص ۲ میں بھی (ا) ما۔۔ ہی درج ہے (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱/۱۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک، تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	حوالہ
۴۱۷	قوما من العدول فی بیتہ ثم استحضرہ وطلبہ الحق واقر بذلک سرا وخرج فسمع الشہود حل لہم ان یشہدوا عند علمائنا[1] لان العلم قد حصل وقیل لا یحل لان فیہ تدلیسا وغدرا ولکن انما یجوز اذا کان الشہود یرون وجہہ وان کانوا لا یرون وجہہ ولکن یسمعون کلامہ لا یحل لہم ان یشہدوا وان شہدوا وفسروا للقاضی لم یقبل شہادتہم الا اذا احاطوا بہ علما۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۵	واذا عاین الملک دون المالک بان عاین ملکا بحدودہ ینسب الی فلان ابن فلان ولم یعاینہ بوجہہ ولا عرفہ بنسبہ فعلی الاصح وسعہ ان یشہد وتقبل۔	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۶	وان لم یعاین الملک والمالک ولکن سمع من الناس قالوا لفلان بن فلان فی قریۃ کذا ضیعۃ حدودہا کذا وہو لم یعرف تلک الضیعۃ ولا یدہ علیہا لا یحل لہ ان یشہد لہ بالملک۔	کذا فی الکافی
۱۷	وان عاین المالک دون الملک بان عرف الرجل معرفۃ تامۃ وسمع ان لہ فی قریۃ کذا ضیعۃ وہو لا یعرف تلک الضیعۃ بعینہا لا یسعہ ان یشہد۔	کذا فی الکافی
۱۸	وان عاین الشاہد المالک والملک بان عرف المالک بوجہہ واسمہ ونسبہ وعرف الملک بحدودہ وحقوقہ ورآہ فی یدہ یتصرف فیہ تصرف الملاک ویدعی انہ لہ ویقع فی قلبہ انہ لہ حل ان یشہد لہ بالملک۔	ھکذا فی المحیط
۱۹	ذکر فی المنتقی اذا رأیت فی ید رجل متاعا او دارا ووقع فی قلبک انہ لہ ثم رأیتہ بعد ذلک فی ید غیرہ وسعک ان تشہد انہ للاول واذا اردت ان تشہد انہ للاول فشہد عندک شاہدا عدل ان الذی فی یدہ الیوم کان ہو اودعہ للاول بحضرتہما لم یسعک ان تشہد انہ للاول بخلاف ما اذا شہد بہ عدل واحد الا ان یقع	

[1] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۲۶۹/۴۱۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وضمنی نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۷/۷	عادل گواہوں کو اپنے گھر میں چھپا دیا اور پھر اس آدمی کو حاضر کر کے اس سے (اپنا) حق طلب کیا اور اس آدمی نے اس حق کے متعلق خفیہ اقرار کیا اور چلا گیا اور ان گواہوں نے سن لیا تو ہمارے تینوں علماء کے ہاں ان گواہوں کو حلال ہے کہ وہ گواہی دیں اس لیے کہ علم حاصل ہو گیا ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں وہ گواہی) حلال نہیں ہے اس لیے کہ اس میں فریب اور خیانت ہے (ج) لیکن مذکورہ جواز اس صورت میں ہے کہ جب گواہ اس آدمی کا چہرہ دیکھتے ہوں اور اگر وہ اس کا چہرہ نہ دیکھتے ہوں مگر اس کا کلام سنتے ہوں تو ان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ گواہی دیں۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) انہوں نے گواہی دی اور قاضی کے ہاں (اس صورت کی) تشریح کی تو قاضی ان کی وہ گواہی قبول نہ کرے گا لیکن اگر انہیں اس کے متعلق پورا علم حاصل ہو گیا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان کی وہ گواہی قبول ہو سکے گی) لے	محیط سرخسی
۱۵	جب کسی گواہ نے ملکیت کو دیکھا اور مالک کو نہ دیکھا مثلاً اس نے کسی مملوک چیز کو اس کی حدود کے ساتھ دیکھا جو فلاں بن فلاں (کی ملکیت) کی طرف منسوب ہے اور اس نے مالک کا چہرہ نہ دیکھا اور نہ اس کی نسب کو پہچانا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسے وہ گواہی دینے کی گنجائش ہے اور وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	خزانۃ المفتین
۱۶	اگر کسی گواہ نے ملکیت اور مالک دونوں کو نہ دیکھا لیکن اس نے لوگوں سے یہ سنا کہ فلاں بن فلاں شخص کی اس گاؤں میں زمین ہے جس کا حدود اربعہ یہ ہے اور وہ گواہ اس زمین کو اور اس پر اس شخص کے قبضہ کو نہیں جانتا تو اسے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس شخص کے لیے ملکیت کی گواہی دے۔	کافی
۱۷	اگر کسی گواہ نے مالک کو دیکھا ملکیت کو نہ دیکھا مثلاً وہ اس شخص کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہے اور اس نے لوگوں سے سنا کہ اس شخص کی اس گاؤں میں زمین ہے اور وہ گواہ اس زمین کو بعینہٖ نہیں پہچانتا تو اس گواہ کو یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ گواہی دے۔	کافی
۱۸	اگر کسی گواہ نے مالک اور ملکیت دونوں کو دیکھا مثلاً اس نے مالک کو اس کے چہرے، نام، نسب کے ساتھ جانا اور ملکیت کو اس کے حدود اربعہ) اور حقوق کے ساتھ جانا اور اس نے اس ملکیت کو دیکھا کہ وہ اس (مالک) شخص کے قبضہ میں ہے وہ اس میں مالکانہ تصرف کرتا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کی ملکیت ہے اور اس (گواہ) کے دل میں بھی یہی واقع ہوتا ہے کہ وہ اس کی ہے تو اس گواہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس شخص کے لیے (اس کی) ملکیت کی گواہی دے۔	محیط
۱۹	(د) المنتقیٰ میں ہے کہ جب تو نے کسی شخص کے قبضہ میں کوئی سامان یا گھر دیکھا اور تیرے دل میں یہی تاثر ہوا کہ یہ اس کا ہے پھر اس کے بعد تو نے اس شئے کو کسی اور آدمی کے قبضہ میں دیکھا تو تجھے یہ گنجائش حاصل ہے کہ تو یہ گواہی دے کہ وہ شئے اس پہلے شخص کی ہے اور جب تو نے اس پہلے شخص کے لیے گواہی دینے کا ارادہ کیا تو تیرے ہاں دو عادلوں نے یہ گواہی دی کہ وہ شئے اس آدمی کی ہے جس کے قبضہ میں اب ہے اس آدمی نے ان دونوں کے سامنے اس پہلے شخص کے ہاں (وہ شئے) بطور امانت رکھی تھی تو (اس صورت	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک، تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	حوالہ
۱۱۱	فی قلبک ان ھٰذا الواحد صادق ولم یذکر فی الجامع الصغیر "ووقع فی قلبہ انہ لہ" ولم یذکر التصرف مع الید والصحیح ماذکر فی المنتقی ۔	
	وکذلک کل امر ظاہر یجوز فیہ الشہادۃ بالسماع کالموت، والنکاح والنسب اذا وقع فی قلبک انہ حق ماسمعتہ من الخبر فتشہد عندک عدلان بخلاف ما وقع فی قلبک لم یسعک ان تشہد بما وقع فی قلبک الا ان تستیقن انہما کاذبان وان شہد بہ عندک عدل واحد وسعک ان تشہد بما وقع فی قلبک من الامر الاول الا ان یقع فی قلبک ان ھٰذا الواحد صادق فیما یشہد ۔	وکذا فی فتاوی قاضیخان
	وینبغی ان لا یبین بما استناد العلم من معاینۃ الید حتی لو بین ذلک ترد ۔	کذا فی الکافی،
	والقاضی الامام یقول اذا رأی شیئاً فی ید رجل یتصرف فیہ والناس یقولون انہ ملکہ الا انہ وقع فی قلب الرائی انہ ملک غیرہ لا ملکہ وانہ یتصرف بأمر ذلک الغیر لا یحل لہ ان یشہد بالملک وعلیہ فتوی کثیر من مشائخنا ۔	کذا فی المحیط
	واذا عاین العبد والامۃ فی ید انسان یخدمانہ فان کان یعرف انہما رقیقان جاز لہ ان یشہد انہما ملکہ سواء کانا صغیرین	

[1] یعنی اس طرح المنتقی میں یہ بھی مذکور ہے جیسا کہ حکم ہذا کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ "والصحیح ماذکر فی المنتقی لان الید محتملۃ وکذا التصرف فلا یحل لہ ان یشہد مالم یقع فی قلبہ انہ لہ ثم قال فی المنتقی وکذلک کل امر ظاہر تجوز فیہ الشہادۃ بالسماع کالموت والنکاح والنسب الخ یعنی صحیح حکم یہ ہے جو المنتقی میں مذکور ہے اس لیے کہ قبضہ میں اس طرح تصرف میں احتمال باقی رہتا ہے پس جب تک اسکے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۹ / ۲۷	ہیں) تجھے یہ گنجائش حاصل نہیں ہے کہ تو یہ گواہی دے کہ وہ شئی پہلے شخص کی ہے اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب اس (شئی) کے متعلق ایک عادل نے (مذکورہ) گواہی دی (یعنی پھر اسے پہلے شخص کے لیے گواہی کی گنجائش حاصل ہے) لیکن اگر تیرے دل میں یہ تاثر ہوا ہو کہ یہ ایک (عادل گواہ) سچا ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر تجھے پہلے شخص کے لیے گواہی کی گنجائش حاصل نہیں ہے) اور الجامع الصغیر میں یہ (عبارت) مذکور نہیں ہے کہ "اس کے دل میں یہ تاثر ہوا کہ وہ اس کی ہے" نیز اس میں (یعنی الجامع الصغیر میں) قبضہ مع تصرف کا ذکر (بھی) نہیں ہے اور صحیح یہ ہے جو المنتقی میں مذکور ہے۔	
	(ب) اور اس طرح المنتقی میں ہے کہ[1] ہر ایسا امر ظاہر جس میں (لوگوں سے) سنکر گواہی دینا جائز ہوتا ہے مثلاً موت، نکاح اور نسب سننے کے متعلق جب تیرے دل میں یہ تاثر ہوا کہ اس کے متعلق جو خبر تو نے سنی ہے وہ حق ہے پھر دو عادلوں نے تیرے ہاں تیرے دل کے تاثر کے خلاف گواہی دی تو تجھے یہ گنجائش نہیں ہے کہ تو اپنے دل کے تاثر کے بموجب گواہی دے لیکن اگر تجھے یہ یقین ہو کہ وہ دونوں جھوٹ کہہ رہے ہیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر تو اپنے دل کے اس تاثر کے مطابق گواہی دے سکتا ہے) اور اگر اس کے متعلق ایک عادل نے تیرے ہاں (وہ) گواہی دی تو تجھے یہ گنجائش حاصل ہے کہ تو اپنے دل کے تاثر کے پہلے امر کے مطابق گواہی دے لیکن اگر تیرے دل میں یہ تاثر ہوا کہ یہ ایک (عادل) گواہ اپنی (اس) گواہی میں سچا ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر تجھے اپنے دل کے تاثر کے پہلے امر کے مطابق گواہی کی گنجائش نہیں ہے)	قاضی خان
	(ج) اور (مذکورہ صورت میں) چاہئیے کہ اس (گواہ) نے قبضہ (وغیرہ) کے لیے دیکھنے سے جس طور پر اس شئی کے متعلق علم حاصل کیا ہے وہ اسے بیان نہ کرے حتی کہ اگر اس نے اسے بیان کیا تو اس کی وہ گواہی رد کی جائے گی۔	کافی
	(د) اور القاضی الامام (یعنی امام ابو یوسف رح) کا قول ہے کہ جب کسی شخص نے کوئی چیز کسی آدمی کے قبضہ میں دیکھی کہ وہ اس میں تصرف کرتا ہے اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ اس کی ملکیت ہے لیکن دیکھنے والے کے دل میں یہ تاثر آتا ہے کہ وہ چیز اس کی ملکیت نہیں وہ کسی اور کی ملکیت ہے اور یہ آدمی اس دوسرے کے امر سے تصرف کرتا ہے تو دیکھنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی ملکیت کی گواہی دے اور اسی پر ہمارے بہت سے مشائخ رح کا فتوی ہے	محیط
	(ر) جب کسی شخص نے کسی غلام یا لونڈی کو کسی آدمی کے قبضہ میں اس کی خدمت کرتے دیکھا تو اگر وہ شخص جانتا ہے کہ وہ دونوں غلام ہیں تو اس کے لیے یہ گواہی دینا جائز ہے کہ وہ دونوں اس	

[1] دل میں یہ تاثر واقع نہ ہو کہ وہ شئی اس کی ہے اسے جائز نہیں ہوتا کہ وہ یہ گواہی دے کہ وہ شئی اس کی ہے پھر المنتقی میں مذکور ہے کہ پھر ایسا امر ظاہر جس میں (لوگوں سے) سن کر گواہی جائز ہوتی ہے مثلاً موت، نکاح اور نسب کی خبر سننا الخ ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۲ ص ۴۸۴ اور سنکر گواہی جائز کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۷ کے حاشیہ میں فتاوی البزازیہ کا حوالہ اور ۲۹، ۲ / ۲۷ ۲۲٫۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة وحد ادائها والامتناع عن ذلك، تحمل الشهادة وحد ادائها والامتناع عن ذلك	حوالہ
١٩ / ٤٦٢	او كبيرين وان لم يعرف رقبتهما فان كانا صغيرين لا يعبران عن انفسهما فكذلك وان كانا كبيرين يعبران عن انفسهما سواء كانا صبيين عاقلين او بالغين لا تحل له الشهادة عليهما	هكذا في فتح القدير
	وفي الواقعات اذا علم الشاهد ان الدار للمدعي فشهد عندهما شاهدان عدلان ان المدعي باع الدار من الذي في يديه قال محمد رح يشهدان بما علما ولا يلتفتان الى شاهدي البيع ـ	كذا في المحيط
	ذكر الناطفي عاينا نكاحا او بيعا او قتلا فلما اراد ان يشهد اشهد عندهما عدلان بانه طلقها ثلاثا او كان البائع اعتق العبد قبل بيعه او الولي عفى عنه بعد القتل لا يحل لهما ان يشهدا بالنكاح وغيره وان كان واحدا عدلا لا يسعه ترك الشهادة ـ	كذا في الوجيز للكردري
	اذا اقر الرجل بمال بين يدي رجل لرجل آخر ثم انكر وطلب المقر له شهادته واخبر شاهدان عدلان بان ذلك الذي اقر به المقر قد صار له ببيع او هبة فانه يشهد الشاهد بما كان يعلم من ذلك	كذا في الذخيرة
	رجل اقر بين يدي قوم اقرارا صحيحا ان لفلان عليه الف درهم ثم جاء عدلان او ثلاثة الى هؤلاء الشهود وقالوا لا تشهدوا لفلان على فلان بالدين فانه قضى جميع ما كان عليه من الدين كان لهم الخيار ان شاؤا امتنعوا عن الشهادة وان شاؤا شهدوا بذلك وذكروا القصة للقاضي كي لا يقضي بالباطل هكذا روي عن محمد رح وعنه رح في رواية يشهدون انه كان عليه ذلك ولا يشهدون انه عليه قال الشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل رح اذا شهد عدلان عند الشاهدين انه صاحب المال قد استوفى دينه او انه ابرأ المطلوب عن دينه لا يسعهما ان يمتنعا عن الشهادة على الاقرار بالدين الا ان يكونا سمعا اقرار الطالب بالابراء او بالاستيفاء وهكذا روي عن ابي يوسف رح ـ	كذا في فتاوى قاضيخان

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ

۱۹/۷/۱۷

آدمی کی ملک میں خواہ وہ دونوں چھوٹے ہوں یا بڑی عمر کے ہوں حکم برابر ہے اور اگر وہ شخص ان کے مملوک ہونے کے متعلق نہیں جانتا تو اگر وہ دونوں ایسے چھوٹے ہوں کہ وہ اپنے متعلق بیان نہیں کر سکتے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ دونوں ایسی بڑی عمر کے ہوں کہ وہ اپنے متعلق بیان کر سکتے ہیں تو خواہ سوجھ بوجھ والے بچے ہوں یا بالغ ہوں اس شخص کے لیے ان کے متعلق (مذکورہ) گواہی دینا جائز نہیں ہوتا۔ — فتح قدیر

(س) الواقعات میں ہے کہ جب دو گواہوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ گھر مدعی کا ہے پھر ان دونوں گواہوں کے ہاں دو عادل گواہوں نے گواہی دی کہ اس مدعی نے وہ گھر اس آدمی کے ہاتھ بیع کر دیا ہے جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے تو اس (صورت کے) متعلق امام محمد رح کا قول ہے کہ (اس گھر کے متعلق) وہ دونوں گواہ اپنے علم کے مطابق گواہی دیں گے اور بیع کے گواہوں پر توجہ نہ دیں گے۔ — محیط

(ص) الناطفی رح نے ذکر کیا ہے کہ دو شخصوں نے نکاح، بیع یا قتل واقع ہوتے دیکھا پھر جب ان دونوں نے گواہی دینا چاہی تو دو عادلوں نے ان کے ہاں گواہی دی کہ اس (نکاح والے) شخص نے اس عورت کو تین طلاق دے دی تھیں یا بائع نے بیع سے پہلے اس غلام کو آزاد کر دیا تھا یا (قتل کے) ولی نے اس قتل کے قاتل کو معاف کر دیا تھا تو ان دونوں شخصوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس نکاح وغیرہ کے متعلق گواہی دیں اور اگر (ان دو عادلوں کی مذکورہ گواہی کی بجائے) وہ (گواہ) ایک ہی عادل (گواہ) تھا تو (اس سے ان دونوں شخصوں میں سے) کسی کو اس گواہی کے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ — وجیز کردری

(ط) جب کسی شخص نے کسی آدمی کے لیے کسی آدمی کے سامنے مال کا اقرار کیا پھر انکار کر دیا اور جس کے لیے اقرار کیا تھا اس نے اس آدمی کی گواہی طلب کی اور دو عادل گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مال جس کا اقرار، اقرار کنندہ نے کیا تھا وہ بیع یا ہبہ کی وجہ سے اس کا ہو چکا تو وہ گواہ آدمی اس (اقرار) کے متعلق وہ گواہی دے گا جو وہ اس کے متعلق جانتا ہے۔ — ذخیرہ

(ع) کسی شخص نے کچھ لوگوں کے سامنے صحیح اقرار کیا کہ اس کے ذمہ فلاں آدمی کے ایک ہزار درہم ہیں پھر ان گواہوں کے ہاں دو یا تین عادل آدمی آئے اور انہوں نے کہا کہ تم اس فلاں شخص پر فلاں آدمی کے ایک ہزار درہم قرض کی گواہی نہ دو اس لیے کہ اس نے وہ تمام قرض جو اس کے ذمے تھا ادا کر دیا ہے تو ان گواہوں کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس گواہی سے رک جائیں اور چاہیں تو وہ گواہی دیں اور وہ قاضی کے ہاں (یہ) قصہ ذکر کر دیں تا کہ وہ ناحق فیصلہ نہ کر دے یوں ہی امام محمد رح سے روایت کیا گیا ہے اور آپ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گواہ یہ گواہی دیں کہ وہ قرض اس شخص پر تھا اور وہ یہ گواہی نہ دیں کہ وہ قرض اس پر ہے الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رح کا قول یہ ہے کہ جب ان گواہوں کے ہاں دو عادل آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ صاحب المال نے اپنا قرض وصول کر لیا ہے یا یہ کہ اس نے مطلوب (یعنی مقروض) کو اس قرض سے سے بری کر دیا ہے تو ان لوگوں کو اس قرض کے اقرار پر گواہی نہ دینے کی گنجائش نہیں ہے لیکن اگر ان گواہوں نے طالب (یعنی صاحب المال، قرض خواہ) سے مقروض کو (قرض سے) بری کر دینے یا (اس سے قرض) وصول کر لینے کا اقرار خود سنا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان گواہوں کو اس

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة وحد اداءها والامتناع عن ذلک	حوالہ
۲۱۷	وبعض مشائخ زماننا رحمهم الله اختاروا فی هذه المسائل کلها انه ان شهد عند الشاهد عدلان ووقع فی قلبه انهما صادقان لیس له ان یشهد بما علم من اصل الحق وان شهد عنده شاهد واحد او شاهدان عدلان الا انه لم یقع فی قلبه صدقهما فله ان یشهد بما علم من اصل الحق۔	کذا فی الذخیرة
۲۰	اذا اقر الزوج عند الشاهد بالطلاق او اقر المولی بالاعتاق ثم دعاه الی الشهادة علی النکاح وعلی البیع فانه یمتنع عن الشهادة ولا یحل له ان یشهد۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۱	سئل ابن مقاتل رح عن اثنین تحاسبا بین یدی جماعة وقالا لهم لا تشهدوا علینا بما تسمعون منا ثم اقر احدهما للآخر فان للشاهد ان یشهد بما سمع من اقراره وهو قول ابن سیرین رح قال الفقیه ابو اللیث رح وهکذا روی عن ابی حنیفة رح وبه نأخذ۔	کذا فی المحیط
۲۲	اذا تزوج رجل امرأة بشهادة شاهدین علی مهر مسمی ومضی علی ذلک سنون وولدت اولادا ومضی سنون ثم مات الزوج ثم انها استشهدت الشهود ان یشهدوا علی ذلک المسمی وهم یتذکرون یسعهم ان یشهدوا علیه وعلیه الفتوٰی۔	هکذا فی الذخیرة
۲۳	من عاین دابة تتبع دابة ترتضع منها حل له ان یشهد بالدابة المرتضعة لصاحب الدابة الاخری وبالنتاج	کذا فی المحیط
۲۴	والشهادة بالنتاج بان یشهد بان هذا کان یتبع هذه الناقة ولا یشترط اداء الشهادة علی الولادة۔	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الینابیع
۲۵	امرأة اقرت علی نفسها بمال لابیها او لاخیها ترید به الاضرار	

له اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۲۱۱، ۲۹،۲۰/۲۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

سه حکم نمبر ۲۴/۲۱۷، ۲۱/۲۲۰ اور ۳۰/۲۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب شہادت کے تحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۷۱۷	قرض کے اقرار پر گواہی نہ دینے کی گنجائش ہے) یوں ہی امام ابو یوسف رح سے مروی ہے۔	قاضی خان
	(ف) اور ان (مذکورہ) سب مسائل کے متعلق ہمارے زمانہ کے بعض مشائخ رح نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ اگر گواہ کے ہاں دو عادل گواہوں نے (مذکورہ) گواہی دی اور اس کے دل میں یہ تاثر ہوا کہ وہ دونوں سچ کہہ رہے ہیں تو اسے جائز نہیں ہے کہ وہ اصل حق کے (باقی رہنے کے) متعلق اپنے (سابقہ) علم کے مطابق گواہی دے اور اگر اس (گواہ) کے ہاں ایک گواہ نے (مذکورہ) گواہی دی یا دو عادل گواہوں نے گواہی دی مگر اس کے دل میں یہ تاثر نہ ہوا کہ وہ دونوں سچ کہہ رہے ہیں تو اسے جائز ہے کہ وہ اصل حق کے (باقی رہنے کے) متعلق اپنے (سابقہ) علم کے مطابق گواہی دے۔	ذخیرہ
۲۰	جب کسی گواہ کے سامنے خاوند نے (اپنی بیوی کو) طلاق دینے کا اقرار کیا یا آقا نے (اپنے غلام کو) آزاد کر دینے کا اقرار کیا پھر اس (خاوند یا آقا) نے اس گواہ کو اس عورت کے نکاح پر یا اس غلام کی بیع پر گواہی کے لیے بلایا تو وہ اس گواہی سے باز رہے اور اسے جائز نہ ہو گا کہ وہ (اس نکاح یا بیع) پر گواہی دے۔	قاضی خان
۲۱	ابن مقاتل رح سے (اس صورت کے متعلق) حکم دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے ایک جماعت کے سامنے باہمی حساب کیا اور ان دونوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم جو کچھ ہم سے سنتے ہو ہم پر اس کی گواہی نہ دینا پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کے حق کا اقرار کیا تو گواہ کے لیے جائز ہے کہ جو اقرار اس نے سنا ہے وہ اس پر گواہی دے یہ ابن سیرین رح کا قول ہے اور فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ یوں ہی امام ابو یوسف رح سے مروی ہے اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں ؎۱	محیط
۲۲	جب کسی مرد نے کسی عورت سے دو گواہوں کے سامنے مقررہ حق مہر پر نکاح کیا اور اس پر چند سال گزر گئے اس کی اولاد ہوئی اور چند سال گزر گئے تو اس خاوند کی وفات ہو گئی پھر اس عورت نے ان گواہوں سے گواہی طلب کی کہ وہ اس مقررہ حق مہر کے متعلق گواہی دیں اور انہیں یاد ہے تو انہیں گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس کی گواہی دیں اور اس حکم پر فتویٰ ہے۔	ذخیرہ
۲۳	جس شخص نے ایک جانور دیکھا جو دوسرے جانور کے پیچھے جاتا ہے اور اس کا دودھ پیتا ہے تو اس شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ گواہی دے کہ دودھ پینے والا وہ جانور، اس دوسرے جانور (یعنی دودھ پلانے والے جانور) کے مالک کا ہے اور یہ کہ وہ (یعنی دودھ پیتے والا دودھ پلانے والے کا) بچہ ہے ؎۲	محیط
۲۴	اور (جانور کا) بچہ ہونے کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ وہ یہ گواہی دے کہ وہ بچہ (مثلاً) اس اونٹنی کے پیچھے چلتا تھا اور اس میں) پیدا ہوتے پر گواہی ادا کرنا شرط نہیں ہے ؎۳	تتارخانیہ
۲۵	کسی عورت نے اپنے ذمہ اپنے باپ یا بھائی کے لیے مال کا اقرار کیا اور یہ ایسا کرنے سے باقی	

؎۱ حکم نمبر ۲۳/۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک — تحمل الشہادۃ وحد ادائہا و الامتناع عن ذلک	حوالہ
۷/۷	لبقیۃ الورثۃ والشہود یعلمون بذلک قالوا وسعہم ان یتحملوا الشہادۃ و یشہدوا بذلک ویکرہ لہما ان تفعل ذلک۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	اذا کان المقرلہ سلطانًا فقال المقر اقررت خوفًا منہ ان وقف الشاہد علی خوف لا یشہد فان لم یقف شہد واخبر القاضی انہ کان فی ید عون من اعوان السلطان۔	کذا فی الوجیز للکردری
۲۷	سئل ابو القاسمؒ عن رجل اخذ سوق النخاسین مقاطعۃ من السلطان کل شہر بدراہم معلومۃ وکتب بذلک صکا ہل یجوز ذلک وہل یحل للشہود ان یشہدوا بذلک قال قد ضل المقاطع والمقاطع عن سبیل الرشاد واما الشہود فلو شہدوا علی ذلک حلت بہم اللعنۃ قیل فلو ان الشہود شہدوا علی اقرارہ بالدراہم ولکن عرفوا السبب ہل تجوز لہم الشہادۃ قال ان شہدوا علی ذلک بعد معرفتہم بسببہ فہم ملعونون ولا یجوز ان یشہدوا بمثل ذلک۔	کذا فی النوازل
۲۸	وکذا فی کل اقرار سببہ حرام وباطل	کذا فی المحیط
۲۹	ولو سمعا قاضیا یقول لرجل قضیت علیک لہذا الرجل بکذا وشہدا علی قضائہ وبینا للقاضی وقالا سمعنا قاضی کذا قال قضیت علی ہذا الرجل بکذا ولکن لم یشہدنا علی قضائہ لا یوجب ذلک خللا فی شہادتہما وان بینا انہما سمعا منہ فی غیر البلد الذی ہو فیہ قاض لا تقبل شہادتہما ولا ینبغی لہما ان یشہدا۔	ہٰکذا فی الذخیرۃ
۳۰	سئل علی بن احمدؒ وابو حامدؒ عن القاضی اذا اشہد شہودا انی قد حکمت لفلان علی فلان بکذا ولم یحضروا مجلسہ حین حکم فلو شہدوا عند قاضی آخر ہل تقبل شہادتہم فقال علی بن احمدؒ ہذہ شہادۃ باطلۃ فلا عبرۃ بہا قال ابو حامدؒ الجواب کذلک والحضور شرط القضاء قال وانہ شرط الاشہاد۔ کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الیتیمۃ	

۱؎ حکم نمبر ۳۰/۷/۱۷ ، ۲۷/۷/۲۱ ملاحظہ ہوں نیز سن کر گواہی جائز ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳/۷/۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وتشتی نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام ۔ شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۷/۲۵	وارثوں کو ضرر پہنچانا چاہتی ہے اور اس امر کو گواہ جانتے ہیں تو مشائخ کا قول ہے کہ ان گواہوں کو گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس گواہی کو اٹھائیں اور وہ گواہی دیں اور اس عورت کو ایسا کرنا مکروہ ہے ۔	قاضی خان
۲۶	جب مقرلہ (یعنی جس کے لیے اقرار کیا ہو) سلطان ہو پس اقرار کنندہ نے کہا کہ میں نے اس کے خوف سے اقرار کیا تھا تو اگر گواہ اس خوف کے متعلق مطلع ہو تو وہ (اس اقرار کنندہ کے مذکورہ اقرار کے متعلق) گواہی نہ دے اور اگر مطلع نہ ہو تو گواہی دے اور قاضی کو آگاہ کر دے کہ وہ سلطانی سپاہیوں کے قبضہ میں تھا ۔	وجیز کردری
۲۷	فقیہ ابوالقاسم رح سے (اس صورت کے حکم کے متعلق) دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے تانبے کا کام کرنے والے ٹھٹھیروں کا بازار، ماہانہ مقررہ دراہم پر، سلطان کی طرف سے ٹھیکہ پر لیا اور اس پر تحریری معاہدہ لکھا تو کیا ایسا کرنا جائز ہوگا اور کیا گواہوں کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس کی گواہی دیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ ٹھیکہ دینے والا اور لینے والا دونوں راہ ہدایت گم کردہ ہیں اور اس پر گواہوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے اس پر گواہی دی تو ان پر لعنت جائز قرار پاتی ہے آپ سے کہا گیا کہ اگر گواہوں نے ان درہموں کے متعلق (محض) اس کے اقرار پر گواہی دی لیکن وہ (ان درہموں کے) سبب (یعنی اس ٹھیکہ) کو جانتے ہیں تو کیا (پھر) ان گواہوں کو وہ گواہی دینا جائز ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان گواہوں نے سبب جان لینے کے بعد اس پر گواہی دی تو وہ ملعون ہیں اور یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ ایسے امور میں گواہی دیں ۔	نوازل
۲۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم ہو اس اقرار کے متعلق ہے جس کا سبب حرام اور باطل ہے (یعنی اس کے لیے گواہی دینا جائز نہیں ہے)	محیط
۲۹	اگر دو شخصوں نے ایک قاضی کا یہ قول سنا کہ وہ ایک آدمی سے کہہ رہا ہے کہ میں نے تجھ پر اس شخص کے لیے اتنے (مال) کے متعلق فیصلہ کیا اور ان دونوں شخصوں نے اس کے اس فیصلہ پر گواہی دی اور انہوں نے ایک قاضی کے سامنے بیان کیا کہ ہم نے فلاں قاضی کا یہ قول سنا کہ میں نے اس شخص پر اتنے (مال) کے متعلق فیصلہ کیا لیکن اس قاضی نے ہمیں اپنے اس فیصلہ پر گواہ نہیں کیا تو یوں ہونا ان کی گواہی میں ہیں خلل لازم نہیں کرتا اور اگر انہوں نے یہ بیان کیا کہ انہوں نے اس قاضی سے اس شہر کے علاوہ میں سنا جس میں وہ قاضی ہے تو (اس صورت میں) ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی ۔ اور ان دونوں کو وہ گواہی دینی بھی نہیں چاہیئے لہ	ذخیرہ
۳۰	فقیہ علی بن احمد رح اور ابو حامد رح سے (اس صورت کے حکم کے متعلق) دریافت کیا گیا کہ جب ایک قاضی نے اس پر گواہ کئے کہ میں نے فلاں شخص کے لیے فلاں آدمی پر اتنے (مال) کے متعلق فیصلہ کیا اور وہ گواہ اس وقت اس قاضی کی مجلس میں حاضر نہ تھے جس وقت اس نے وہ فیصلہ کیا تھا تو اگر ان گواہوں نے کسی اور قاضی کے ہاں وہ گواہی دی تو کیا ان کی وہ گواہی قبول کی جائے گی تو (اس کے جواب میں) علی بن احمد رح نے کہا کہ (ان گواہوں کی)، وہ گواہی باطل ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ابو حامد رح کا قول ہے کہ	

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا و الامتناع عن ذلک / تحمل الشہادۃ وحد ادائہا و الامتناع عن ذلک	حوالہ
۲۱۷		
۳۱	رأی خطه ولم یتذکر الحادثة او تذکر کتابة الشهادة ولم یتذکر المال لا یسعه ان یشهد وعند محمد رح یسعه ان یشهد قال الحلوانی رح یفتی بقول محمد رح۔	هكذا فی الوجیز للکردری
	وفی النوازل اذا عرف خطه والخط فی حرزه ونسی الشهادة عند ابی یوسف رح ومحمد رح یسعه ان یشهد قال الفقیه ابو اللیث رح وبه نأخذ۔	کذا فی الخلاصة
	وان کان الخط فی ید المدعی لا یحل له ان یشهد وهو المختار۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	قال المتأخرون من اصحابنا رح اذا لم تکن للشاهد شبهة فی الخط یجوز ان یشهد وان لم یتذکر الحادثة سواء کان الصک فی ید الخصم او غیره وعلیه الفتوی۔	کذا فی الاختیار شرح المختار
۳۲	ثم ان الشاهد اذا اعتمد علی خطه علی القول المفتی به وشهد وقلنا بقبوله فللقاضی ان یسأل هل تشهد علی علم او عن الخط ان قال عن علم قبله وان قال عن الخط لا۔	کذا فی البحر الرائق
۳۳	الشاهد اذا کان یعرف خطه ویحفظ اقراره ویعرف المقر له الا انه لا یعرف الوقت والمکان هل له ان یشهد۔	کذا فی الواقعات الحسامیة
۳۴	رجل کتب صک وصیة وقال للشهود اشهدوا بما فیه ولم یقرأ وصیته علیهم قال علماءنا رح لا یجوز لهم ان یشهدوا بما فیه وهو الصحیح وانما یحل لهم ان یشهدوا باحد معان ثلاثة اما بان یقرء الکتاب علیهم او کتب الکتاب غیره وقرأه علیه	

۱ حکم ۲۹/۲۱۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ حکم نمبر ۳۱ تا ۳۹ / ۲۱۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے ابتدا سے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
٧١٧	جواب یوں ہی ہے اور انکا حاضر ہونا فیصلہ کے وقت شرط ہے اور آپ کا قول ہے کہ یہ گواہ کرنے کی شرط ہے [۱]	تتارخانیہ
٣١	(الف) کسی شخص نے اپنی تحریر دیکھی اور اسے وہ واقعہ یاد نہیں ہے یا اس گواہی کی تحریر یاد ہے اور وہ مال یاد نہیں ہے تو (اس صورت میں) اسے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ گواہی دے اور امام محمد رح کے ہاں اسے اس (گواہی) کی گنجائش ہے۔ اور شیخ الحلوانی رح کا قول ہے کہ امام محمد رح کے اس قول پر فتوی دیا جاتا ہے [۲]	وجیز کردری
	(ب) النوازل میں ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی تحریر پہچانی اور وہ تحریر اس کی محفوظ جگہ میں ہے البتہ وہ اس گواہی کو بھول چکا ہے تو (اس صورت میں) امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں اسے گنجائش حاصل ہے کہ وہ گواہی دے فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ ہم اسی حکم کو لیتے ہیں۔	خلاصہ
	(ج) اور اگر مذکورہ صورت میں) وہ تحریر مدعی کے پاس ہو تو اس (گواہ شخص) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ گواہی دے اور یہی حکم مختار ہے [۳]	قاضی خاں
	(د) ہمارے اصحاب میں سے متاخرین کا قول یہ ہے کہ جب گواہ کو تحریر میں شبہ نہ ہو تو اسے جائز ہے کہ وہ (اس کے مطابق) گواہی دے اگرچہ اسے وہ واقعہ یاد نہ ہو خواہ اس (دستاویز) کی تحریر مدمقابل کے پاس ہو یا اس کے علاوہ کے پاس ہو اور اس حکم پر فتوی ہے۔	اختیار
٣٢	پھر یہ حکم بھی ہے کہ مفتی بہ قول کے بموجب جب (کسی گواہ نے) اپنی تحریر پر اعتماد کر کے گواہی دی اور (جیسا کہ) ہم نے کہا کہ اس کی وہ گواہی قبول ہو سکتی ہے تو قاضی کو چاہئے کہ وہ اس (گواہ) سے دریافت کرے کہ تو اپنے علم کی بنا پر گواہی دیتا ہے یا (اپنی) تحریر کی بنا پر؟ تو اگر اس نے کہا کہ اپنے علم کی بنا پر (گواہی دیتا ہوں) تو اس کی گواہی قبول کرے اور اگر اس نے کہا کہ تحریر کی بنا پر (گواہی دیتا ہوں) تو اس کی گواہی قبول نہ کرے۔	بحرالرائق
٣٣	گواہ شخص جب اپنی تحریر پہچانتا ہو اور اسے اقرار کنندہ کا اقرار یاد ہو اور وہ مقرلہ (یعنی جس کے لیے اقرار کیا گیا ہے اس) کو بھی پہچانتا ہو لیکن اسے وقت اور مکان یاد نہ ہو تو (بھی) اسے گواہی دینا جائز ہے	واقعات حسامیہ
٣٤	کس شخص نے وصیت کی دستاویز لکھی اور گواہوں سے کہا کہ جو کچھ اس میں ہے اس پر گواہ بنو اور اس نے انہیں وہ وصیت نامہ پڑھ کر نہ سنایا تو (اس صورت کے متعلق) ہمارے علماء رح کا قول یہ ہے کہ ان گواہوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے متعلق گواہی دیں جو کچھ کہ اس وصیت نامہ میں ہے اور یہی حکم صحیح ہے البتہ ان کو گواہی دینا تب جائز قرار پاتا ہے کہ جب تین امور میں سے کوئی امر پایا جائے (اول) یہ کہ اس نے وہ تحریر ان گواہوں کو پڑھ کر سنائی ہو یا (دوم) یہ کہ کسی اور نے وہ تحریر لکھی	

[۱] المختار کے مفہوم کے متعلق حکم ۲ب / ۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل میں مثلاً کے ج کے (۳) کا ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة والامتناع عن ذلك / تحمل الشهادة وحدادائها و الامتناع عن ذلك	حوالہ
۷۱۷	بين ايدي الشهود فيقول هو لهم اشهدوا بما فيه او يكتب هو بين ايدي الشهود وهم يعلمون بما فيه فيقول هو اشهدوا على بما فيه وان كتب بين ايدي الشهود صكا وعرف الشاهد ما كتب فيه ولم يقل هو اشهدوا على بما فيه لا يسعهم ان يشهدوا عليه قال الامام ابو علي النسفي رح هذا اذا لم يكن الكتاب مكتوبا على الرسم فان كان مكتوبا على الرسم وكتب بين ايدي الشهود والشاهد يعلم بما في الكتاب وسعه ان يشهد وان لم يقل له الكاتب اشهد على بما فيه وانه حسن۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۳۵	والكتابة على وجوه منها ما هو مستبين مرسوم وهو ان يكتبها على صحيفة ويصدرها ويعنون على وجه يكتب الى الغائب فان قال لم انو به الطلاق او لم اردبه الاقرار دين فيما بينه وبين الله تعالى ولا يدين في القضاء حتى يجوز للشاهد ان يشهد عليه وعلى ما فيه سواء قال للشاهد اشهد على ذلك او لم يقل۔	كذا في خزانة المفتين
۳۶	وفي المنتقى رجل كتب كتاب رسالة الى رجل فكتب من فلان بن فلان الى فلان بن فلان سلام عليك اما بعد فانك كتبت الي بتقاضي الالف التي كانت لك علي وقد كنت قبضت منها خمسمائة وبقي لك علي منها خمسمائة انه جاز لمن علمه ان يشهد بذلك عليه وان لم يشهده على نفسه بذلك۔	كذا في المحيط
۳۷	واما الكتاب الذي هو غير مرسوم نحو ان كتب على الارض او صحيفة او خرقة او لوح او كتبه بغير مداد في صحيفة الا انه يستبين وقال لهم اشهدوا وسعهم ان يشهدوا والا فلا ولو ان قوما كتب ذكر حق على نفسه لرجل ولم يشهدهم به على نفسه لم يكن ذلك لازما ولا ينبغي لمن علم ان يشهد به لانه يحتمل ان يكون للتجربة بخلاف الكتاب الكتابة المرسومة بخلاف خط السمسار	

ك مرسوم وغیرہ مرسوم تحریر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۵/۷۱۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے اور اس سے انکار کے احکام متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۷/۱۷	اور وہ تحریر گواہوں کے سامنے اسے پڑھ کر سنائی اور وہ ان گواہوں سے کہے کہ جو کچھ اس میں ہے اس کے متعلق تم گواہ بنو یا (سوم) یہ کہ وہ اس تحریر کو گواہوں کے سامنے خود لکھے اور جو کچھ اس میں ہے گواہ اسے جانتے ہوں، اور وہ ان گواہوں سے کہے کہ جو کچھ اس میں ہے تم اس کے متعلق مجھ پر گواہ بنو (ب) اور اگر اس نے ان گواہوں کے سامنے وہ دستاویز لکھی اور جو کچھ اس میں ہے اسے گواہ نے جانا اور اس نے یہ نہ کہا کہ جو کچھ اس میں ہے تم اس کے متعلق مجھ پر گواہ بنو تو (اس صورت میں) ان گواہوں کو یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس کے متعلق گواہی دیں امام ابو علی نسفی رح کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ تحریر بطور مرسوم نہ لکھی گئی ہو اور اگر وہ تحریر بطور مرسوم لکھی گئی ہو اور اس نے گواہوں کے سامنے لکھی ہو اور جو کچھ اس تحریر میں ہے گواہ اسے جانتا ہو تو اس گواہ کو یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ گواہی دے اگرچہ لکھنے والے نے اسے یہ نہ کہا ہو کہ جو کچھ اس تحریر میں ہے تو اس پر گواہ بن اور یہ حکم اچھا ہے۔ لہ	قاضی خان
۲۵	تحریر کئی قسموں پر ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مرسوم (یعنی بطور رسمی پروانہ) اور ظاہر ہو مثلاً وہ ایک کاغذ پر لکھے اور اس کا دیباچہ اور عنوان یوں ہو جس طرح غائب کی طرف لکھا جاتا ہے پس (اس صورت میں مثلاً) اگر اس نے یوں کہا کہ میں نے اس تحریر سے طلاق کی نیت نہ کی تھی یا میں نے اس سے اقرار کی نیت نہ کی تھی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ (یعنی دیانۃً) وہ یہ مراد لینے کا مالک ہو گا اور قضاءِ قاضی میں وہ یہ مراد لینے کا مالک نہ ہو گا حتیٰ کہ گواہ کے لیے جائز ہو گا کہ وہ اس پر اور جو کچھ اس میں ہے اس پر گواہی دے خواہ اس نے اس گواہ کو اس پر گواہ بننے کو کہا یا نہ کہا حکم برابر ہے ۔ سے	خزانۃ المفتین
۲۶	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو چٹھی کی تحریر لکھی کہ یہ فلاں بن فلاں کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف ہے تم پر سلام ہو اما بعد، تو نے مجھے اس ہزار (درہم) کے تقاضا کے متعلق لکھا ہے جو تیرے لیے میرے ذمہ تھے اور تو نے ان میں سے پانچ سو درہم وصول کر لیے تھے اور پانچ سو تیرے لیے مجھ پر باقی ہیں تو (اس صورت میں) جسے اس تحریر کا علم ہوا ہے اس کے متعلق اس پر گواہی دینا جائز ہے خواہ اس (لکھنے والے) نے اس کے متعلق اپنے پر اسے گواہ نہ کیا ہو۔	محیط
۲۷	(ا) اور وہ تحریر ہو (بطور) غیر مرسوم ہو مثلاً اس نے زمین پر یا کاغذ پر یا کپڑے پر یا تختی پر یا اس نے روشنائی کے بغیر کاغذ پر لکھا لیکن وہ واضح ہوتا ہے اور اس نے ان سے کہا کہ تم (اس کے متعلق) گواہ بنو تو انہیں گنجائش حاصل ہے کہ وہ گواہی دیں ورنہ نہیں اور اگر لوگوں نے اسے دیکھا کہ اس نے اپنے متعلق کسی آدمی کے لیے کس حق کا تذکرہ لکھا اور اس نے انہیں اپنے متعلق اس پر گواہ نہ کیا تو وہ (حق اس پر) لازم نہ قرار پائے گا اور جسے اس کا علم ہے اسے اس کی گواہی نہیں دینی چاہیئے اس لیے کہ اس کا احتمال ہے کہ اس کا وہ لکھنا بطور مشق ہو (ب) اور مرسوم تحریر کا حکم	

لہ تحریر کی ان مذکورہ جملہ اقسام کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۷ تا ۲۸/۱۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة وحد ادائها و الامتناع عن ذلك	تحمل الشهادة وحد ادائها و الامتناع عن ذلك	حوالہ
٣٧	والصراف فانه حجة فان جحد الكتاب فقامت عليه بينة انه كتبه او املاه جاز كما لو ادعى اقراره وجحد وكذا سائر التصرفات على هذا بخلاف الحدود والقصاص المرسوم وغير المرسوم فيه سواء ولو اقر بسرقة فى كتاب مرسوم يضمن المال ولا يقطع .		هكذا فى خزانة المفتين
٣٨	واما غير المستبين نحو ان كتب على الماء او على الهواء ثم قال اشهدوا على بذلك لا يسعهم ان يشهدوا عليه وان علموا ماذا يكتب لان الكتاب الذى لا يستبين كالكلام الذى لا يفهم والرجل والمرأة والمسلم والذمى فيه سواء .		هكذا فى خزانة المفتين
٣٩	ولو كتب رسالة عند اميين لا يقرأن ولا يكتبان وامسكا الكتاب عندهما وشهدا به لا يجوز عندهما[رح] وعند القاضى[رح] يجوز .		كذا فى الوجيز للكردرى
٤٠	اشترى عينا وادعى على البائع ان بها عيبا فلم يثبت فباعها من رجل فادعى المشترى الثانى عليه هذا العيب فانكر فالذين سمعوا حل لهم ان يشهدوا على العيب فى الحال .		كذا فى الخلاصة
٤١	صب زيتا او سمنا او خلا لغيره بمعاينة الشهود وقال ماتت فيها فأرة كان القول قوله مع يمينه فى انكاره استهلاك الطاهر ولا يسع للشهود ان يشهدوا عليه انه صب غير نجس ولو ان رجلا عمد الى طواف لحم فاستهلكه بمعاينة الشهود ثم قال كانت ميتة لا يقبل قوله فى ذلك ويسع للشهود ان يشهدوا عليها انها كانت ذكية .		كذا فى فتاوى قاضيخان
٤٢	الشهادة بالشهرة والتسامع تقبل فى اربعة اشياء بالاجماع وهى النكاح والنسب والموت والقضاء .		كذا فى محيط السرخسى

[١] حکم نمبر ٢٤/٤٦٤، ٢٩/٤٦٥، ٦/٤٦٦، ٢٣/٤٦٨ اور ٢٨/٤٧٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[٢] حکم نمبر ٣/٤١٥ کا حاشیہ، ١٩ب/٤١٧ نیز اس کی تفصیل میں نکاح سے متعلق حکم نمبر ٤٢، ٤٤، ٤٨/٤١٧، نسب سے متعلق ٤٣، ٥٢/٤١٧ موت سے متعلق

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد ، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار اور اس سے انکار کے احکام کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۳۷	اس کے خلاف ہے اور دلال اور صراف کی تحریر کا حکم بھی اس کے خلاف ہے اس لیے کہ (ان کی) وہ تحریر حجت ہے (ج) پھر اگر کسی نے تحریر کا انکار کیا اور اس پر گواہی قائم ہوگئی کہ اس نے وہ تحریر لکھی ہے یا املاء کرائی ہے تو وہ تحریر جائز قرار پائے گی جیسا کہ کسی شخص نے اس کے اقرار کا دعوی کیا اور اس (مقر) نے انکار کیا (تو اس پر گواہی قائم ہونے سے وہ اقرار جائز قرار پا سکے گا) اور اسی طرح سبھی تصرفات کے متعلق (اقرار سے انکار کا) یہی حکم ہے اور اس کے خلاف حدود اور قصاص کا حکم ہے اس میں مرسوم اور غیر مرسوم تحریر کا حکم برابر ہے حتی کہ اگر کسی شخص نے مرسوم تحریر میں چوری کرنے کا اقرار کیا تو (پھر اس سے انکار کر دیا پھر اس پر گواہی قائم ہوئی۔ تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا اور اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [1]	خزانۃ المفتین
۳۸	اور غیر ظاہر تحریر مثلاً کسی نے پانی پر یا ہوا پر تحریر کیا پھر کہا کہ تم اس کے متعلق مجھ پر گواہی دو تو ان گواہوں کے لیے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس پر گواہی دیں خواہ وہ گواہ یہ جان لیں کہ وہ کیا لکھتا ہے اس لیے کہ جو تحریر غیر ظاہر ہے وہ اس کلام کی طرح ہے جو سمجھا نہیں جاتا اور اس حکم میں مرد اور عورت، مسلم اور ذمی برابر ہیں۔	خزانۃ المفتین
۳۹	اگر کسی شخص نے ایک چٹھی دو ان پڑھ آدمیوں کے سامنے لکھی جو نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں اور ان دونوں نے وہ چٹھی اپنے پاس رکھی اور اس کے متعلق گواہی دی تو دونوں اماموں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں یہ جائز نہیں قرار پاتا اور امام قاضی (یعنی امام ابو یوسفؒ) کے ہاں جائز قرار پاتا ہے ۔	وجیز کردری
۴۰	کسی شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع پر اس چیز میں عیب کا دعوی کیا اور وہ دعوی ثابت نہ ہوا پھر خریدنے والے اس شخص نے وہ چیز کسی اور آدمی کے ہاتھ بیچ دی تو دوسرے خریدار نے اس پر اس عیب کا دعوی کیا تو اس نے انکار کیا تو جن لوگوں نے (اس کا پہلا دعوی) سنا تھا ان کے لیے جائز ہے کہ وہ فی الحال اس عیب پر گواہی دیں ۔	خلاصہ
۴۱	(د) کسی شخص نے کسی آدمی کا تیل یا گھی یا سرکہ گواہوں کے سامنے بہا دیا اور کہا کہ اس میں چوہا مر گیا تھا تو ناپاک چیز تلف کر دینے سے انکار کرنے میں اس کا قول اس کے حلف کے ساتھ معتبر ہوگا اور گواہوں کے لیے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس پر یہ گواہی دیں اس نے پاک چیز کو بہایا ہے (ب) اور اگر کسی شخص نے گوشت کا چھابہ گواہوں کے سامنے جان بوجھ کر تلف کر دیا اور پھر کہا کہ مردار تھا تو اس میں اس کا قول قبول نہ کیا جائے گا اور گواہوں کے لیے یہ گنجائش ہے کہ وہ اس پر گواہی دیں کہ وہ گوشت ذبح شدہ تھا (یعنی مردار کا نہ تھا)	قاضی خان
۴۲	شہرت ہونے اور لوگوں سے سننے کی بنا پر گواہی چار امور کے متعلق بالاجماع قبول کی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہیں نکاح، نسب، موت اور قاضی کا فیصلہ [2]	محیط سرخسی

[1] ۴۳، ۴۴، ۴۵ تا ۵۰، ۵۱، ۵۲ ب ـــــ ، قضاء کے متعلق ۴۳/۳۷ ، وقف کے متعلق ۴۴ تا ۴۷/۳۷ ، ۵۱ ، ۵۲ د دخول کے متعلق ۴۸/۳۷ اور حق مہر، عتق اور ولاء کے متعلق ۵۰، ۵۱/۳۷ نیز حکم نمبر ۵۲/۳۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک — تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	حوالہ
۴۱۷ ۴۳	فاذا سمع الرجل من الناس انہ فلان بن فلان او رأی رجلا یدخل علی امرأۃ وسمع من الناس ان فلانۃ زوجۃ فلان او رأی رجلا قضی لرجل بحق من الحقوق وسمع من الناس انہ قاضی ہذہ البلدۃ او سمع الناس یقولون ان فلانا مات او رأہم صنعوا بہ ما یصنع بالموتی وسعہ ان یشہد وان لم یعاین الولادۃ علی فراشہ او عقد النکاح او تقلید الامام ایاہ قضاء ہذہ البلدۃ او الموت ۔	ہکذا فی الذخیرۃ
۴۴	وکذا اذا رأی رجلا وامرأۃ یسکنان بیتا وینبسط کل واحد الی الآخر انبساط الازواج وسعہ ان یشہد انہا زوجتہ ۔	ہکذا فی الہدایۃ
۴۵	اما الوقف فالصحیح انہ تقبل الشہادۃ بالتسامع علی اصلہ دون شرائطہ ۔	ہکذا فی الکافی
۴۶	وکل ما یتعلق بہ صحۃ الوقف فہو من اصلہ وما لا یتوقف علیہ الصحۃ فہو من شرائطہ ۔	کذا فی البحر الرائق
۴۷	قال الامام ظہیر الدین المرغینانی رح لا بد فی الشہادۃ علی الوقف من بیان الجہۃ بان یشہدوا انہ وقف علی المسجد او المقبرۃ حتی لو لم یذکروا ذلک فی شہادتہم لا تقبل ۔	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۴۸	اما الشہادۃ علی الدخول بالشہرۃ والتسامع فتجوز	کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف رح للصدر الشہید وہکذا فی الہدایۃ والکنز والکافی
	لان ہذا امر یشتہر ویتعلق بہ احکام مشہورۃ من النسب والمہر والعدۃ وثبوت الاحصان ۔	کذا فی النہایۃ
۴۹	واما الشہادۃ علی العتق[1] بالشہرۃ والتسامع فقد ذکر فی نکاح المنتقی	

[1] حکم نمبر ۴۹/۴۱۷ کا دوسرا اور تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] المحیط سے ماخوذ فتاوی عالمگیری عربی کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۳ ص ۵۸؁ مطبوعہ المیمنہ مصر ج ۳ ص ۵۳۰ اور مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ہند ج ۳ ص ۲۰۶ میں یوں ہی ہے یعنی ،، اما الشہادۃ علی العتق ،، یعنی آزاد کرنے پر گواہی ، لیکن

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان ۔ شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار اور اس سے انکار کے احکام	حوالہ
۷/۱ ۴۳	پس جب کسی شخص نے لوگوں سے سنا کہ وہ آدمی فلاں بن فلاں ہے یا کسی شخص نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے ہاں آنا جانا ہے اور لوگوں سے سنا کہ وہ فلانہ اس فلاں کی بیوی ہے یا کسی شخص نے کسی آدمی کو دیکھا کہ اس نے کسی آدمی کے لیے حقوق میں سے کسی حق کے لیے فیصلہ دیا اور اس نے لوگوں سے سنا کہ وہ (یعنی وہ فیصلہ دینے والا) اس شہر کا قاضی ہے یا کسی شخص نے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی وفات پا گیا یا کسی شخص نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اس آدمی سے وہ کچھ کیا جو مُردوں سے کیا جاتا ہے تو (ان سب صورتوں میں) اس شخص کو گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس پر گواہی دے اگرچہ اس نے (مذکورہ صورتوں میں) اس کی ولادت اس کے فراش پر ہونے کو یا اس کے عقد نکاح کو یا امام وقت کی طرف سے اسے اس شہر کا قاضی مقرر کرنے کو یا اس کی وفات کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو۔	ذخیرہ
۴۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے ایک مرد اور عورت کو دیکھا کہ وہ ایک گھر میں رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اس طرح خوش دلی سے پیش آتا ہے جس طرح میاں بیوی ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں تو اس شخص کے لیے یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ یہ گواہی دے کہ وہ اس کی بیوی ہے ۔	ہدایہ
۴۵	وقف کے بارے میں (گواہی دینے کے متعلق) صحیح حکم یہ ہے کہ لوگوں سے سن کر اصل وقف پر گواہی قبول کی جا سکتی ہے اس کی شرائط پر نہیں ۔	کافی
۴۶	ہر وہ امر جو وقف کے صحیح قرار پانے سے متعلق ہوتا ہے وہ امر اصل وقف سے قرار پاتا ہے اور وہ امر جس پر وقف کا صحیح قرار پانا موقوف نہیں ہوتا ہے وہ وقف کی شرائط سے قرار پاتا ہے ۔	بحرالرائق
۴۷	امام ظہیر الدین المرغینانی رہ کا قول ہے کہ وقف کی گواہی میں، اس وقف کی جہت کا بیان کرنا ضروری ہے مثلاً یہ کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اس نے وہ وقف مسجد کے لیے کیا یا قبرستان کے لیے کیا حتیٰ کہ اگر انہوں نے اپنی گواہی میں اس کا ذکر نہ کیا تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی ۔	جوہرہ نیرہ
۴۸	(و) اور شہرت اور لوگوں سے سننے کی بنا پر (بیوی سے خاوند کے) دخول کے متعلق گواہی جائز قرار پاتی ہے	شرح ادب القاضی۔ ہدایہ۔ کنز، کافی
	(ب) اس لیے کہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ شہرت پا جاتا ہے اور اس امر سے نسب، حق مہر، عدت اور احصان کے ثبوت کے متعلق مشہور احکام تعلق رکھتے ہیں	نہایہ
۴۹	(د) عتق (بلکہ غالباً حق مہر[*] پر) شہرت ہوتے اور لوگوں سے سننے کی بنا پر گواہی کے متعلق العتق کے نکاح	

والله اعلم بعض قرائن ایسے موجود ہیں کہ یہ عبارت العتق کی بجائے المہر یعنی حق مہر کے متعلق ہونی چاہیے ۔ اس لیے ترجمہ میں بریکٹ میں (بلکہ غالباً حق مہر پر) کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ اس کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۴۶/۱/۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة وحد ادائها والامتناع عن ذلك	تحمل الشهادة وحد ادائها والامتناع عن ذلك	حوالہ
٤٩	انه تجوز۔ وهو الصحيح		كذا فی المحیط هكذا فی فتاوی قاضیخان
٥٠	والشهادة على العتق بالشهرة والتسامع لاتحل عندنا		كذا فی المحیط
٥١	اما الولاء فالشهادة بالتسامع فيه غير مقبولة عند ابی حنیفة رحمه الله ومحمد رحمه الله وهو قول ابی یوسف رحمه الله اولا ثم رجع وقال تقبل والصحيح جواب ظاهر الرواية۔		كذا فی البدائع
٥٢	وينبغي ان يطلق اداء الشهادة ولا يفسر حتى لو فسر للقاضی انه يشهد بالتسامع لم يقبل شهادته۔		كذا فی الكافی
	لو شهدا عند القاضی وقالا نشهد ان فلانا مات اخبرنا بذلك من نثق به جازت شهادتهما هو الاصح		كذا فی الخلاصة وهكذا فی النهاية نقلا عن العدة
	اذا شهد الشهود بما تجوز به الشهادة بالسماع وقالوا لم نعاين ذلك لكنه اشتهر عندنا جازت شهادتهم۔		كذا فی فتاوی قاضیخان
	وفی فتاوی رشيد الدين وتقبل الشهادة فی الوقف بالتسامع وان صرحا به لان الشاهد ربما يكون سنه عشرين سنة وتاريخ الوقف مائة سنة فتيقن القاضی ان الشاهد يشهد بالتسامع لا بالعيان		

ل‍ه فتاوی قاضی خان سے ماخوذ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر کے حکم نمبر ٤٩ب/٢١٢ سے ماقبل حکم نمبر ٤٩و/٢١٢ ماخوذ از المحیط میں عتق یعنی آزاد کر دینے کے متعلق شہرت اور لوگوں سے سننے کی بنا پر گواہی بحوالہ نکاح المنتقی جائز ہوتے کے متعلق لکھا ہے کہ "وهو الصحیح" یعنی یہی حکم صحیح ہے اور اس حکم مندرجہ ٤٩ب/٢١٢ کے ماخذ فتاوی قاضی خان میں ماقبل میں عتق کی بجائے حق مہر کے متعلق شہرت اور لوگوں سے سننے کی بنا پر گواہی کے جواز کے متعلق امام محمدرہ سے دو روایتوں کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ "والصحیح هو الاول" کہ پہلی روایت یعنی جواز والی روایت کا حکم صحیح ہے جیساکہ فتاوی قاضی خان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج٢ ص٤٨٢ میں ہے۔ لہذا حکم نمبر ٤٩و/٢١٢ میں مذکورہ حکم، عتق کے متعلق نہیں بلکہ حق مہر کے متعلق ہونا چاہیے نیز اس لیے بھی کہ حکم نمبر ٤٩و/٢١٢ بحوالہ نکاح المنتقی مذکور ہے نہ کہ بحوالہ عتق المنتقی، نیز اس لیے بھی کہ عتق کے متعلق مذکورہ گواہی تو ہمارے ہاں جائز نہیں ہے جیساکہ حکم نمبر ٥٠/٢١٢ میں ہے نیز اس لیے بھی کہ عتق کے متعلق مذکورہ گواہی کا حکم الگ حکم نمبر ٥٠/٢١٢ میں مذکورہ ہے اور اس

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان ، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام	حوالہ
۴۹/۱۷	کے باب میں مذکور ہے کہ جائز قرار پاتی ہے۔ (ب) اور یہی (مذکورہ ۴۹ د/۱۷) حکم صحیح ہے [1]	محیط قاضی خان
۵۰	اور عتق (یعنی آزاد کر دیتے) کے متعلق شہرت ہونے اور سننے کی بنا پر گواہی دینا ہمارے ہاں جائز نہیں ہے [2]	محیط
۵۱	اور ولاء (یعنی آزاد کرنے کی بنا پر ولایت) کے متعلق لوگوں سے سننے کی بنا پر گواہی امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں مقبول نہیں ہے اور امام ابو یوسف رح کا پہلا قول بھی یہی ہے اور پھر آپ نے (اس قول سے) رجوع کر لیا اور فرمایا کہ وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور صحیح حکم ظاہر روایت کا جواب ہے [3]	بدائع
۵۲	(د) اور (مذکورہ صورتوں مندرجہ ۴۹ تا ۵۱ الف/۱۷ میں) چاہیئے کہ گواہی کی ادائیگی مطلق رکھے اور تشریح میں نہ جائے حتی کہ اگر اس گواہ نے قاضی کے سامنے یہ تشریح کی کہ وہ سننے کی بنا پر گواہی دے رہا ہے تو اس کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی [4] (ب) اگر گواہوں نے قاضی کے ہاں گواہی دی اور (یوں) کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شخص وفات پا گیا ہے ہمیں اس کی خبر ایسے شخص نے دی ہے جس پر ہم وثوق کرتے ہیں تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکتی ہے یہ حکم زیادہ صحیح ہے۔ (ج) جب گواہوں نے کسی ایسے امر کے متعلق گواہی دی جس کے متعلق گواہی دینا سننے کی بنا پر جائز ہوتا ہے اور ان گواہوں نے (یوں) کہا کہ ہم نے خود نہیں دیکھا لیکن ہمارے ہاں اس امر کی شہرت ہے تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکتی ہے۔ (د) فتاوی رشید الدین میں ہے کہ وقف کے متعلق سننے کی بنا پر گواہی قبول کی جا سکتی ہے خواہ گواہ اس کی وضاحت کر دیں اس لیے کہ گواہ کی عمر بعض اوقات (مثلاً) بیس سال ہوتی ہے اور وقف کی تاریخ (مثلاً) سو سال ہوتی ہے پس قاضی کو یقین ہوتا ہے کہ یہ گواہ سننے کی بنا پر	کافی خلاصہ، نہایہ قاضی خان

[1] مقام پر سید امیر علی رح نے بھی فتاوی عالم گیری کے حکم نمبر ۴۹ د/۱۷ کے ترجمہ میں عتق کی بجائے یہ لکھا ہے کہ کہ "مہر پر گواہی دینا منتقی میں لکھا ہے کہ جائز ہے"، غالبا ان کے سامنے عربی نسخہ میں بھی حکم نمبر ۴۹ د/۱۷ میں عبارت "علی العتق" کی بجائے "علی المہر" تھی پس حکم نمبر ۴۹ د/۱۷ عتق کی بجائے حق مہر سے متعلق معلوم ہوتا ہے اس لیے ترجمہ میں بریکیٹ کے اندر یہ تنقیح ملحوظ ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

[2] حکم نمبر ۴۹/۱۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۲ ب/۴۹ کے حاشیہ میں ترتیب الدلائل کی تفصیل میں سنہ کا ب (ا) ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم ۱۴ تا ۲۰/۱۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

حوالہ	الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	تحمل الشہادۃ وحد ادائہا والامتناع عن ذلک	دفعات و شق نمبر
کذا فی الفصول العمادیۃ	فاذا الفرق بین السکوت والافصاح اشار ظہیر الدین المرغینانی رح الی ہذہ المعنی۔		۱/۵۲
کذا فی الخلاصۃ	فی الفتاوی الصغری الشہادۃ بالشہرۃ فی النسب وغیرہ بطریقتین الحقیقیۃ والحکمیۃ فالحقیقیۃ ان تشتہر وتسمع من قوم کثیر لا یتصور تواطؤہم علی الکذب ولا تشترط فی ہذہ العدالۃ ولا لفظ الشہادۃ بل یشترط التواتر والحکمیۃ ان یشہد عندہ رجلان او رجل وامرأتان عدول بلفظ الشہادۃ۔		۵۳
کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید رح	ہذا اذا شہدا عندہ من غیر استشہاد ہذا الرجل فانہ ذکر محمد رح فی کتاب الشہادات انہ اذا لقی رجلین شہدا عندہ علی نسبہ وعرفا حالہ وسعہ ان یشہد ولو اقام ہذا الرجل عندہ شاہدین شہدا علی نسبہ لم یسعہ ان یشہد ولو ان رجلا نزل بین ظہرانی قوم وہو لا یعرفونہ وقال انا فلان بن فلان قال محمد رح لا یسعہم ان یشہدوا علی نسبہ حتی یلقوا من اہل بلدہ رجلین عدلین فیشہدا ان عندہم علی نسبہ قال الجصاص رح فی شرح ہذا الکتاب وہو الصحیح۔		
کذا فی فتح القدیر	قیل فی الموت یکتفی باخبار واحد او واحدۃ وہو المختار ولا یشترط لفظ الشہادۃ بالاتفاق۔		۵۴
کذا فی المضمرات	من شہد انہ حضر دفن فلان او صلی علی جنازتہ فہو معاینۃ حتی لو فسر للقاضی قبلہ۔		۵۵
	لو جاء خبر موت انسان فصنعوا ما یصنع عند الموت لم یسعک ان		۵۶

لہ حکم نمبر ۵۲، ۵۱ تا ۵۴، ۵۰ تا ۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

سلہ حکم نمبر ۱/۱۲ مع حاشیہ اور تواتر کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۹۲ کا پہلا حاشیہ اور عادل ہونے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب شہادت کے متحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان ، شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام	حوالہ
۱۷/۷	گواہی دے رہا ہے خود دیکھنے کی بنا پر نہیں پس اس صورت میں (اس گواہی میں سنکر گواہی دینے کی تشریح سے سکوت کرنے اور اسے بیان کرنے کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے فقیہ ظہیر الدین المرغینانی رح نے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎۱	فصول عمادیہ
۵۳	(ا) فتاوی صغری میں ہے کہ نسب وغیرہ میں گواہی بنا بر شہرت دو طرح پر ہے ایک حقیقی اور دوسرے حکمی پس حقیقی یہ ہے کہ اس کی شہرت ہو اور ایسے کثیر لوگوں سے سنا جائے کہ جھوٹ پر ان کا جمع ہونا متصور نہ ہو اور اس صورت میں ان لوگوں کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ کہنا شرط نہیں ہے بلکہ تواتر شرط ہے۔ (ب) اور حکمی یہ ہے کہ اس کے ہاں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جب کہ وہ سب عادل ہوں گواہی کے لفظ کے ساتھ گواہی دیں۔	خلاصہ
	(ج) یہ (یعنی مذکورہ حکم ۵۳/۱۷) اس صورت میں ہے، کہ جب گواہوں نے اس شخص کی طرف سے گواہی طلب کئے بغیر گواہی دی اس لیے کہ امام محمد رح نے کتاب الشہادات میں ذکر کیا ہے کہ جب کوئی شخص ایسے دو آدمیوں سے ملا جنہوں نے اس کے ہاں کسی آدمی کی نسب پر گواہی دی اور اس کا حال پہچانا تو اس شخص کو یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ (اس کے متعلق) گواہی دے اور اگر اس شخص نے اپنے ہاں دو ایسے گواہ قائم کئے جنہوں نے کسی آدمی کی نسب پر گواہی دی تو اس شخص کو یہ گنجائش حاصل نہیں ہے کہ وہ (اس کے متعلق) گواہی دے (د) اور اگر کوئی آدمی کچھ لوگوں کے ہاں اترا اور وہ لوگ اسے پہچانتے نہیں ہیں اور اس آدمی نے کہا کہ میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں تو اس کے متعلق امام محمد رح کا قول ہے کہ ان لوگوں کو یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس آدمی کی نسب کے متعلق گواہی دیں حتی کہ وہ لوگ اس آدمی کے شہر کے دو عادلوں سے ملاقات کریں اور وہ دونوں ان کے ہاں اس کی نسب پر گواہی دیں (تب انہیں اس کی نسب پر گواہی کی گنجائش ہے) فقیہ الجصاص رح نے اس کتاب کی شرح میں کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے ؎۲	شرح ادب القاضی
۵۴	(ا) موت ہونے کی گواہی کے متعلق بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی کفایت کر جاتی ہے اور یہی حکم مختار ہے (ب) اور اس میں بالاتفاق گواہی کا لفظ شرط نہیں ہے ؎۳	فتح قدیر
۵۵	جس شخص نے یہ گواہی دی کہ وہ فلاں آدمی کی تدفین میں حاضر تھا یا یہ کہ اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو یہ (صورت) آنکھوں سے دیکھنا ہے حتی کہ اگر اس نے قاضی کے ہاں (یہ) تشریح بیان کر دی تو قاضی اسے قبول کر سکتا ہے ؎۴	مضمرات
۵۶	اگر کسی شخص کی وفات کی خبر آئی پس لوگوں نے وہ امور سرانجام دیئے جو (کسی آدمی کی) موت پر کئے جاتے	

؎۳ حکم نمبر ۴۲/۱۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۴ حکم نمبر ۴۲/۱۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	تحمل الشهادة وحدادائها والامتناع عن ذلك	الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة وحدادائها والامتناع عن ذلك	دفعات و شق نمبر
كذا فی محيط السرخسی		تخبر بموته حتی يخبرك ثقة انه عاين موته	۴/۱۷
كذا فی النهاية		قال مشائخنا اذا لم يعاين الموت الا واحد ولو شهد عند القاضی لايقضی بشهادته وحده ماذا يصنع قالوا يخبر بذلك عدلا مثله فاذا سمع منه حل له ان يشهد على موته فتشهد هو مع ذلك الشاهد حتی يقضی القاضی بشهادتهما.	۵۷

والله اعلم

لے حکم نمبر ۵۲۱، ۴۲، ۱۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وتحقیق نمبر	دوسرا باب شہادت کے تحمل ہونے اور اسے ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے احکام — شہادت کے تحمل اور ادا کرنے کی حد اور اس سے انکار کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۷	ہیں تو تجھے اس کی موت کی خبر دیتے (یعنی گواہی دینے) کی گنجائش نہیں ہے حتیٰ کہ تجھے کوئی ثقہ (یعنی عادل) آدمی یہ خبر دے کہ اس نے اس شخص کی وفات کو دیکھا ہے ؎	محیط سرخی
۵۷	ہمارے مشائخ رہ کا قول ہے کہ جب کسی کی وفات صرف ایک آدمی نے دیکھی اور اگر وہ قاضی کے ہاں گواہی دیتا ہے تو وہ اس کے لیے اکیلے کی گواہی پر فیصلہ نہ کرے گا تو وہ کیا کرے تو اس کے متعلق مشائخ نے کہا ہے کہ وہ اس کی وفات کی خبر اپنے جیسے عادل شخص کو دے پھر جب اس شخص نے اس آدمی سے (اس کی وفات کی خبر کو) سنا تو اسے جائز ہوگا کہ وہ اس کی وفات پر گواہی دے پس وہ شخص مع اس ایک گواہ کے گواہی دے حتیٰ کہ قاضی ان دونوں کی گواہی کے بموجب فیصلہ دے سکے گا ؎	نہایہ
	واللہ اعلم	

؎ حکم نمبر ۲۱/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود — صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث فی صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود

دفعات ۲۱۸ تا ۲۱۸، عنوان ۱، تعداد شق ۳۶

۲۱۸ صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود

۱ یحتاج فی الشہادۃ علی الحاضر الی الاشارۃ الی المدعا علیہ و المدعا و المشہود بہ اذا کان المشہود بہ نقلیا — کذا فی الذخیرۃ

۲ و فی الشہادۃ علی المیت او الغائب وقد حضر الوصی او الوکیل یحتاج الی تسمیۃ الشہود اسم المیت واسم الغائب واسم ابیہما و اسم جدہما شرط الخصاف رح ذکر الجد للتعریف وھکذا ذکر فی الشروط و من مشائخنا رح من قال ھذا قول ابی حنیفۃ رح و محمد رح اما علی قول ابی یوسف رح فذکر الاب یکفی۔ — کذا فی الذخیرۃ

و الصحیح ان النسبۃ الی الجد لا بد منہا۔ — کذا فی البحر الرائق

فاذا قضی قاضی بدون ذکر الجد ینفذ لانہ وقع فی فصل مجتہد فیہ۔ — کذا فی الفصول العمادیۃ

وان کان معروفا بالاسم المجرد مشہورا کابی حنیفۃ رح یکفی ولا حاجۃ الی ذکر الاب و الجد۔ — کذا فی البحر الرائق

۳ و الصناعۃ لا تقوم مقام ذکر الجد علی قول من شرط ذکر الجد الا

ؔ حاضر کے متعلق گواہی ادا کرنے کے لیے حکم نمبر ۱/۲۱۸ اور غائب یا میت کے متعلق گواہی ادا کرنے کے لیے ۲ تا ۴/۲۱۸، نیز ۱۲/۲۳۱ تا ۵/۲۴۶ ملاحظہ ہوں اور اقرار کے متعلق گواہی ادا کرنے کے لیے حکم نمبر ۶/۲۱۸، عاقد کے متعلق گواہی ادا کرنے کے لیے ۷، ۸/۲۱۸، طلاق کے متعلق گواہی ادا کرتے

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب، شہادت اداکرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی ، شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	تیسرا باب، گواہی کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام	
	دفعات ۷۱۷ تا ۷۱۸ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۴۶	
۷۱۸	**گواہی کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت** اور اس میں ۴۶ شقیں ہیں	
۱	گواہی کی ادائیگی کے لیے حاضر مدعا علیہ، مدعی اور مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی جا رہی ہو اس) کی طرف، جب کہ وہ مشہود بہ منقولہ شئی ہو، اشارہ کی ضرورت ہوتی ہے لہ	ذخیرہ
۲	(د) میت یا غائب شخص کے متعلق گواہی ادا کرنے میں درآنحالیکہ اس کا وصی یا وکیل حاضر ہو، گواہوں کو اس میت یا غائب کا نام اور ان دونوں کے باپ اور دادا کا نام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ب) فقیہ الخصاف رح نے پہچان کے لیے دادا کا نام ذکر کرنا شرط کیا ہے الشروط میں یوں ہی مذکور ہے (ج) اور ہمارے مشائخ رح سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول ہے۔ (د) اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب (فقط) باپ کا (نام) ذکر کر دینا کفایت کر جاتا ہے۔	ذخیرہ
	(ر) اور صحیح حکم یہ ہے کہ دادا (کے نام) کی طرف نسبت کرنے کی (بھی) ضرورت ہے	بحرالرائق
	(س) پس جب کسی قاضی نے (اس کے) دادا کے (نام کے) ذکر کے بغیر (گواہی پر) کوئی فیصلہ کر دیا تو وہ فیصلہ نافذ قرار پائے گا اس لیے کہ یہ فیصلہ اجتہاد شدہ حد میں واقع ہوا ہے۔	فصول عمادیہ
	(ص) اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص (یعنی وہ غائب شخص جس کے متعلق گواہی دی جا رہی ہو) محض نام سے ہی جانا پہچانا مشہور ہو مثلاً (امام) ابو حنیفہ رح تو (محض نام کا ذکر) کفایت کر جائے گا اور (اس صورت میں) باپ اور دادا (کے نام) کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے	بحرالرائق
۳	(گواہی میں) جن کے ہاں دادا (کے نام) کا ذکر کرنا شرط ہے اس کے ہاں، (اس کے) پیشہ کا ذکر کر دینا دادا	

لہ ۔ کے لیے ۹، ۱۰/۷۱۸ بلاواسطہ کے متعلق گواہی ادا کرنے کے لیے ۱۱/۷۱۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الثالث فی صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود	دفعات و شق نمبر
کذا فی الذخیرۃ	اذا کانت صناعۃ یعرف بہا لا محالۃ	۸/۷
کذا ذکر فی ادب القاضی	وان ذکر اسمہ و اسم ابیہ و قبیلتہ وحرفتہ ولم یکن فی محلتہ رجل بھذا الاسم وھذہ الحرفۃ یکفی وان کان مثلہ آخر لا یکفی حتی یذکر شیئاً آخر یحصل بہ التمییز۔	۴
ھکذا فی الفصول العمادیۃ	والحاصل ان المعتبر انما ھو حصول المعرفۃ وارتفاع الاشتراک	۵
کذا فی الذخیرۃ	اذا شھد الشہود علی اقرار رجل بشراء محدود او بیعہ او اشبہ ذلک لا بد ان یذکروا فی الشہادۃ انہ اقر علی نفسہ او یقولوا اقر بشرائہ بنفسہ او بیعہ بنفسہ۔	۶
ھکذا فی المحیط	وفی فتاوی فقیہ ابی اللیث رح اذا ادعی علی آخر انہ استھلک دوابا لہ عددا معلوما واقام البینۃ علی ذلک ینبغی ان یبین الشہود الذکر والانثی وان لم یبینوا ذلک قال الفقیہ ابو بکر رح اخاف ان تبطل الشہادۃ ولا یقضی للمدعی بشیٔ من دعواہ وان بینوا الذکور والاناث جازت شہادتہم ولا یحتاج الی ذکر اللون وھذہ القائل یقول مع ذکر الانوثۃ والذکورۃ لا بد من ذکر النوع بان یقول فرس او حمار ونحوہ ولا یکتفی بذکر اسم الدابۃ ومن المشائخ رح من ابی ذکر الذکورۃ والانوثۃ والاول اصح۔	۷
کذا فی الخلاصۃ	ولو سأل القاضی الشہود عن لون الدابۃ وذکروا ثم شھدوا عند الدعوی وذکروا الصفۃ علی خلافہ تقبل والتناقض فیما لا یحتاج لا یضر۔	۸
	شھدا ان ھذہ المرأۃ وھی فلانۃ حرام علی ھذا المدعا علیہ بثلاث	۹

؎۱ محدود (یعنی حدود والی چیز) کے متعلق گواہی کے لیے حکم ۲۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۲ ہکذا فی فتاوی قاضی خان اور لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت ہیں) رنگ کے بیان کی ضرورت نہیں اس لیے کہ منافع مذکر اور مونث سے تو مختلف ہو جاتے ہیں مگر رنگ (کے اختلاف) سے نہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضی خان

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب، شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی، شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کا بیان / صفت کے احکام	حوالہ
۷۱۸	کے ذکر کرنے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا لیکن جب وہ ایسا ہو کہ اس (ہنر) سے لامحالہ اس (آدمی) کی پہچان ہو جاتی ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس ہنر کا ذکر کرنا، دادا کا نام ذکر کرنے کے قائم مقام ہو سکتا ہے)	ذخیرہ
۴	اگر (مذکورہ صورت) کسی شخص نے (گواہی میں متعلقہ) اس آدمی کا نام، اس کے باپ کا نام، اس کے قبیلہ کا نام اور اس کے پیشہ کا نام ذکر کر دیا اور اس شخص کے محلہ میں اس نام اور اس پیشہ کا کوئی اور آدمی نہیں ہے تو کفایت کر جائے گا اور اگر (وہاں) اس جیسا اور بھی ہے تو کفایت نہ کرے گا حتی کہ اس کے ساتھ کوئی اور ایسی شئ ذکر کرے جس کی بنا پر امتیاز حاصل ہو جائے۔	ادب القاضی
۵	اور (ان مذکورہ مسائل میں) حاصل الکلام یہ ہے کہ پہچان ہو جائے اور اشتراک رفع ہو جانے کا اعتبار رہے۔	فصول عمادیہ
۶	جب گواہوں نے کسی محدود (یعنی حدود والی) چیز کے خریدنے، بیچنے یا اس کی مانند کے لیے کسی آدمی کے اقرار کے متعلق گواہی دی تو ضروری ہے کہ وہ اس گواہی میں یہ ذکر کریں کہ اس نے اپنے متعلق یہ اقرار کیا ہے یا یوں کہیں کہ اس نے اسے خود خریدنے یا اسے خود بیچنے کا اقرار کیا ہے لے	ذخیرہ
۷	(ا) فتاوی فقیہ ابواللیثؒ میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی پر یہ دعوی کیا کہ اس نے میرے چوپائے ہلاک کر دیئے ہیں جن کی تعداد معلوم ہے اور اس پر اس نے گواہی قائم کی تو چاہیئے کہ وہ گواہ ان چوپاؤں کا نر یا مادہ ہونا بیان کریں اور اگر انہوں نے یہ امر بیان نہ کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ ابوبکرؒ کا قول ہے کہ مجھے خدشہ ہے کہ وہ گواہی باطل قرار پائے گی اور اس مدعی کے لیے اس دعوی سے کسی چیز کا حکم نہ کیا جائے گا اور اگر گواہوں نے ان چوپاؤں کا نر یا مادہ ہونا بیان کیا تو ان کی وہ گواہی جائز ہے اور (مذکورہ گواہی) میں رنگ کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مذکورہ گواہی میں) اس قائل کا قول (یہ بھی) ہے کہ (اس چوپایہ کا) مونث ہونا یا مذکر ہونا ذکر کرنے کے ساتھ اس کی نوع کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً وہ یوں کہے کہ وہ گھوڑا ہے یا گدھا وغیرہ اور صرف الدابہ کا نام (یعنی چوپایہ کہنا) کفایت نہ کرے گا (ب) اور مشائخ میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے نر یا مادہ کے ذکر (کی ضرورت) سے انکار کیا ہے (ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط
۸	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی نے گواہوں سے چوپایہ کے رنگ کے متعلق دریافت کیا اور انہوں نے ذکر کر دیا پھر انہوں نے دعوی کے وقت گواہی میں (رنگ کی) اس صفت کے خلاف بیان کیا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور (گواہی میں) غیر ضروری امر کے متعلق متناقض مضر نہیں ہوتا ہے	خلاصہ
۹	دو گواہوں نے یوں گواہی دی کہ یہ عورت جو فلانہ ہے اس مدعا علیہ پر تین طلاق سے حرام ہے،	

لے علی هامش عالمگیری عربی ج ۲ ص ۴۷۳/۴۲۸ نیز گواہوں کی گواہی میں باہم اس اختلاف کے حکم کے متعلق ۶۵، ۶۶/۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفة اداء الشهادة و الاستماع الی الشهود — صفة اداء الشهادة و الاستماع الی الشهود	حوالہ
۸/۸	تطلیقات فواجب علیہ الکف عنها قال فیہ خلل لابد من ذکر الفعل من جهة المدعا علیہ یقع بہ الحرمة وهو ان یقول فی الشهادة انہ طلقها ثلاثاً	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحاوی
۱۰	وکذا لا یکتفی الشاهد بقولہ وقد کان حلف بطلاقها و حنث فیها حتی یفسر لفظ الیمین والحنث.	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحاوی
۱۱	الشهادة علی الافلاس ان یشهدا و یقولا لا نعلم لہ مالا سوی ثیاب لیلہ ونهارہ۔	کذا فی السراجیة
۱۲	رجل جاء الی رجل فساومہ ثوبا و دفع الی البائع دراهم واخذ الثوب وافترقا من غیر ان یعقدا بیعا بلسانهما جاز ذلك فان وقعت الخصومة بینهما بعد ذلك ومست الحاجة الی الشهادة قالوا ینبغی للشاهدین ان یشهدا لہ انہ دفع الیہ دراهم وقبض منہ الثوب ولا یشهدان علی البیع الا اذا کان بینهما مقدمات یعلم الشهود ان الأخذ والعطاء کان علی وجہ البیع والقاضی الذی وقعت الخصومة الیہ یعتقد جواز البیع بالتعاطی۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	واذا وقع البیع بالتعاطی بین رجلین ومست الحاجة الی الشهادة فالشهود کیف یشهدون قیل یشهدون علی الأخذ والعطاء ولایشهدون علی البیع وقیل لو شهدوا علی البیع یجوز۔	کذا فی المحیط
۱۴	ولو قالوا فی شهادتهم " این مدعا ملك این مدعی است[۱] " ولم یقولوا " در دست این مدعا علیہ بناحق است[۲] " اختلف المشائخ فیہ و الصحیح انہ ان طلب المدعی من القاضی القضاء بالملك فانہ یقبل هذہ البینة وان طلب التسلیم لا یقبل بها مالم یقولوا "در دست این	

[۱] هذا المدعا ملك هذا المدعی ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔یعنی یہ مدعا یعنی جس چیز کا دعوی کیا گیا ہے یہ اس مدعی کی ملکیت ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی ، شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت صفت کے احکام کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۱۸	لہٰذا اسے اس سے باز رہنا واجب ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس گواہی میں خلل ہے اور یہ ضروری ہے کہ مدعا علیہ (یعنی خاوند) کے اس (طلاق کے) فعل کا بیان ہوتا کہ حرمت واقع ہو اور وہ یوں ہے کہ وہ گواہی میں یوں کہے کہ اس نے اس عورت (یعنی بیوی) کو تین طلاقیں دی ہیں۔	تتارخانیہ
۱۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (مذکورہ صورت میں) گواہ کا یوں کہنا کفایت نہیں کرتا کہ اس نے اس کی طلاق کی قسم کھائی تھی اور وہ اس میں حانث ہو چکا ہے (یعنی جس امر کے ارتکاب پر اس نے اس بیوی کو طلاق کی قسم کھائی تھی وہ اس امر کا ارتکاب کر کے قسم توڑ چکا ہے) حتیٰ کہ وہ قسم کھانے کے لفظ اور قسم توڑنے کی تشریح کرے (تب اس کی وہ گواہی کفایت کرے گی)۔	تتارخانیہ
۱۱	اور (گواہی دیتے ہیں) کسی کے افلاس کے متعلق گواہی یوں ہے کہ وہ دونوں گواہی دیں تو یوں کہیں کہ ہم اس کے شب و روز کے کپڑوں کے علاوہ اس کا کوئی مال نہیں جانتے ۔	سراجیہ
۱۲	کوئی شخص کسی آدمی کے پاس آیا اس سے ایک کپڑے کا بھاؤ کیا ۔ بیچنے والے کو درہم دیئے ۔ وہ کپڑا لے لیا اور وہ دونوں زبان سے بیع منعقد کئے بغیر متفرق ہو گئے تو یہ (بیع) جائز قرار پائی ہے پھر اگر اس کے بعد ان دونوں میں (اس بیع کے متعلق) جھگڑا واقع ہو اور گواہی کی ضرورت پڑے تو اس کے متعلق مشائخ رہ کا قول ہے کہ گواہوں کو چاہیے کہ وہ (یوں) گواہی دیں کہ اس (خریدار) نے اسے درہم دیئے اور اس (بائع) سے (وہ) کپڑا قبضہ میں لے لیا اور وہ گواہ اس کے بیع ہونے پر گواہی نہ دیں لیکن جب ان دونوں (یعنی بائع و مشتری) میں ایسے بیشگی امور پیش آئے ہوں جن سے گواہ لوگ یہ جان لیں کہ وہ لینا اور دینا بطور بیع کے ہوا تھا اور جس قاضی کے ہاں وہ مقدمہ دائر ہوا ہو وہ تعاطی (یعنی محض لینے اور دینے) سے بیع جائز قرار دیتا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ گواہ اس کے بیع ہونے پر گواہی دے سکتے ہیں۔	قاضی خان
۱۳	(ا) جب کوئی بیع دو آدمیوں کے مابین بطور تعاطی (یعنی محض لینے دینے سے) واقع ہو اور گواہی کی ضرورت پڑے تو وہ گواہی کس طرح دیں گے؟ (اس کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ لینے اور دینے پر گواہی دیں گے اور بیع پر گواہی نہ دیں گے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر انہوں نے بیع پر گواہی دی تو جائز ہو گا ۔	محیط
۱۴	(ا) اگر گواہوں نے اپنی گواہی میں یوں کہا کہ "یہ مدعا (یعنی یہ چیز جس کا دعوی کیا گیا ہے) اس مدعی کی ملکیت ہے" اور انہوں نے یہ نہ کہا کہ "اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے" تو اس کے حکم کے متعلق مشائخ رہ کا اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اگر مدعی نے قاضی سے ملکیت کا فیصلہ طلب کیا ہو تو یہ (مذکورہ) گواہی قبول کی جا سکے گی اور اگر مدعی نے سپردگی کا فیصلہ طلب کیا ہو تو ان الفاظ کے ساتھ وہ گواہی قبول نہ ہو گی جب تک کہ یہ	

[1] لہ فی ید ھذا المدعا علیہ بغیر حق، عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی (یہ چیز) اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفة اداء الشهادة والاستماع الی الشهود — صفة اداء الشهادة والاستماع الی الشهود	حوالہ
۱۸	مدعا علیہ بناحق است[1]". وهو الاشبه والاقرب الی الصواب وهذا القائل یقول لو سأل القاضی من الشهود أهو فی ید هذا المدعا علیه بغیر حق فقال الشاهد لا أدری تقبل هذه الشهادة علی الملك.	کذا فی الفصول العمادیة کذا فی الذخیرة
۱۵	واذا شهد الشهود ان هذه العین ملك هذا المدعی وفی ید هذا المدعا علیه بغیر حق ولم یقولوا فواجب علیه قصر یده عنها وتسلیمها الی هذا المدعی حکی عن شیخ الاسلام ابی الحسن السغدی رح ان فیه اختلاف المشائخ منهم من قال لابد وان یقولوا ذلك یعنی للقضاء بالتسلیم ومنهم من قال لاحاجة الی ذکره وتکون الشهادة مقبولة ویجبر المدعا علیه علی التسلیم اذا طلب المدعی ذلك وعلیه ادرکنا کثیرا من مشائخنا رح قال شیخ الاسلام رح هذا وانا افتی ان فی الشهادة قصورا.	کذا فی المحیط
۱۶	وفی فتاوی النسفی ینبغی للشاهد ان یقول فی شهادته "این عین ملك این مدعی است وحق وی است[2]"، حتی لا یمکن ان یلحق به "حق وے نے[3]" بنفی وکان شیخ الاسلام فخر الاسلام البزدوی رح یقول اذا قال المدعی "فلان چیز ملك من است وحق من[4]" لا یکتفی به وینبغی ان یقول "حق من است" ویقول فی قوله "وبدست فلان بناحق" "بدست فلان بناحق است" وکذلك فی نظائره حتی لا یلحق به کلمة النفی قال الاحتیاط فی هذا ولکن هذا الاحتیاط فی موضع یطالب بالتسلیم.	کذا فی الذخیرة
۱۷	سئل شمس الاسلام الاوزجندی رح عن الشهود اذا قالوا بالفارسیة "ما گواهی دهیم کہ این عین مدعا ملك این مدعی است[5]"، هل تقبل شهادتهم قال نعم وقیل ینبغی ان لا تقبل لان قوله ما گواهی دهیم فی العرف للاستقبال وللحال ما گواهی میدهیم.	کذا فی المحیط
۱۸	وفی فتاوی النسفی سئل عن شهود کان فی لفظ شهادة کل واحد منهم "ما گواهی	

[1] فی ید هذا المدعا علیه بغیر حقه یعنی (یہ چیز) اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے (مترجم) [2] هذا العین ملك هذا المدعی وحقه، عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی یہ معین شئ اس مدعی کی ملکیت ہے اور اس کا حق ہے (مترجم) [3] لیس حقه، عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اور اس کا حق نہیں (مترجم) [4] الشئ الفلانی ملکی وحقی، عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی فلاں چیز میری ملکیت ہے اور میرا حق۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب، شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت، شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۴	نہ کہیں کہ "(یہ چیز) اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے"۔	فصول عمادیہ
	(ب) اور یہی (مذکورہ) حکم اشبہ اور اقرب الی الصواب ہے اور اس (یعنی مذکورہ) قائل کا قول ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی نے گواہوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ چیز اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے تو گواہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو یہ گواہی ملکیت پر قبول کی جا سکے گی۔	ذخیرہ
۱۵	(۱) جب گواہوں نے گواہی دی کہ یہ معین چیز اس مدعی کی ملکیت ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے اور گواہوں نے یہ نہ کہا کہ اسے لازم ہے کہ وہ اس پر سے قبضہ چھوڑ دے اور اس مدعی کے سپرد کر دے تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ الاسلام ابوالحسن علی سغدی رح سے منقول ہے کہ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول ہے کہ ضروری ہے اور وہ یہ کہیں یعنی سپردگی کے فیصلہ کے لیے (یوں کہیں) (ب) اور بعض وہ ہیں جن کا قول ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے اور وہ گواہی مقبول ہو سکے گی اور مدعا علیہ کو سپردگی پر مجبور کیا جائے گا جب کہ مدعی اس کی درخواست کرے اور ہم نے اپنے بہت سے مشائخ رح کو اس حکم پر پایا ہے (ج) شیخ الاسلام رح کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ اختلاف) تو ہے اور میں فتویٰ یہ دیتا ہوں کہ (اس) گواہی میں قصور ہے۔	محیط
۱۶	(۱) فتاوی النسفی میں ہے کہ (مذکورہ صورت میں) گواہ کو اپنی گواہی یوں کہنا چاہیئے کہ "یہ معین شی اس مدعی کی ملکیت ہے اور اس کا حق ہے" تاکہ اس گواہی کے ساتھ "اور اس کا حق نہیں" یعنی نفی کا ملانا ممکن نہ رہے (ب) اور شیخ الاسلام فخر الاسلام علی البزدوی رح فرمایا کرتے تھے کہ جب مدعی نے یوں کہا کہ "فلاں چیز میری ملکیت ہے اور میرا حق" تو اتنا کہنے پر اکتفا نہ کرے اور اسے چاہیئے کہ یوں کہے کہ "اور میرا حق ہے" اور وہ اپنے قول میں یوں کہنے کہ "فلاں کا قبضہ ناحق" کی بجائے یوں کہے کہ "فلاں کا قبضہ ناحق ہے" اور اس کے نظائر میں بھی یوں ہی حکم ہے تاکہ کلمہ نفی نہ ملایا جا سکے آپ نے فرمایا کہ اس میں احتیاط ہے لیکن یہ احتیاط اس موقع پر ہے کہ سپردگی کا مطالبہ کیا جائے۔	ذخیرہ
۱۷	(۱) شمس الائمہ الاوزجندی رح سے ان گواہوں کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جب انہوں نے فارسی میں یوں کہا کہ "ما گواہی دہیم" کہ یہ معین شی اس مدعی کی ملکیت ہے تو کیا ان کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی تو آپ نے فرمایا کہ جی ہاں (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ گواہی قبول نہیں ہونی چاہیئے اس لیے کہ اس کا یہ قول کہ "ما گواہی دہیم" از روئے عرف زمانہ مستقبل کے لیے ہوتا ہے اور زمانہ حال کے لیے "ما گواہی میدہیم" (یعنی ہم گواہی دیتے ہیں) ہوتا ہے [۱]	محیط
۱۸	(۱) فتاوی النسفی میں ہے کہ (آپ سے) ان گواہوں کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں سے ہر ایک کی گواہی	

[۱] نشهد ان هذا العين المدعا بها فی ملك هذا المدعی، عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا۔ یعنی ہم گواہی دیں کہ یہ معین شی جس کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ اس مدعی کی ملکیت ہے (مترجم) [۲] یہ صورت اور مابعد کی کئی صورتوں میں مندرجہ احکام کا تعلق فارسی الفاظ و محاورات سے ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفة اداء الشهادة و الاستماع الی الشهود	صفة اداء الشهادة و الاستماع الی الشهود	حوالہ
۱۸	میدہیم کہ فلاں چیز آن فلاں است[۱] هل یکون هذا بمنزلة قوله "ملک فلاں است" قال نعم وکان الامام ظهیر الدین المرغینانی رحمه الله یقول ینبغی للقاضی ان یستفسرهم انهم ارادوا الملک او غیره فان فسروا اخذ بتفسیرهم وان لم یفسروا او غابوا او ماتوا فالقاضی یقضی بشهادتهم بالملک۔		کذا فی الذخیرة
۱۹	وفی فتاوی شمس الاسلام الاوزجندی رحمه الله اذا شهد الشهود ان هذا العین حق هذا المدعی ولم یقولوا ملکه قبلت الشهادة وقیل لا تقبل وقیل ینبغی للقاضی ان یستفسر الشهود عن الحق ارادوا به الملک او ما هو حقیقة الحق و یبنی الامر علی ما فسروا۔		کذا فی المحیط
۲۰	وعلی هذا اذا ادعی ان هذا الدار حقی ولم یقل ملکی هل تصح منه هذا الدعوی۔		کذا فی المحیط
۲۱	فان شهد شاهد وفسر الشهادة علی وجهها ثم شهد الآخر فقال اشهد بمثل شهادة صاحبی لا یقبل القاضی حتی یتکلم کل شاهد بشهادته قال الشیخ الامام شمس الائمة ابو محمد عبد العزیز بن احمد الحلوانی رحمه الله هذا احتیاط من صاحب الکتاب انه لا یقبل من الشهود الاجمال وهذا دأبه فی هذا الباب اما عندنا فاذا شهد الاول وفسر وقال الثانی اشهد بما شهد به هذا فانه یکفی ثم قال المختار ان یحمل الجواب علی التفصیل ان کان الشاهد فصیحا یمکنه بیان الشهادة علی وجهها لا یقبل منه الاجمال کما قال صاحب الکتاب وان کان اعجمیا غیر فصیح یقبل منه الاجمال اذا کان بحال لولا حشمة مجلس القضاء یمکنه ان یعبر الشهادة بلسانه اما اذا کان بحال لا یمکنه ان یعبر بلسانه فانه لا یقبل ایضا و قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن ابی سهل السرخسی رحمه الله المختار ان یحول الجواب علی التفصیل ان احس القاضی بخیانة		

[۱] نشهدان الشیء الفلا نی حق فلان ـــــ عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی فلاں چیز اس فلاں شخص کی

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب، شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام — شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۸ھ	میں یہ لفظ تھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ "فلاں چیز آں فلاں است" (یعنی فلاں چیز اس فلاں شخص کی ہے) تو کیا یوں کہنا اس کے قائم مقام ہے کہ (وہ چیز اس) فلاں کی ملکیت ہے تو آپ نے فرمایا کہ جی ہاں (ب) اور امام ظہیر الدین المرغینانیؒ فرماتے تھے کہ (اس صورت میں) قاضی کو چاہئے کہ وہ ان سے یہ وضاحت چاہے کہ انہوں نے یوں کہنے میں ملکیت مراد لی ہے یا کچھ اور، پس اگر انہوں نے وضاحت کی تو ان کی وضاحت قبول کی جائے گی اور اگر انہوں نے وضاحت نہ کی یا وہ (وضاحت سے قبل ہی) غائب ہو گئے یا وہ وفات پا گئے تو قاضی ان کی اس گواہی سے ملکیت پر فیصلہ کر سکے گا۔	ذخیرہ
۱۹	(د) فتاوی شمس الاسلام الاوز جندی رح میں ہے کہ جب گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ معین شیٔ اس مدعی کا حق ہے اور یہ نہ کہا کہ اس کی ملکیت ہے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جاسکے گی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ قاضی کو چاہیئے کہ وہ ان گواہوں سے حق کے لفظ کے بارے میں دریافت کرے کہ انہوں نے اس سے ملکیت مراد لی ہے یا وہ مراد لی ہے جو حق کی حقیقت ہے اور جو وہ وضاحت کریں اس پر حکم مبنی ہو گا۔	محیط
۲۰	اور اسی (مذکورہ اختلاف) پر اس صورت کا حکم ہے جب کہ کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ یہ گھر میرا حق ہے اور اس نے یہ نہ کہا کہ میری ملکیت ہے تو کیا اس کا یہ دعوی (ملکیت کے لیے) درست قرار پائے گا (اس میں بھی مذکورہ اختلاف ہے)	محیط
۲۱	(د) اگر کسی گواہ نے گواہی دی اور اس نے کما حقہ اس کی وضاحت کر دی پھر دوسرے گواہ نے گواہی دی تو کہا کہ میں ایسی گواہی دیتا ہوں جیسا کہ میرے (گواہ) ساتھی نے گواہی دی تو قاضی (یہ دوسری گواہی) قبول نہ کرے گا جب تک کہ ہر گواہ اپنی گواہی کا کلام (بیان) کرے (ب) الشیخ الامام شمس الائمہ ابو محمد عبدالعزیز بن احمد الحلوانی رح کا قول ہے کہ یہ حکم صاحب الکتاب سے احتیاطاً ہے کہ گواہوں سے اجمالی بیان قبول نہ کیا جائے اور اس بارے میں ان کا طور طریقہ یہی ہے اور ہمارے ہاں جب ایک گواہ نے گواہی دی اور اس کی وضاحت کر دی اور دوسرے گواہ نے یوں کہا کہ میں وہ گواہی دیتا ہوں جو گواہی اس نے دی تو کفایت کر جائے گی (ج) پھر فرمایا کہ المختار حکم یہ ہے کہ اس کے جواب میں یہ تفصیل کی جائے کہ اگر وہ گواہ فصیح ہو گواہی کا کما حقہ بیان اسے ممکن ہو (دگواہی میں) اس سے اجمال قبول نہ کیا جائے جیسا کہ صاحب الکتاب کا قول ہے اور اگر وہ گواہ عجمی اور غیر فصیح ہو تو اس سے اجمال قبول کیا جا سکے گا جب کہ وہ ایسا ہو کہ اگر اسے مجلس عدالت کا رعب نہ ہو تو اسے اپنی زبان سے گواہی کا (کما حقہ) تعبیر کرنا ممکن ہو اور اگر وہ ایسا ہو کہ اسے اپنی زبان سے گواہی کا تعبیر کرنا ممکن نہ ہو تو اس سے بھی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی (د) الشیخ الامام ابو بکر محمد بن سہل السرخسی رح کا قول ہے کہ المختار حکم یہ ہے کہ اس کے جواب میں ایک اور	

ب سے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفة اداء الشهادة والاستماع الی الشهود — صفة اداء الشهادة و الاستماع الی الشهود	حوالہ
٤١٨	من الشهود بشهادة الزور كلف كل شاهد ان يفسر شهادته كما قال صاحب الكتاب وان لم يحس بشيء من الخيانة لا يكلف ويحكم فى ذلك رأيه	كذا فى شرح ادب القاضى للصدر الشهيد
	وقال شمس الاسلام الاوزجندى رح انما يقبل الاجمال من الشاهد الآخر اذا قال فى شهادته لهذا المدعى على هذا المدعا عليه وبه يفتى.	كذا فى الخلاصة
	ثم قال هذه الاقاويل فيما اذا قال الثانى انى اشهد بما شهد به الاول او قال اشهد بمثل ما شهد به الاول اما اذا قال اشهد على شهادة الاول لا تقبل بالاجماع لان هذه شهادة على الشهادة وليست بشهادة على الحق.	
	وكذلك اذا قال اشهد على مثل شهادة الاول وكذلك اذا قال اشهد على مثل ما شهد به الاول لان المثل قد يكون صلة وقد يكون بمعنى من فيصير كانه قال اشهد على من شهد به الاول.	كذا فى شرح ادب القاضى للصدر الشهيد
٢٢	اذا كتب شهادة الشاهد فى بياض وقرئ عليه ذلك فقال اشهد ان لهذا المدعى جميع ما سمى ووصف فى هذا الكتاب على هذا المدعا عليه او قال هذا المدعا به الذى قرئ ووصف فى هذا الكتاب فى يد هذا المدعا عليه بغير حق فواجب عليه تسليمه الى هذا المدعى فهذه شهادة صحيحة.	كذا فى المحيط
٢٣	وحكى عن الشيخ الامام السرخسى رح فى رجل ادعى دارا من نسخة او صك قرأها فقال الشهود وهما ميون " ما هم چنين گواهى ميدهيم[2] " لهذا المدعى على هذا المدعا عليه ان شهادتهم صحيحة.	كذا فى المحيط
٢٤	فى النوازل اذا شهد احد الشاهدين بنسخة قرأها بلسانه ثم قرأ رجل آخر من النسخة والشاهد الآخر يقرء معه مقارنا بقراءته فهذا ليس بصحيح.	كذا فى الذخيرة

[2] حکم نمبر ٢٢ تا ٢٥ / ٤١٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام — شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۸ے	تفصیل کی جائے کہ اگر قاضی گواہوں کی طرف سے جھوٹی گواہی کی خیانت محسوس کرے تو وہ ہر گواہ کو اپنی گواہی کی وضاحت کرنے کا مکلف کرے جیسا کہ صاحب الکتاب کا قول ہے اور اگر قاضی کسی قسم کی مذکورہ خیانت محسوس نہ کرے تو وہ (گواہوں کو اس مذکورہ امر کا) مکلف نہ کرے اور اس میں فیصلہ اس کی رائے پر ہے ۔	شرح ادب القاضی
	(ر) اور شمس الائمہ الاوزجندی رح کا قول ہے کہ دوسرے گواہ سے اجمال اس صورت میں قبول کیا جائے گا جب کہ اس نے اپنی گواہی میں کہا کہ اس مدعی کے لیے اس مدعا علیہ پر ہے (جیسا کہ اس پہلے گواہ نے گواہی دی) اور اس پر فتوی دیا جاتا ہے ۔	خلاصہ
	(س) پھر فرمایا کہ یہ مذکورہ اقوال اس صورت میں ہیں کہ جب دوسرے گواہ نے یوں کہا کہ میں وہ گواہی دیتا ہوں جو گواہی اس پہلے نے دی یا اس نے یوں کہا کہ میں اس گواہی کی مانند گواہی دیتا ہوں جو اس پہلے نے گواہی دی اور اگر اس (دوسرے گواہ) نے یوں کہا کہ میں پہلے گواہی کی گواہی پر گواہی دیتا ہوں تو یہ (گواہی) بالاجماع قبول نہ کی جائے گی اس لیے کہ یوں کہنا گواہی پر گواہی قرار پاتی ہے حق ثابت کرنے کے لیے گواہی قرار نہیں پاتی (ص) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (اس دوسرے گواہ) نے کہا کہ میں پہلے (گواہ) کی گواہی کی مانند پر گواہی دیتا ہوں (ط) اور اس مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے کہا کہ پہلے گواہ نے جو گواہی دی ہے میں اس کی مانند پر گواہی دیتا ہوں اس لیے کہ مثل کا لفظ کبھی تو بطور صلہ ہوتا ہے اور کبھی مِن کے معنی میں ہوتا ہے اور پھر یوں قرار پاتا ہے کہ گویا اس نے کہا کہ پہلے گواہ نے جس پر گواہی دی میں اس پر گواہی دیتا ہوں ۔	شرح ادب القاضی
۲۲	اگر گواہ کی گواہی ایک کاغذ پر لکھی گئی وہ تحریر اسے پڑھ کر سنا دی گئی تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ اس تحریر میں نام لیا گیا اور بیان کیا گیا وہ سب اس مدعی کے لیے اس مدعا علیہ پر لازم ہے۔ یا اسنے یوں کہا کہ یہ مدعا بہ چیز جو پڑھی گئی اور بیان کی گئی اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے پس اس پر لازم ہے کہ وہ اس مدعی کے سپرد کرے تو (ان صورتوں میں) یہ گواہی صحیح ہے ۔ [ؔ۱]	محیط
۲۳	شیخ الاسلام السرخسی رح سے اس آدمی کے بارے میں منقول ہے جس نے کسی گھر کا دعوی اس تحریر یا دستاویز سے کیا جسے اس نے پڑھا تو گواہوں نے جو کہ ان پڑھ ہیں یہ کہا کہ ہم اس مدعی کے لیے اس مدعا علیہ پر ایسی ہی گواہی دیتے ہیں تو ان کی وہ گواہی صحیح ہے۔	محیط
۲۴	النوازل میں ہے کہ جب دو گواہوں میں سے ایک نے اس تحریر سے گواہی دی جسے اس نے اپنی زبان سے پڑھا پھر ایک اور آدمی نے تحریر سے پڑھا اور دوسرا گواہ اس کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ پڑھتا جاتا ہے تو (گواہی کے لیے) یہ صحیح نہیں ہے ۔	ذخیرہ

[ؔ۱] نشهد هكذا، عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔ یعنی ہم ایسی ہی گواہی دیتے ہیں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفۃ اداء الشہادۃ والاستماع الی الشہود	حوالہ
۱۸/۲۵	سئل علی بن احمد[1] عن الشاهد اذا كان يصف حدود المدعی حين ينظر فی الصك واذا لم ينظر لا يقدر علی وجهها هل تقبل قال اذا كان ينظر وينقله ويحفظه عن النظر فلا تقبل واذا كان يستعين به نوع استعانة كقارئ القرآن عن المصحف تقبل۔	كذا فی التتارخانية ناقلا عن اليتيمة
۲۶	ادعی علی آخر عشرة دراهم وشهد الشهود ان لهذا المدعی علی هذا المدعا عليه مبلغ عشرة دراهم قيل تقبل وهو الاصح۔	كذا فی المحيط
۲۷	اذا ادعی بالفارسية دوازده درهم[2] وشهد الشهود ان لهذا المدعی علی هذا المدعا عليه ده دوازده درهم[3] لا تقبل لمكان الجهالة۔	كذا فی الذخيرة
۲۸	وكذلك اذا ادعی ده دوازده درهم لا تسمع دعواه	كذا فی الذخيرة
۲۹	وكذلك اذا ذكر التاريخ فی الدعوی علی هذا الوجه بان قال "اين عين ملك من است از ده دوازده سال"[4] فانه لا تسمع دعواه۔	كذا فی الذخيرة
۳۰	وكذلك اذا ذكر الشهود التاريخ فی شهادتهم علی هذا الوجه لا تقبل شهادتهم۔	كذا فی الذخيرة
۳۱	ولو ادعی علی آخر قبض شئ فشهدوا بهذه العبارة اين مدعا عليه چنين گفت كه اين مدعی اين مدعا به را بر من فرستاد لا تقبل۔	كذا فی الخلاصة
۳۲	ثلثة شهدوا فی حادثة ثم قال احدهم قبل القضاء استغفر الله	

۱ حکم نمبر ۱۸/۲۷ تا ۲۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ اثنی عشر درہما عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا یعنی بارہ درہم (مترجم)

۳ عشرۃ او اثنی عشر درہما عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا یعنی دس یا بارہ درہم (مترجم)

۴ "ہذا العین ملکی من عشر سنین او اثنی عشر سنۃ"، عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا یعنی یہ عین

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی ، شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے صفت کے احکام احکام کا بیان	حوالہ
۱۸/ه ۲۵	(د) علی بن احمد رح سے اس گواہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جب وہ دستاویز سے دیکھتا ہے تو مدعی (کے دعوی) کی حدود بیان کرتا ہے اور جب نہ دیکھے تو کما حقہ بیان نہیں کر سکتا تو کیا اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی تو آپ نے فرمایا کہ جب وہ دیکھتا ہے اور دیکھنے سے اسے نقل کرتا اور محفوظ کرتا ہے تو (اس کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی (ب) اور جب وہ اس سے ایسی قسم کی مدد لیتا ہے جیسا کہ قاری قرآن مجید مصحف سے مدد لیتا ہے تو (اس کی گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	تتارخانیہ
۲۶	کسی شخص نے دوسرے آدمی پر دس درہم کا دعوی کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی کے لیے اس مدعا علیہ پر یا تہا دس درہم ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ (یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [۱]	محیط
۲۷	کسی شخص نے فارسی میں دوازدہ (یعنی بارہ) درہم کا دعوی کیا اور گواہوں نے یوں گواہی دی کہ اس مدعی کے لیے اس مدعا علیہ پر دس بارہ درہم لازم ہیں تو یہ گواہی قبول نہ ہو گی اس لیے کہ (اس صورت میں مقدار کے متعلق) بے علمی جگہ پاتی ہے۔	ذخیرہ
۲۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے دس بارہ درہم کا دعوی کیا تو (اس صورت میں) اس کے دعوی کی سماعت نہ کی جائے گی۔	ذخیرہ
۲۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے دعوی میں تاریخ کا ذکر اس طور پر کیا مثلاً اس نے یوں کہا کہ یہ معین چیز دس بارہ سال سے میری ملکیت ہے تو (اس صورت میں) اس کے دعوی کی سماعت نہ ہو گی۔	ذخیرہ
۳۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب گواہوں نے اپنی گواہی میں تاریخ کا ذکر اس (مذکورہ) طور پر کیا (یعنی یوں گواہی دی کہ یہ معین چیز دس بارہ سال سے اس مدعی کی ملکیت ہے) تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی۔	ذخیرہ
۳۱	اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی پر کسی چیز کے قبضہ کر لینے کا دعوی کیا (تو اس کے) گواہوں نے یوں گواہی دی کہ اس مدعا علیہ نے یوں کہا تھا کہ [۲] اس مدعی نے یہ چیز میرے پاس بھیج دی۔ تو (اس دعوی کے لیے) ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی۔	خلاصہ
۳۲	تین شخصوں نے کسی مقدمہ میں گواہی دی پھر (قاضی کے) فیصلہ سے پہلے ایک گواہ نے یوں کہا کہ استغفر اللہ	

چیز دس بارہ سال سے میری ملکیت ہے (مترجم)

[۲] "هذا المدعا عليه قال ان هذا المدعي ارسل الى هذا المدعا به" عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی اس مدعا علیہ نے یوں کہا تھا کہ اس مدعی نے یہ چیز میرے پاس بھیج دی۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فى صفة اداء الشهادة والاستماع الى الشهود / صفة اداء الشهادة والاستماع الى الشهود	حوالہ
۱۸/ک	قد كذبت فى شهادتى فسمع القاضى ذلك ولم يعلم ايهم قال ذلك فسألهم القاضى بعد ذلك فقالوا كلنا على شهادتنا قالوا لا يقضى القاضى بشهادتهم ويقيمهم من عنده حتى ينظر فى ذلك فان جاء المدعى باثنين منهم فى اليوم الثانى يشهدان بذلك جازت شهادتهما[1].	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۳	اذا شهد فى حادثة قبل الدعوى ثم اعادها بعد الدعوى قبلت شهادته	كذا فى المحيط
۳۴	ومن شهد ولم يبرح ثم قال اوهمت بعض شهادتى يعنى تركت ما يجب علىّ ذكره او اتيت بما لا يجوز لى ان كان غير عدل ترد شهادته مطلقا قاله فى المجلس او بعده فى موضع الشبهة او غيره وان كان عدلا قبلت شهادته فى غير موضع الشبهة مثل ان يدع لفظة الشهادة او ان يترك ذكر اسم المدعى او المدعى عليه او الاشارة الى احدهما سواء كان فى مجلس القضاء او فى غيره اما فى موضع شبهة التلبيس كما اذا شهد بالف ثم قال غلطت بل هى خمسمائة او بالعكس تقبل اذا قال فى المجلس ويقضى بجميع ما شهد اولا عند بعض المشائخ رح وبما نفى او زاد عند آخرين واليه مال شمس الائمة السرخسى رح واما بعد ما قام عن المجلس فلم تقبل وعلى هذا اذا وقع الغلط فى بعض الحدود فذكر الشرقى مكان الغربى او فى بعض النسب كان ذكر محمد بن عمر بدل محمد بن على بن عمر مثلا فان تداركه قبل البراح عن المجلس قبلت والا فلا وعن ابى حنيفة رح وابى يوسف رح انه يقبل قوله فى غير المجلس فى جميع ذلك والظاهر ما ذكر اولا.	هكذا فى العناية والكافى والبحر الرائق

[1] فتاوی قاضی خان سے ماخوذ، فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۳ ص ۴۶۳، مطبوعہ مطبع المیمنیہ مصر ج ۳ ص ۵۳۵ اور مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ہند ج ۳ ص ۲۰۳ میں شہادتھما کی بجائے "شہادتھم" درج تھا اور اس عبارت کے اصل ماخذ فتاوی قاضی خان علی ہامش عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۲ ص ۴۷۰ میں یہ عبارت "جازت شہادتھم" (یعنی ان سب کی گواہی جائز قرار پائے گی) کی بجائے "جازت شہادتھما" یعنی ان دونوں کی گواہی جائز قرار پائے گی)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام • شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۸، ۳۲	(یعنی میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں) میں نے اپنی گواہی میں جھوٹ بولا ہے قاضی نے اسے سنا اور یہ نہ جانا کہ ان گواہوں میں سے کس نے یوں کہا پس اس کے بعد ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سب اپنی گواہی پر قائم ہیں تو مشائخؒ نے کہا ہے کہ ان کی اس گواہی سے قاضی فیصلہ کرے گا اور انہیں اپنے ہاں سے اٹھا دے گا حتیٰ کہ وہ اس معاملہ میں غور کرے پھر اگر مدعی دوسرے دن ان گواہوں میں سے دو گواہ لایا جنہوں نے وہ گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی [2]	قاضی خاں
۳۳	جب کسی شخص نے کسی واقعہ میں دعویٰ سے پہلے گواہی دی پھر اس نے دعویٰ کے بعد وہ گواہی دوبارہ دی تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۳۴	(د) جس شخص نے کسی مقدمہ میں گواہی دی اور وہ اپنی جگہ سے نہ گیا کہ پھر اس نے یوں کہا کہ میں اپنی گواہی کے بعض حصوں میں وہم میں پڑ گیا یعنی جن امور کا ذکر کرنا ضروری تھا وہ چھوڑ گیا یا اس نے یوں کہا کہ میں ایسی چیزیں بیان کر گیا جو مجھے جائز نہ تھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر وہ گواہ غیر عادل تھا تو قاضی اس کی گواہی مطلقاً رد کر دے گا خواہ اس نے اس مجلس میں یوں کہا یا بعد میں کہا موضع شبہ میں یوں کہا یا اس کے علاوہ میں یوں کہا (۲) اور اگر وہ گواہ عادل تھا تو موضع شبہ کے علاوہ میں اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی مثلاً وہ گواہی کا لفظ چھوڑ دے یا وہ مدعی کا نام یا مدعا علیہ کا نام یا ان دونوں کی طرف اشارہ یا ان میں سے کسی ایک طرف اشارہ چھوڑ دے خواہ یہ مجلس قضا میں ہوا یا اس کے علاوہ میں ہوا۔ اور موضع شبہ تلبیس (یعنی حقیقت خلط ملط ہونے کے موضع) میں مثلاً اس نے ہزار کے متعلق گواہی دی پھر کہا کہ میں نے غلطی کی بلکہ وہ تو پانچ سو ہیں یا اس نے اس کے الٹ کہا تو جب اس نے اس مجلس میں کہا تو اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی اور فیصلہ بعض مشائخ کے ہاں اس سب سمیت ہوگا جو اس نے پہلے گواہی دی اور بعض دوسرے مشائخ رحہ کے ہاں اس پر فیصلہ ہوگا جو اس نے نفی کی یا اضافہ کیا اور شمس الائمہ السرخسی اس طرف مائل ہوئے ہیں۔ اور اگر اس نے اس مجلس سے اٹھ جانے کے بعد یوں کہا تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے حدیں بیان کرنے میں غلطی کی پس اس نے شرقی کو غربی اور غربی کو شرقی ذکر کر دیا یا اس نے بعض نسب میں غلطی کی مثلاً اس نے محمد بن علی بن عمر کی بجائے محمد بن عمر ذکر کر دیا تو اگر اس نے اس مجلس سے جانے سے پہلے اپنی اس غلطی کا تدارک کر لیا تو وہ گواہی قبول کی جائے گی ورنہ نہیں (ب) اور امام ابوحنیفہ رحہ اور امام ابو یوسف رحہ سے مروی ہے کہ ان سب صورتوں میں اس مجلس کے علاوہ بھی اس کا وہ قول قبول کیا جا سکے گا اور ظاہر حکم وہ ہے جو پہلے ذکر ہوا [3]	عنایہ، کافی، بحرالرائق

درج ہے اور مفہوم کے لحاظ بھی اسی کو ترجیح قرار پاتی ہے لہٰذا یہی درج ہے (مترجم)

[2] حکم نمبر ۳۲/۱۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] عادل وغیرہ عادل گواہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفة اداء الشهادة والاستماع الی الشهود	صفة اداء الشهادة و الاستماع الی الشهود	حوالہ
۴۱۸ ۳۵	عن ابن سماعة رح عن ابی یوسف رح اذا شهد شهدان علی رجل بمال فقبل ان یقضی القاضی بشهادتهما شهد علیهما رجلان بانهما رجعا عن شهادتهما ان کان الذی اخبر عن رجوعهما یعرفه القاضی ویعدله وقف فی امرهما ولم ینفذ شهادتهما۔		کذا فی المحیط
۳۶	رجل ادعی دارا واقام البینة فابطل القاضی بینته ثم جاء بعد عشرین سنه یشهد انها لآخر فشهادته باطلة۔		کذا فی الخلاصة
۳۷	وکذا لو قال هذه الدار لفلان لاحق لی فیها ثم شهد انها لفلان آخر لا یقبل		کذا فی الخلاصة
۳۸	واذا قال المدعی للقاضی لا بینة لی وحلف القاضی المدعا علیه بطلب المدعی ثم جاء المدعی ببینة روی الحسن بن زیاد رح انه تقبل بینته وعن محمد رح انه لا تقبل وعلی هذا اذا قال المدعی کل بینة آتی بها فهم شهود زور ثم اتی ببینة وعلی هذا اذا قال لیس لی عند فلان شهادة فیما ادعی علی هذا فلما حلفه القاضی جاء بفلان یشهد وعلی هذا الخلاف اذا قال مالی عند فلان وفلان شهادة علی هذا ثم ادعی بعد ذٰلك شهادتهما۔		هکذا فی المحیط
	[1] لو قال کل بینة اقیمها فهی باطلة فان اقام بینة لا تسمع فی قولهم جمیعا قال الحلوانی رح اختلفت الروایات عن ابی حنیفة رح فی هذا و اشهر قولیه مثل قول الحسن رح وکان القاضی الامام ابو علی النسفی رح یقول قضاءنا الیوم علی ما قال محمد رح بانه لا تقبل وقال القاضی الامام فخر الدین رح الفتوی علی انه تقبل۔		کذا فی الغیاثیة

[1] مدعی شخص اپنے لیے گواہی کے متعلق اس نوع کے کلمے کہے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۸ اور اگر گواہ شخص اپنی گواہی کے متعلق اس نوع کے کلمے کہے

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب شہادت ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت، شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کے احکام کا بیان	حوالہ
۷/۱۸ ۳۵	ابن سماعہ رہ نے امام ابو یوسف رہ سے روایت کیا ہے کہ جب دو شخصوں نے کسی آدمی پر کسی مال کے متعلق گواہی دی تو قبل اس کے کہ قاضی ان کی گواہی کے بموجب فیصلہ دے ان دونوں گواہوں کے متعلق دو آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ ان گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر قاضی اس شخص کو جس نے ان کے رجوع کی خبر دی پہچانتا ہو اور اسے عادل جانتا ہو تو وہ ان دونوں شخصوں (کی گواہی) کے معاملہ میں توقف کرے گا اور ان دونوں کی وہ گواہی نافذ نہ کرے گا۔	محیط
۳۶	کسی شخص نے ایک گھر کا دعویٰ کیا اور گواہی قائم کی اور قاضی نے اس کی گواہی کو باطل قرار دے دیا پھر بیس سال بعد وہ شخص اگر یہ گواہی دینے لگا کہ وہ گھر کسی اور شخص کا ہے تو اس کی وہ گواہی باطل ہے۔	خلاصہ
۳۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے یہ کہا کہ یہ فلاں شخص کا گھر ہے اس میں میرا کوئی حق نہیں ہے پھر اس نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر فلاں اور شخص کا ہے تو اس کی یہ گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	خلاصہ
۳۸	(ا) جب مدعی نے قاضی سے یوں کہا کہ میرے پاس گواہی نہیں ہے اور قاضی نے مدعی کے مطالبہ پر مدعا علیہ سے حلف لیا پھر وہ مدعی گواہی لے آیا تو (اس کے حکم کے متعلق) حسن بن زیاد رہ نے روایت کیا ہے کہ اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور امام محمد رہ سے مروی ہے کہ قبول نہ ہوگی (ب) اسی (مذکورہ صورت کے اختلافی) حکم کے بموجب اس صورت کا حکم ہے کہ جب مدعی نے یوں کہا کہ میں جو گواہی بھی لاؤں گا وہ گواہ جھوٹے ہوں گے پھر وہ گواہ لے آیا (تو اس کے حکم میں بھی مذکورہ اختلاف ہے) (ج) اسی (مذکورہ صورت کے اختلافی) حکم کے بموجب اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی (مدعی) نے یوں کہا کہ میرے لیے اس آدمی کے پاس (اس بارے میں) گواہی نہیں ہے جس بارے میں میں اس (مدعا علیہ) پر دعویٰ کرتا ہوں پس جب قاضی نے مدعا علیہ سے حلف لیا تو وہ (مدعی) اس آدمی کی گواہی لے آیا (تو اس کے حکم میں بھی مذکورہ اختلاف ہے)	
	(د) اسی (مذکورہ صورت کے اختلافی) حکم کے بموجب اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی (مدعی) نے یوں کہا کہ میرے لیے اس فلاں آدمی اور فلاں آدمی کے پاس اس (مدعا علیہ) پر گواہی نہیں ہے پھر اس کے بعد وہ ان دونوں کی گواہی کا مدعی ہوا (تو اس کے حکم میں بھی مذکورہ اختلاف ہے)	محیط
	(ر) اگر کسی (مدعی) شخص نے یوں کہا کہ ہر وہ گواہی جو میں قائم کروں گا وہ باطل ہو گی تو اگر اس نے گواہی قائم کی تو سب کے قول میں اس کی گواہی کی سماعت نہ ہو گی (س) الحلوانی رہ کا قول ہے کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ رہ سے روایات مختلف ہیں اور آپ کے دونوں قولوں میں سے زیادہ مشہور قول حسن (بن زیاد رہ) کا قول جیسا ہے (ص) اور قاضی ابو علی نسفی رہ فرماتے تھے کہ آج کل ہمارے فیصلے اس پر ہیں جو امام محمد رہ کا قول ہے (یعنی ان صورتوں میں وہ گواہی) قبول نہ کی جائے گی (ط) اور قاضی امام فخر الدین رہ کا قول ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ وہ گواہی قبول کی جا سکے گی لہ	خانیہ

لہ تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۹ تا ۱۱۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی صفة اداء الشهادة والاستماع الی الشهود	صفة اداء الشهادة والاستماع الی الشهود	حوالہ
۷۱۸ ۳۹	رجلان قالا لا شهادة لفلان عندنا ثم شهدا له ذكر في المنتقى انه تجوز شهادتهما.		كذا في فتاوى قاضيخان
۴۰	وعن محمد[ؒ] في النوادر اذا قال لا شهادة لفلان عندي في امر او قال لا علم لي بهذا ثم شهد بعد ذلك جازت شهادته		كذا في فتاوى قاضيخان
۴۱	وكذا لو ان رجلين قالا كل شهادة نشهد بها لفلان على فلان فهي زور ثم جاآ و شهدا و قالا لم نتذكر حيث قلنا ثم تذكرنا جازت شهادتهما[1]		كذا في فتاوى قاضيخان
۴۲	و في المنتقى شهد شاهدان ان لهذا في هذه الدار الف ذراع فاذا الدار خمسة مائة ذراع او شهدا ان له في هذا القراح عشرة اجربة فاذا القراح خمسة اجربة فالشهادة باطلة ولو كان اقر بذلك اخذ المقر له كلها.		كذا في المحيط
۴۳	ولو شهدا ان داره في دار هذا هذه ولم يحدا من اي موضع الى اي موضع هي فالشهادة باطلة.		كذا في المحيط
۴۴	ولو شهدوا انها امرأته وحلاله ولم يذكروا العقد المختار انه يجوز.		كذا في خزانة المفتين
۴۵	ان ادعى انه رهن عنده هذا ثوبا او غصبه منه فشهد الشهود بذلك فقالوا بانا لا نعرف الثوب قبلت شهادتهم وبيان الثوب الى الغاصب والمرتهن.		كذا في المضمرات
۴۶	اذا شهد على رجل انه اقر ان اسمه عارية في هذا الدين و المال لفلان و فلان يدعيه فذلك جائز		كذا في الملتقط

والله اعلم

[1] حکم نمبر ۳۹/۷۱۸ تا ۴۱/۷۱۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۱/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] فتاویٰ عالمگیری مترجم حامل المتن کی اشاعت ہذا میں کئی اہل علم کے مشورہ کے بموجب، غلاموں سے متعلق خصوصی احکام اور ان کا ترجمہ آج کل چنداں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر قابل ترک ہے چنانچہ حکم نمبر ۴۱/۷۱۸ کے بعد سے ۲ احکام، ۵۱/۷۲۱ کے بعد سے ۵، ۵۲/۷۲۱ کے بعد سے ۱۰، ۶۰/۷۲۱ کے بعد سے ۴، ۷۵/۷۲۱ کے بعد سے ۴، ۹۴/۷۲۱ کے بعد سے ۱، ۹۶/۷۲۱ کے بعد سے ۱، ۱۰۶/۷۲۱ کے بعد سے ۳، ۱۰۷/۷۲۱ کے بعد سے ۲، ۱۱۵/۷۲۱ کے بعد سے ۱، ۱۱۶/۷۲۱ کے بعد سے ۲، ۱۱۲/۷۲۱ کے بعد سے ۳

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب شہادت کے ادا کرنے کے اور گواہوں کی سماعت کرنے کی . شہادت کی ادائیگی اور گواہوں کی سماعت کرنے کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۹ ۱۸،	دو شخصوں نے یوں کہا کہ فلاں آدمی کے لیے ہمارے ہاں گواہی نہیں ہے پھر ان دونوں نے اس کے لیے گواہی دی تو (اس کے حکم کے متعلق) المنتقی میں ہے کہ ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	قاضی خان
۴۰	امام محمدؒ سے النوادر میں مروی ہے کہ جب کسی شخص نے یوں کہا کہ فلاں آدمی کے لیے اس امر میں میرے ہاں گواہی نہیں ہے یا یوں کہا کہ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے پھر اس کے بعد اس نے اس آدمی کے لیے گواہی دی تو اس کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	قاضی خان
۴۱	اسی (مذکورہ صورت کے حکم) کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر دو شخصوں نے یوں کہا کہ ہر وہ گواہی جو ہم فلاں آدمی کے لیے فلاں آدمی پر دیں وہ جھوٹی ہوگی پھر وہ دونوں آئے اور انہوں نے وہ گواہی دی، اور ان دونوں نے یہ کہا کہ جب ہم نے کہا تھا تو ہمیں یاد نہ تھی پھر ہمیں وہ گواہی یاد آ گئی تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	قاضی خان
۴۲	(ا) المنتقی میں ہے کہ دو گواہوں نے یوں گواہی دی کہ اس گھر میں اس شخص کے لیے ہزار گز (جگہ) ہے پس جب دیکھا گیا تو وہ (کل) گھر پانچ سو گز ہے یا ان دونوں نے گواہی دی کہ اس کھلی زمین میں اس کے لیے دس جریب جگہ ہے پس جب دیکھا گیا تو وہ کھلی زمین (کل) پانچ جریب ہے تو (ان صورتوں میں) وہ گواہی باطل قرار پائے گی (ب) اور اگر (اس صورت میں) اس نے اقرار کیا تھا تو جس کے لیے اقرار کیا گیا وہ کل جگہ لے لے گا۔	محیط
۴۳	اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کا گھر اس شخص کے اس گھر میں ہے اور انہوں نے حد نہ بیان کی کہ وہ کس جگہ سے کس جگہ تک ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔	محیط
۴۴	اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس کی ہے اور اس پر حلال ہے اور انہوں نے نکاح کا ذکر نہ کیا تو (اس صورت میں) مختار حکم یہ ہے کہ جائز قرار پاتا ہے۔	خزانۃ المفتین
۴۵	اگر کسی شخص نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اس شخص کے ہاں کپڑا رہن رکھا ہے یا اس سے اس نے غصب کر لیا ہے پھر گواہوں نے اس کے متعلق گواہی دی تو کہا کہ ہم وہ کپڑا نہیں پہچانتے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ اور کپڑے کا بیان غصب کرنے والے اور رہن لینے والے کے ذمہ ہے۔	مضمرات
۴۶	جب کسی شخص نے کسی آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس قرض (دینے) میں میرا نام عاریۃً ہے اور مال دراصل فلاں کا ہے اور فلاں اس کا دعوی کرتا ہے تو یہ جائز ہے واللہ اعلم	ملتقط

۱۲۶/ء۲۱ کے بعد س۱، ۶/ء۲۲ کے بعد س۱، ۴۲/ء۲۲ کے بعد س۱، ۱۲/ء۲۵ کے بعد س۲، ۲۰/ء۲۶ کے بعد س۲، ۲۸/ء۲۶ کے بعد س۵، ۴۱/ء۲۶ کے بعد س۱، ۷/ء۲۷ کے بعد س۱، ۹/ء۲۷ کے بعد س۲، ۲۶/ء۲۸ کے بعد س۴، ۳۰/ء۲۸ کے بعد س۱، ۴۶/ء۲۸ کے بعد س۲، ۶۳/ء۲۸ کے بعد س۴، ۷۵/ء۲۸ کے بعد س۱، ۷۷/ء۲۸ کے بعد س۱۱، ۲۰/ء۲۹ کے بعد س۳، ۲۳/ء۲۹ کے بعد س۱، ۳۴/ء۳۰ کے بعد س۲، ۴۰/ء۳۰ کے بعد س۱، ۴۷/ء۳۰ کے بعد س۳، ۵۲/ء۳۰ کے بعد س۳، ۲۷/ء۳۱ کے بعد س۱ اور ۷۷/ء۳۲ کے بعد س۴ احکام کا اندراج متروک ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل — الفصل الاول فیمن لا تقبل شہادتہ لعدم اہلیتہ لہا	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل

دفعات ۴۱۹ تا ۴۲۱، عنوانات ۳، تعداد شق ۲۲۰

وھو مشتمل علی فصول

الفصل الاول فیمن لا تقبل شہادتہ لعدم اہلیتہ لہا

دفعات ۴۱۹ تا ۴۱۹، عنوان ۱، تعداد شق ۱۸

۴۱۹ من لا تقبل شہادتہ لعدم اہلیتہ لہا — تعداد شق ۱۸

شق	متن	حوالہ
۱	لا تجوز شہادۃ الاخرس عند علمائنا رحمہم اللہ	کذا فی الذخیرۃ
۲	ولا تقبل شہادۃ الاعمیٰ مطلقا سواء عمی قبل التحمل او بعدہ فیما تجوز الشہادۃ بالتسامع اولا یجوز وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تجوز فیما طریقہ السماع ومالا یکفی فیہ السماع اذا کان بصیرا وقت التحمل اعمیٰ عند الاداء اذا کان یعرفہ باسمہ ونسبہ	کذا فی فتح القدیر

ۭ گواہی کی شرائط یعنی گواہ کے تحمل اور ادائیگی کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۱۵، گواہی کی قسموں اور نصاب کے متعلق ۴۱۶، شہادت کے تحمل اور اسے ادا کرنے کی حد کے متعلق ۴۱۷، گواہی ادا کرنے اور گواہوں کی سماعت کی صفت کے متعلق ۴۱۸، شہادت کی اہلیت نہ ہونے کی بنا پر گواہی رد ہونے کے متعلق ۴۱۹، ۲۹/۴۲۱ اور اس میں گونگے کی گواہی کے متعلق ۱/۴۱۹، نابینا کی گواہی کے متعلق ۲ تا ۴/۴۱۹، بچوں کی گواہی کے متعلق ۵، ۸، ۱۰/۴۱۹، مجنون کی گواہی کے متعلق ۵، ۶/۴۱۹، عورتوں کی گواہی کے متعلق ۷، ۹، ۱۱ تا ۱۵/۴۱۹، قید خانہ والوں کی گواہی کے متعلق ۱۶/۴۱۹، مملوک کی گواہی کے متعلق ۱۶، ۱۷/۴۱۹، کفر کی بنا پر گواہی رد ہونے کے متعلق ۱۷/۴۱۹ اور زوجین کی ایک دوسرے کے متعلق گواہی کے احکام

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں، ان کے احکام ، پہلی فصل جس کی شہادت، شہادت کی اہلیت نہ ہونے کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان	حوالہ
	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	
	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں، ان کے احکام	
	دفعات ۷۱۹ تا ۷۲۱، عنوانات ۳، تعداد شق ۲۲۰	
	یہ باب کئی فصلوں پر مشتمل ہے (جو کہ تین ہیں)	
	پہلی فصل جسکی شہادت، شہادت کی اہلیت نہ ہونیکی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان	
	دفعات ۷۱۹ تا ۷۱۹، عنوان ۱، تعداد شق ۱۸	
۷۱۹	**جس کی شہادت، اہلیت نہ ہونے کی بنا پر قبول نہیں ہوتی** اس میں ۱۸ شقیں ہیں۔	
۱	گونگے شخص کی شہادت ہمارے علماء کے ہاں جائز نہیں قرار پائی لے	ذخیرہ
۲	(د) نابینا شخص کی گواہی مطلقاً قبول نہیں کی جاتی خواہ گواہی کے تحمل سے پہلے نابینا ہوا یا اس کے بعد، خواہ وہ گواہی اس امر میں ہو جو سننے سے جائز قرار پاتی ہے یا جائز نہیں قرار پاتی (ب) اور امام ابو یوسف رح کا قول یہ ہے کہ نابینا کی گواہی اس امر میں جائز قرار پاتی ہے جس میں سننے سے گواہی دی جاسکتی ہے اور جس امر میں سے گواہی کفایت نہیں کرتی اس میں (نابینا کی گواہی) تب جائز ہے کہ وہ نابینا شخص گواہی کے تحمل کے وقت بینا تھا اور اس گواہی کی ادائیگی کے وقت نابینا ہوگیا جب کہ وہ اس کے نام و نسب سے واقف ہو۔	فتح قدیر

کے متعلق $\frac{۱۸}{۷۱۹}$ ۱ ، $\frac{۳}{۷۲۱}$ مع حواشی، نیز فسق کی بنا پر گواہی رد ہونے کے متعلق ۷۲۰، تہمت، تناقض اور فیصلہ کا نقض لازم آنے سے گواہی رد ہونے کے متعلق ۷۲۱، دعویٰ اور شہادت میں اختلاف اور تناقض کے متعلق ۷۲۲ تا ۷۲۷، گواہوں کی گواہی میں اختلاف کے متعلق ۷۲۸، شہادت علی النفی اور بعض گواہیوں کا بعض کو دفع کرنے کے متعلق ۷۲۹، اہل کفر کی گواہی کے متعلق ۷۳۰، شہادۃ علی الشہادۃ کے متعلق ۷۳۱، جرح و تعدیل کے متعلق ۷۳۲ اور مذکورہ سے ملتے مسائل کے متعلق حکم نمبر ۷۳۳ میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل — الفصل الاول فيمن لا تقبل شهادته لعدم اهليته لها	حوالہ
۱۹؍	هذا اذا كان المدعا شيئاً لا يحتاج الى الاشارة اليه وقت الاداء اما اذا كان شيئا يحتاج الى الاشارة فلا تقبل شهادته اجماعاً.	هكذا فى البدائع
۳	ولو عمى بعد الاداء قبل القضاء يمتنع القضاء عند ابى حنيفة رح و محمد رح	كذا فى الكافى
۴	الاعمى اذا شهد وردت شهادته ثم صار بصيرا فشهد فى تلك الحادثة تقبل.	كذا فى الخلاصة
۵	لا تقبل شهادة الصبيان والمجانين والمعتوه بمنزلة المجنون	كذا فى المحيط
۶	اذا كان الرجل يجن ساعة ويفيق ساعة فشهد فى حال افاقته تقبل شهادته وقدره شمس الائمة الحلوانى رح بيومين وقال اذا كان جنونه يومين او اقل من ذلك ثم يفيق هكذا فشهد فى حال افاقته تقبل شهادته.	كذا فى المحيط
۷	ولا تقبل شهادة النساء وحدهن الا شهادة القابلة على الولادة فى حق النسب دون الميراث.	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۸	وكذا شهادة الصبيان بعضهم على بعض فيما يقع فى الملاعب	كذا فى الذخيرة
۹	وشهادة النساء فيما يقع فى الحمامات لا تقبل وان مست الحاجة اليها	كذا فى الذخيرة
۱۰	وكذلك اهل السجن اذا شهد بعضهم على البعض فيما وقع بينهم فى السجن لا تقبل	كذا فى المحيط
۱۱	اما شهادة النساء بانفرادهن على استهلال الصبى وهو صياح الولد بعد الانفصال عن الام او على تحرك عضو من اعضائه بعد الانفصال عن الام فمقبولة فى حق الصلوة عليه بالاجماع و اما فى حق الميراث فقد اختلفوا فيه قال ابو حنيفة رح لا تقبل واشترط شهادة رجلين او رجل وامرأتين وقال ابو يوسف رح و محمد رح تقبل شهادة امرأة واحدة اذا كانت عدلة	كذا فى المحيط

۱؎ حکم نمبر ۱تا۱۴/۶۱۹ نیز ۱تا۱۴/۶۱۵، ۱/۶۱۸ اور ۱۴/۶۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۲/۶۱۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ حکم نمبر ۲/۶۱۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، پہلی فصل جس کی شہادت، شہادت کی اہلیت نہ ہونے کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۱۹	(ج) یہ مذکورہ (اختلافی حکم) اس صورت میں ہے کہ وہ چیز ایسی ہو کہ گواہی کی ادائیگی کے وقت اس کی طرف اشارہ کی ضرورت نہ ہو اور اگر وہ چیز ایسی ہو کہ (گواہی کی ادائیگی کے وقت اس کی طرف) اشارہ کی ضرورت ہو (یعنی وہ چیز منقولہ ہو) تو پھر بالاجماع نابینا کی گواہی قبول نہیں ہوتی [1]	بدائع
۳	اگر کوئی شخص گواہی کی ادائیگی کے بعد اور قاضی کے فیصلہ سے پہلے نابینا ہو گیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمدؒ کے ہاں فیصلہ رد کر دیا جائے گا [2]	کافی
۴	جب کسی نابینا شخص نے گواہی دی تو اس کی گواہی (نابینا ہونے کی وجہ سے) رد کر دی گئی پھر وہ شخص بینا ہو گیا اور اس نے اسی واقعہ میں گواہی دی تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی [3]	خلاصہ
۵	بچوں اور مجنون لوگوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور (اس میں) معتوہ (یعنی مدہوش) شخص مجنون کے حکم میں ہے [4]	محیط
۶	(د) جب کسی شخص کی حالت یہ ہو کہ وہ کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور وہ کبھی اس سے صحت مند ہو جاتا ہے پس اس نے صحت کی حالت میں گواہی دی تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور شمس الائمہ الحلوانی رح نے اس کے متعلق دو دن کی مقدار قرار دی ہے اور فرمایا کہ جب اس کا جنون دو دن یا اس سے کم ہوتا ہو پھر اسے اسی قدر افاقہ ہوتا ہو پس اس نے اس افاقہ کی حالت میں گواہی دی تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	محیط
۷	عورتوں کی گواہی جب کہ گواہی میں صرف عورتیں ہی ہوں قبول نہیں کی جاتی لیکن ولادت پر دائی کی گواہی نسب کے حق میں قبول کی جاتی ہے میراث کے حق میں نہیں [5]	قاضی خان
۸	اسی (مذکورہ) کی طرح، بچوں کی بعض کی بعض پر گواہی کا حکم ہے جو کھیلوں کی جگہوں میں واقع امور کے متعلق ہو ۔	ذخیرہ
۹	(محض) عورتوں کی گواہی جو حماموں میں واقع امور کے متعلق ہو قبول نہیں کی جاتی خواہ اس کی ضرورت پڑے ۔	ذخیرہ
۱۰	اسی (مذکورہ) کی طرح جب قید خانہ والوں نے بعض نے بعض پر، قید خانہ میں ان کے باہمی امر کے متعلق گواہی دی تو وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی [6]	محیط
۱۱	(د) البتہ صرف عورتوں کی وہ گواہی جو بچہ کے استہلال پر ہو اور بچہ کا استہلال (نومولود) بچہ کا ماں سے الگ ہو جانے کے بعد رونے کو کہتے ہیں یا صرف عورتوں کی وہ گواہی جو (نومولود) بچہ کا ماں سے الگ ہو چکنے کے بعد اس کے اعضاء میں سے کسی عضو کی حرکت پر ہو، تو یہ (مذکورہ گواہیاں) اس پر نماز (جنازہ) کے حق میں بالاجماع مقبول ہیں (ب) اور (مذکورہ صورت میں) میراث کے حق میں اختلاف ہے (۱) امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ قبول نہیں جاتی اور آپ کے ہاں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی شرط ہے (۲) اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ اس میں ایک عورت کی گواہی بھی قبول کی جا سکتی	

[4] حکم نمبر ۵، ۶، ۸، ۷، ۱۰ / ۷۱۹ اور معتوہ شخص کے مفہوم کے متعلق ۲۸، ۲۷ / ۳۴۶ نمبر ۱/۷۱۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۷، ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۵ / ۷۱۹ ، ۲/۷۱۶ نمبر ۱/۷۱۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۱/۷۱۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل — الفصل الاول فیمن لا تقبل شهادته لعدم اهلیته لها	حوالہ
۷۱۹	وهو الارجح	كذا في فتح القدير
۱۲	اما شهادتهن على تحرك الولد قبل الانفصال عندهما[2] وشهادة الرجل وامرأتين او رجلين على تحرك الولد قبل الانفصال او على تحركه حالة الانفصال عند الكل فلا تقبل.	كذا في المحيط
۱۳	لاشهادة للنساء في السرقة في حق القطع وتقبل في حق الضمان	كذا في التتارخانية ناقلا عن العتابية
۱۴	رجل قال ان شربت الخمر فمملوكي هذا حر فشهد رجل وامرأتان انه شرب الخمر يعتق العبد ولا يحد[3].	كذا في الخلاصة
۱۵	وكذا لو قال ان سرقت من مال فلان شيئا فشهد رجل وامرأتان على هذا يعتق العبد ولا يقطع.	كذا في الخلاصة
۱۶	لا تقبل شهادة المملوك قنا كان او مدبرا او مكاتبا او ام ولد وكذلك معتق البعض في قول ابي حنيفة رح	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۷	كل من ردت شهادته للرق او للكفر او للصبا ثم زالت هذه الموانع فاداها قبلت ولو ردت لفسق او زوجية او العبد لمولاه او المولى لعبده ثم زالت فاداها لم تقبل ولو تحمل لمولاه او احد الزوجين للآخر فاداها بعد العتق والبينونة قبلت وكذا ان تحملها وهو عبد او كافر او صبي فاداها بعد زوال هذه العوارض قبلت لان المعتبر حالة الاداء ولا مانع حينئذ.	كذا في خزانة المفتين

[1] گواہ عادل کے متعلق حکم نمبر ۱۶، ۱۷/۷۱۵ مع حاشیہ، نیز حکم نمبر ۲ ب/۷۹۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا سنا ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ب ۱/۷۴۱ کا دوسرا حاشیہ اور ب ۱/۷۴۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] حکم نمبر ب ۱/۷۴۱ کا دوسرا حاشیہ اور حد الشرب کے متعلق حکم نمبر ب ۲۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، پہلی فصل جس کی شہادت، شہادت کی اہلیت نہ ہونے کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان ان کے احکام	حوالہ
۲۱۹	ہے بشرطیکہ وہ عادلہ گواہ ہو۔	محیط
	(۳) اور یہ (مذکورہ ۲/۱۹،۱۱ ب) حکم زیادہ ترجیح والا ہے [1]	فتح قدیر
۱۲	اور (محض) عورتوں کی گواہی (نومولود کا ماں سے) الگ ہونے سے پہلے بچہ کی حرکت پر ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں اور ایک مرد اور دو عورتوں یا دو مردوں کی گواہی (نومولود کا ماں سے) الگ ہونے سے پہلے یا الگ ہونے کی حالت میں اس کی حرکت پر، سب کے ہاں قبول نہیں کی جاتی ۔	محیط
۱۳	عورتوں کی گواہی چوری کے متعلق ہو تو قطع (یعنی چوری کی حد میں عضو کٹنے) کے لیے (قبول) نہیں ہے اور (چوری کے مال کی) ضمان کے لیے قبول کی جا سکتی ہے [2]	تتارخانیہ
۱۴	کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر میں شراب پیئوں تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے شراب پی ہے تو اس کا وہ غلام آزاد قرار پائے گا اور اس پر (شراب نوشی کی) حد نہ لگائی جائے گی [3]	خلاصہ
۱۵	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر میں فلاں کے مال سے چوری کروں (تو میرا یہ غلام آزاد ہے) پھر ایک مرد اور دو عورتوں نے اس پر یہ گواہی دی (کہ اس نے وہ چوری کی ہے) تو وہ غلام آزاد قرار پائے گا اور (چوری کی حد میں) قطع (عضو) نہ کیا جائے گا۔	خلاصہ
۱۶	مملوک (یعنی غلام) کی گواہی قبول نہیں کی جاتی خواہ وہ (محض) غلام ہو یا مدبر ہو یا مکاتب ہو یا ام ولد ہو اسی طرح جس کا کا بعض حصہ آزاد شدہ ہو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی [4]	قاضی خان
۱۷	(ا) ہر وہ شخص جس کی گواہی، غلام ہونے یا کفر یا بچہ ہونے کی بنا پر رد کر دی گئی ہو پھر یہ (مذکورہ) موانع جاتے رہے تو اس نے وہ گواہی ادا کی تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور اگر گواہی بوجہ فسق یا زوجیت کے رد کی گئی یا غلام کی گواہی اپنے آقا کے لیے ہونے یا آقا کی گواہی اس کے غلام کے لیے ہونے کی بنا پر رد کر دی گئی پھر وہ (مانع) جاتے رہے پھر اس نے وہ گواہی ادا کی تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ج) اور اگر کسی نے اپنے آقا کے لیے گواہی کا تحمل کیا (یعنی گواہی اٹھائی) یا زوجین میں سے ایک نے دوسرے کے لیے گواہی اٹھائی پھر اس (غلام) نے آزاد ہونے یا اس (خاوند یا بیوی) نے وہ نکاح ختم ہونے کے بعد وہ گواہی ادا کی تو وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (د) اسی طرح اگر کسی شخص نے گواہی اٹھائی تو وہ غلام تھا یا کافر تھا یا بچہ تھا پھر اس نے یہ (مذکورہ) عوارض زائل ہونے کے بعد وہ گواہی ادا کی تو وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اس لیے کہ (اس میں) گواہی ادا کرنے کی حالت کا اعتبار ہے اور اس وقت کوئی مانع نہیں پایا گیا [5]	خزانۃ المفتین

[4] حکم ۱۶،۱۷/۲۱۹ نیز ب ۱/۲۱۹ کا حاشیہ اور مدبر، مکاتب اور ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ب ۲/۲۲۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۱۸،۱۷/۲۱۹ نیز ب ۱/۲۱۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ و من لا تقبل — الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادتہ لفسقہ	دفعات و شق نمبر
کذا فی المحیط	لوشہد لصاحبتہ حال قیام النکاح فلم یقبل القاضی شہادتہ ولم یردھا حتی وقعت الفرقۃ بینہما لم یذکر محمدؒ ھذا الفصل فی الاصل وعن ابی یوسفؒ ان القاضی لا یقضی بتلک الشہادۃ الا ان یعیدھا۔	۷۱۹ ۱۸

الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادتہ لفسقہ

دفعات ۷۲۰ تا ۷۲۰، عنوان ۱، تعداد شق ۶۹

حوالہ	متن	دفعات و شق نمبر
	من لا تقبل شہادتہ لفسقہ — تعداد شق ۶۹	۷۲۰
کذا فی فتاوی قاضیخان	اتفقوا علی ان الاعلان بکبیرۃ یمنع الشہادۃ۔	۱
کذا فی فتاوی قاضیخان	و فی الصغائر ان کان معلنا بنوع فسق مستشنع یسمیہ الناس بذلک فاسقا مطلقا لا تقبل شہادتہ و ان لم یکن کذلک فان کان صلاحہ اکثر من فسادہ و صوابہ اغلب من خطئہ ولا یکون سلیم القلب یکون عدلا تقبل شہادتہ۔	۲
کذا فی الکافی	وعن ابی یوسفؒ الفاسق اذا کان وجیہا فی الناس ذا مروۃ تقبل شہادتہ والاصح ان شہادتہ لا تقبل۔	
کذا فی المبسوط	لا تقبل شہادۃ آکل الربا المشہور بذلک المقیم علیہ	۳
ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ	لا تقبل شہادۃ من اشتہر باکل الحرام	۴
ھکذا فی فتح القدیر	ترد شہادۃ آکل مال الیتیم باکلہ مرۃ	۵
	ولا تجوز شہادۃ مدمن الخمر و اراد بہ الادمان فی النیۃ یعنی یشرب ومن نیتہ انہ یشرب بعد ذلک اذا وجدہ قال شمس الائمۃ السرخسیؒ یشترط مع الادمان ان یظہر ذلک للناس او یخرج سکران فیسخر منہ الصبیان حتی ان شرب الخمر فی السر لا یسقط العدالۃ قال فی الاصل	۶

لہ حکم نمبر ۱۷/۷۱۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز الامس کے متعلق حکم نمبر ۲/۷۲۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۸ کے در د... کا ... ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے ان کے احکام احکام کا بیان	حوالہ
۷۱۹ ۱۸	اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے لیے اس سے نکاح کی موجودگی کی گواہی دی تو قاضی نے اس کی وہ گواہی قبول نہ کی اور نہ رد کی حتیٰ کہ ان دونوں خاوند بیوی میں فرقت واقع ہوگئی (یعنی ان کا نکاح زائل ہو گیا) تو اس صورت کے حکم کے متعلق امام محمدؒ نے الاصل میں کچھ ذکر نہیں کیا کر اور امام ابو یوسف رحؒ سے مروی ہے کہ قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ دے گا لیکن اگر اس شخص نے اس گواہی کا اعادہ کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قاضی اس گواہی پر فیصلہ دے سکے گا) لہ	محیط

دوسری فصل، جس کی شہادت فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اسکے احکام کا بیان

دفعات ۷۲۰ تا ۷۲۰ عنوان ۱ ، تعداد شق ۶۹

۷۲۰	**جس کی شہادت، فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی** اور اس میں ۶۹ شقیں ہیں	
۱	اس پر متفق ہیں کہ اعلانیہ کبیرہ گناہ اس کی گواہی قبول ہونے کے لیے مانع ہے ؎۲	قاضی خان
۲	(د) صغیرہ گناہوں کی صورت میں اگر وہ بنوع فسق اعلانیہ کرتا ہو، مرتکب قباحت ہو لوگ ان کی وجہ سے اسے علی الاطلاق فاسق کہتے ہوں تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور اگر وہ ایسا نہ ہو تو اگر اس کا عمل صالح اس کے عمل فاسد سے زیادہ ہو اس کی راست گوئی اس کی خطاکاری سے زیادہ ہو حالانکہ وہ سلیم القلب نہ ہو تو وہ گواہ عادل قرار پائے گا اس کی گواہی قبول کی جاسکے گی ۔ (ب) امام ابو یوسف رحؒ سے مروی ہے کہ فاسق شخص جب لوگوں میں وجاہت والا ہو (مثلاً سردار ہو) مروت والا ہو (مثلاً جوانمردانہ صفات والا ہو) تو اس کی گواہی قبول کی جاسکے گی اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی گواہی قبول نہ ہوگی ؎۳	قاضی خان
۳	ایسا سود خور (جو سود کھانے میں مشہور ہوا اور اس پر جما ہوا ہو) اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی	کافی میسوط
۴	جو شخص حرام خوری میں مشہور ہو اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی ۔	جوہرہ نیرہ
۵	یتیم کا مال کھانے والے نے (خواہ) ایک بار یتیم کا مال کھایا تو اس کی گواہی رد کر دی جائے گی ۔	فتح قدیر
۶	(د) عادی خمر نوش کی گواہی جائز نہیں ہوتی اور اس سے مراد اس کی نیت میں عادی ہونا ہے یعنی وہ شراب پیتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ اس کے بعد جب پائے گا پیئے گا (ب) شمس الائمہ السرخسیؒ کا قول ہے کہ عادی شراب خور ہونے میں یہ شرط ہے کہ وہ لوگوں پر ظاہر کرے یا وہ نشہ کی حالت میں نکلے اور بچے اس سے مزاح کریں حتیٰ کہ اگر اس نے خفیتہ شراب پی تو (گواہی میں) اس کی عدالت ساقط نہ ہوگی ۔	

؎۲ حکم نمبر ۷۲۰ نیز ۲۰۴ ۱۴ تا ۱۸ / ۷۱۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۳ حکم نمبر ۲۰۷ ، ۲۰۷ ، ۷۲۰ / ۷۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل — الفصل الثانی فیمن لا تقبل شهادته لفسقه	حوالہ
۶۲۰	ولا تجوز شهادة من من السکر واراد به سائر الاشربة سوی الخمر۔	کذا فی المحیط
	وان شرب للتداوی لا تسقط عدالته۔	هکذا فی البحر الرائق
۷	لا تقبل شهادة من یجلس مجلس الفجور والمجانة والشرب وان لم یشرب	هکذا فی المحیط
۸	لا تقبل شهادة من یأتی بابا من الکبائر التی یتعلق بها الحد للفسق۔	کذا فی الهدایة
۹	کل فرض له وقت معین کالصلوٰة والصوم اذا اخر من غیر عذر سقطت عدالته۔	کذا فی المضمرات
۱۰	وما لیس له وقت معین کالزکوٰة والحج روی هشام عن محمد ان تأخیره لا یسقط العدالة وبه اخذ محمد بن مقاتل وقال بعضهم اذا اخر الزکوٰة والحج من غیر عذر ذهبت عدالته وبه اخذ الفقیه ابو اللیث قال القاضی الامام فخر الدین الفتوی علی ان بتأخیر الزکوٰة من غیر عذر تسقط عدالته وبه اخذ الفقیه ابو اللیث وبتأخیر الحج لا تسقط خصوصا فی زماننا۔	کذا فی المضمرات
	والصحیح ان تأخیر الزکوٰة لا یبطل العدالة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	وان ترك الجمعة ثلاث مرات یصیر فاسقا کذا ذکر فی بعض المواضع وبه اخذ شمس الائمة السرخسی وذکر فی بعض المواضع انه یبطل العدالة ولم یقدر ولم یذکر العدد وقال شمس الائمة الحلوانی وعلیه الفتوی وهذا اذا ترکها مجانة ورغبة عنها من غیر عذر۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وان ترکها بعذر کالمرض او بعده من المصر او بتاویل بان کان یفسق الامام	

ل خمر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۵ ۱/۴۶۵ کے دوسرے حاشیہ کا "ب تا د" ملاحظہ ہوں اور نشہ میں ہونے کی پہچان کے متعلق ۵/۴۶۵ اور خمر کے علاوہ نشہ آور مشروب کے متعلق ۱/۴۶۵ کے دوسرے حاشیہ کا "ز" نیز ۱۶ تا ۱۸/۴۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ل دوا و علاج کے لیے حرام شئ کے استعمال کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۰۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان ان کے احکام	حوالہ
۷۲۰	(ج) اور الاصل میں مذکور ہے کہ مدمن السکر (یعنی نشہ کے عادی) کی گواہی جائز نہیں ہوتی اور السکر (یعنی نشہ) سے مراد خمر (یعنی شراب) کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات ہیں [1] (د) اگر کسی نے علاج کے طور پر نشہ پیا تو (اس سے) گواہی میں اس کی عدالت ساقط نہ ہوگی [2]	محیط بحر رائق
۷	جو شخص بدکاری، بے حیائی اور شراب نوشی کی مجلس میں بیٹھتا ہو خواہ اس نے خود نہ پیا ہو، اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی [3]	محیط
۸	جو شخص ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جس گناہ سے حد متعلق ہوتی ہے تو فسق کی وجہ سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی [4]	ہدایہ
۹	ہر وہ فرض جس کا وقت مقرر ہے مثلاً نماز اور روزہ، تو اسے جب کسی شخص نے بغیر کسی عذر کے مؤخر کر دیا تو گواہی (قبول ہونے) کے لیے اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی [5]	مضمرات
۱۰	(د) اور (ہر وہ فرض) جس کا وقت مقرر نہیں ہے مثلاً زکوٰۃ اور حج، تو اس کے متعلق ہشامؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ اسے مؤخر کرنا (گواہی قبول ہونے کے لیے) اس کی عدالت ساقط نہیں کرتا اس حکم کو محمد بن المقاتل رہ نے اختیار کیا ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ جب کسی شخص نے زکوٰۃ اور حج کو بغیر کسی عذر کے مؤخر کر دیا تو اس کی عدالت جاتی رہی اس حکم کو فقیہ ابو اللیث رہ نے اختیار کیا ہے (ج) قاضی امام فخر الدینؒ کا قول یہ ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ بغیر کسی عذر کے زکوٰۃ مؤخر کرنے سے اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور اس حکم کو فقیہ ابو اللیث رہ نے اختیار کیا ہے اور حج مؤخر کرنے سے اس کی عدالت ساقط نہیں ہوتی خصوصاً ہمارے زمانہ میں یہی حکم ہے (د) صحیح حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ کو مؤخر کرنے سے اس کی عدالت ساقط نہیں ہوتی [6]	مضمرات قاضی خان
۱۱	(د) اگر کسی شخص نے (بغیر عذر فرض نماز) جمعہ کو تین دفعہ ترک کیا تو وہ فاسق قرار پائے گا بعض مواضع میں یوں ہی مذکور ہے اور اس حکم کو شمس الائمہ السرخسی رہ نے اختیار کیا ہے (ب) اور بعض مواضع میں یہ مذکور ہے کہ اس سے اس کی عدالت باطل قرار پائے گی البتہ مقدار مقرر نہیں اور نہ تعداد مذکور ہے اور شمس الائمہ الحلوانیؒ کا قول ہے کہ اس حکم پر فتوی ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے فرض نماز جمعہ کو بغیر عذر کے (محض) لاپرواہی اور بے رغبتی سے چھوڑا (ج) اور اگر کسی شخص نے نماز جمعہ کو کسی عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیماری کی وجہ سے یا شہر سے دوری کی وجہ سے	قاضی خان

[3] حکم نمبر ۲/۴۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] کبیرہ گناہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۷۱۵ ، ۱/۷۲۰ مع حواشی، ۲۹ تا ۳۶/۷۲۰ نیز حکم نمبر ۹ تا ۱۲/۳۳۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[5] حکم نمبر ۹۸ مع حواشی اور حکم نمبر ۲۶۲ تا ۲۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[6] حکم نمبر ۲۲۱ اور ۲۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل — الفصل الثانی فیمن لاتقبل شہادتہ لفسقہ	حوالہ
۷۲۰	او ما اشبہ لا ترد شہادتہ	کذا فی الذخیرۃ
۱۲	اذا ترک الرجل الصلوٰۃ استخفافا بالجماعۃ بأن لا یستعظم تفویت الجماعۃ کما یفعلہ العوام او مجانۃ او فسقا لا تجوز شہادتہ وان ترکہا متأولا بان کان الامام فاسقا فکرہ الاقتداء بہ ولا یمکنہ ان ینصرف فصلی فی بیتہ وحدہ او کان ممن یضلل الامام ولا یری الاقتداء بہ جائزا فہذا مما لا یسقط العدالۃ	ھٰکذا فی المحیط
۱۳	رجلان شہدا علی رجل انہ طلق امرأتہ ثلاثا وہو صاحب فراش و قالا انہ اشہدنا علیہ قبل ذٰلک الا انہ قال اکتما فکتمناہ لا تقبل شہادتہما لانہما اقرا علی انفسہما بالفسق والفاسق لاقول لہ۔	کذا فی الواقعات الحسامیۃ عن ابی القاسم
۱۴	اذا شہد اثنان علی طلاق امرأۃ او عتق امۃ و قالا کان ذٰلک اول عام جازت شہادتہما وتاخیرہما لا یوہن شہادتہما قال مولانا رضی اللہ عنہ ینبغی ان یکون ذٰلک وہنا اذا علموا انہ یمسکہا امساک الزوجات و الاماء لان الدعوی لیست بشرط لہذہ الشہادۃ فاذا اخروہا صاروا فسقۃ[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	قال الشیخ الامام المعروف بخواہر زادۃ ان فی حقوق العباد اذا طلب المدعی من الشاہد لیشہد لہ فأخر من غیر عذر ظاہر ثم ادی بعد ذٰلک لا تقبل شہادۃ ہذا الشاہد لان بالتأخیر من غیر عذر صار فاسقا	کذا فی الظہیریۃ
۱۶	لا تقبل شہادۃ المقامر قامر بالشطرنج او بای شیء غیرہ وان لعب	

[1] حکم نمبر ۲۰۷ تا ۲۱۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱۵۷ مع حواشی " ۱/۴۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] حکم نمبر ۲۱۱/۷۲۰ ، ۱۲ تا ۱۵/۷۱۵ اور ۱۷/۷۱۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۰	یا اس تاویل کی وجہ سے کہ وہ امام جمعہ کو فاسق قرار دیتا ہو یا اس کی مانند کوئی امر ہو تو (اس سے) اس کی گواہی رد نہ کی جاسکے گی ۱ـه	ذخیرہ
۱۲	جب کسی شخص نے (فرض) نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا یا بطور خفیف جان کر ترک کیا کہ وہ جماعت (کے ساتھ نماز) فوت ہونے کو بڑا امر نہیں سمجھتا جیسا کہ عوام کرتے ہیں یا وہ لاپرواہی سے فسق کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس کی گواہی جائز نہیں قرار پاتی اور اگر اس نے کوئی تاویل کرتے ہوئے جماعت (کے ساتھ نماز) ترک کی مثلاً یہ کہ وہ امام فاسق ہو اور اس شخص نے اس کی اقتداء مکروہ سمجھی اور اسے ہٹانا اس کے بس میں نہ ہو پس اس نے اپنے گھر میں (فرض) نماز اکیلے پڑھی یا وہ شخص ان لوگوں میں سے ہو جو اس امام کو گمراہ قرار دیتا ہو اور اس کی اقتداء جائز نہ سمجھتا ہو تو یہ منجملہ ان امور کے ہے کہ اس سے اس کی عدالت ساقط نہ ہوگی ۲ـه	محیط
۱۳	دو مردوں نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں درآنحالیکہ وہ صاحب فراش تھا، اور کہا کہ اس نے اس سے پہلے ہمیں اس پر گواہ کر لیا تھا لیکن اس نے یہ کہا تھا کہ تم اس (گواہی کو) چھپائے رکھو پس ہم نے چھپا رکھا تو (اس صورت میں) ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ انہوں نے اپنے متعلق، (گواہی چھپانے کا اقرار کرکے) فسق کا اقرار کیا ہے اور فاسق کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ۳ـه	واقعات حسامیہ
۱۴	(ا) جب دو آدمیوں نے کسی عورت کو طلاق ہونے پر یا کسی باندی کے آزاد ہونے پر گواہی دی اور ان دونوں نے یہ کہا یہ واقعہ سال کے شروع میں ہوا تھا تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پاسکے گی اور ان کی طرف سے (گواہی میں) تاخیر ان کی گواہی میں کمزوری پیدا نہ کرے گی (ب) مولانا رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس (مذکورہ) صورت کی گواہی میں کمزوری قرار پانی چاہیے جب کہ وہ یہ جانیں کہ وہ اس عورت کو بیویوں یا باندیوں کے طور پر رکھتا ہے اس لیے کہ (پھر اس صورت میں زنا پر) گواہی کے لیے دعوی شرط نہیں ہے پس جب انہوں نے اس گواہی کو مؤخر کیا تو وہ فاسق قرار پائیں گے ۴ـه	قاضی خان
۱۵	الشیخ الامام المعروف بخواہر زادہؒ کا قول ہے کہ حقوق العباد میں جب مدعی نے گواہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے لیے گواہی دے تو اس نے کسی ظاہری عذر کے بغیر تاخیر کی پھر اس نے اس کے بعد گواہی دے دی تو اس گواہ کی گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ (مدعی کے مطالبہ کے بعد قابل قبول متعین گواہی میں) بغیر عذر تاخیر کرنے سے وہ فاسق قرار پایا ۵ـه	الظہیریہ
۱۶	(ا) قمار باز (یعنی جواباز) کی گواہی قبول نہیں کی جاتی خواہ اس نے شطرنج کے ساتھ جوا کھیلا یا اس کے علاوہ	

۴ـه حکم نمبر ۱/۱۴۴ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵ـه حکم نمبر ۱۷/۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته و من لاتقبل — الفصل الثانی فیمن لاتقبل شهادته لفسقه	حوالہ
۴۲۰	بالشطرنج ولم يقامر ان داوم على ذلك حتى شغله عن الصلوٰة او كان يحلف باليمين الباطلة فى ذٰلك لاتقبل شهادته	كذا فى فتاوى قاضيخان
	وفى القنية من لعب بالشطرنج فى الطريق لاتقبل شهادته	كذا فى العينى شرح الهداية
١٧	ومن يلعب بالنرد فهو مردود الشهادة على كل حال	كذا فى المحيط
١٨	واذا كان الرجل يلعب بشئ من الملاهى وذٰلك لم يشغله عن الصلوٰة ولا عما يلزمه من الفرائض ينظر ان كانت مستشنعة بين الناس كالمزامير والطنابير لم تجز شهادته وان لم تكن مستشنعة نحو الحداء وضرب القصب جازت شهادته الا ان يتفاحش بان يرقصوا به فيدخل فى حد المعاصى والكبائر وحينئذ تسقط به العدالة	كذا فى المحيط
١٩	قال ابو يوسف رح من لعب بالصولجان يريد الفروسة جازت شهادته	كذا فى الملتقط
٢٠	لاتقبل شهادة الرقاص والمشعوذ	كذا فى العينى شرح الهداية
٢١	ولاشهادة من يلعب بالحمام يطيرهن اما اذا كان يمسك الحمام يستأنس بها ولا يطيرها عادة فهوعدل مقبول الشهادة ـ	
	كذا فى المبسوط وهكذا فى الكافى وفتاوى قاضيخان .	
	الا اذا كانت تجرحمامات اخر مملوكة لغيره فتفرخ فى وكرها فيأكل ويبيع منه	هكذا فى التبيين
٢٢	ولا تقبل شهادة من يغنى للناس ويسمعهم اما لوكان لاسماع نفسه حتى يزيل الوحشة عن نفسه من غيره[5] ان يسمع غيره فلا باس به ولا تسقط عدالته فى الصحيح	هكذا فى التبيين
٢٣	ولا تقبل شهادة مغنية تسمع الناس صوتها وان لم تتغن	

ا؎ حکم نمبر ۱۶ تا ۲۱ / ۴۲۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۱۸ تا ۲۴ / ۴۲۰ اور ۳ / ۳۹۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ مشعوذ یعنی شعبدہ باز یا مداری ۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۴۲۲ (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۲۲ تا ۲۴ ، ۲۹۶ ، ۲۰۴ / ۴۲۰ اور ۳ / ۳۲۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵؎ بحوالہ التبیین ، فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامریہ بولاق مصر، یں یہ عبارت یوں درج تھی "حتی یزیل الوحشۃ

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے ان کے احکام احکام کا بیان	حوالہ
۲۰،	کسی اور چیز کے ساتھ جوا کھیلا (ب) اور اگر کسی شخص نے بغیر جوا کے شطرنج کھیلا تو اگر وہ اس کا ایسا عادی ہے کہ وہ اسے نماز سے غافل کر دیتا ہے یا وہ اس میں جھوٹی قسم کھاتا ہے تو اس کی گواہی قبول نہ ہو گی ۔ (ج) القینۃ میں ہے کہ جو شخص سرراہ شطرنج کھیلتا ہو تو اس کی گواہی قبول نہ ہو گی ؎۱	قاضی خان عینی
۱۷	جو شخص نرد (یعنی چوسر) کھیلتا ہو اس کی گواہی ہر حال میں قبول نہ ہو گی ۔	محیط
۱۸	جب کوئی شخص کھیلوں میں سے کوئی کھیل کھیلتا ہو اور وہ کھیل اسے (فرض) نماز اور اس شخص پر لازم فرائض سے نہ روکتا ہو تو دیکھا جائے گا اگر وہ کھیل لوگوں میں قبیح سمجھا جاتا ہے مثلاً بانسریاں (بجانا) اور طنبورے (بجانا)، تو اس کی گواہی جائز نہ قرار پائے گی اور اگر وہ کھیل لوگوں میں قبیح نہ سمجھا جاتا ہو مثلاً حدی خوانی اور ڈھنڈورے بجانا تو اس کی گواہی جائز قرار پا سکے گی لیکن اگر اس میں فحش ہوتا ہو مثلاً یہ کہ وہ اس پر ناچیں تو وہ گناہوں ، اور کبائر کی حد میں قرار پائے گا اور پھر اس سے اس کی عدالت ساقط قرار پائے گی ؎۲	محیط
۱۹	امام ابو یوسف رہ کا قول ہے کہ جو شخص الصوبجان (یعنی ہاکی ، گیند بلا) سے کھیلتا ہو اور (اس سے) وہ فروست (یعنی سپہ گری اور شہسواری میں مہارت) چاہتا ہو تو اس کی گواہی جائز قرار پا سکے گی ۔	ملتقط
۲۰	ناچنے والے اور مشعوذ (یعنی شعبدہ باز ، مداری) کی گواہی قبول نہیں کی جاتی ؎۳	عینی
۲۱	(د) جو شخص کبوتروں سے کھیلتا ہو اور انہیں (پکڑ کر ہاتھوں میں سے) اڑاتا ہو اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ (ب) مگر وہ جو کبوتروں کو رکھتا ہو اور ان سے انس کرتا ہو اور وہ انہیں عادۃً (اڑان) نہیں اڑاتا تو وہ عادل ہے اس کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے (ج) لیکن اگر وہ کبوتر ایسے ہوں کہ وہ دوسروں کے مملوکہ کبوتر اپنے ساتھ لے آئیں اور وہ ان کبوتروں کے گھونسلہ میں بچے دیں اور وہ شخص اس سے کھاتے یا بیچے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس کی گواہی قبول نہ ہو گی)۔	مبسوط کافی قاضی خان تبیین
۲۲	(د) جو شخص لوگوں کے لیے گاتا اور انہیں سناتا ہو تو اس کی گواہی قبول نہ ہو گی (ب) اور اگر اس کا گانا اپنے آپ کو سنانے کے لیے ہوتا کہ وہ اپنے آپ سے وحشت دور کرے دوسرے کے سنانے کے لیے نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور صحیح قول کے بموجب (اس سے) اس کی عدالت ساقط نہ ہو گی ؎۴	تبیین
۲۳	گانے والی ایسی عورت جو (غیر محرم) لوگوں کو (اپنے گانے کی) آواز سناتی ہو اگرچہ وہ ان کے لیے	

عن نفسہ من غیرہ ان یسمع غیر فلا بأس بہ " مگر اس کا مفہوم گنجلک سا ہونے کی بنا پر یہ عبارت محل نظر اور اس کی کتابت سہو کی غماز تھی ۔ چنانچہ التبیین سے ماخوذ فتاویٰ عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ہند ج ۳ ص ۲۰۳ میں یہ عبارت یوں پائی گئی " حتی یزیل الوحشۃ عن نفسہ من غیر ان یسمع غیرہ فلا بأس بہ " اور فتاویٰ عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع المیمنۃ مصر ج ۳ ص ۵۴۰ میں بھی یوں ہی پائی گئی اور مفہوم کے لحاظ بھی یہی واضح ہے لہذا یہی درج ہے ۔ (مفہوم)

صفحات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل — الفصل الثانی فیمن لا تقبل شهادته لفسقه	حوالہ
۶۲۰	لهم۔	کذا فی شرح ابی المکارم
۲۴	ولا تقبل شهادة النائحة التی تنوح فی مصیبة غیرها واتخذت ذلک مکسبة۔	هکذا فی المحیط
	والتی تنوح فی مصیبتها فشهادتها مقبولة	کذا فی السراج الوهاج
۲۵	ولا تقبل شهادة المخنث الذی یباشر الردی من الافعال ویلین کلامه عمدا اما اذا کان فی کلامه لین وفی اعضائه تکسر خلقة ولم یشتهر بشیء من الافعال الردیئة فهو عدل مقبول الشهادة	هکذا فی التبیین
۲۶	ولا تقبل شهادة الداعر وهو الفاسق المتهتک الذی لا یبالی بما یصنع	کذا فی الذخیرة
۲۷	ومن اشتدت غفلته لا تقبل شهادته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	والمعروف بالکذب لا عدالة له فلا تقبل شهادته ابدا وان تاب بخلاف من وقع فی الکذب سهوا او ابتلی به مرة ثم تاب۔	کذا فی البدائع
	والمعروف بالعدالة اذا شهد بزور وتاب تقبل شهادته وعلیه الاعتماد۔	کذا فی خزانة المفتین
	الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته ما لم یمض علیه زمان یظهر علیه اثر التوبة والصحیح ان ذلک مفوض الی رای القاضی وغیر العدل اذا شهد بزور ثم تاب جازت شهادته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	المحدود فی الزنا والسرقة والشرب تقبل شهادته بالاجماع اذا تاب	کذا فی البدائع
۳۰	لا تقبل شهادة المحدود فی القذف وان تاب	کذا فی الهدایة
	الصحیح من المذهب عندنا انه اذا قام اربعة من الشهداء علی	

سلہ حکم نمبر $\frac{۶۳ تا ۶۴}{۶۲۰}$ نیز $\frac{۲۶،۳۵}{۱۵۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

سلہ داعر کا مفہوم المنجد میں یوں لکھا ہے کہ یعنی خبیث، شریر اور بدکار، ماخوذ از المنجد ص ۳۸۱ نیز حکم نمبر $\frac{۲}{۶۲۰}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

سلہ حکم نمبر $\frac{۲}{۶۱۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، ۲ دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے ان کے احکام احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۰	نہ گاتی ہو، اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی ۔	شرح ابی المکارم
۲۴	(د) نوحہ (یعنی بین) کرنے والی ایسی عورت کی گواہی قبول نہیں کی جاتی جو دوسروں کی مصیبت پر نوحہ کرتی ہو اور ایسا کرنے کو کمائی کا ذریعہ بناتی ہو ۔	محیط
	(ب) اور وہ عورت جو اپنی مصیبت پر نوحہ کرے اس کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے ۔	سراج وہاج
۲۵	(د) ایسا مخنث (یعنی ہیجڑہ) جو ردی کاموں سے کسی کام کا ارتکاب کرتا ہو اور جان بوجھ کر اپنی آواز نرم بناتا ہو، تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اگر اس کے کلام میں نرمی اور اس کے اعضاء میں ڈھیلاپن پیدائش ہو اور وہ ردی کاموں میں سے کسی کام میں مشہور نہ ہو تو وہ عادل ہے اس کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے [لہ]	تبیین
۲۶	داعر شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور داعر اس فاسق شخص کو کہتے ہیں جسے ہتک حرمت کرنے میں کوئی پرواہ نہ ہو کہ وہ کیا کرتا ہے [لہ]	ذخیرہ
۲۷	جس شخص کی غفلت (یعنی بھول و عدم احتیاط) شدید ہو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی ۔	قاضی خان
۲۸	(د) جو شخص جھوٹ کہنے میں مشہور ہو وہ عادل نہیں قرار پاتا پس اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی خواہ اس نے توبہ کی لیکن جس شخص نے سہوا (یعنی غفلت اور بھول سے) جھوٹ کہا یا وہ جھوٹ کہنے میں ایک بار مبتلا ہوا پھر اس نے توبہ کی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی)	بدائع
	(ب) جو شخص عادل ہونے میں مشہور ہو جب اس نے جھوٹی گواہی دی پھر توبہ کرلی تو اس کی گواہی قبول کی جاسکے گی اور اسی حکم پر اعتماد ہے ۔	خزانۃ مفتیین
	(ج) فاسق شخص نے جب توبہ کی تو اس وقت تک اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ اس پر اتنا زمانہ نہ گذرے کہ اس پر توبہ کا اثر ظاہر ہو اور یہ (یعنی مذکورہ زمانہ کا تعین) صحیح قول کے موجب قاضی کی رائے پر سونپا ہوا ہے (د) اور غیر عادل شخص نے جب جھوٹی گواہی دی پھر اس نے توبہ کرلی تو اس کی گواہی جائز قرار پا سکے گی [ـه]	قاضی خان
۲۹	جس (مسلمان) شخص پر زنا، سرقہ اور شراب نوشی کی (پوری) حد لگائی گئی تو جب اس نے توبہ کرلی تو اس کی گواہی بالاجماع قبول کی جاسکے گی [ـه]	بدائع
۳۰	(د) جس (مسلمان) شخص کو قذف کی (پوری) حد لگائی گئی تو خواہ اس نے توبہ کرلی اس کی گواہی قبول نہ کی جاسکے گی ۔ [ـه]	ہدایہ
	(ب) ہمارے ہاں کی تحقیق میں صحیح حکم یہ ہے کہ جب اس (مذکورہ یعنی قذف کرنے والے) پر (پوری) حد	

[ـه] حکم نمبر ۱۹ تا ۲۶ / ۷۲۰ ، ب ۳ / ۷۲۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[ـه] حکم نمبر ۱۳۱ / ۲۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادته ومن لا تقبل ، الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادته لفسقه	حوالہ
۳۰	صدق مقالته بعد اقامة الحد علیه تقبل ویصیر هو مقبول الشهادة۔	کذا فی المبسوط
۳۱	ولو ضرب بعض الحد فهرب قبل تمامه ففی ظاهر الروایة تقبل شهادته ما لم یضرب جمیعه۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۳۲	ولو حد الکافر فی قذف ثم اسلم تقبل شهادته۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۳۳	بخلاف العبد اذا حد ثم اعتق۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۳۴	واما اذا کان القذف فی حالة الکفر وحد فی حالة الاسلام بطلت شهادته علی التأبید۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۳۵	ولو حصل بعض الحد فی حالة الکفر وبعضه فی حالة الاسلام فی ظاهر الروایة لا تبطل شهادته علی التأبید حتی لو تاب تقبل۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۳۶	والصحیح جواب ظاهر الروایة۔	کذا فی البدائع
۳۷	الشاعر ان کان یهجو لم تقبل شهادته۔	کذا فی التتارخانیة
۳۸	وان کان یمدح وکان اغلب مدحه الصدق قبلت۔	کذا فی التتارخانیة
۳۹	الرجل الصالح اذا تغنی بشعر فیه فحش لا تبطل عدالته لانه حکی فحش غیره۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰	والذی تعلم شعر العرب ان کان تعلم لاجل العربیة لا تبطل عدالته وان کان فیه فحش۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	رجل کان یشتم اهله ومما لیکه واولاده ان صدر منه ذلك احیانا لا یؤثر فی اسقاط العدالة لان الانسان قلما یخلو منه وان کان ذلك عادة سقطت عدالته۔	کذا فی الواقعات الحسامیة

۱ حکم نمبر ۱۳۸/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۳۷/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ حکم نمبر ۱۳۲/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴ حکم نمبر ۱۳۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۵ حکم نمبر ۱۳۴/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ۔ دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان ان کے احکام	حوالہ
(۲۰	لگانے کے بعد اس نے اپنے قول کی سچائی پر چار گواہ قائم کر لیے تو اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی اور وہ مقبول الشہادۃ قرار پائے گا لہ	مبسوط
۳۱	اگر کسی (مسلمان) شخص کو بعض حد لگائی گئی تو حد پوری لگنے سے پہلے وہ بھاگ پڑا تو ظاہر روایت کے بموجب اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی جب تک کہ اس پر حد پوری نہ لگائی جائے ۔ سے	جوہرہ نیرہ
۳۲	اگر کسی کافر شخص کو قذف میں حد لگائی گئی پھر وہ اسلام لے آیا تو اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی سے	جوہرہ نیرہ
۳۳	اور اس (مذکورہ حکم) کے خلاف غلام کا حکم ہے کہ جب اسے حد لگائی گئی پھر وہ آزاد کر دیا گیا (تو اس غلام کی گواہی قبول نہ ہو گی) سے	جوہرہ نیرہ
۳۴	جب اس نے قذف کا ارتکاب حالت کفر میں کیا پھر اسے حالت اسلام میں (وہ) حد لگائی گئی تو اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے باطل قرار پائی ھے	جوہرہ نیرہ
۳۵	اگر (مذکورہ صورت میں) اسے (قذف کی) بعض حد حالت کفر میں لگائی گئی اور بعض حالت اسلام میں لگائی گئی تو ظاہر روایت کے بموجب اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے باطل نہ ہو گی حتی کہ اگر اس نے توبہ کر لی تو اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	جوہرہ نیرہ بدائع
۳۶	اور (مذکورہ صورت میں) ظاہر روایت کا جواب صحیح ہے لہ	تاتارخانیہ
۳۷	شاعر شخص اگر (لوگوں کی) ہجو کرتا ہو تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی ے	
۳۸	اگر وہ (مذکورہ شخص یعنی) شاعر قصیدہ خوانی کرتا ہو تو اگر اس کی اکثر قصیدہ خوانی سچ ہو تو اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	تاتارخانیہ
۳۹	جب نیک آدمی نے شعر پڑھا جس میں فحش ہے تو (اس سے) اس کی عدالت باطل نہ ہو گی اس لیے کہ اس نے غیر کے فحش کو حکایت کیا ہے ھے	قاضی خان
۴۰	جو شخص عربوں کے شعر کی تعلیم کرتا ہو تو اگر وہ عربی زبان کی وجہ سے وہ تعلیم کرتا ہو تو (اس سے) اس کی عدالت باطل نہ ہو گی اگرچہ اس میں فحش (مضمون) ہو ۹	قاضی خان
۴۱	کوئی شخص اپنے گھر والوں، غلاموں اور اولاد کو گالی دیتا ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ایسا کرنا اس سے کبھی کبھار ہوتا ہو تو یہ اس کی عدالت ساقط کرنے میں مؤثر نہ ہو گا اس لیے کہ انسان اس سے بہت کم بچ سکتا ہے اور اگر ایسا کرنا اس کی عادت ہو تو (اس سے) اس کی عدالت ساقط قرار پائے گی نلہ	واقعات حسامیہ

لہ حکم نمبر ۱۳۳/۴۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
لہ حکم نمبر ۳۷ تا ۴۰/۷۲ نیز حکم نمبر ۲۲/۷۲۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ھہ حکم نمبر ۲۲/۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
لہ حکم نمبر ۲۲/۷۲۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
نلہ حکم نمبر ۴۱ تا ۴۵/۷۲۰ ، ۱۱۴، ۵۵/۴۶۶ اور ۱۹/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل ، الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادتہ لفسقہ	حوالہ
۴۲۰ ۴۲	وکذا الشتام للحیوان کدابتہ .	کذا فی فتح القدیر
۴۳	ولا تقبل شہادۃ من یظہر سب السلف الذین ہم الصحابۃ والتابعون وابو حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ عنہم	ھکذا فی النہایۃ
۴۴	وکذا العلماءؒ	کذا فی فتح القدیر
۴۵	ومن سئل عنہ قالوا نتہمہ بشتم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اقبل ذلک واجیز شہادتہ ولو قالوا نتہمہ بالفسق والفجور ونظن ذلک ولم نرہ قبلت ولم اجز شہادتہ	کذا فی المحیط
۴۶	وتقبل شہادۃ اہل الہواء الا الخطابیۃ	کذا فی الہدایۃ
	ذکر شیخ الاسلامؒ شہادۃ اہل الاہواء مقبولۃ عندنا اذا کان ہویً لا یکفر بہ صاحبہ ولا یکون ماجنا ویکون عدلا فی تعاطیہ وھو الصحیح	کذا فی المحیط
۴۷	ولا تقبل شہادۃ من یفعل افعال المستحقرۃ کالبول علی الطریق	کذا فی الہدایۃ
۴۸	والاکل علیہا	کذا فی الہدایۃ
۴۹	وکذا من یأکل فی السوق بین الناس	کذا فی السراج الوہاج

ل؎ حکم نمبر ۱۴/۴۲۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۱۱ تا ۲۶، ۴۲/۴۹۶ اور حکم نمبر ۲۱/۴۹۹ ، ۴۹۹ نیز ۶، ۱۱/۱۵۹ اور ۴۹/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ حکم نمبر ۴۳/۴۲۰ ، ۴۳/۴۹۶ اور ۴۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۳/۴۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵؎ اہل ہواء کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۵/۱۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں، اور خطابیہ فرقہ کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۴۹۶ کے حاشیہ میں الشیخ عبدالقادر الجیلانی رح کی تالیف غنیۃ الطالبین سے ماخوذ روافض کے گروہ الغالیہ کے بارہ فرقوں میں سے پانچواں ملاحظہ ہو اور ہدایہ میں ہے کہ الخطابیہ غالی رافضیوں کا وہ فرقہ ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو ان کے ہاں قسم کھائے اس کے لیے گواہی ہے اور بعض کا قول

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں، ان کے احکام ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۷۰، ۴۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جو شخص جانور کو مثلاً اپنی سواری کے جانور کو بہت گالیاں دیتا ہو تو کبھی کبھار ایسا کرنے سے نہیں البتہ اس کی عادت بنا لینے سے اس کی گواہی میں عدالت ساقط قرار پائے گی سلہ	فتح قدیر
۴۳	اس شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاتی جو ایسے اسلاف کو ظاہراً گالی دیتا ہو جو (مثلاً) صحابہ رضی اللہ عنہم تابعینؒ اور امام ابو حنیفہ رہ اور ان کے رفقاءؒ ہیں سلہ	نہایہ
۴۴	اور اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح علماء (دین) کے لیے یہی حکم ہے (یعنی ان کو ظاہراً گالی دینے والے کی گواہی قبول نہ ہوگی)، سلہ	فتح قدیر
۴۵	جس شخص (کے عادل ہونے) کی حالت کے متعلق (جرح وتعدیل والوں سے) سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالی دینے سے متہم کرتے ہیں تو (فرمایا) میں ان کے یوں کہنے کو قبول نہ کروں گا اور اس شخص کی گواہی جائز قرار دوں گا اور اگر انہوں نے یوں کہا کہ ہم اسے فسق وفجور سے متہم کرتے ہیں اور ہم اس کا گمان غالب رکھتے ہیں البتہ ہم نے اسے دیکھا نہیں تو میں (ان کا) یوں کہنا قبول کرلوں گا اور (پھر) اس شخص کی گواہی جائز نہ قرار دوں گا سلہ	محیط
۴۶	(د) اور اہل ہواء (یعنی اپنی خواہش پر چلنے والے اہل بدعہ) کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے مگر (ان میں سے) خطابیہ فرقہ کے لیے یہ حکم نہیں ہے (یعنی خطابیہ فرقہ کی گواہی قبول نہ ہوگی) سلہ	ہدایہ
	(ب) شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے ہاں اہل ہواء کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے جب کہ وہ خواہش ایسی ہو کہ اس کا مرتکب کفر کا مرتکب نہ قرار پاتا ہو اور وہ ماجن (یعنی بے حیا) نہ ہو اور وہ لین دین میں عادل ہو اور یہی حکم صحیح ہے سلہ	محیط
۴۷	اس شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاتی جو حقارت آمیز کام کرتا ہو مثلاً راستہ پر پیشاب کرنا -	ہدایہ
۴۸	اور (مذکورہ کی طرح) اس پر (یعنی راستہ پر) کھانے کا حکم یہی ہے (کہ اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی) سلہ	ہدایہ
۴۹	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جو شخص لوگوں کے مابین بازار میں	

ہے کہ وہ اپنے گروہ کے لیے گواہی ضروری سمجھتے ہیں پس ان کی گواہی میں (کذب) کی تہمت جگہ پاتی ہے اور حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ شرح الاقطع لکھا ہے کہ الخطابیہ وہ فرقہ ہے جو کوفہ کے ابن الخطاب نام آدمی کی طرف منسوب ہے جس کو یہ زعم تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ الالٰہ الاکبر ہیں اور حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ الٰہ الاصغر ہیں (معاذ اللہ) اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے غیر پر کسی چیز کا دعویٰ کرے تو تقیۃً اس کے لیے گواہی دینا واجب ہے الخ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۳ ص ۱۶۳ (مترجم)

سلہ موجبات الکفر کے متعلق حکم نمبر ۴۹۲ تا ۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور ماجن کی نظیر کے متعلق ۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

سلہ حکم نمبر ۲ مع حاشیہ نمبر ۱۲ اور ۳۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل — الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادتہ لفسقہ	حوالہ
۶۲۰		
۵۰	ومن اکل فوق الشبع سقطت عدالتہ عند الاکثر	کذا فی الزاہدی
۵۱	وفی مناقب ابی حنیفۃ رح ان شہادۃ البخیل لا تقبل	کذا فی المحیط
۵۲	ذکر الکرخی رح لا تقبل شہادۃ من یمشی فی الطریق بسراویل وحدہ لیس علیہ غیرہ۔	کذا فی النہایۃ
۵۳	ولا تقبل شہادۃ من یدخل الحمام بغیر ازار لم یعرف رجوعہ عن ذلک۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۴	حکی عن ابی الحسن رح ان شیخا لو صارع الاحداث فی المجامع لم تقبل شہادتہ۔ کذا فی غایۃ البیان شرح الہدایۃ	
۵۵	ترد شہادۃ شیخ معروف بصلاح بمحاسبۃ ابنہ فی طریق مکۃ	کذا فی الزاہدی
۵۶	لا تقبل شہادۃ الطفیلی والمجازف فی کلامہ والمسخرۃ بلا خلاف	ہکذا فی البحر الرائق
۵۷	شہادۃ بائع الاکفان لا تقبل قال شمس الائمۃ رح انما لا تقبل اذا ابتکر لذلک العمل وترصدہ واما اذا کان یبیع الثیاب ویشتری منہ الاکفان تجوز الشہادۃ	کذا فی الذخیرۃ
۵۸	اذا کان الرجل یبیع الثیاب المصورۃ او ینسجہا لا تقبل شہادتہ ہکذا ذکر فی الاقضیۃ	ہکذا فی المحیط
۵۹	اذا قدم الامیر بلدۃ فخرج الناس وجلسوا فی الطریق ینظرون الیہ قال خلف رح بطلت عدالتہم الا ان یذہبوا للاعتبار فحینئذ لا تبطل عدالتہم والفتوی علی انہم اذا خرجوا للتعظیم من یستحق التعظیم ولا للاعتبار تبطل عدالتہم۔ کذا فی الظہیریۃ وفتاوی قاضیخان	
۶۰	تقبل شہادۃ الاقلف الا اذا ترکہ استخفافا۔	کذا فی الہدایۃ

۱ حکم نمبر ۲/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۵۵/۶۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ حکم نمبر ۶ تا ۸/۱۰۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴ حکم نمبر ۵۱/۶۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں، ان کے احکام ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۴/۲۰	کھاتا ہو (تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی)	سراج وہاج
۵۰	جو شخص سیر ہونے سے زیادہ کھاتا ہو تو اکثر اہل علم کے ہاں اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی [1]	زاہدی
۵۱	مناقب امام ابو حنیفہ رہ میں ہے کہ بخیل (یعنی حاسد) شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاتی [2]	محیط
۵۲	امام کرخی رہ نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص راستہ میں چلتا ہو اور اس پر صرف پاجامہ ہو اس نے اس کے علاوہ کچھ نہ پہنا ہو تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	نہایہ
۵۳	جو شخص حمام میں (یعنی مشترکہ طور پر نہانے کی جگہ میں) تہبند کے بغیر داخل ہوتا ہو تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی، جب کہ اس فعل سے اس کا رجوع کر لینا معلوم نہ ہو [3]	قاضی خان
۵۴	ابو الحسن رہ سے منقول ہے کہ ایک بوڑھا شخص اگر مجمعوں میں نوجوانوں سے کشتی لڑتا ہو تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	غایۃ البیان
۵۵	ایسا بوڑھا شخص جو اچھائی میں مشہور ہو اس کی گواہی، اپنے بیٹے سے مکہ کے راستہ میں نفقہ کا حساب لینے کی وجہ سے رد کی جائے گی [4]	زاہدی
۵۶	طفیلی شخص (یعنی وہ شخص جو بن بلائے کھانے کی دعوت پر آتا ہو) اور وہ شخص جو اپنے کلام میں مجازفت (یعنی بے تکی، اٹکل پچو باتیں کرنے والا) ہو اور مسخرہ شخص کی گواہی بلا خلاف قبول نہیں کی جاتی۔	بحر الرائق
۵۷	(پیشہ ور) کفن فروش کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور (اس کے متعلق) شمس الائمہ رہ کا قول ہے کہ اس کی گواہی تب قبول نہیں کی جاتی جب کہ وہ علی الصبح اسی کام میں لگے اور اس (کے خریدار) کا انتظار کرے اور اگر کپڑا بیچتا ہو اور اس سے کفن بھی خریدے جاتے ہوں تو اس کی گواہی جائز قرار پائے گی۔	ذخیرہ
۵۸	جب کوئی شخص (جانداروں کی) تصویروں والے کپڑے بیچتا ہو یا اسے بنتا ہو تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی یونہی الاقضیہ میں مذکور ہے [5]	محیط
۵۹	جب کوئی حاکم شخص کسی شہر میں داخل ہو اور لوگ نکل کر اسے دیکھنے کے لیے راستوں پر بیٹھیں تو (اس کے متعلق) خلف رہ کا قول ہے کہ ان کی عدالت باطل قرار پائے گی لیکن اگر وہ عبرت حاصل کرنے کے لیے (وہاں) جائیں تو پھر ان کی عدالت باطل نہ ہوگی اور فتویٰ اس پر ہے کہ جب وہ لوگ، تنظیم کے مستحق کی تعظیم کے علاوہ کے لیے اور عبرت حاصل کرنے کے علاوہ کے لیے نکلے تو ان کا عادل ہونا باطل قرار پائے گا [6]	ظہیریہ، قاضی خان
۶۰	اقلف (یعنی غیر ختنہ شدہ) شخص کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے لیکن اگر اس نے اسے (یعنی ختنہ کرانے کو) حقیر جانا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس کی گواہی قبول نہ ہوگی) [7]	ہدایہ

[5] حکم نمبر ۵۶ تا ۶۱/۱۸۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۵۷/۵۰۲ کے حاشیہ کا ب (۷) اور ج ملاحظہ ہوں (مترجم)

[7] حکم نمبر ۱/۴۹۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل ، الفصل الثانی فیمن لا تقبل شهادته لفسقه	حوالہ
۶۲۰		
۶۱	وشهادة الخصی مقبولة	كذا فی المحيط
۶۲	تقبل شهادة ولد الزنا فی الزنا وغيره	هكذا فی فتح القدير
۶۳	شهادة الخنثى المشكل جائزة وحكمه حكم المرأة	كذا فی السراج الوهاج
۶۴	وينبغی ان لا تقبل شهادة الخنثى المشكل فی الحدود والقصاص كالنساء	كذا فی غاية البيان شرح الهداية
۶۵	العمال اذا كانوا عدولا ولا يأخذون من الناس بغير حق تقبل شهادتهم وان اخذوا بغير حق من الناس ولم يكونوا عدولا فالصحيح من الجواب انه لا تقبل شهادتهم	كذا فی المحيط
۶۶	اما شهادة الصكاكين فالصحيح انها تقبل اذا كان غالب حالهم الصلاح	هكذا فی الذخيرة والغياثية وفتح القدير
۶۷	وذكر الصدر الشهيد حسام الدين فی واقعاته ان شهادة الرئيس والجابی فی السكة او البلدة الذی يأخذ الدراهم فی الجبايات والصراف الذين يجمعون الدراهم اليه ويأخذها طوعا لا تقبل	كذا فی المحيط
۶۸	اما شهادة اهل الصنعات الدنية كالكساح والزبال والحائك والحجام فالاصح انها تقبل لانها قد تولاها قوم صالحون فما لم يعلم القادح لا يبنى على ظاهر الصناعة	هكذا فی فتح القدير
۶۹	وكذا النخاسون والدلالون	هكذا فی فتح القدير

لہ حکم نمبر ۲۰/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ملہ حکم نمبر ۲۵/۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
سلہ حکم نمبر ۲۵/۶۲۰ اور ۱/۲۱۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، دوسری فصل جس کی گواہی فسق کی بنا پر قبول نہیں ہوتی اس کے ان کے احکام احکام کا بیان	حوالہ
۶۲۰		
۶۱	خصی آدمی کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے ۔	محیط
۶۲	ولدزنا کی گواہی زنا میں اور اس کے علاوہ میں قبول کی جاسکتی ہے ۔ [1]	فتح قدیر
۶۳	خنثیٰ مشکل کی گواہی جائز قرار پاتی ہے اور (اس میں) اس کا حکم عورت کے حکم کی طرح ہے [2]	سراج وہاج
۶۴	اور حدود و قصاص میں خنثیٰ مشکل کی گواہی، عورتوں کی گواہی کی طرح قبول نہ ہونی چاہیئے [3]	غایہ بیان
۶۵	عامل لوگ (یعنی سرکاری اہل کار) جب عادل ہوں لوگوں کا مال ناحق نہ لیتے ہوں تو ان کی گواہی قبول کی جاسکے گی اور اگر وہ لوگوں سے مال ناحق لیتے ہوں اور عادل نہ ہوں تو صحیح جواب یہ ہے کہ ان کی گواہی قبول نہ کی جاسکے گی [4]	محیط
۶۶	وثیقہ نویسوں کی گواہی کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ قبول کی جاسکے گی جب کہ ان کا غالب حال اچھا ہو ۔	ذخیرہ، غیاثیہ فتح قدیر
۶۷	الصدر الشہید حسام الدین رح نے اپنے واقعات میں ذکر کیا ہے کہ وہ سردار اور راستہ و شہر میں وہ ٹیکس لینے والا جو ٹیکس میں رقم لیتا ہے اور وہ صراف جس کے پاس وہ رقم جمع کرتے ہیں اور وہ اسے بغیر کسی جبر کے لیتا ہے تو ان (مذکورہ) کی گواہی قبول نہ کی جائے گی ۔	محیط
۶۸	اور (بظاہر نام نہاد) گھٹیا پیشہ والے لوگ مثلاً خاکروب، گوبر بردار، جولاہا، سینگیاں لگانے والا، تو ان کی گواہی کے متعلق زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ان کی گواہی قبول کی جاسکے گی اس لیے کہ ان پیشوں کو کئی نیک لوگوں نے کیا ہے پس جب تک کوئی وجہ طعن معلوم نہ ہو بظاہر پیشہ کی بنا پر حکم نہ ہوگا ۔	فتح قدیر
۶۹	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم نخاسوں (یعنی غلاموں اور جانوروں کی تجارت کرنے والوں) اور دلالوں (یعنی خرید و فروخت میں دلالی کرنے والوں) کا ہے (زیادہ صحیح حکم کے بموجب ان کی گواہی قبول کی جاسکے گی اور جب تک کوئی وجہ طعن معلوم نہ ہو محض ظاہر پیشہ کی بنا پر حکم نہ ہوگا) [5]	فتح قدیر

[4] عادل ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۶،۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[5] حکم نمبر ۱۸/۶،۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا ، تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
	الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	
	دفعات ۶۲۱ تا ۶۲۱ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۱۳۳	
۶۲۱	**من لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اونقض القضاء**	
	تعداد شق ۱۳۳	
۱	لا تجوز شہادۃ الوالدین لولدهما وولد ولدهما وان سفلوا	کذا فی الحاوی
۲	ولا شہادۃ الولد لوالدیہ واجدادہ وجداتہ من قبلهما وان علوا	کذا فی الحاوی
۳	ولا شہادۃ الزوج لامرأتہ وان کانت مملوکۃ ایضا	کذا فی الحاوی
۴	ولا شہادۃ المرأۃ لزوجها وان کان مملوکا ایضا	کذا فی الحاوی
۵	ولا تقبل شہادۃ الرجل لمعتدتہ عن طلاق بائن	کذا فی الخلاصۃ
۶	اذا شہد رجل لامرأۃ بحق ثم تزوجها بطلت شہادتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	وتجوز شہادۃ الرجل لولدہ ولوالدیہ من الرضاعۃ	کذا فی الحاوی
۸	وتقبل شہادۃ الربیب	کذا فی القنیۃ
۹	وتجوز شہادۃ الاخ لاختہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	شہادۃ الاخ لاخیہ واولادہ جائزۃ وکذا الاعمام واولادهم والاخوال والخالات والعمات	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	وتقبل شہادۃ الرجل لام امرأتہ وابیها ولزوج ابنتہ ولامرأۃ ابیہ ولاخت امرأتہ .	کذا فی الخلاصۃ

۱؎ حکم نمبر $\frac{۱۲}{۶۲۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر $\frac{۲۰}{۶۲۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی، تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
	تیسری فصل، جس کی گواہی، تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی، انکے احکام کا بیان	
	دفعات ۷۲۱ تا ۷۲۱ عنوان ۱، تعداد شق ۱۳۳	
۷۲۱	**جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم آنے کی بنا پر قبول نہیں ہوتی** اور اس میں ۱۳۳ شقیں ہیں	
۱	والدین کی گواہی اپنی اولاد کے لیے اور اولاد کی اولاد کے لیے، خواہ نیچے کے درجہ تک ہوں جائز نہیں ہوتی ہے[1]	حاوی
۲	اور (مذکورہ حکم کی طرح) اولاد کی گواہی، اپنے والدین کے لیے اور دادوں اور دادیوں کے لیے جو والدین کی جانب سے ہیں خواہ اوپر کے درجہ تک ہوں جائز نہیں ہوتی ہے[2]	حاوی
۳	اور (مذکورہ حکم کی طرح) خاوند کی گواہی اپنی بیوی کے لیے جائز نہیں ہوتی اگرچہ وہ عورت مملوکہ ہو۔	حاوی
۴	اور (مذکورہ حکم کی طرح) بیوی کی گواہی اپنے خاوند کے لیے جائز نہیں ہوتی اگرچہ وہ خاوند مملوک ہو	حاوی
۵	مرد کی گواہی، طلاق بائن سے اس کی معتدہ عورت کے لیے قبول نہیں کی جاتی۔	خلاصہ
۶	جب کسی مرد نے کسی عورت کے لیے کسی حق کی گواہی دی پھر اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو اس کی وہ گواہی باطل قرار پائے گی[2]	قاضی خان
۷	مرد کی گواہی اپنی رضاعی اولاد یا رضاعی والدین کے لیے جائز قرار پاتی ہے۔	حاوی
۸	(کسی شخص کے لیے اس کے) ربیب (یعنی بے پالک) کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے۔	قنیہ محیط سرخسی
۹	بھائی کی گواہی اس کی بہن کے لیے جائز قرار پاتی ہے۔	
۱۰	بھائی کی گواہی اس کے بھائی کے لیے اور بھائی کی اولاد کے لیے جائز ہے اسی طرح چچوں کے لیے ان کی اولاد کے لیے، ماموؤں، خالاؤں اور چچیوں (یعنی پھوپھیوں) کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی جائز ہے)	قاضی خان
۱۱	مرد کی گواہی اس کی بیوی کی ماں اور باپ کے لیے، اس مرد کی بیٹی کے خاوند کے لیے ، اس مرد کے باپ کی بیوی کے لیے اور اس مرد کی بیوی کی بہن کے لیے قبول کی جا سکتی ہے۔	خلاصہ

[1] حکم نمبر ۲ تا ۶، ۲۶/۷۲۱، ۱/۷۱۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[2] حکم نمبر ۲۶/۷۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۴۲۱ ۱۲	اذا شہد الرجل لابن ابنہ علی ابنہ جازت شہادتہ	کذا فی فتاوٰی قاضیخان
۱۳	شہادۃ ولد الملاعن وولد ام ولدہ المولود علی فراشہ اذا نفاہ لا تقبل للنافی لان نسب ہذا الولد کان ثابتا من الزوج والمولی قبل اللعان والنفی من حیث الظاہر وباللعان والنفی وان انقطع فی حق بعض الاحکام وہو المیراث والنفقۃ لم ینقطع فی حق بعض الاحکام وہو قبول الشہادۃ وحرمۃ المناکحۃ ووضع الزکوٰۃ فیہ وفساد دعوۃ الغیر حتی لو ادعی انسان آخر ہذا الولد لم تصح دعوتہ وان صدقہ الولد الملاعن ولو ادعاہ الملاعن یثبت النسب منہ وانما ابقینا النسب فی حق ہذہ الاحکام احتیاطا لامر الحرمۃ لان ہذہ الاحکام مما یحتاط فیہا ولہذا تبطل بالشبہات	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولا تقبل شہادۃ اولاد ولد الملاعن لہ	ہکذا فی فتاوٰی قاضیخان
۱۵	ولا تقبل شہادۃ الملاعن لولدہ الذی نفاہ	ہکذا فی فتح القدیر
۱۶	باع احد التوأمین وحررہ مشتریہ فشہد لبائعہ تقبل لان شہادۃ معتق الانسان لہ جائزۃ فشہادۃ معتق غیرہ اولی فلو ادعی نسب الولد الذی عندہ ثبت نسبہما وبطل البیع والعتق والقضاء	کذا فی الکافی
۱۷	لا تجوز شہادۃ الرجل لمملوکہ ومدبرہ ومکاتبہ وام ولدہ	کذا فی الحاوی
۱۸	ولا تجوز شہادۃ الاجیر لاستاذہ اراد بہ التلمیذ الخاص وہو الذی یأکل معہ وفی عیالہ ولیس لہ اجرۃ معلومۃ اما الاجیر المشترک اذا شہد للمستاجر تقبل اما الاجیر الواحد وہو الذی استاجرہ میاومۃ	

؎ حکم نمبر ۱/۴۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۵/۴۲۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور ملاعن یعنی لعان کرنے والے جس نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگا کر لعان کیا اور اس طرح ان دونوں میں تفریق ہو گئی۔ اس کے احکام فتاوی عالمگیری کی بحث کتاب الطلاق کے باب ۱۱ میں ہیں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۱ ۱۲	جب کسی مرد نے اپنے بیٹے کے بیٹے کے لیے، اپنے بیٹے کے خلاف گواہی دی تو اس کی وہ گواہی جائز قرار پاتی ہے [1]	قاضی خان
۱۳	ملاعن کے لڑکے کی گواہی اور ام ولد کے اس لڑکے کی گواہی جو اس شخص کے فراش پر پیدا ہوا اور اس نے اس کی نفی کی (یعنی اس نے اسے اپنا بیٹا قرار دینے کی نفی کی) تو اس لڑکے کی گواہی اس نفی کرنے والے شخص کے لیے قبول نہیں کی جاتی اس لیے کہ اس لڑکے کے نسب اس (ملاعن) خاوند سے اور اس آقا سے، لعان اور نفی سے پہلے من حیث الظاہر ثابت تھی اور لعان اور (مذکورہ) نفی سے اگرچہ وہ لڑکا بعض احکام میں منقطع ہو گیا مثلاً میراث پانا اور نفقہ پانا مگر وہ (دوسرے) بعض احکام میں منقطع نہیں ہوا مثلاً گواہی قبول ہونا یا نہ ہونا) نکاح کرنے کی حرمت، اسے زکواۃ دینا اور اس کے متعلق کسی اور شخص کے دعوی کا فاسد ہونا حتی کہ اگر کسی اور شخص نے اس لڑکے کے متعلق یہ دعوی کیا (کہ لڑکا اس کا ہے) تو اس کا وہ دعوی صحیح نہ قرار پائے گا) اگرچہ اس ملاعن لڑکے نے اس کی تصدیق کی اور اگر اس لعان کرنے والے نے اس لڑکے (کی نسب) کا دعوی کیا تو اس سے اس کی نسب ثابت قرار پائے گی اور ہم نے ان (مذکورہ) احکام میں امر حرمت میں احتیاط کے لیے نسب کو باقی رکھا ہے اس لیے کہ یہ احکام محتاط فیہا احکام میں سے ہیں اور اسی لیے یہ احکام شبہ سے باطل قرار پاتے ہیں [2]	محیط سرخسی، قاضی خان
۱۴	ملاعن کے لڑکے کی اولاد کی گواہی اس ملاعن کے لیے قبول نہیں کی جاتی ۔	
۱۵	ملاعن کی گواہی اس کے اس لڑکے کے لیے قبول نہ کی جائے گی جس لڑکے (کی نسب) کی اس ملاعن نے نفی کی۔	فتح قدیر
۱۶	کسی شخص نے دو جڑواں (غلام) لڑکوں میں سے ایک فروخت کر دیا اور خریدار نے اسے آزاد کر دیا پھر اس لڑکے نے اس فروخت کنندہ کے لیے گواہی دی تو وہ گواہی قبول کی جائے گی اس لیے کہ کسی آدمی کے آزاد کردہ کی گواہی اس آدمی کے لیے جائز قرار پاتی ہے تو اس کے غیر کے آزاد کردہ کی گواہی (اس کے لیے) بطریق اولی جائز قرار پائے گی پھر اگر اس فروخت کنندہ نے اس لڑکے کی نسب کا دعوی کیا جو اس کے پاس ہے (کہ یہ اس کا بیٹا ہے) تو ان دونوں لڑکوں کی نسب (اس سے) ثابت قرار پائے گی اور وہ بیع اور آزاد کرنا اور قاضی کا فیصلہ سب باطل قرار پائیں گے [3]	کافی
۱۷	کسی شخص کی گواہی اپنے مملوک، مدبر، مکاتب اور ام ولد کے لیے جائز نہیں قرار پاتی [4]	حاوی
۱۸	(د) اجیر (خاص یعنی مزدور خاص) شخص کی گواہی اپنے استاد کے لیے جائز نہیں قرار پاتی اور اس اجیر سے مراد (اس استاد کا) خاص شاگرد ہے جو اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہو اور اس کے عیال میں شامل ہو اور اس کے لیے مقررہ اجرت نہ ہو (ب) البتہ اجیر مشترک نے جب مستاجر (یعنی اجرت پر لینے والے) کے لیے	

سلہ حکم نمبر ۱۴،۱۶ / ۷۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)
سکہ حکم نمبر ۲ / ۷۲۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته و من لا تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شهادته للتهمة او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء	دفعات و شق نمبر
كذا في الخلاصة	او مشاهرة او مسانهة باجرة معلومة لا تقبل استحسانا	۱۸
كذا في فتح القدير	و شهادة الاستاذ مقبولة	۱۹
كذا في فتح القدير	و كذا المستاجر	۲۰
كذا في البحر الرائق	ولا تقبل شهادة المستاجر للآجر بالمستاجر	۲۱
كذا في البحر الرائق	والمستعير للمعير بالمستعار	۲۲
كذا في محيط السرخسي	ذكر في المنتقى لو استاجر دارا شهرا فسكن الشهر كله ثم جاء مدع آخر فشهد بها المستاجر ورجل آخر معه فالقاضي يسئل المدعي عن الاجارة اكانت بامره او بغير امره فان قال كانت بامري لم تقبل شهادة المستاجر لانه مستاجر شهد بالمستاجر للآجر و ان قال كانت بغير امري تقبل شهادته لانه ليس بمستاجر في حقه ولو لم يسكن الشهر كله لم تجز شهادته و ان لم يدع المدعي ان الاجارة كانت بامره ۔	۲۳
كذا في محيط السرخسي	ولو شهد المستاجران ان المدعي للذي آجرهما لاثبات الاجارة او لانسان آخر على المؤجر لفسخ الاجارة قال ابو حنيفة رح جازت شهادتهما سواء كانت الاجرة رخيصة او غالية و قال ابو يوسف رح لا تجوز شهادتهما في فسخها لانهما يدفعان عن انفسهما الاجرة و ان كانا ساكنين في الدار بغير اجر جازت شهادتهما	۲۴
	اذا شهد الاجير لاستاذه وهو اجير شهر فلم ترد شهادته ولم يعدل حتى	۲۵

لہ حکم نمبر ۱۸ تا ۲۷ / ۴۲۱ ملاحظہ ہول مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان احکام	حوالہ
۲۱، ۷،	گواہی دی تو قبول کی جا سکے گی (ج) اور محض اجیر جو یومیہ یا ماہانہ یا سالانہ مقررہ اجرت پر ہو اس کی گواہی (مستاجر کے لیے) از روئے استحسان قبول نہ کی جائے گی۔	خلاصہ
۱۹	استاد کی گواہی (شاگرد کے لیے) قبول کی جا سکتی ہے۔	فتح قدیر
۲۰	(اسی مذکورہ حکم کی) طرح مستاجر کے لیے یہی حکم ہے (یعنی اجرت پر لینے والے شخص کی گواہی اجیر یعنی مزدور کے لیے قبول کی جا سکتی ہے)۔	فتح قدیر
۲۱	مستاجر (یعنی اجرت پر لینے والے) شخص کی گواہی آجر (یعنی اجرت پر دینے والے) کے لیے مستاجر (یعنی اجرت پر لی ہوئی چیز) کے متعلق قبول نہیں کی جا سکتی۔	بحرالرائق
۲۲	مستعیر (یعنی مانگ کر لینے والے) شخص کی گواہی معیر (یعنی مانگی چیز دینے والے) کے لیے مستعار (یعنی مانگی ہوئی چیز) کے متعلق ہو تو یہی حکم ہے (یعنی قبول نہیں کی جا سکتی)	بحرالرائق
۲۳	(۱) المنتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک گھر ایک ماہ کے لیے اجرت پر لیا اور (۱) وہ اس گھر میں پورا مہینہ رہائش پذیر رہا پھر (اس گھر کے متعلق) ایک اور مدعی آگیا تو اس مستاجر (یعنی اجرت پر لینے والے) نے اور ایک اور شخص نے گواہی دی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) قاضی اس مدعی سے اجارہ (یعنی وہ گھر اجرت پر دینے) کے متعلق دریافت کرے گا کہ کیا وہ اجارہ اس کے امر سے ہوا تھا یا نہ اگر اس مدعی نے یوں کہا کہ وہ اجارہ میرے حکم سے ہوا تھا تو اس مستاجر کی گواہی قبول نہ ہوگی اس کے لیے کہ وہ ایسا مستاجر ہے جس نے اجرت پر دینے والے کے لیے، اجرت پر دی ہوئی چیز کے متعلق گواہی دی ہے اور اگر اس مدعی نے یوں کہا کہ وہ اجارہ میرے حکم کے بغیر ہوا تھا تو اس مستاجر کی گواہی قبول کی جا سکے گی اس لیے کہ وہ اس (مدعی) کے حق میں مستاجر نہیں ہے (۲) اور اگر وہ مستاجر اس گھر میں پورا مہینہ رہائش پذیر نہ رہا تھا تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اگر چہ اس مدعی نے یہ دعوی نہ کیا ہو کہ وہ اجارہ اس کے حکم سے ہوا تھا۔	محیط سرخسی
۲۴	اور (مذکورہ صورت میں) اگر دو مستاجر شخصوں نے وہ اجارہ ثابت کرنے کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ مدعا (یعنی دعوی شدہ گھر) اس شخص کا ہے جس نے انہیں اجرت پر دیا یا انہوں نے وہ اجارہ فسخ کرنے کے لیے اجرت پر دینے والے کے خلاف یہ گواہی دی کہ وہ (مدعا) کسی اور آدمی کا ہے تو (اس کے حکم متعلق) (۱) امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی خواہ اجرت سستی تھی یا مہنگی (۲) اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ ان دونوں کی وہ گواہی اس اجارہ کے فسخ کرنے کے متعلق جائز نہ قرار پائے گی اس لیے کہ وہ دونوں اپنے پر سے وہ اجرت دفع کرنا چاہتے ہیں (ج) اور اگر وہ دونوں اس گھر میں بغیر اجرت کے رہائش رکھتے ہوں تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	محیط سرخسی
۲۵	جب اجیر (یعنی مزدور) نے اپنے استاد کے لیے گواہی دی اور وہ مزدور ماہانہ تھا پس اس کی	

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء تقبل	حوالہ
٢١[لہ]	مضى الشهر ثم عدل لم تقبل شهادته	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢٦	كمن شهد لامرأته ثم طلقها قبل التعديل لا تقبل شهادته	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢٧	وان شهد ولم يكن اجيرا ثم صار اجيرا قبل القضاء بطلت شهادته ولو ان القاضى لم يرد شهادته وهو غير اجير ثم صار اجيرا ثم مضت مدة الاجارة لا يقضى بتلك الشهادة وان لم يكن اجيرا عند الشهادة ولا عند القضاء فلو ان القاضى لم يبطل شهادته ولم يقبل فاعاد الشهادة بعد انقضاء مدة الاجارة جازت شهادته	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢٨	وترد شهادة الشريك لشريكه فيما هو من شركتهما لانها شهادة لنفسه من وجه ولو شهد بما ليس من شركتهما تقبل لعدم التهمة	كذا فى الكافى
٢٩	وكذلك اجير احد الشريكين للشريك الآخر	كذا فى المبسوط
٣٠	قال محمدؒ فى الاصل اذا شهد رجلان ان لهما ولفلان على هذا الرجل الف درهم فهذا على وجوه الاول ان ينصا على الشركة بان شهدا ان لفلان ولهما على هذا الرجل الف درهم مشترك بينهم وفى هذا الوجه لا تقبل شهادتهما اصلا الثانى اذا نصا على قطع الشركة بان قالا نشهد ان لفلان على هذا خمسمائة وجبت بسبب على حدة ولنا عليه خمسمائة وجبت بسبب على حدة وفى هذا الوجه تقبل شهادتهما فى حق فلان الثالث اذا اطلق الشهادة اطلاقا وفى هذا الوجه لا تقبل الشهادة اصلا۔	كذا فى المحيط

لہ حکم نمبر ٢٣ تا ٢٦ / ٢١ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام، تیسری فصل جس کی گواہی، تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان۔	حوالہ
۲۱	گواہی (ابھی) نہ رد ہوتی تھی اور نہ اس کا عادل ہونا قرار پایا تھا حتیٰ کہ مہینہ گزر گیا پھر وہ عادل قرار پایا تو اس کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	قاضی خان
۲۶	(اور مذکورہ صورت کے حکم کی طرح اس صورت کا حکم ہے) جیسا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کے لیے گواہی دی پھر اس کے عادل قرار پانے سے پہلے اس نے اسے طلاق دے دی تو اس کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ ؎	قاضی خان
۲۷	(د) اگر کسی شخص نے گواہی دی تو وہ (اس کا) اجیر نہ تھا پھر فیصلہ سے قبل وہ (اس کا) اجیر بن گیا تو اس کی وہ گواہی باطل قرار پائے گا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ (اس کا) اجیر نہ تھا اور قاضی نے (ابھی) اس کی گواہی رد نہ کی تھی کہ پھر وہ (اس کا) اجیر بن گیا پھر اس اجارہ کی مدت گزر گئی تو قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ نہ دے گا اگر چہ (اس صورت میں) وہ نہ گواہی کے وقت اجیر تھا اور نہ فیصلہ کے وقت اجیر تھا (ج) پھر اگر قاضی نے نہ اس کی گواہی باطل قرار دی تھی اور نہ قبول کی تھی اور اس نے اس اجارہ کی مدت گزرنے کے بعد اس گواہی کا اعادہ کیا تو اس کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	قاضی خان
۲۸	(د) ایک شریک یعنی حصہ دار کی گواہی دوسرے شریک کے لیے شراکت کی چیز میں رد کر دی جاتی ہے اس لیے وہ گواہی ایک حیثیت سے اپنے آپ کے لیے قرار پاتی ہے اور اگر اس نے (دوسرے شریک کے لیے) ایسی چیز کے متعلق گواہی دی جس میں ان دونوں کی شراکت نہیں ہے تو قبول کی جا سکتی ہے اس لیے کہ تہمت نہیں ہے ؎	کافی
۲۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ دو شریکوں میں سے ایک کے اجیر (یعنی اجرت پر کام کرنے والے) نے دوسرے شریک کے لیے گواہی دی (تو شراکت کی چیز میں مقبول نہیں ہے اور اس کے علاوہ میں قبول کی جا سکتی ہے)	مبسوط
۳۰	الاصل میں امام محمدؒ کا قول ہے کہ جب دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ان دونوں اور فلاں آدمی کے لیے اس مرد پر ایک ہزار درہم ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں (۱) اول یہ کہ وہ (اس میں) شراکت کی وضاحت کر دیں مثلاً یوں گواہی دیں کہ فلاں آدمی اور ان دونوں کے لیے اس مرد کے ذمہ ایک ہزار درہم ہے جو ان سب کا مشترک ہے تو اس صورت میں ان دونوں کی وہ گواہی بالکل قبول نہ ہو گی (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ (اس میں) شراکت نہ ہونے کی وضاحت کر دیں مثلاً وہ دونوں یوں کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں آدمی کے لیے اس مرد پر پانچ سو درہم ہے جو ایک علیحدہ سبب سے لازم ہے اور ہم دونوں کے لیے اس مرد کے ذمہ پانچسو درہم ہے جو ایک علیحدہ سبب سے لازم ہے تو اس صورت میں ان دونوں کی وہ گواہی اس فلاں آدمی کے لیے قبول کی جا سکے گی (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ وہ اس گواہی کو مطلق چھوڑ دیں (یعنی کچھ وضاحت نہ کریں) تو (اس صورت میں (بھی) وہ گواہی بالکل قبول نہ ہو گی	محیط

؎ حکم نمبر ۲۳تا۲۸/۴۷۱ نمبر ۷۶/۲۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة تقبل او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء	حوالہ
۴۲۱ ۳۱	واذا كان لرجل على ثلاثة نفر الف درهم شهد اثنان منهم ان صاحب الدين ابرأهما وفلانا عن الالف الذى كان له عليه وعليهما فان كان البعض كفيلا عن البعض لا تقبل شهادتهما اصلا وان لم يكن البعض كفيلا عن البعض فان شهدا انه ابرأهما وفلانا بكلمة واحدة لا تقبل شهادتهما اصلا وان شهدا انه ابرأهما على حدة وفلانا على حدة تقبل شهادتهما فى حق فلان .	كذا فى المحيط
۳۲	ونظير هذا ما ذكر فى كتاب الحدود اذا شهد رجلان ان فلانا قذف امهما وهذه بكلمة واحدة لا تقبل شهادتهما ولو شهدا انه قذف امهما على حدة وهذه على حدة قبلت شهادتهما فى حق هٰذه	كذا فى المحيط
۳۳	ثلاثة نفر لهم على رجل الف فشهد اثنان منهم على الثالث انه ابرأ المديون عن حصته لا تقبل شهادتهما وكذا لو قبضا شيئا من المديون ثم شهدا انه ابرأه عن حصته ۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۴	وشهادة الوكيل للموكل بعد العزل ان خاصم لا تقبل وان لم يخاصم تقبل وهو قول ابى حنيفة رح	كذا فى الذخيرة
۳۵	ولو وكله بكل حق له قبل فلان بحضرة القاضى فخاصمه فى الف فعزل فان شهد بذٰلك الالف ردت وان شهد بمال آخر لا ترد وان لم يعلم القاضى بوكالته وانكر فلان وكالته واثبتها بالبينة ثم عزل وشهد ردت شهادته للموكل فى كل حق قائم وقت التوكيل الا اذا شهد بحق حادث بعد تاريخ الوكالة فحينئذ تقبل	كذا فى الكافى

له حکم نمبر ۷۹ب/۴۲۱ تا ۱۲۵/۲۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب. جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی، تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۱ ۳۱	جب کسی شخص کا تین آدمیوں پر ایک ہزار درہم (قرض) تھا تو ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ قرض دینے والے صاحب نے ان دونوں کو اور فلاں (تیسرے) کو اس ہزار درہم سے بری کر دیا ہے جو اس کا اس فلاں اور ان دونوں پر تھا تو (اس صورت کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ان میں سے بعض، بعض کا کفیل (یعنی ضامن) تھا تو ان دونوں کی وہ گواہی بالکل قبول نہ ہو گی اور اگر (ان میں سے) بعض بعض کا کفیل نہ تھا تو اگر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ان دونوں اور فلاں (تیسرے) کو ایک ہی فقرہ میں بری کر دیا تو (بھی) ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور اگر دونوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ان دونوں کو علیحدہ بری کیا اور اس فلان (تیسرے) کو علیحدہ (بری کیا) تو ان دونوں کی وہ گواہی اس فلاں (تیسرے) کے حق میں قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۳۲	اور اس (مذکورہ صورت) کی نظیر وہ صورت ہے جو کتاب الحدود میں ہے کہ جب دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں آدمی نے ان دونوں کی ماں کو اور اس عورت کو ایک (ہی) فقرہ سے قذف کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور اگر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے ان دونوں کی ماں کو علیحدہ (فقرہ سے) قذف کیا اور اس (فلاں تیسرے) کو علیحدہ (فقرہ سے قذف کیا) تو ان دونوں کی وہ گواہی اس (فلاں تیسرے) کے بارے میں قبول کی جا سکے گی۔[1]	محیط
۳۳	تین شخصوں کے لیے ایک آدمی پر ایک ہزار درہم تھے پھر ان میں سے دو نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اس نے مقروض کو اپنے حصہ (کے قرض) سے بری کر دیا ہے تو ان دونوں کی یہ گواہی قبول نہ ہو گی اور اس طرح اگر ان دونوں نے اس مقروض کی کسی چیز پر قبضہ کر لیا پھر یہ گواہی دی کہ اس (تیسرے) نے اس مقروض کو اپنے حصہ (کے قرض) سے بری کر دیا تو یہی حکم ہے (یعنی ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی)	قاضی خان
۳۴	اور موکل کے لیے وکیل کی گواہی (اس کے) معزول ہونے بعد ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس (وکیل) نے نالش کر دی تھی تو (اس کی گواہی) قبول نہ ہو گی اور اگر نالش نہ کی تھی تو قبول کی جا سکے گی اور یہ امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے۔[2]	ذخیرہ
۳۵	(۱) اگر کسی شخص نے قاضی کے سامنے کسی آدمی کو فلاں کی طرف اپنے ہر حق کے لیے وکیل کیا تو اس (وکیل) نے اس (فلاں) سے ایک ہزار (درہم) کے متعلق نالش کی پھر وہ (وکیل) معزول کر دیا گیا تو اگر اس (وکیل) نے اس ہزار کے متعلق گواہی دی تو اس کی وہ گواہی رد کی جائے گی اور اگر اس نے (اس موکل کے لیے) کسی اور مال کے متعلق گواہی دی تو اس کی گواہی رد نہ کی جائے گی (ب) اور اگر قاضی کو اس کے وکیل ہونے کا علم نہ تھا اور اس فلاں نے اس کے وکیل ہونے سے انکار کیا اور اس (وکیل) نے وکیل ہونا گواہوں سے ثابت کیا پھر وہ معزول کر دیا گیا اور گواہی دی تو موکل کے لیے اس کی گواہی ہر اس حق میں رد ہو گی جو حق اسے وکیل بناتے وقت قائم تھا لیکن جب اس وکیل	

[1] حکم نمبر ۱۹۳ تا ۱۹۸/۴۲۱ نیز ۶۷/۴۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۶۲۱		
۳۶	رجل ادعیٰ عند القاضی علی رجل ان فلانا وکلہ بالخصومۃ فی کل حق لہ قبل ھٰذا المدعا علیہ وقبل فلان وفلان واقام البینۃ علی الوکالۃ بالصفۃ التی ادعی وقضی القاضی بذلک اولم یقض ثم عزلہ الموکل فشہد المعزول للموکل بحق قبل ھٰذا الذی احضرہ اوقبل الآخرین لاتقبل شہادتہ الا ان یشہد بحق حادث بعد التوکیل اوعلی رجل غیرالنفر الثلاثۃ فتقبل شہادتہ	کذافی صفوان القضاء
۳۷	رجل وکل رجلا بالخصومۃ فی کل حق وقبضہ من الناس مطلقا او فی مصر وقدم الوکیل رجلا واقام البینۃ وجعلہ القاضی خصما ثم اخرجہ الموکل من الوکالۃ لم تجز شہادتہ لاعلی ھٰذا الرجل ولا علی غیرہ ممن کان للموکل علیہ حق یوم وکلہ ولاما حدث بعد ذٰلک علی الناس الی یوم اخرجہ من الوکالۃ .	کذا فی الخلاصۃ
	لوشہد بحق حدث بعد العزل قبلت شہادتہ	کذا فی المحیط
۳۸	الوکیل بقبض الدین تجوز شہادتہ بالدین	کذافی الوجیز للکردری
۳۹	رجل وکل ثلاثۃ نفر فی خصومۃ وقال ایہم خاصم فہو وکیل فیہا فشہد اثنان منہم لواحد لم یکن ھٰذا الواحد خصما بشہادتہما وان وکل کل واحد علی حدۃ بالخصومۃ والقبض جازت شہادۃ الاثنین لصاحبہما بالوکالۃ فی الخصومۃ والقبض	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰	رجلان شہدا علی رجل انہ قال لہما ولرجل آخر ایکم طلق امرأتی فہو جائز او قال امرہا فی اید یکم فایکم طلقہا فہو جائز والزوج یجحد	

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی، تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۱	نے اس موکل کے لیے کسی ایسے نئے حق کے لیے گواہی دی جو اسے وکیل بنانے کی تاریخ سے بعد کا ہے تو پھر (اس کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی ۔	کافی
۳۶	(ا) کسی شخص نے قاضی کے ہاں ایک آدمی پر دعوی کیا کہ فلاں (موکل) نے اسے ہر حق میں نالش کے لیے وکیل بنایا ہے جو اس مدعا علیہ کی طرف اور فلاں اور فلاں کی طرف ہو اور اس نے حسب دعوی وکالت پر گواہی قائم کی اور قاضی نے اس پر (ابھی) فیصلہ دے دیا تھا یا نہ دیا تھا کہ موکل نے اسے معزول کر دیا تو معزول وکیل نے مؤکل کے اس حق کے لیے گواہی دی جو (حق) اس مدعا علیہ کی طرف یا ان دوسرے دونوں کی طرف تھا تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ب) لیکن اگر وہ وکیل اس مؤکل کے کسی نئے حق کے لیے گواہی دے جو اسے وکیل بنانے کی تاریخ سے بعد پیدا ہوا ہے یا وہ (وکیل) ان تینوں کے علاوہ کسی اور آدمی پر گواہی دے تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	صفوان القضاء
۳۷	(ا) کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل بنایا کہ وہ مطلقاً لوگوں سے یا شہر میں سے اس کے ہر حق کے لیے نالش کرے اور اس حق کو وصول کرے اور اس وکیل نے ایک مرد کو حاضر کیا اور (اپنی وکالت پر) گواہی قائم کی اور قاضی نے اسے فریق مقدمہ قرار دیا پھر اس وکیل کو موکل نے وکالت سے نکال باہر کیا تو اس وکیل کو گواہی اس مرد پر اور اس کے علاوہ ہر موکل کے ہر اس حق کے متعلق جائز نہ قرار پائے گی جو اسے وکیل بنانے کے دن تھا اور نہ اس حق کے متعلق (اس کی گواہی قبول ہو گی) جو بعد میں لوگوں پر اس دن تک نیا پیدا ہوا جس دن اس موکل نے اس وکیل کو وکالت سے نکالا ۔ (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس (وکیل) نے اس (موکل) کے لیے حق کے متعلق گواہی دی جو حق اس (وکیل) کے معزول کیے جانے کے بعد پیدا ہوا ہو تو (پھر) اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	خلاصہ محیط
۳۸	وہ وکیل جو قرضہ وصول کرنے کے متعلق ہو قرضہ کے متعلق اس کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے ۔	وجیز کردری
۳۹	ایک شخص نے کسی نالش میں تین آدمیوں کو وکیل کیا اور کہا کہ تم میں سے جو بھی نالش کر دے گا وہی اس مقدمہ میں وکیل ہے پھر ان میں سے دو نے ایک (یعنی اس تیسرے کی وکالت) کے متعلق گواہی دی تو یہ ایک ان دونوں کی گواہی سے فریق مقدمہ نہ قرار پائے گا اور اگر اس شخص نے (ان میں سے) ہر ایک کو نالش کرنے اور حق وصول کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ وکیل کیا تو نالش کرنے اور حق وصول کرنے میں وکالت کے متعلق ان دو کی گواہی ان کے (تیسرے) ساتھی کے لیے جائز قرار پا سکے گی ۔	قاضی خان
۴۰	دو مردوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے ان دونوں اور ایک اور آدمی سے کہا تھا کہ تم میں سے جس نے میری بیوی کو طلاق دی تو وہ جائز قرار پائے گی یا (انہوں نے یہ گواہی دی کہ) اس نے یہ	

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۲۱ے	ذلك لم تجز شهادتهما ولو اقر الزوج بالامر وشهد اثنان علی طلاق الثالث لم تجز شهادتهما من قبل انهم شرکاء فی الوکالة فاذا اشترکوا فی الوکالة لا تقبل شهادة بعضهم علی بعض لا له ولا علیه۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	الوکیلان بالبیع والدلالان اذا شهدا وقالا نحن بعنا هذا الشئ من فلان لا تقبل شهادتهما.	کذا فی الذخیرة
۴۲	شهدا ان فلانا امرهما بتزویج فلانة منه او بخلعها او ان یشتریا له عبدا ففعلناه فاما ان ینکر الموکل الامر والعقد او یقر بالامر لا العقد او یقر بهما وکل علی وجهین اما ان یدعی الخصم العقد مع الوکیل او ینکر فان کان الموکل ینکر لا تقبل فی الفصول کلها وان کان الآمر یقر بهما والخصم یقر بالعقد قضی بالاقرار لا بشهادتهما الخلع والنکاح والبیع فیه سواء وان کان الخصم ینکر العقد لا یقضی بالنکاح والبیع ویقضی فی الخلع بالطلاق بلا مال باقرار الزوج لا بشهادتهما وان اقر الآمر بالامر ولکن یجحد العقد فان کان الخصم معترا یقضی بالعقود کلها الا فی النکاح عند الامام	کذا فی الوجیز للکردری
۴۳	عن ابی یوسف فی النوادر اذا شهد شهدان ان فلانا امرنا ان نبلغ فلانا انه قد وکله ببیع عبده وقد اعلمناه اوامرنا ان نبلغ امرأته انه جعل امرها بیدها فبلغناها وقد طلقت نفسها جازت شهادتهما ولو قالا نشهد انه قال لنا خیرا امرأتی فخیرناها فاختارت نفسها لا تقبل شهادتهما۔	کذا فی المحیط

سلہ حکم نمبر ۶۹/۴۲۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۱	کہا کہ اس (کی بیوی کی طلاق) کا امر تمہارے ہاتھ ہے تم میں سے جس نے بھی اسے طلاق دی وہ جائز قرار پائے گی اور خاوند اس سے انکار کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی اور اگر خاوند نے اس امر کا اقرار کیا اور ان دو نے اس تیسرے کے طلاق دینے پر گواہی دی تو (بھی) ان دونوں کی وہ گواہی جائز نہ ہوگی اس جہت سے کہ وہ سب وکیل ہونے میں شریک ہیں اور جب وہ وکیل ہونے میں شریک قرار پائے تو ان میں سے بعض کے متعلق بعض کی گواہی قبول نہ ہوگی نہ حق میں اور نہ خلاف۔	قاضی خان
۴۱	جب بیع (یعنی فروخت کرنے) کے دو وکیلوں اور دو دلالوں نے یہ گواہی دی کہ ہم نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ فروخت کی تو (اس میں) ان دونوں کی گواہی قبول نہ ہوگی سلے	ذخیرہ
۴۲	دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے ان دونوں کو امر کیا تھا کہ وہ فلاں عورت سے اس کا نکاح کر دیں یا اس کا خلع کرا دیں یا اس شخص کے لیے غلام خرید یں پس ہم نے ایسا کر دیا تو (اس گواہی کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) یا تو مؤکل وہ امر کرنے اور عقد کرنے (دونوں) سے انکار کرتا ہے (۲) یا وہ امر کرنے کا اقرار کرتا ہے عقد کا اقرار نہیں کرتا (۳) یا وہ (امر اور عقد) دونوں کا اقرار کرتا ہے اور یہ ہر صورت دو قسموں پر ہے یا تو خصم (یعنی فریق مقدمہ) اس وکیل کے ساتھ عقد واقع ہونے کا دعوی کرتا ہے یا وہ انکار کرتا ہے پس اگر مؤکل دیا سکل انکار کرتا ہے تو (مذکورہ) سب صورتوں میں ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر امر کرنے والا (یعنی مؤکل) دونوں کا (یعنی امر اور عقد کا) اقرار کرتا ہے اور خصم (بھی) عقد کا اقرار کرتا ہے تو اس اقرار پر حکم ہوگا ان دونوں کی گواہی پر حکم نہ ہوگا، اس میں خلع، نکاح اور بیع کا حکم برابر ہے اور اگر خصم عقد کا انکار کرتا ہے تو نکاح اور بیع میں حکم نہ کیا جائے گا اور خلع میں ان کی گواہی پر نہیں، خاوند کے اقرار پر طلاق بغیر مال کا حکم کیا جائے گا اور اگر امر کرنے والا امر کا اقرار کرتا ہے لیکن عقد واقع ہونے سے انکار کرتا ہے تو اگر خصم اقرار کرتا ہے تو (مذکورہ) سب عقود کا حکم ہوگا لیکن نکاح کے متعلق امام ابو حنیفہ رح کے ہاں حکم نہ ہوگا۔	وجیز کردری
۴۳	(د) امام ابو یوسف رح سے النوادر میں منقول ہے کہ جب دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے ہمیں امر کیا ہے کہ ہم فلاں آدمی کو یہ بات پہنچا دیں کہ اس نے اسے اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا ہے اور ہم نے اسے یہ بات پہنچا دی یا (انہوں نے یہ گواہی دی کہ) اس شخص نے ہمیں امر کیا ہے کہ ہم اس کی بیوی کو یہ بات پہنچا دیں کہ اس نے عورت (کی طلاق) کا معاملہ اس عورت کے اختیار میں کر دیا ہے تو ہم نے اس عورت کو یہ بات پہنچا دی اور اس عورت نے اپنے آپ کو طلاق دے دی تو (ان صورتوں میں) ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پائے گی (ب) اور اگر ان دونوں نے یہ کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس شخص نے ہمیں یہ کہا ہے کہ تم دونوں میری بیوی کو (طلاق کا) اختیار دے دو تو ہم نے اس عورت کو (دہم) اختیار دے دیا اور اس عورت نے اپنے لیے (طلاق) اختیار کر لی تو (اس صورت میں) ان دونوں کی وہ گواہی	

حوالہ	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل ، الفصل الثالث فیمن لاتقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	دفعات و شق نمبر
		۲۱
کذا فی الخلاصۃ	شہادۃ ابنی الوکیل علی الوکالۃ لا تقبل۔	۴۴
کذا فی الخلاصۃ	وکذا شہادۃ ابویہ واجدادہ و احفادہ۔	۴۵
ھٰکذا فی الذخیرۃ	اذا شہد ابنا الوکیل علی عقد الوکیل فان کان الموکل والوکیل یقران بالامر والعقد جمیعا فان کان الخصم یدعی ذٰلک کلہ فالقاضی یقضی بالعقود کلہا ولکن بتصادقہم لا بالشہادۃ وان کان الخصم ینکر ذٰلک فعلی قول ابی حنیفہؒ وابی یوسفؒ لاتقبل شہادتہما ولا یقضی بشیء من ھذہ العقود الا فی الخلع فان ھنالک یقضی بالطلاق بغیر مال لاقرار الزوج وھو الموکل وان کان الوکیل والموکل یجحدان ذٰلک کلہ فان کان الخصم یجحد ایضا لا یلتفت الی ھذہ الشہادۃ وان کان الخصم یدعی تقبل شہادتہما عندھم جمیعا وان کان الوکیل یقر بکلا الامرین والموکل یدعی الامر ویجحد العقد فان کان الخصم یدعی ذٰلک فانہ یقضی بالعقود کلہا الا فی النکاح علی قول ابی حنیفۃؒ وعندھماؒ القاضی یقضی بالعقود کلہا۔	۴۶
کذا فی المحیط	واذا جعل الرجل امر امرأتہ بید اجنبی وطلقہا فشہد ابنا المطلق ان الزوج جعل امر امرأتہ بید ابیہما وانہ طلقہا والاب حی یدعی ذٰلک او میت لا تقبل شہادتہما عند ابی حنیفۃؒ وعند ابی یوسفؒ ان غیبتہ بمنزلۃ موتہ۔	۴۷
کذا فی الخلاصۃ	لوشہد ابنا الموکل ان اباھما وکل ھذا الرجل بقبض دیونہ لا تقبل اذا جحد المطلوب الوکالۃ۔	۴۸
	ومن وکل رجلا بالخصومۃ فی دار بعینہا وقبضہا فغاب فشہد ابنا الموکل ان اباھما وکل ھذا الرجل للخصومۃ فی ھذہ وقبضہا لا تقبل شہادتہما سواء جحد المطلوب الوکالۃ او اقربہا ھٰذا اذا کان	۴۹

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
	قبول نہ ہوگی ۔	محیط
۷۲۱ ۴۴	وکیل کی وکالت پر وکیل کے دو بیٹوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی ۔	خلاصہ
۴۵	اسی (مذکورہ) حکم کی طرح (وکیل کی وکالت پر) وکیل کے والدین، اس کے اجداد اور اس کے پوتوں کا حکم ہے (یعنی انکی وہ گواہی قبول نہ ہوگی)۔	خلاصہ
۴۶	جب وکیل کے دو بیٹوں نے وکیل کے عقد کرنے پر گواہی دی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (و) اگر مؤکل اور وکیل دونوں، امر کرنے اور عقد واقع ہونے سبھی کا اقرار کرتے ہیں تو (دیکھا جائے گا کہ) (۱) اگر خصم (یعنی فریق مخالف) اس میں (یعنی امر کرنے اور عقد واقع ہونے) کا دعوی کرتا ہے تو قاضی سبھی عقود کا حکم دے گا لیکن یہ حکم ان کی باہمی تصدیق کی بنا پر ہوگا (ان کی) گواہی کی بنا پر نہ ہوگا (۲) اور اگر خصم اس (سب) کا انکار کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نہ ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور نہ عقود میں سے کسی شئ کا حکم ہوگا لیکن خلع کے لیے یہ حکم نہیں ہے اس لیے کہ اس میں خاوند یعنی موکل کے اقرار پر طلاق بلا مال کا حکم ہوگا (ب) اور اگر وہ وکیل اور موکل دونوں اس سبھی (یعنی امر کرنے اور عقد واقع ہونے) کا انکار کرتے ہیں تو (دیکھا جائے گا کہ) (۱) اگر خصم بھی انکار کرتا ہے تو اس گواہی کی طرف التفات نہ کیا جائے گا (۲) اور اگر خصم دعوی کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی سبکے ہاں قبول کی جائے گی (ج) اور اگر وکیل ان دونوں امر (یعنی امر کرنے اور عقد واقع ہونے) کا اقرار کرتا ہے اور مؤکل امر کرنے کا اقرار اور عقد واقع ہونے کا انکار کرتا ہے تو اگر خصم اس کا دعوی کرتا ہے تو ان سبھی عقود کا حکم ہوگا لیکن نکاح کے متعلق امام ابوحنیفہ رح کے ہاں یہ حکم نہیں ہے اور صاحبین رح (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں قاضی ان سبھی عقود کا حکم کرے گا ۔	ذخیرہ
۴۷	جب کسی مرد نے اپنی بیوی (کے طلاق) کا معاملہ کسی اجنبی کے اختیار میں کر دیا اور اس (اجنبی) نے اسے طلاق دے دی تو طلاق دینے والے کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ اس خاوند نے اپنی بیوی (کے طلاق) کا معاملہ ان کے باپ کے اختیار میں کیا تھا اور اس نے اسے طلاق دے دی تھی اور باپ زندہ ہے اس کا دعوی کرتا ہے یا وہ فوت ہوگیا ہے تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے ہاں اس کا غائب ہونا (بھی) بمنزلہ اس کے مرجانے کے ہے۔	محیط
۴۸	اگر موکل کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے باپ نے اس آدمی کو اس کے قرضے وصول کرنے کے لیے وکیل کیا ہے تو اگر مطلوب شخص (یعنی مقروض شخص) اس کے وکیل ہونے سے انکار کرتا ہے تو وہ گواہی قبول نہ ہوگی ۔	خلاصہ
۴۹	(و) جس شخص نے کسی آدمی کو کسی خاص گھر کی نالش اور قبضہ کے لیے وکیل کیا اور وہ (موکل) شخص غائب ہوگیا پھر موکل کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ان کے باپ نے اس آدمی کو اس گھر کی نالش اور قبضہ کے لیے وکیل کیا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ اس مطلوب نے اس وکالت	

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا ، الفصل الثالث فيمن لاتقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء تقبل	حواله
٤٢١	الموكل هو الطالب فان كان الموكل هو المطلوب وقد ادعى الطالب في داره فشهد ابنا المطلوب ان اباهما وكل هذا الرجل بخصومته فان كان الوكيل يجحد الوكالة لا تقبل هذه الشهادة لانها خلت عن الدعوى وان كان الوكيل يدعي الوكالة لاتقبل شهادتهما ايضا اقر الطالب بالوكالة اوجحدها لان هذه بينة قامت على غير الخصم .	كذا في المحيط في الفصل السابع في شهادة الرجل على فعل من افعال ابيه
٥٠	لوان رجلين اشتريا ثوبا من رجل نقد الثمن او لم ينقداه فجاء رجل وادعى ان الثوب له فشهد المشتريان له بالثوب او شهدا على اقرار البائع ان الثوب له لم تجز شهادتهما ۔	كذا في المحيط في الفصل الثامن فيما يجوز من الشهادات وما لا يجوز
٥١	المشتريان شراء فاسدا اذا شهدا بكون المشتري ملكا للمدعي بعد القبض لاتقبل وكذا لو نقض القاضي العقد بينهما او تراضوا على ذلك والعين في ايديهما فان ردا على البائع ثم شهدا تقبل ۔ ؎۱	كذا في الخلاصة
٥٢	والبائع اذا شهد لغيره بما باع لاتقبل شهادته وكذا المشتري ؎۲	كذا في فتاوى قاضيخان
٥٣	في نوادر ابن سماعة ؎۳ عن محمد ؒ رجل شهد عليه شاهدان لرجل انه باع هذه الدار من هذا الرجل بالف درهم على انهما ضمنا للمشتري الدرك قال اذا كان الضمان في اصل البيع لم تجز شهادتهما وان لم يكن الضمان في اصل البيع جازت شهادتهما ۔	كذا في الذخيرة

؎۱ حکم نمبر ۵۰ تا ۵۵/۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۲ حکم نمبر ۵۱/۴۲۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۳ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۵۱/۴۲۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا ۵ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۱،	کا انکار کیا یا اقرار کیا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ موکل ہی طالب ہو (ب) اور اگر موکل مطلوب ہو اور طالب نے اس کے گھر کے متعلق دعوی کیا ہو اور مطلوب کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ اس کے باپ نے اس آدمی کو نالش کے لیے وکیل کیا ہے تو اگر وہ وکیل آدمی اس وکالت کا انکار کرتا ہے تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ وہ گواہی دعوی سے خالی قرار پاتی ہے اور اگر وہ وکیل اس وکالت کا دعوی کرتا ہے تو بھی ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ طالب نے اس وکالت کا اقرار کیا یا اس کا انکار کیا اس لیے کہ وہ گواہی ایسی ہے جو خصم (یعنی فریق مقدمہ) کے غیر پر قائم ہوئی ہے۔	محیط
۵۰	اگر دو شخصوں نے کسی آدمی سے ایک کپڑا قیمت کی نقد ادائیگی پر خریدا یا انہوں نے نقد ادائیگی نہ کی پھر ایک آدمی آیا اور اس نے دعوی کیا کہ وہ کپڑا اس کا ہے پس ان دونوں خریداروں نے اس کپڑے کے متعلق اس مدعی کے لیے گواہی دی یا انہوں نے بائع (یعنی بیچنے والے) کے اس اقرار پر گواہی دی کہ وہ کپڑا اس مدعی کا ہے تو ان دونوں (خریداروں) کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی ۱؎	محیط
۵۱	(د) دو خریدار جن کی خریداری فاسد تھی انہوں نے (اس چیز پر) قبضہ کے بعد جب یہ گواہی دی کہ وہ خریدی ہوئی چیز اس مدعی کی ملکیت ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی (ب) اس طرح اگر قاضی نے ان دونوں کے مابین وہ عقد توڑ دیا یا وہ اس پر (یعنی اس عقد کے توڑنے پر) رضامند ہو گئے اور وہ چیز ان دونوں کے قبضہ میں ہی ہے تو یہی حکم ہے (یعنی ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی) (ج) اور اگر انہوں نے وہ چیز بائع کو واپس کر دی پھر وہ گواہی دی تو قبول کی جا سکے گی۔ ۳؎	خلاصہ
۵۲	(د) بائع (یعنی فروخت کنندہ شخص) نے جب کسی اور آدمی کے لیے اس چیز کے متعلق گواہی دی جو اس نے فروخت کی ہے تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور یہی حکم مشتری (یعنی خریدار) کی گواہی کے متعلق ہے۔ ۴؎	قاضی خان
۵۳	نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رہ سے منقول ہے کہ ایک شخص پر دو گواہوں نے ایک آدمی کے حق میں یہ گواہی دی کہ اس شخص نے یہ گھر اس آدمی کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا تھا کہ وہ دونوں (یعنی وہ دونوں گواہ) خریدار کے لیے پانے میں ضامن ہیں تو آپ نے (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ اگر وہ ضمان اصل بیع میں تھی تو ان کی وہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی اور اگر وہ ضمان اصل بیع میں نہ تھی تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	ذخیرہ

۳؎ حکم نمبر ۲۵/۱۴۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۵۲/۲۱۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً سنا احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل / الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۵۴ ۴۲۱	رجلان شہدا علی رجل انہ باع دارہ من ہذا المدعی بالف درہم علی انہما کفیلان بالثمن قال محمدؒ ان کان ضمانہما فی اصل البیع لم تقبل شہادتہما لان البیع یتم بضمانہما فکانہما باعا وان لم یکن الضمان فی اصل البیع جازت شہادتہما، رجل اشتری جاریۃ وکفل لہ رجلان بما یلحقہ فیہا ثم شہد الکفیلان ان البائع انتقد الثمن لا تقبل شہادتہما وکذا لو شہدا ان البائع ابرأہ عن الثمن ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۵	ذکر ابن سماعۃؒ عن محمدؒ فی رجل ضمن لرجل ما باع فلانا من شیٔ فقال الطالب قد بایعت فلانا بیعا بالف درہم فجحد الضامن ذلک فشہد علیہ ابناہ انہ قد بایعہ بیعا بالف درہم فان شہادتہما جائزۃ وکذلک اذا جحد الضامن فشہد ابناہ ان فلانا امرک ان تضمن عنہ وانک ضمنت عنہ لفلان ما باعہ وقد باعہ بیعا بالف درہم قال شہادتہما جائزۃ ویؤخذ بالالف ویرجع بہ علی الذی امرہ ان یضمن عنہ	کذا فی المحیط
۵۶	لا تجوز شہادۃ الشفیعین بالبیع علی البائع الجاحد ان طلبا الشفعۃ وان سلماہا جازت شہادتہما للمشتری وان جحد المشتری الشراء وادعی البائع لم تجز شہادتہما ایضا وان طلبا الشفعۃ غیر انہما یاخذانہا باقرار البائع ۔	کذا فی الحاوی
۵۷	وشہادۃ ولد الشفیع ووالدہ بمنزلۃ شہادتہ فی ذلک وان شہد ولد الشفیع بالتسلیم جازت شہادتہما	کذا فی الحاوی
۵۸	ولا تجوز شہادۃ المولی وولدہ ووالدہ علی البیع للعبد والمکاتب	

لہ حکم نمبر ۴۲۱/۵۶ تا ۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۱، ۵۴	(۱) دو شخصوں نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اس نے اپنا گھر اس مدعی کے ہاتھ ہزار درہم پر بایں شرط فروخت کیا کہ وہ دونوں قیمت کے کفیل ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر ان دونوں کی ضمان اصل بیع میں تھی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اس لیے کہ وہ بیع ان دونوں کی ضمان سے مکمل قرار پاتی ہے تو گویا ان دونوں نے بیع کی ہے اور اگر (ان کی) ضمان اصل بیع میں نہ تھی تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی (ب) کسی شخص نے باندی خریدی اور اس میں جو امر لاحق ہو اس کے لیے دو آدمی کفیل ہوئے پھر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ بائع (یعنی بیچنے والے) نے قیمت لے لی ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ج) اسی طرح اگر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ اس بائع نے اس (خریدار) کو قیمت سے بری قرار دے دیا ہے تو یہی حکم ہے (یعنی ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی)	قاضی خان
۵۵	(۱) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا ہے جو کسی آدمی کے لیے اس میں ضامن ہوا جو چیز اس نے فلاں کے ہاتھ بیع کی تو طالب (آدمی) نے کہا کہ میں نے اس کے ہاتھ ہزار درہم کی بیع کی تو ضامن نے اس سے انکار کیا پھر اس کے دو بیٹوں نے اس پر یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس فلاں کے ہاتھ ہزار درہم کی بیع کی ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی (ب) اور اسی طرح جب اس ضامن نے انکار کیا تو اس کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے تجھے حکم کیا تھا کہ تو اس آدمی کی طرف سے ضامن ہو جا اور تو اس کی طرف سے اس کے لیے (اس پر) ضامن ہوا جو اس نے بیع کی اور اس نے ہزار درہم کی بیع کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور وہ ہزار درہم کے لیے ماخوذ ہو گا اور وہ اس سے لے لے گا جس فلاں نے اسے حکم کیا تھا کہ تو اس فلاں کی طرف سے ضامن ہو جا۔	محیط
۵۶	(۱) بیع پر شفعہ کرنے والے دو شخصوں کی گواہی ایسے بائع (یعنی فروخت کنندہ) پر جو (اس بیع کا) منکر ہے جائز نہیں قرار پاتی بشرطیکہ وہ دونوں شفعہ کے طالب ہوں اور اگر انہوں نے اس شفعہ (کا حق) سونپ دیا (یعنی دست بردار ہو گئے) تو ان کی گواہی مشتری (یعنی خریدار) کے لیے جائز قرار پا سکے گی (ب) اور اگر مشتری نے اس خرید سے انکار کیا اور بائع نے دعوی کیا تو بھی ان دونوں کی وہ گواہی جائز نہ ہو گی اگرچہ وہ دونوں شفعہ کے طالب ہوں لیکن وہ دونوں بائع کے اقرار سے اسے لے لیں گے ۔ ؎	حاوی
۵۷	(۱) شفعہ کرنے والے کے بیٹے اور اس کے والد کی گواہی اس میں بمنزلہ شفعہ کرنے والے کی گواہی کے ہے۔ (ب) اور اگر شفعہ کرنے والے کے دو بیٹوں نے شفعہ سونپ دینے کی گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	حاوی
۵۸	بیع واقع ہونے پر ایسے غلام اور مکاتب کے لیے جو شفعہ کے طالب ہوں (ان کے) آقا، اس کے بیٹے	

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۶۰/۴۲۱	یطلبان الشفعۃ و تجوز شہادتہم علیہما بالتسلیم۔	کذا فی الحاوی
۵۹	ذکر فی شفعۃ الاصل اذا شہد للبائع اولادہ ان الشفیع قد طلب الشفعۃ من المشتری والمشتری ینکر والدار فی ید المشتری لا تقبل شہادتہم۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۰	فی نوادر ابن سماعۃ رح عن محمد رح رجل باع دارا ولم یقبضہا المشتری حتی جاء شفیع الدار وخاصم فیہا فشہد ابنا البائع ان المشتری قد سلم الدار للشفیع بشفعتہ ثم اشتراہا منہ بالثمن لا تقبل شہادتہما وکذلک لو شہدا ان الشفیع سلم الشفعۃ فی الدار لا تقبل شہادتہما وھذا اذا ادعی الاب ما شہدا بہ اما اذا جحد ما شہدا بہ فتقبل شہادتہما ولو کان المشتری قبض الدار من البائع ثم شہد ابنا البائع علی تسلیم المشتری الدار الی الشفیع بشفعتہ لا تقبل شہادتہما سواء ادعی البائع ما شہدا بہ او جحد ذلک۔	کذا فی المحیط
	وروی ابن سماعۃ لو شہد ابنا البائع ان الشفیع سلم الشفعۃ جاز ولو شہد البائع بذلک لم تجز۔[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۱	واذا کان للدار شفیعان فشہد شاہدان ان احدہما سلم الشفعۃ ولا یعلمان ایہما ھو فشہادتہما باطلۃ وان کان الشفعاء ثلاثۃ فشہد اثنان منہم علی احدہم انہ قد سلم الشفعۃ وقالا قد سلمناہ معہ فشہادتہما جائزۃ وان قالا نحن نطلبہا فشہادتہما باطلۃ وکذلک لو قالا سلمنا معہ ولابن احدہما او لابیہ او لمکاتبہ او لزوجتہ شفعۃ فشہادتہما باطلۃ	کذا فی الحاوی

[1] حکم نمبر ۶۰/۴۲۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاوی عالمگیری کی اشاعت بذا میں حکم نمبر ۶۰/۴۲۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۴ احکام کا اندراج

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ـ تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۱،	اور اس کے والد کی گواہی جائز نہیں ہوتی اور ان سب کی گواہی، ان دونوں (یعنی اس غلام اور مکاتب) پر شفعہ سونپ دینے (یعنی اس شفعہ سے دست برداری) کے متعلق جائز قرار پا سکتی ہے۔	حاوی
۵۹	شفعۃ الاصل میں مذکور ہے کہ جب بائع (یعنی فروخت کنندہ) کی اولاد نے بائع کے لیے یہ گواہی دی کہ شفعہ کرنے والے نے مشتری (یعنی خریدار) سے شفعہ طلب کیا ہے اور مشتری اس سے انکار کرتا ہے اور وہ (فروخت شدہ) گھر مشتری کے قبضہ میں ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	قاضی خان
۶۰	(ا) نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے منقول ہے کہ کسی شخص نے ایک گھر بیچا اور ابھی مشتری نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ اس گھر کا شفعہ کنندہ آیا اور شفعہ کے لیے نالش کی تو بائع کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے یہ گھر شفعہ کرنیوالے کو اس کے شفعہ کی وجہ سے دے دیا تھا پھر اس نے اس سے قیمتاً خریدا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اسی طرح اگر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ شفعہ کرنے والا اس گھر کے شفعہ سے دست بردار ہوگیا تھا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ان دونوں (بیٹوں) نے جو گواہی دی (ان کا) باپ (یعنی بائع) اس کا دعوی کرتا ہے اور اگر (صورتِ حال یہ ہو کہ) کہ ان دونوں نے جو گواہی دی (ان کا) باپ (اس سے) انکار کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ (ب) اور اگر مشتری نے بائع سے وہ گھر (اپنے) قبضہ میں کر لیا تھا پھر بائع کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے وہ گھر شفعہ کرنے والے کو اس کے شفعہ کی وجہ سے دے دیا تھا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ بائع نے اس کے متعلق جو انہوں نے گواہی دی دعوی کیا یا اس کا انکار کیا۔	محیط
	(ج) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) ابن سماعہ رح نے روایت کیا ہے کہ اگر بائع کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ شفعہ کرنے والا شفعہ سے دست بردار ہوگیا ہے تو (یہ گواہی) جائز قرار پا سکے گی اور اگر یہ گواہی بائع نے دی تو جائز نہ ہوگی ؎	قاضی خان
۶۱	(ا) جب کسی گھر کے شفعہ کنندگان دو تھے پھر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ان دونوں میں سے ایک شفعہ کنندہ، شفعہ سے دست بردار ہوگیا ہے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ان دونوں میں سے وہ کون ہے تو ان دونوں گواہوں کی وہ گواہی باطل ہے (ب) اور اگر شفعہ کنندگان تین تھے پھر ان میں سے دو نے ایک پر یہ گواہی دی کہ وہ شفعہ سے دست بردار ہوگیا ہے اور ان دونوں نے یہ کہا کہ ہم (بھی) اس کے ساتھ اس شفعہ سے دست بردار ہیں تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور اگر ان دونوں نے یہ کہا کہ ہم اس (شفعہ) کو چاہتے ہیں تو ان دونوں کی وہ گواہی باطل ہے، اس طرح اگر ان دونوں نے یوں کہا کہ ہم (بھی) اس کے ساتھ اس شفعہ سے دست بردار	

؎ متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲۱/۱۷/۱۴ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته و من لا تقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شهادته للتهمة او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء	حوالہ
۴۲۱		
۶۲	أحد الورثة اذا اقر بالدين ثم شهد هو ورجل آخر على ان الدين كان على الميت فانه تقبل وتسمع شهادة هذا المقر۔	كذا في خزانة المفتين
۶۳	قال محمد رح شهادة الوصي للميت بدين او غير ذلك باطلة سواء كانت الورثة صغارا او كبارا۔	كذا في المحيط في كتاب الايصاء في النوع الحادي والعشرين
۶۴	ولو شهد بدين على الميت جازت شهادته على كل حال	كذا في فتاوى قاضيخان
۶۵	ولو شهد لبعض الورثة على الميت ان كان المشهود له صغيرا لا تجوز بالاتفاق وان كان بالغا فكذلك عند ابي حنيفة رح وعندهما جازت ولو شهد للكبير على الاجنبي تقبل في ظاهر الرواية ولو شهد للوارث الكبير والصغير جميعا في غير ميراث لم تجز	كذا في الخلاصة
۶۶	ولو شهد الوصيان على اقرار الميت بدار معينة لوارث بالغ تقبل	كذا في الخلاصة
۶۷	الوصي اذا عزل فشهد للميت او لليتيم لا تقبل وان لم يخاصم	كذا في شرح ادب القاضي للصدر الشهيد
۶۸	ولو ان الوصي لم يقبل الوصايا بعد موت الموصي ولم يرد حتى شهد عند القاضي فالقاضي يقول له اتقبل الوصاية ام تردها فان قبل بطلت شهادته وان رد امضى شهادته وان سكت ولم يخبر بشيء توقف القاضي في شهادته	هكذا في الملتقط
۶۹	الغريمان اللذان للميت عليهما دين اذا شهدا بالوصاية او الوصية او الوراثة ان كان الخصم جاحدا لا تقبل شهادتهما وان كان الخصم يدعي ذلك قبلت شهادتهما سواء كان الموت ظاهرا	

۱ مکاتب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ حکم نمبر ۶۲ تا ۷۸ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۱	پس البتہ ان دونوں میں سے ایک کا بیٹا یا اس کا باپ یا اس کا مکاتب یا اس کی بیوی کا شفعہ موجود ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی باطل ہے [1]	حاوی
۶۲	جب وارثوں میں سے ایک شخص نے قرضہ کا اقرار کیا پھر اس نے اور ایک اور آدمی نے گواہی دی کہ قرضہ میت پر تھا تو وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور اس اقرار کرنے والے کی گواہی کی سماعت ہو سکے گی [2]	خزانۃ المفتین
۶۳	امام محمد رہ کا قول ہے کہ وصی (یعنی وصیت یافتہ) کی گواہی قرض اور اس کے علاوہ کے متعلق میت کے حق میں باطل ہے خواہ اس میت کے وارث چھوٹے (یعنی نابالغ) ہوں یا بڑے ہوں ۔	محیط
۶۴	اگر اس (وصی) نے (غیر وارث کے لیے) میت پر قرض کی گواہی دی تو اس کی وہ گواہی ہر حال میں جائز ہے [3]	قاضی خان
۶۵	اور اگر اس (وصی) نے بعض وارثوں کے لیے میت پر قرض کی گواہی دی تو جس کے لیے گواہی دی گئی ہے اگر وہ چھوٹا (یعنی نابالغ) ہے تو وہ گواہی بالاتفاق جائز نہ ہوگی اور اگر وہ بالغ ہے تو بھی امام ابو حنیفہ رہ کے ہاں یہی حکم ہے اور صاحبین رہ (یعنی امام ابو یوسف رہ اور امام محمد رہ) کے ہاں جائز ہے اور اگر اس (وصی) نے بڑے (یعنی بالغ وارث کے لیے (میت کے علاوہ) کسی اجنبی پر گواہی دی تو ظاہر روایت کے بموجب وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور اگر اس (وصی) نے بڑے اور چھوٹے (یعنی بالغ اور نابالغ) وارث کے لیے میراث کے علاوہ میں گواہی دی تو جائز نہ ہوگی [4]	خلاصہ
۶۶	اگر دو وصی (یعنی وصیت یافتہ) شخصوں نے کسی معین گھر کے متعلق کسی بالغ وارث کے لیے، میت کے اقرار پر گواہی دی تو وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	خلاصہ
۶۷	وصی (یعنی وصیت یافتہ) شخص جب معزول کر دیا گیا تو اس نے میت کے لیے یا (اس کے) یتیم کے لیے گواہی دی تو (اس کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی اگرچہ اس (وصی) نے نالش نہیں کی تھی ۔	شرح ادب القاضی
۶۸	اگر وصی (یعنی وصیت یافتہ) شخص نے وصیت کنندہ کی موت کے بعد وصی ہونے کو نہ قبول کیا اور نہ رد کیا حتیٰ کہ اس نے قاضی کے ہاں (میت کے لیے) گواہی دی تو قاضی اس سے دریافت کرے گا کہ وہ وصی ہونا قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے پس اگر اس نے وصی ہونا قبول کیا تو اس کی وہ گواہی باطل قرار پائے گی اور اگر اس نے وصی ہونا رد کر دیا تو اس کی وہ گواہی نافذ ہو سکے گی اور اگر وہ چپ رہا اور (مذکورہ) کسی شئ کے متعلق نہ بتایا تو قاضی اس کی گواہی میں توقف کرے گا ۔	ملتقط
۶۹	دو ایسے مقروض شخص جن پر میت کا قرضہ ہے جب انہوں نے وصایت (یعنی وصی بنانے) یا وصیت یا وراثت کے متعلق گواہی دی تو اگر خصم (یعنی فریق مقدمہ) منکر ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر خصم اس کا دعویٰ کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی خواہ (میت کی) موت ظاہر تھی یا ظاہر نہ تھی حکم	

[3] حکم نمبر ۶۵/۴۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] حکم نمبر ۶۲/۴۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء	حوالہ
۷۲۱	او لم یکن۔	
۷۰	والغریمان اللذان لہما علی المیت دین اذا شہد بالوراثۃ او الوصایا او الوصیۃ فان کان الموت غیر ظاہر لا تقبل شہادتہما وان کان الموت ظاہرا فان کان المشہود لہ لا یدعی ذلک فکذلک لا تقبل شہادتہما و ان کان المشہود لہ یدعی ذلک ففی الاستحسان تقبل شہادتہما۔	ھٰکذا فی المحیط
۷۱	والوارثان اذا شہدا بالموصی الیہ وکان الموت غیر ظاہر لا تقبل شہادتہما سواء کان المشہود لہ طالبا لذلک او کان جاحدا وان کان الموت ظاہرا وکان المشہود لہ طالبا لذلک تقبل استحسانا۔	ھٰکذا فی المحیط
۷۲	والموصی الیہما اذا شہدا بوصی آخر معہما فان کان الموت غیر ظاہر لا تقبل شہادتہما وان کان الموت ظاہرا وکان المشہود لہ طالبا لذلک تقبل شہادتہما استحسانا۔	ھٰکذا فی المحیط
۷۳	والموصی لہما اذا شہدا بالموصی الیہ[۲] فان کان الموت ظاہرا والمشہود لہ یطلب ذلک قبلت شہادتہما وان کان الموت غیر ظاہر لا تقبل شہادتہما۔	ھٰکذا فی المحیط
۷۴	وفی نوادر ابن سماعۃ عن محمد فی رجلین شہدا ان المیت اوصی الی ابیہما وورثۃ المیت یقرون بذلک او ینکرون فان کان ابوہما یدعی الوصایۃ لا تقبل شہادتہما وان جحد الوصایۃ قبلت شہادتہما۔	ھٰکذا فی المحیط
۷۵	لو شہد شاہدان ان المیت اوصی الی ہذا الرجل وقضی بہ ثم شہد الغریمان او الوارثان او الموصی لہما بالایصاء الی رجل آخر وھو	

[۱] استحسان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۲۲ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۔۔۔ کے ھ ج ۷،، کا ،، ح اور د ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۲] قولہ بالموصی الیہ کذا باصلہ ولعلہ بالموصی بہ او نحو ذلک اھ مصححہ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی ’’موصی الیہ‘‘

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۲۱	برابر ہے۔	محیط
۷۰	دو ایسے مقروض شخص جن کا قرضہ میت پر ہے جب انہوں نے وراثت یا وصایت (یعنی وصی بنانے) یا وصیت کے متعلق گواہی دی تو اگر (میت کی) موت غیر ظاہر تھی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر موت ظاہر تھی تو اگر وہ شخص جس کے لیے گواہی دی گئی ہے وہ اس کا دعوی نہیں کرتا تو اسی طرح ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر وہ شخص جس کے لیے گواہی دی گئی ہے وہ اس کا دعوی کرتا ہے تو از روئے استحسان ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ ؎	محیط
۷۱	(د) دو وارث شخصوں نے موصی الیہ (یعنی جس کے لیے وصیت کی گئی ہو اس) کے متعلق گواہی دی اور (میت) کی موت غیر ظاہر تھی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی خواہ وہ آدمی جس کے لیے گواہی دی گئی ہے وہ اس کا طالب تھا یا وہ منکر تھا (ب) اور اگر اس میت کی) موت ظاہر تھی اور وہ آدمی جس کے لیے گواہی دی گئی ہے وہ اس کا طالب تھا تو ان دونوں کی وہ گواہی از روئے استحسان قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۷۲	(د) دو موصی الیہ نے (یعنی ان دو شخصوں نے جن کو وصیت کی گئی ہو یعنی دو وصی شخصوں نے) جب اپنے ساتھ ایک اور وصی کے متعلق گواہی دی تو اگر (اس میت کی) موت غیر ظاہر تھی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اگر (میت کی) موت ظاہر تھی اور وہ (تیسرا) شخص جس کے لیے گواہی دی گئی ہو وہ اس کا طالب ہو تو ان دونوں کی وہ گواہی از روئے استحسان قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۷۳	(د) دو موصی لہ نے (یعنی ان دو شخصوں نے جن کے لیے وصیت کی گئی ہو انہوں نے) جب موصی الیہ (یعنی وصی آدمی) کے متعلق گواہی دی تو اگر (اس میت کی) موت ظاہر تھی اور وہ مشہود لہ اس کا طالب ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور اگر (اس میت کی) موت غیر ظاہر تھی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	محیط
۷۴	(د) نوادر ابن سماعہ رحمہ اللہ میں امام محمد رحمہ اللہ سے ان دو شخصوں کے بارے میں روایت ہے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے ہمارے باپ کو وصی بنایا ہے اور میت کے وارث اس کا اقرار کرتے ہیں یا وہ اس کا انکار کرتے ہیں تو اگر ان کا باپ وصی بنائے جانے کا دعوی کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اگر ان کے باپ نے وصی بنائے جانے سے انکار کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۷۵	(د) اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس شخص کو وصی بنایا ہے اور اس کے لیے حکم کر دیا گیا پھر (میت کے) دو مقروضوں یا دو وارثوں یا دو ایسے شخصوں نے جن کے لیے وصیت کی گئی ہے ایک اور آدمی	

؎ (یعنی جس کی طرف وصیت کی گئی) کا فقرہ اصل نسخہ میں یوں ہی درج ہے اور ممکن ہے کہ یہ فقرہ "موصی بہ" (یعنی جس کو وصیت کی گئی) یا اس مانند ہو اور اس سے مراد وصیت یا نفتہ یعنی وصی شخص ہے نیز فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع المیمنیہ مصر ۳۱۰ ص ۵۱ اور مطبوعہ مطبع مجیدی، کانپور ہند ج ۳ ص ۲۱۴ میں بھی موصی الیہ ہی لکھا ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، الفصل الثالث فیمن لاتقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۷۶/۴۲۱	یدعی ذلک لا تقبل۔ ولو شہدا قبل القضاء انہ رجع عنہ واوصی الی ھٰذا الثانی قبل القاضی شہادتہما اذا کان الثانی یدعی ذٰلک[۱]۔	کذا فی الکافی ھٰکذا فی المحیط
۷۶	ولو شہد الوارث مع اجنبی بالثلث وصیۃ لرجل ثم شہد بالثلث وصیۃ لرجل اٰخر قبل القاضی شہادتہما سواء شہد للثانی قبل قضاء القاضی للاول او بعد القضاء	ھکذا فی المحیط
۷۷	رجلان شہدا ان المیت اوصی بثلث مالہ لھٰذا الرجل ثم شہد وارثان ان المیت رجع عن تلک الوصیۃ واوصی بالثلث لوارثہ فلان وان الشاہدین وجمیع الورثۃ اجازوا ذٰلک بعد الموت فشہادۃ الوارثین جائزۃ والثلث لذٰلک فی قول ابی یوسف[۲] الاول وعلی قولہ الآخر وہو قول محمد[۲] شہادۃ الوارثین علی الرجوع باطلۃ۔	ھٰکذا فی المحیط
۷۸	عن محمد[۲] فی رجل مات وترک مالا واخا وادعی رجل انہ ابنہ واقام بینۃ فشہدوا انہ ابنہ لا یعلمونہ ترک وارثا غیرہ وقضی لہ بالمال فاقر الابن ان اباہ اوصی للشاہدین بثلث مالہ او اقرلہما بدین قال لا تبطل شہادتہما لانہ اقرلہما بعد القضاء ولواقرلہما بذٰلک بعدما شہدا قبل ان یقضی القاضی فشہادتہما باطلۃ۔	کذا فی الحاوی
۷۹	رجل مات واوصی لفقراء جیرانہ بشیء وانکرت الورثۃ وصیۃ فشہد علی الوصیۃ رجلان من جیرانہ لہما اولاد یحتاجون قال	

[۱] حکم نمبر ۷۵/۴۲۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۷۵/۴۲۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۲ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] اس لیے کہ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ قاضی خان لکھا ہے کہ ہمارے ہاں وارث کے لیے وصیت جائز نہیں لیکن اگر وارث لوگ میت کی موت کے

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۵	کو وصی بنانے کے متعلق گواہی دی اور وہ (آدمی) اس کا دعوی کرتا ہے تو یہ گواہی قبول نہ ہوگی ۔	کافی
	(ب) اور اگر دو گواہوں نے (وصی قرار پانے کے متعلق) قاضی کے فیصلہ سے پہلے یہ گواہی دی کہ اس میت نے اس شخص کو وصی بنانے سے رجوع کر لیا تھا اور اس نے اس دوسرے شخص کو وصی بنایا تھا تو قاضی ان دونوں کی وہ گواہی قبول کرے گا جب کہ وہ دوسرا شخص اس کا دعوی کرتا ہو[2]	محیط
۷۶	اگر (میت کے) وارث شخص نے ایک اجنبی (یعنی غیر وارث) کے ساتھ کسی آدمی کے لیے تہائی مال کی وصیت کی گواہی دی پھر اس نے ایک اور آدمی کے لیے تہائی مال کی وصیت کی گواہی دی تو قاضی ان دونوں کی وہ گواہی قبول کرے گا خواہ اس نے اس دوسرے آدمی کے لیے گواہی، پہلے آدمی کے لیے قاضی کے فیصلہ سے پہلے دی یا اس فیصلہ کے بعد دی ۔	محیط
۷۷	دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے اس آدمی کے لیے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہے پھر دو وارثوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس وصیت سے رجوع کر لیا تھا اور اس نے اپنے فلاں وارث کے لیے تہائی کی وصیت کی اور دونوں (وارث) گواہوں اور سب وارثوں نے (اس کی) وفات کے بعد اس کی اجازت[1] دے دی تھی تو ان دو وارثوں کی گواہی جائز قرار پا سکے گی اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے بموجب تہائی اس کے لیے ہوگا اور آپ کے دوسرے قول کے بموجب اور وہی امام محمد رح کا قول ہے کہ (اس وصیت سے) رجوع کرنے کے متعلق وارثوں کی (مذکورہ) گواہی باطل ہے ۔	محیط
۷۸	(د) امام محمد رح سے ایسے شخص کے بارے میں منقول ہے کہ اس نے وفات پائی اور مال اور بھائی چھوڑا اور ایک آدمی نے دعوی کیا کہ وہ اس (میت) کا بیٹا ہے اور اس نے اس پر گواہی قائم کی پس ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور وہ اس کے سوا اس (میت) کا کوئی وارث نہیں جانتے اور اس (بیٹے) کے لیے، مال کا حکم کیا گیا پھر اس بیٹے نے یہ اقرار کیا کہ اس کے باپ نے ان دونوں گواہوں کے لیے تہائی مال کی وصیت کی تھی یا اس نے ان دونوں کے لیے قرض کا اقرار کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کی وہ گواہی باطل نہ ہوگی اس لیے کہ اس نے قاضی کے فیصلہ کے بعد ان دونوں کے لیے (وہ) اقرار کیا ہے (ب) اور اگر اس نے ان دونوں کی گواہی کے بعد اور قاضی کے فیصلہ سے پہلے ان دونوں کے لیے (وہ) اقرار کیا تو (پھر) ان دونوں کی وہ گواہی باطل ہے ۔	حاوی
۷۹	(د) ایک شخص وفات پا گیا اور اس نے پڑوسیوں کے غرباء کے لیے کچھ (مال کی) وصیت کی اور وارثوں نے اس وصیت کا انکار کیا پھر اس وصیت پر اس کے پڑوس کے دو ایسے آدمیوں نے گواہی دی جنکی	

[1] بعد اس وصیت کو جائز قرار دیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے اور بحوالہ ہدایہ لکھا ہے کہ اجنبی کے لیے وصیت تہائی مال تک وارثوں کی اجازت کے بغیر جائز ہے اور تہائی مال سے زائد وصیت تب جائز ہے کہ سب وارث اس کی موت کے بعد اجازت دیں اور وہ سب بالغ ہوں الخ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۶ ص ۹۰ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لا ، الفصل الثالث فیمن تقبل شہادتہ للتھمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء تقبل	حوالہ
۷۹	محمدؒ لا تقبل شہادتھما اصلاً کما لو شہدا علی رجل انہ قذف امھما وفلانۃ لا تقبل شہادتھما۔	کذا فی خزانۃ المفتین
۸۰	واذا وقف علی فقراء جیرانہ فشہد بذلک فقیران من جیرانہ جازت شہادتہما۔ قال فخر الدینؒ الفتوی علی انہ لا تقبل شہادۃ من لہ اولاد یحتاجون فی جوار الموصی اذا کان الجیران ممن یحصون وما ذکر فی الوقف فتاویلہ اذا کان فقراء الجیران لا یحصون۔	کذا فی خزانۃ المفتین
۸۱	لو شہدا انہ اوصی بثلث مالہ لفقراء اہل بیتہ وھما فقیران من اہل بیتہ اوولد لہما فقیر من اہل بیتہ لم تجز الشہادۃ لہما ولا لغیرھما وان کان غنیین ولا ولد لہما فقیر جازت الشہادۃ۔	کذا فی التتارخانیۃ
۸۲	رجل وقف وقفا علی مکتب فی قریۃ وعلی معلم ذلک المکتب فغصب رجل ہذا الوقف فشہد بعض اہل القریۃ ان ہذا وقف فلان بن فلان علی مکتب کذا ولیس لہؤلاء الشہود اولاد فی المکتب تقبل شہادتہم فان کان لہم صبیان فی المکتب فکذلک ہو الاصح	کذا فی المحیط
۸۳	وکذا لو شہد بعض اہل المحلۃ للمسجد بشیء	کذا فی الخلاصۃ
۸۴	وکذا شہادۃ الفقہاء علی وقفیۃ وقف علی مدرسۃ کذا و الشہود من تلک المدرسۃ تقبل۔	کذا فی الخلاصۃ
۸۵	وکذا لو شہدوا ان ہذا مصحف وقف ہذا المسجد	کذا فی الخلاصۃ
۸۶	ولو اوصی بشیء من مالہ لمسجد حیہ وانکر ورثتہ ذلک فشہد بذلک بعض اہل المسجد جازت شہادتہم۔	کذا فی الخلاصۃ کذا فی فتاوی قاضیخان

لہ حکم نمبر ۳۲/۴۲۱ ، ۱۲۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ۔ تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا نتفع یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۱	اولاد محتاج (یعنی غریب) ہے تو (اس کے متعلق) امام محمد رہ کا قول ہے کہ ان دونوں کی وہ گواہی بالکل قبول نہ ہو گی (ب) جیسا کہ اگر دو گواہوں نے کسی آدمی کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس نے ان دونوں کی ماں اور فلانہ عورت پر قذف کیا ہے (تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی) لہ	خزانۃ المفتین
۸۰	(د) جب کسی شخص نے اپنے پڑوسیوں کے غرباء پر (کچھ) وقف کیا پس اس کے متعلق اس کے پڑوس کے دو غریبوں نے گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔ (ب) فخر الدین رہ کا قول ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وصیت کرنے والے کے ایسے پڑوسیوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی جن کی اولاد محتاج (یعنی غریب) ہے جب کہ وہ پڑوس گنتی کے گنے چنے لوگ ہیں اور وقف کی صورت میں جو مذکور ہوا ہے اس کی تاویل یہ ہے کہ جب پڑوسیوں کے غرباء اتنے ہوں کہ (عادۃً) بے شمار ہوں ۔	خزانۃ المفتین تتارخانیہ
۸۱	(د) اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے اپنے تہائی مال کی وصیت اپنے گھرانے کے غرباء کے لیے کی ہے اور وہ دونوں گواہ اس کے گھرانے سے دو غریب لوگ ہیں یا اس کے گھرانے سے ان دونوں کا کوئی بچہ غریب ہے تو وہ گواہی ان دونوں اور ان کے غیر کے لیے جائز نہ ہو گی (ب) اور اگر وہ دونوں گواہ غنی (یعنی غیر غریب) ہوں اور ان کا بچہ بھی غریب نہ ہو تو (پھر) ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی ۔	محیط
۸۲	(د) کسی شخص نے کسی بستی کے مکتب اور اس کے معلم پر کچھ وقف کیا اور کسی آدمی نے وہ وقف غصب کر لیا تو اس بستی والوں میں سے بعض نے یہ گواہی دی کہ یہ وقف فلاں بن فلاں کا اس مکتب پر ہے اور ان گواہوں کی اولاد اس مکتب میں نہیں ہے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور اگر ان کے بچے اس مکتب میں ہوں تب بھی یہی حکم ہے یہ حکم زیادہ صحیح ہے ۲ے	خلاصہ
۸۳	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر بعض اہل محلہ نے مسجد کے لیے کسی چیز کے متعلق گواہی دی (تو وہ گواہی قبول کی جا سکے گی)	خلاصہ
۸۴	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح کسی مدرسہ پر وقف کی وقفیت پر ایسے فقہاء رو کی گواہی کا حکم ہے درآنحالیکہ وہ گواہ اس مدرسہ سے ہوں تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی ۔	خلاصہ
۸۵	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر (کسی مسجد کے لوگوں میں سے) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ قرآن مجید اس مسجد کیلئے وقف ہے (تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی)	خلاصہ
۸۶	اگر کسی شخص نے اپنے مال میں سے (کچھ مال) محلہ کی مسجد کے لیے وصیت کیا اور اس کے وارثوں نے اس (وصیت) سے انکار کیا تو اس مسجد کے لوگوں میں سے بعض نے اس کے متعلق گواہی دی تو ان کی	

لے حکم نمبر ۸۲/۲۱ تا ۸۷/۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا ، الفصل الثالث فیمن لاتقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض او لزوم نقض القضاء تقبل	حوالہ
۴۲۱		
۸۷	وكذا اذا شهدوا على وقف المسجد الجامع او على ابناء السبيل وهما من ابناء السبيل جازت شهادتهم۔	كذا فی فتاوی قاضیخان
۸۸	ولو شهد بعض اهل القرية على بعض اهل القرية بزيادة الخراج لاتقبل وان كان خراج كل ارض معينا اولاخراج للشاهد تقبل۔	كذا فی الخلاصة
۸۹	وفی فتاوی النسفی اهل القرية او اهل السكة الغير النافذة شهدوا على قطعة ارض انها من قريتهم اوسكتهم لاتقبل وان كانت نافذة ان ادعى لنفسه حقا لاتقبل وان قال لا آخذ شيئا تقبل۔	كذا فی الوجيز للكردری
۹۰	قال محمد رح رجلان فی ايديهما مال وديعة لرجل فادعاه رجل فشهد المودعان بذلك جازت شهادتهما ولو ان المدعی اقام شاهدين سوى هذين المودعين ثم شهد المودعان على اقرار المدعی ان هذه العين للمودع لاتقبل شهادتهما سوآء كانت الوديعة قائمة اومستهلكة ولو انهما كانا ردا الوديعة على المودع ثم شهدا على اقرار المدعی ان الوديعة ملك المودع قبلت شهادتهما۔	كذا فی المحيط
۹۱	وفی المنتقى اذا شهد المودع ان الذی اودعه اقرانه عبد جازت شهادته وكذلك العارية۔	كذا فی المحيط
۹۲	ولو شهد ان الذی استودعها اواعارها باعها من هذا المدعی لم تجز شهادته۔	كذا فی المحيط
۹۳	واذا كان العبد وديعة فی ايدی رجلين شهدا ان المولى كاتبه او دبره او اعتقه والعبد يدعی ذلك جاز ولا يشبه هذا البيع لان العتق خروج عن ملك الى غير ملك۔	كذا فی المحيط

لہ حکم نمبر ۸۸ تا ۸۹ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) سے اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۹۴، ۹۵ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں نیز حکم ۹۰ تا ۹۳ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۸۶	وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	قاضی خان
۸۷	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) جب لوگوں نے (اپنی) جامع مسجد پر یا مسافروں پر وقف کے متعلق گواہی دی اور وہ دونوں (گواہ) مسافروں میں سے ہیں تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	قاضی خان
۸۸	(د) اگر کسی بستی کے بعض لوگوں نے اس بستی کے بعض لوگوں پر خراج زیادہ ہونے کے متعلق گواہی دی تو وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اگر اس سب زمین کا خراج مقرر ہو یا گواہ کے لیے کچھ خراج نہ ہو تو (دیکھیں) ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی [1]	خلاصہ
۸۹	فتاوی النسفی میں ہے کہ کسی گاؤں والوں یا غیر نافذہ گلی (یعنی پار نہ جانے والی گلی) والوں نے کسی قطعہ زمین کے متعلق گواہی دی کہ وہ ان کی بستی یا ان کی جائے رہائش میں سے ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی اور اگر وہ گلی نافذہ (یعنی پار جانے والی) تھی تو اگر اس گواہ نے اپنے لیے کسی حق کا دعوی کیا تو (اس کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں (اس سے) کچھ نہ لوں گا تو (اس کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	وجیز کردری
۹۰	(د) امام محمد رح نے فرمایا کہ دو شخصوں کے پاس ایک آدمی کا مال امانت ہے پھر ایک اور آدمی نے اس کا دعوی کیا اور ان دو امانت داروں نے اس کی گواہی دی تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکتی ہے (ب) اور اگر اس مدعی نے ان دو امانت داروں کے علاوہ دو گواہ قائم کئے پھر ان دو امانت داروں نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی نے اقرار کیا ہے کہ وہ مال (امانت) امانت دینے والے کا ہے تو ان کی یہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ وہ امانت باقی تھی یا تلف شدہ تھی (ج) اور اگر ان دونوں (امانت داروں) نے وہ مال امانت، امانت دینے والے کو واپس کر دیا تھا پھر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی نے اقرار کیا ہے کہ وہ مالِ امانت، امانت دینے والے کی ملکیت ہے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ [2]	محیط
۹۱	(د) المنتقی میں ہے کہ جب امانت دار نے یہ گواہی دی کہ جس شخص نے اسے امانت دی ہے اس نے اقرار کیا ہے کہ وہ غلام ہے تو اس کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی (ب) اور یہی حکم عاریت (یعنی مانگنے دینے) کا ہے۔	محیط
۹۲	اگر (مذکورہ صورت میں) اس امانت دار نے یہ گواہی دی کہ جس شخص اس مؤنث (یعنی باندی) کو امانت دیا یا مانگے دیا اس نے اس کو اس مدعی کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی [3]	محیط
۹۳	جب ایک غلام دو شخصوں کے قبضہ میں بطور امانت تھا اور ان دو امانت داروں نے یہ گواہی دی کہ آقا نے اس غلام کو مکاتب یا مدبر یا آزاد کر دیا تھا اور وہ غلام اس کا دعوی کرتا ہے تو یہ (گواہی) جائز ہے اور یہ صورت فروخت کر دینے کی (مذکورہ) صورت کی طرح قرار نہیں پاتی اس لیے کہ آزاد کرنا ملکیت سے نکل کر غیر ملکیت میں جانا ہے [4]	محیط

[3] حکم نمبر ۹۳/۱۴۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۹۲/۱۴۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء	حوالہ
٤٧١ ٩٤	رجلان في ايديهما رهن لرجلين فجاء رجل وادعى الرهن فشهد له المرتهنان جازت شهادتهما ولو شهد الراهنان لغيرهما بالرهن والمرتهن تنكر لا تقبل شهادة الراهنين الا ان الراهنين يضمنان قيمة الرهن للمدعى.[1]	كذا في فتاوى قاضيخان
٩٥	ولو شهدا على اقرار المدعى بكون المرهون ملك الراهن لا تقبل قائما كان او هالكا الا اذا شهدا بعد ما رد الرهن على الراهن.	كذا في الوجيز للكردري
٩٦	ولو شهد الغاصبان بالملك للمدعي لا تقبل وبعد الرد على المغصوب منه تقبل.	كذا في الخلاصة
٩٧	ولو شهدا بعد هلاك المغصوب في ايديهما لا تقبل سواء قضى القاضي بالقيمة او لم يقض وسواء دفعا القيمة الى المغصوب منه او لم يدفعا.	كذا في المحيط
٩٨	ولو شهد المستقرضان بكون المستقرض ملك المدعي لا تقبل لا قبل الدفع ولا بعده وكذا لو رد عينه لان رد عينه ومثله سواء.	كذا في الخلاصة
٩٩	وشهادة الغريمين بالدين الذي عليهما ان الدين للمدعي لا تقبل وكذا لو قضيا الدين.[6]	كذا في الخلاصة

[1] حکم نمبر ٩٤/٤٧١ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٩٠د/٤٧١ ملاحظہ ہو نیز حکم ٩٤، ٩٥/٤٧١ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ٩٤/٤٧١ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا نصف حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ١٨١/٤١٨ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٩٠ب/٤٧١ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] حکم نمبر ٩٦، ٩٧/٤٧١ ملاحظہ ہو (مترجم)

[6] فتاوی عالمگیری میں بحوالہ محیط السرخسی لکھا ہے کہ ذوات الامثال میں قرض جائز ہے جیسا کہ ناپ، وزن والی ذوات الامثال

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام — تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۴ ۷۲۱	(۱) دو شخصوں کے پاس دو آدمیوں کی کوئی چیز رہن ہے پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے اس رہن کا دعوی کیا تو رہن لینے والے دونوں شخصوں نے اس کے لیے گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی (ب) اور اگر رہن دینے والے دونوں آدمیوں نے اپنے سوا کسی کے لیے اس رہن چیز کے متعلق گواہی دی اور رہن لینے والا انکار کرتا ہے تو رہن دینے والے دو آدمیوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی لیکن رہن دینے والے وہ دونوں اس مدعی کے لیے رہن کی چیز کی قیمت کے ضامن ہوں گے ۲ ۳	قاضی خان
۹۵	(۱) اگر (مذکورہ صورت میں) دونوں رہن لینے والوں نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی نے یہ اقرار کیا ہے کہ مرہون (یعنی رہن دی ہوئی چیز رہن دینے والے کی ملکیت ہے تو یہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ مرہون چیز باقی ہو یا تلف ہو چکی ہو (ب) لیکن جب رہن لینے والے ان دونوں شخصوں نے وہ رہن چیز رہن دینے والے کو واپس کر دینے کے بعد یہ (مذکورہ) گواہی دی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکتی ہے) ۴	درجینر کردری
۹۶	اگر دو غصب کرنے والوں نے مدعی کے لیے (مغصوبہ شئی کی) ملکیت کی گواہی دی تو قبول نہ کی جائے گی اور جس سے (وہ شئی) غصب کی ہے اسے واپس کر دینے کے بعد (ان مذکورہ غاصبوں کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی ۵	خلاصہ
۹۷	اگر (مذکورہ صورت میں) ان غاصبوں کے پاس وہ مغصوبہ چیز تلف ہو گئی اس کے بعد ان دونوں نے (مذکورہ) گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی خواہ قاضی نے ان کی قیمت کے متعلق حکم کیا یا نہ اور خواہ ان دونوں نے مغصوب منہ (یعنی جس شخص سے وہ غصب کیا تھا اس) کو اس کی قیمت دی تھی یا نہ	محیط
۹۸	(۱) اگر قرض لینے والے دو شخصوں نے اس قرض کے متعلق مدعی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی نہ وہ قرض ادا کرنے سے پہلے اور نہ بعد (ب) اسی طرح اگر اس قرض کو بعینہ واپس کر دیا گیا (تو یہی حکم ہے) اس لیے کہ قرض کا عین اور اس کی مثل کا واپس کرنا برابر ہے ۶	خلاصہ
۹۹	(۱) دو مقروض شخصوں کی اس قرض کے متعلق جو ان پر ہے یہ گواہی، کہ وہ قرض مدعی کا ہے، قبول نہیں کی جاتی (ب) اور اس طرح اگر انہوں نے وہ (مال) قرض ادا کر دیا تو بھی (اس قرض کے متعلق ان کی گواہی کا) یہی حکم ہے ۸	خلاصہ

چیزیں اور گنتی والی ذوات الامثال چیزیں جو متقارب ہوں مثلاً انڈا وغیرہ اور جو ذوات الامثال نہیں ہیں مثلاً جانور اور کپڑے وغیرہ اور اس کے مزید احکام فتاوی عالمگیری عربی بحث ۲، کتاب البیوع کے باب ۱۹ میں مذکور ہیں۔ نیز حکم نمبر ۹۸ تا ۱۰۰ / ۷۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۷ حکم نمبر ۹۹ / ۷۲۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۸ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۹۹ / ۷۲۱ کے بعد غلامی سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱ / ۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء	حوالہ
۴۲۱ ۱۰۰	تجوز شهادة رب الدين لمديونه بما هو من جنس دينه ولو شهد لمديونه بعد موته بمال لم تقبل۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۰۱	وتجوز شهادة القاسمين على قسمتهما عند ابي حنيفة رح وهو قول ابي يوسف رح اخرا۔	هكذا في المحيط
۱۰۲	وقاسما القاضي وغيرهما سواء ،	كذا في الهداية
۱۰۳	لو ان القاسمين حرزا الارض وقوماها ثم عرضا ذلك على القاضي ثم احضرت الورثة واقروا بالتحريز والقسمة فاقرع القاضي بينهم ثم شهدا بالقسمة فشهادتهما جائزة بلا خلاف۔	كذا في الذخيرة
۱۰۴	لو مات رجل وترك مالا على رجلين وترك اخا فشهد الرجلان لغلام يدعي انه ابن الميت انه ابنه لا نعلم وارثا غيره اجزت شهادتهما ۔	كذا في المحيط
۱۰۵	رجل مات وله على رجلين الف درهم فشهد الغريمان لرجل انه ابن الميت لا وارث له سواه وشهد آخران سواهما لرجل آخر انه اخو الميت ووارثه لا وارث له سواه فانه يقضى بشهادة الغريمين فان كان شهود الاخ شهدوا اولا وقضى القاضي للاخ ثم شهد الغريمان لرجل آخر انه ابن الميت لا تقبل شهادة الغريمين وكذا لو قضيا الدين للاخ بامر القاضي او بغير امره ثم شهدا للابن لا تقبل شهادتهما۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۰۶	وكذا لو صارتا عليه دنانير او كان الاخ وهب لهما المال على عوض او كان اشتريا من الاخ جارية من تركة الميت او تصدق الاخ عليهما بصدقة على عوض[۲]۔	كذا في المحيط

۱؎ حکم نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۲؎ حکم نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۷ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں کی ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۱، ۱۰۰	قرض خواہ کی گواہی، اپنے مقروض کے لیے اس قرض کی جنس کے متعلق جائز ہے اور اگر اس قرض خواہ نے اپنے مقروض کے لیے اس کی موت کے بعد اس مال کے متعلق گواہی دی تو (اس کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	قاضی خان
۱۰۱	دو تقسیم کنندگان کی گواہی، ان کی تقسیم پر، امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جائز قرار پاتی ہے، اور امام ابویوسف رح کا آخری قول بھی یہی ہے [1]	محیط
۱۰۲	اور (مذکورہ حکم میں) وہ تقسیم کنندگان قاضی کی طرف سے ہوں یا اس کے علاوہ ہوں، حکم برابر ہے۔	ہدایہ
۱۰۳	اگر دو تقسیم کنندگان نے زمین کا اندازہ کیا۔ اور اس کی تعیین کی پھر اسے قاضی پر پیش کیا پھر وارث لوگ حاضر ہوئے اور انہوں نے اندازہ کرنے اور حصہ بنانے کا اقرار کیا تو قاضی نے ان کے مابین قرعہ ڈالا پھر ان دونوں تقسیم کنندگان نے حصہ بنانے پر گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی بلا خلاف جائز قرار پاسکتی ہے۔	ذخیرہ
۱۰۴	اگر کوئی شخص وفات پا گیا اس نے دو آدمیوں کے ذمہ اپنا مال چھوڑا اور ایک بھائی چھوڑا پھر ان دو آدمیوں نے ایک ایسے لڑکے کے لیے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے، یہ گواہی دی کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے ہم اس کے سوا اس میت کا کوئی وارث نہیں جانتے تو (آپ نے یعنی امام محمد رح نے فرمایا کہ) میں ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار دوں گا [2]	محیط
۱۰۵	(ا) کوئی شخص وفات پا گیا اور اس کے لیے دو آدمیوں کے ذمہ ایک ہزار درہم ہیں پھر ان دو مقروض آدمیوں نے ایک آدمی کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے اس کے سوا اس میت کا کوئی وارث نہیں ہے، اور ان دونوں کے سوا دو اور آدمیوں نے ایک اور آدمی کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ اس میت کا بھائی ہے اور اس کا وارث ہے اس کے سوا اس میت کا کوئی وارث نہیں ہے تو قاضی ان دو مقروض آدمیوں کی گواہی پر فیصلہ کرے گا پھر اگر بھائی کے گواہوں نے پہلے گواہی دی تھی اور قاضی نے بھائی کے لیے حکم کر دیا تھا پھر ان دو مقروض آدمیوں نے ایک اور آدمی کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے تو (اس صورت میں) ان دو مقروض آدمیوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ب) اور اسی طرح اگر ان دو مقروض آدمیوں نے قاضی کے حکم سے یا اس کے حکم کے بغیر (میت کے) بھائی کو قرضہ ادا کر دیا پھر ان دونوں نے (میت کے) بیٹے کے لیے گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی۔	قاضی خان
۱۰۶	اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) ان دو مقروض آدمیوں نے (میت کے بھائی سے) دیناروں پر بیع صرف کر لی (یعنی دیناروں سے تبادلہ کر لیا) یا (میت کے) اس بھائی نے کسی عوض پر ان دونوں کے لیے وہ مال ہبہ کر دیا یا ان دونوں نے اس بھائی سے میت کے ترکہ میں سے کوئی باندی خریدی یا اس بھائی نے کسی عوض پر ان دونوں کو وہ مال صدقہ کر دیا تو یہی حکم ہے (یعنی) پھر اگر ان دونوں نے میت کے ابھی بیٹے کے لیے گواہی دی	

[3] حکم نمبر ۱۰۶/۱۱۴۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل ، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شہادتہ للتہمۃ اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	دفعات و شق نمبر
		۴۲۱
کذا فی الکافی	ولومات عن اخ لاب وام وترك دینا علی رجل فابرأ الاخ غریمہ او وھب ما علیہ لہ او عینا من ترکتہ ثم شہد المدیون مع آخر لآخر انہ ابن المیت تقبل لانہ لا نفع لہ فیہ بل فیہ ضرر بعود الدین اورد الھبۃ بخلاف الھبۃ بعوض لانہ متہم للرجوع فی العوض۔[ۂ]	۱۰۷
کذا فی المحیط	اذا شہد رجلان بالمہر لاختہما بسبب تزویجہما وقالا انا زوجنا اختنا بالف درہم والزوج یجحد النکاح او قال کان المہر خمسمائۃ لاتقبل شہادتہما ولو اقر الزوج بالمہر والنکاح وادعی البرأۃ والاداء فشہد بذلك للزوج قبلت شہادتہما۔	۱۰۸
ھکذا فی الکافی	رجل زوج ابنتہ رجلا بشہادۃ ابنیہ فشہدا عند جحود الزوج النکاح ودعوی الاب الی زوجتہا ابا یوسف ردت ہذہ الشہادۃ وعند محمدؒ تقبل ان کانت کبیرۃ۔	۱۰۹
کذا فی فتاوی قاضیخان	رجل وامرأتان شہدوا علی الزوج للبمر أتین انہ قال لنسائہ انتن طوالق لم تجز الشہادۃ لاعلی طلاقہما ولا علی طلاق غیرہما۔	۱۱۰
	قال محمدؒ فی الجامع رجلان شہدا ان اباہما طلق امہما فان کان الاب یدعی فلا حاجۃ الی الشہادۃ وان کان الاب یجحد فان کانت الام تدعی فلا تقبل شہادتہما وان کانت تجحد تقبل شہادتہما وفی فتاوی مولینا شمس الدین الاوزجندیؒ ان الام اذا ادعت الطلاق تقبل شہادتہما وھو الاصح قال مولینا وعندی ان ما ذکر فی	۱۱۱

ۂ حکم نمبر ۱۰۷/۴۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

ۂ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۱۰۶/۴۲۱ کے بعد غلامول سے مخصوص تقریبا ۱۰ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا نقص یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۱	تو قبول نہ ہوگی) ۱ ۲	محیط
۱۰۷	اگر کوئی شخص وفات پا گیا اس کا ایک سگا بھائی ہے اور اس (میت) نے ایک آدمی پر کچھ قرض چھوڑا ہے پس اس بھائی نے اس مقروض کو (اس قرض سے) بری کر دیا یا جو اس کے ذمہ ہے وہ یا میت کے ترکہ میں سے کوئی معین چیز اسے ہبہ کر دی پھر اس مقروض آدمی نے ایک اور آدمی سمیت کسی اور آدمی کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اس لیے کہ ایسا کرنے میں اس کا کوئی نفع نہیں ہے بلکہ اس میں اس قرض کے عود کرنے یا اس ہبہ کے واپس ہونے کا ضرر ہے اور عوض پر ہبہ کی صورت کا حکم اس کے خلاف ہے اس لیے کہ اس صورت میں وہ اس عوض کے واپس لینے کے لیے متہم قرار پا سکتا ہے ۳ ۴	کافی
۱۰۸	(د) جب دو شخصوں نے اپنی بہن کے حق مہر کی گواہی دی اس لیے کہ انہوں نے اسے نکاح کر دیا تھا اور انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک ہزار درہم (حق مہر) پر اپنی بہن کا نکاح کر دیا تھا اور خاوند اس نکاح کا انکار کرتا ہے یا اس کا کہنا یہ ہے کہ حق مہر پانچ سو درہم تھا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اگر اس خاوند نے حق مہر اور نکاح کا اقرار کیا اور اس سے بری الذمہ قرار پانے یا ادا کرنے کا دعوی کیا اور ان دونوں نے اس کے متعلق خاوند کے حق میں گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول ہو سکے گی ۵	محیط
۱۰۹	ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے دو بیٹوں کی گواہی پر ایک آدمی سے کیا تو اس نکاح سے خاوند کے انکار کرتے اور باپ کے اس دعوی کرنے پر کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس آدمی سے کیا تھا ان دونوں (بیٹوں) نے گواہی دی تو (ان کی) یہ گواہی رد کی جائے گی اور امام محمد رح کے ہاں وہ گواہی قبول کی جا سکے گی بشرطیکہ وہ لڑکی بڑی (یعنی بالغہ) تھی ۔	کافی
۱۱۰	ایک مرد اور دو عورتوں نے دو عورتوں کے حق میں ان کے خاوند پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی بیویوں سے یہ کہا تھا کہ تم سب کو طلاق ہے تو (ان کی) یہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی نہ ان دو عورتوں کی طلاق پر اور نہ ان دو کے علاوہ کی طلاق پر ۔	قاضی خاں
۱۱۱	(د) امام محمد رح نے الجامع میں فرمایا ہے کہ دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے باپ نے ان کی ماں کو طلاق دی ہے تو اگر باپ اس کا دعوی کرتا ہے تو اس گواہی کی ضرورت نہیں ہے اور اگر باپ اس سے انکار کرتا ہے تو اگر ماں اس کا دعوی کرتی ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر ماں (بھی) اس سے انکار کرتی ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔ (ب) اور فتاوی مولینا الاقدر جندی رح میں ہے کہ (اس صورت میں) جب ماں نے طلاق کا دعوی کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول ہو گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	

۳ حکم نمبر ۷۱/۷۲۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۱۰۶/۷۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
۵ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۱۰۷/۷۲۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۳ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲۱/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ حکم نمبر ۱۰۸ تا ۱۱۵/۷۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته و من لا تقبل ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حوالہ
۴۲۱	الجامع اصح	كذا في المحيط
۱۱۲	ولو ان رجلا تزوج امرأة وطلقها قبل الدخول بها ثم تزوجها مرة اخرى فشهد ابناه انه كان طلقها ثلاثا في النكاح الاول فتزوجها ثانيا قبل ان تزوج بزوج آخر فان ادعى الاب فان صدقته المرأة تثبت الفرقة وسقط جميع المهر بتصادقهما وان انكرت المرأة لا تقبل شهادتهما وان انكر الاب تقبل شهادتهما ادعت المرأة ذلك او انكرت	كذا في الذخيرة
۱۱۳	ولو ان رجلين شهدا ان امرأة ابيهما ارتدت عن الاسلام والمرأة تنكر ذلك فان كانت امهما حية وهي في نكاح ابيهما لا تقبل الشهادة ادعى الاب ذلك اوجحد وان كانت امهما ميتة فان ادعى الاب ذلك لا تقبل شهادتهما وان جحد تقبل .	كذا في المحيط
۱۱۴	وان شهدا ان اباهما خالع امهما على صداقها له فان ادعى الاب ذلك لا تقبل شهادتهما وان جحد الاب فان كانت الام تدعي لا تقبل شهادتهما وان كانت تجحد تقبل شهادتهما .	كذا في الذخيرة
۱۱۵	وان شهدا ان اباهما خالع امرأته وامهما ميتة فان كان الاب يدعي لا تقبل شهادتهما وان كان يجحد تقبل[1] .	كذا في الذخيرة
۱۱۶	لو شهدا ان فلانا قال لامرأته انت طالق ان كلمت فلانا وفلانا فشهدا انها قد كلمتهما كانت شهادتهما باطلة[3] .	كذا في فتاوى قاضيخان

[1] حکم نمبر ۱۱۵/۴۲۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۱۱۵/۴۲۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱۴/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] حکم نمبر ۱۱۶/۴۲۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

وقعات و حکم نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا "نا نفس یا نفیصاکا نفع" لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۱،	(ج) مولینا رح کا قول ہے کہ میرے ہاں وہ حکم زیادہ صحیح ہے جو الجامع میں مذکور ہے۔	محیط
۱۱۲	(د) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور دخول سے قبل اسے طلاق دے دی پھر اس سے دوبارہ نکاح کیا تو اس شخص کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اس عورت کو پہلے نکاح میں تین طلاقیں دی تھیں اور پھر قبل اس کے وہ عورت کسی اور خاوند سے نکاح کرے اس شخص نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے) اگر باپ اس کا دعوی کرتا ہے تو اگر عورت نے اس کی تصدیق کی تو ان دونوں (یعنی میاں بیوی دونوں) کی طرف سے ایک دوسرے کی تصدیق کی بنا پر (ان دونوں کے مابین) علیحدگی ثابت قرار پائے گی اور تمام حق مہر ساقط قرار پائے گا۔ اور اگر اس عورت نے اس سے انکار کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ب) اور اگر باپ نے اس سے انکار کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی خواہ عورت نے اس کا دعوی کیا یا انکار کیا۔	ذخیرہ
۱۱۳	(ز) اگر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے باپ کی بیوی اسلام سے مرتد ہو گئی ہے اور وہ عورت اس سے انکار کرتی ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ان دونوں کی وہ ماں زندہ ہے اور وہ ان کے باپ کے نکاح میں ہے تو وہ گواہی قبول نہ ہو گی خواہ باپ نے اس کا دعوی کیا یا انکار کیا (ب) اور اگر ان دونوں کی وہ ماں وفات پا چکی ہو تو اگر باپ نے اس کا دعوی کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور اگر باپ نے انکار کیا تو (ان دونوں کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۱۱۴	(د) اگر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے باپ نے ان کی ماں سے اس پر خلع کیا ہے کہ اس کا حق مہر اس کے باپ کے پاس ہو گا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر باپ اس کا دعوی کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ب) اور اگر باپ نے (اس سے) انکار کیا تو اگر ماں اس کا دعوی کرتی ہے تو (بھی) ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور اگر ماں (بھی) اس کا انکار کرتی ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	ذخیرہ
۱۱۵	اگر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے باپ نے اپنی بیوی سے خلع کیا ہے اور ان دونوں کی وہ ماں وفات پا چکی ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر باپ (اس کا) دعوی کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی (ب) اور اگر باپ (اس سے) انکار کرتا ہے تو (ان دونوں کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی [۲]	ذخیرہ
۱۱۶	اگر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی سے یوں کہا کہ "اگر تو نے فلاں اور فلاں سے کلام کیا تو تجھ کو طلاق ہے"، پھر انہوں نے گواہی دی کہ اس عورت ان دونوں سے کلام کیا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی باطل ہے [۳][۴]	قاضی خان

[۳] حکم نمبر ۱۱۶ تا ۱۲۴، ۱۲۶ / ۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۴] فتاوی ہذا کی اشاعت میں حکم نمبر ۱۱۶/۲۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۲ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم ۲۱/۴۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	حواله
١/٤٢، ١١٧	اذا قال لرجلين ان دخلتما هذه الدار فعبدى حر فماتا فشهد ابناهما ان ابويهما قد دخلا الدار لا تقبل الشهادة عند ابى حنيفة رح وابى يوسف رح ولو انكر الابوان وهما حيان جازت شهادة الابنين على دخولهما بلا خلاف وهذا هو الحكم فى كل شىء شهد الابن به واثبت بشهادته فعلا من ابيه من نكاح او طلاق او بيع او غير ذلك انه لا تجوز شهادته ان كان الاب حيا يدعى او كان ميتا عندهما وان كان حيا وهو ينكر تقبل شهادتهما بلا خلاف.	هكذا فى الذخيرة
١١٨	وفى العيون ولو ان رجلا حلف بطلاق امرأته ثلاثا ان ضرب هذين الرجلين فضربهما وسعهما ان يشهدا عليه بطلاق امرأته ثلثا ولا يخبران كيف كان وان اخبرا لا تقبل شهادتهما.	كذا فى التتارخانية
١١٩	ولو شهدا انه قال عبدى حر ان ضربتكما فشهد شاهدان سواهما انه ضربهما لم تجز شهادتهما وكذا ان اقر المشهود عليه بضربهما وانكر اليمين.	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٢٠	ان دخل دارى هذه احد فعبده حر فشهد ثلاثة او اربعة انهم دخلوها قال الامام الثانى ان قالوا دخلنا ودخل هو معنا تقبل وان كان اثنين لا تقبل مطلقا شهدا على رجل انه قال ان مسست جسدكما فامرأته كذا او عبده حر ومس جسدنا لا تقبل لو شهدا انه قال ان مسست ثيابكما وفعل تقبل وفى فتاوى القاضى لو اراد الشهود ان يشهدوا فى هذه المسائل يشهدون بالطلاق والعتاق مطلقا بلا بيان السبب.	كذا فى الوجيز للكردرى
١٢١	وكذلك رجل له شهادة على كتاب وصية ميت وله فيه وصية قال الفقيه ابو بكر البلخى رح ينبغى ان يقول اشهد على جميع ما فى هذا	

لہ حکم نمبر ١١٨، ١٢٠، ١٢١ تا ١٢٢ ملاحظہ ہول (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان احکام	حوالہ
(۲۱) ۱۱۷	کسی شخص نے دو آدمیوں سے یوں کہا کہ اگر تم دونوں اس گھر میں داخل ہوئے تو میرا غلام آزاد ہے پھر ان دونوں (۱) جب آدمیوں کی وفات ہوگئی اور ان دونوں کے بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ان دونوں کے باپ اس گھر میں داخل ہوئے تھے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور ان کے باپوں نے انکار کیا در آنحالیکہ وہ زندہ ہیں تو ان کے داخل ہونے پر ان دونوں بیٹوں کی گواہی بلا خلاف جائز قرار پا سکے گی (ب، اور یہی حکم ان سب چیزوں کے متعلق ہے جس میں بیٹے نے اس کے متعلق گواہی دی اور اس کی گواہی سے اس کے باپ کا کوئی فعل نکاح یا طلاق یا بیع یا اس کے علاوہ ثابت ہوتا ہو تو اگر باپ زندہ ہو اس کا دعویٰ کرتا ہو یا وہ وفات پا چکا ہو تو ان دونوں (یعنی امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح) کے ہاں اس بیٹے کی وہ گواہی جائز نہ ہوگی اور اگر وہ باپ زندہ ہو اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو ان دونوں بیٹوں کی وہ گواہی بلا خلاف قبول کی جا سکے گی۔	ذخیرہ
۱۱۸	العیون میں ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ اگر اس نے ان دو آدمیوں کو ضرب لگائی تو اس کی بیوی کو تین طلاق ہے، پھر اس نے ان دونوں کو ضرب لگائی تو ان دونوں کو یہ گنجائش ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق کے متعلق گواہی دیں، اور کیسے ہوئی اس کی خبر نہ دیں اور اگر انہوں نے (تفصیل کی) خبر دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی [1]	تاتارخانیہ
۱۱۹	(۱) اگر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے یہ کہا کہ اگر میں نے تم دونوں کو ضرب لگائی تو میرا غلام آزاد ہے پھر ان دو شخصوں کے علاوہ دو آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے ان دونوں شخصوں کو ضرب لگائی ہے تو ان کی وہ گواہی جائز نہ ہوگی (ب) اسی طرح اگر مشہود علیہ (یعنی جس آدمی پر گواہی دی گئی ہے اس) نے ان دونوں آدمیوں کو ضرب لگانے کا اقرار کیا البتہ (مذکورہ) قسم سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے (یعنی ان کی وہ گواہی جائز نہ ہوگی)	قاضی خان
۱۲۰	(۱) اگر (کسی شخص نے یوں کہا کہ) اگر میرے اس گھر میں کوئی شخص داخل ہوا تو اس کا غلام آزاد ہے پھر تین یا چار آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہوئے ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) دوسرے امام (یعنی امام ابویوسف رح) نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یوں کہا کہ ہم داخل ہوئے اور وہ (خود) بھی ہمارے ساتھ داخل ہوا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور اگر وہ دو (ہی) تھے تو ان کی وہ گواہی مطلقاً قبول نہ ہوگی (ب) دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے یوں کہا کہ اگر میں نے تم دونوں کے جسموں کو چھوا تو اس کی بیوی یوں ہے یا اس کا غلام آزاد ہے اور اس نے ہمارے جسموں کو چھوا ہے تو (ان دونوں کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ج) اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے یوں کہا کہ اگر میں نے تم دونوں کے کپڑے کو چھوا (تو ایسا ہے) اور پھر اس نے ایسا کیا ہے تو (اس صورت میں) ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (د) اور فتاوی القاضی میں ہے کہ ان مذکورہ مسائل میں اگر وہ گواہ گواہی دینا چاہیں تو وہ سبب کو بیان کئے بغیر مطلقاً طلاق اور عتاق کے متعلق گواہی دیں گے۔	وجیز کردری
۱۲۱	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) ایک شخص ہے اس کی گواہی میت کے وصیت نامہ میں ہے اور اس میں اس کے لیے بھی وصیت ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) فقیہ ابوبکر البلخی رح کا قول ہے	

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته و من لا ، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة او لزوم التناقض او لزوم نقض القضاء تقبل	حوالہ
٤٢١	الكتاب الا هذا او ينفيذه على ما اوصى له ۔	كذا في فتاوى قاضيخان
١٢٢	وعن ابي القاسم رح اذا ادعت امرأة على ورثة الزوج مهرها فانكرت الورثة نكاحها وكان الشاهد تولى تزويجها قال يشهد على النكاح ولا يذكر العقد عن نفسه ۔	كذا في فتاوى قاضيخان
١٢٣	رجل قال لرجلين ان رأيتما هلال رمضان فعبدى حر فشهدا انهما قد ابصراه قال ابو يوسف رح لم اعتق العبد و اجزت شهادتهما على الصوم ۔	كذا في الذخيرة
١٢٤	رجل قال عبدى هذا حر ان كان فلان و فلان رأياني ادخل هذه الدار فشهدا و قالا رأيناه دخل لا تقبل حتى يشهد شاهدان سواهما على رؤيتهما ۔	كذا في الخلاصة
١٢٥	و في ثلاثة نفر قتلوا رجلا عمدا ثم شهدوا انه قد عفى عنا لا تجوز ولو شهد اثنان منهم انه عفى عنا وعن هذا فاني اقبل عن هذا الواحد وهو قول ابي يوسف رح	كذا في الخلاصة
١٢٦	ولو حلف ان لا يهدم دار هذين او لا يقطع ايديهما فشهدا على انه فعل ذلك بهما لم تجز شهادتهما ۔	كذا في فتاوى قاضيخان
١٢٧	رجل ادعى دارا في يد رجل فشهد له شاهدان بهاء ان المدعى استأجرهما على بنائها وغير ذلك مما لا يجب عليه الضمان في ذلك جازت شهادتهما و ان قالا استأجرنا على هدمها فهدمناها لا تقبل شهادتهما بالملك للمدعى و يضمنان قيمة البناء للمدعا	

ل حکم نمبر ١٢٥/٤٢١ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

٢ حکم نمبر ١٢٥، ١٢٧، ١٢٨/٤٢١ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ﷺ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ١٢٥/٤٢١ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا ٣ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ٤١/٤١٨ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۲۱	کہ چاہیئے کہ وہ یوں کہے کہ میں اس سب تحریر پر گواہی دیتا ہوں سوائے اس کے (یعنی سوائے اس فقرہ کے جس میں اس کے لیے وصیت ہے) اور اپنا ہاتھ اس (فقرہ) پر رکھے جس میں اس کے لیے وصیت کی گئی ہے ۔	قاضی خان
۱۲۲	ابوالقاسم رح سے منقول ہے کہ جب کسی عورت نے خاوند کے وارثوں پر اپنے حق مہر کا دعوی کیا اور وارثوں نے اس کے نکاح سے انکار کیا اور گواہ اس کے نکاح کر دینے کا متولی تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نکاح کی گواہی دے اور اپنی طرف سے نکاح کر دینے (یعنی خود اس عقد کا متولی ہونے) کا ذکر نہ کرے ۔	قاضی خان
۱۲۳	ایک شخص نے دو آدمیوں سے یوں کہا کہ اگر تم دونوں نے رمضان المبارک کا چاند دیکھا تو میرا غلام آزاد ہے پھر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے اسے (یعنی ہلال رمضان کو) دیکھا تو اس (کے حکم کے متعلق) امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ میں (ان کی اس گواہی پر) اس غلام کے آزاد کرنے کا حکم نہ دوں گا اور (رمضان المبارک کا) روزہ رکھنے کے متعلق ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار دوں گا ۔	ذخیرہ
۱۲۴	ایک شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں اور فلاں آدمی نے مجھے اس گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو میرا غلام آزاد ہے پھر ان دونوں نے یہ گواہی دی اور کہا کہ انہوں نے دیکھا ہے کہ وہ (اس گھر میں) داخل ہوا ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی حتی کہ ان دونوں کے علاوہ دو گواہ ، ان دونوں (یعنی اس فلاں اور فلاں) کے دیکھنے پر (یعنی اس گھر میں اس کے داخل ہونے کو دیکھنے پر) گواہی دیں ۔	خلاصہ
۱۲۵	اور اس بارے میں کہ تین شخصوں نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر ڈالا پھر انہوں نے یہ گواہی دی کہ ہمیں معاف کر دیا گیا ہے تو یہ گواہی جائز نہیں ہے اور اگر ان (تینوں) میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ ہم دونوں اور اس (تیسرے) کو معاف کر دیا گیا ہے تو (فرمایا) کہ میں اس ایک کے بارے میں گواہی قبول کر لوں گا اور یہی قول امام ابو یوسف رح کا ہے [7]	خلاصہ
۱۲۶	اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ ان دونوں کے گھر نہ گرائے گا یا وہ ان دونوں کے ہاتھ نہ کاٹے گا پھر ان دونوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ان کے ساتھ ایسا کیا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی [8]	قاضی خان
۱۲۷	کسی شخص نے ایک ایسے گھر کے متعلق دعوی کیا جو کسی اور آدمی کے قبضہ میں ہے پھر اس کے لیے اس گھر کے متعلق دو گواہوں نے گواہی دی اور یہ (بھی) کہا کہ مدعی نے ان دونوں کو اس گھر کی تعمیر اور اس کے علاوہ ایسے کام کے لیے اجرت پر مقرر کیا تھا جس میں اس پر ضمان لازم نہیں ہوتی تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور اگر انہوں نے یہ کہا کہ اس (مدعی) نے ہمیں اس گھر کو گرانے کے لیے اجرت پر مقرر کیا تھا تو ان کی وہ گواہی اس مدعی کی ملکیت کے	

[7] حکم نمبر ۱۲۶/۱۴۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[8] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۱۲۶/۱۴۱ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴۱/۱۴۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء تقبل	حوالہ
۴۲۱	عليه -	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۲۸	رجل فى يده شاة مربه رجل فقال الذى فى يده الشاة للمار اذبح هذه الشاة فذبحها ثم جاء رجل وادعى انها شاته اغتصبها منه الذى كانت فى يده واقام على ذلك شاهدين احدهما الذابح لم تجز شهادة الذابح -	كذا فى المحيط
۱۲۹	ولو كان الشاهد شيخا لا يقدر على المشى ولا يمكنه الحضور لاداء الشهادة الاراكبا وليس عنده دابة ولا ما يستكرى به دابة فبعث المشهود له اليه دابة فركبها لاداء الشهادة لاتبطل شهادته وان لم يكن كذلك وهو يقدر على المشى اوكان يجد دابة فبعث المشهود له دابة فركبها لاتقبل شهادته فى قول ابى يوسف رح.	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۳۰	وان اكل الشاهد طعاما للمشهود له لا ترد شهادته وقال الفقيه ابو الليث رح الجواب فى الركوب ما قال اما الطعام ان لم يكن المشهود له هيأ طعاما للشاهد بل كان عنده طعام فقدمه اليهم واكلوه لا ترد شهادتهم وان كان هيأ لهم طعاما فاكلوه لا تقبل شهادتهم هذا اذا فعل ذلك لاداء الشهادة فان لم يكن كذلك لكنه جمع الناس للاستشهاد وهيأ لهم طعاما اوبعث اليهم دواب واخرجهم من المصر فركبوا واكلوا طعامه اختلفوا فيه قال ابو يوسف رح فى الركوب لاتقبل شهادتهم بعد ذلك وتقبل فى اكل الطعام وقال محمد رح لاتقبل فيهما والفتوى على قول ابى يوسف رح لان العادة جرت بذلك فيما بين الناس خصوصا فى الانكحة فانهم يبذلون السكر والجلاب[2] وينثرون الدراهم ولو كان ذلك قدحا فى الشهادة لما فعلوا ذلك.	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۳۱	رجل لا يحسن الدعوى والخصومة فامر القاضى رجلين فعلماه الدعوى والخصومة ثم شهدا على تلك الدعوى جازت شهادتهما	

[1] حکم نمبر ۱۲۱ تا ۱۲۱ / ۴۲۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] الجلاب اور الجلاب عرق گلاب میں شہد یا شکر سے تیار کیا ہوا شربت مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۱۹۷ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ۔ تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۲۷	کے لیے قبول نہ ہوگی اور وہ دونوں مدعا علیہ کے بیلے اس (گھر کی) تعمیر کی قیمت کے لیے ضامن ہوں گے ۔	قاضی خان
۱۲۸	کسی شخص کے قبضہ میں ایک بکری تھی اس کے پاس سے ایک آدمی گذرا تو جس کے پاس بکری تھی اس نے اس گذرنے والے سے کہا کہ یہ بکری ذبح کردے تو اس نے وہ بکری ذبح کر دی پھر ایک آدمی آیا اور اس نے یہ دعوی کیا کہ وہ بکری اس کی ہے اس سے وہ قابض شخص غصب کر لایا تھا اور اس نے اس پر دو گواہ قائم کئے جن میں سے ایک وہی ذبح کنندہ تھا تو اس ذبح کنندہ کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی ۔	محیط
۱۲۹	اگر کوئی (گواہ) شخص اتنا بوڑھا تھا کہ وہ چلنے پر قادر نہ تھا، وہ گواہی کے لیے سوار ہو کر ہی حاضر ہو سکتا تھا اس کے پاس (اپنی) سواری نہ تھی اور نہ اس کے پاس سواری کے لیے کرایہ تھا تو مشہود لہ (یعنی جس آدمی کے لیے اس کی گواہی ہے اس) نے اس گواہ کے لیے سواری بھیجی اور وہ گواہی دینے کے لیے اس پر سوار ہوا (اور جا کر گواہی دی) تو (اس صورت میں) اس کی وہ گواہی باطل نہ ہوگی (ب) اور اگر صورت حال یوں نہ تھی، وہ چل سکتا تھا یا وہ سواری پا سکتا تھا پھر مشہود لہ نے اس کے لیے سواری بھیجی پس وہ اس پر سوار ہوا (اور جا کر گواہی دی) تو (اس صورت میں) اس کی گواہی امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب قبول نہ ہوگی ۔ [1]	قاضی خان
۱۳۰	(ا) اگر گواہ نے مشہود لہ کا (یعنی جس کے لیے گواہ نے گواہی دی ہے اس کا) کھانا کھایا تو اس گواہ کی وہ گواہی رد نہ ہو گی (ب) فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ سواری کیلئے وہ (مذکورہ) جواب ٹھیک ہے) جو کہا مگر کھانے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر مشہود لہ نے وہ کھانا گواہ کے لیے نہیں تیار کرایا تھا بلکہ اس کے ہاں کھانا موجود تھا اس نے وہ گواہوں کو پیش کیا اور انہوں نے کھا لیا تو (اس سے) ان کی وہ گواہی مردود نہ ہوگی (ج) اور اگر مشہود لہ نے وہ کھانا ان (گواہوں) کے لیے تیار کرایا پس انہوں نے اسے کھایا تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس وہ (مذکورہ) کام (یعنی اس کھانے کی تیاری کا کام) گواہی کی ادائیگی کے لیے کیا (د) اور اگر صورت حال یوں نہ تھی لیکن اس نے لوگوں کو گواہی کے لیے جمع کیا ان کے لیے کھانا تیار کیا یا ان کی طرف سواریاں بھیجیں اور انہیں شہر سے نکال لایا پس وہ (ان سواریوں پر) سوار ہوئے اور اس کا (وہ) کھانا کھایا تو اس کے حکم میں (ائمہ رح نے) اختلاف کیا ہے امام ابو یوسف رح کا قول یہ ہے کہ سواری کی صورت میں اس کے بعد ان کی گواہی قبول نہ ہو گی اور کھانے کی صورت میں قبول ہو گی اور امام محمد رح کا قول ہے کہ دونوں صورتوں میں (یعنی سواری یا کھانا دونوں صورتوں میں) ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور فتوی امام ابو یوسف رح کے قول پر ہے اس لیے کہ لوگوں میں یوں عادت جاری ہے خصوصا نکاحوں میں لوگ شیرینی اور جلاب [2] (یعنی شربت) کی داد و دہش کرتے ہیں اور درہم بکھیرتے ہیں اور اگر ایسا کرنا باعث طعن ہو تو وہ (عادتا) ایسا نہ کرتے [3]	قاضی خان
۱۳۱	کوئی شخص، دعوی اور خصومت (یعنی دعوی دائر کرنا اور نالش کرنا) اچھی طرح نہیں کر سکتا تو قاضی نے دو آدمیوں کو حکم کیا پس انہوں نے اسے دعوی اور خصومت کرنا سکھایا پھر ان دونوں نے اس دعوی پر گواہی دی تو ان	

[3] جیسا کہ مذکورہ داد و دہش اور دراہم بکھیرنے کی جائز ہونے، حرج نہ ہونے اور صحیح قول کے بموجب غیر مکروہ ہونے کے متعلق بحوالہ الذخیرہ اور جواہر الاخلاطی فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۳۴۵ میں مذکور ہیں (مترجم)

حوالہ	الباب الرابع فیمن تقبل شهادته و من لا تقبل، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض اولزوم نقض القضاء	دفعات و شق نمبر
کذا فی الذخیرة	ان کان عدلین ولا بأس بذلك على القاضي بل هو جائز فيمن لا يقدر على الخصومة ولا يحسن الدعوى خصوصاً على قول ابي يوسف رح۔	۱۳۱
کذا فی جواهر الاخلاطی	نص فی الخلاصة شهادة الجند للامير لا تقبل ان كانوا يحصون وان كانوا لا يحصون تقبل نص فی الصيرفية فی حد الاحصاء مائة وما دونه وما زاد عليه فهؤلاء لا يحصون۔	۱۳۲
هکذا فی فتاوی قاضیخان	ذكر محمد فی الزيادات[1] لوان سرية رجعت الى دار الاسلام بأسارى وقالت الاسارى نحن من اهل الاسلام او من اهل الذمة اخذنا هؤلاء فی دار الاسلام وقالت السرية اخذناهم فی دار الحرب كان القول قول الاسارى فان اقامت السرية بينة على دعواهم ان كان الشهود من اهل التجار جازت شهادتهم وان كانوا من اهل السرية لا تقبل ولو كانت المسئلة على هذا الوجه فی الجند فشهد بعض الجند بذلك جازت شهادتهم لان السرية قوم يحصون فكانت شهادة البعض شهادة على حق نفسه واما الجيش فجمع عظيم فلا يعتبر حقهم مانعاً من الشهادة۔	۱۳۳

واللہ اعلم

[1] الزیادات کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ص ۸ کا "د ب ۱" ملاحظہ ہو۔

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب جس کی شہادت قبول ہوتی ہے اور جس کی نہیں ان کے احکام ، تیسری فصل جس کی گواہی تہمت یا تناقض یا فیصلہ کا نقض لازم کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۴۱	دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پاسکتی ہے بشرطیکہ وہ دونوں عادل ہوں اور اس (دکھانے) میں قاضی پر کوئی جرح نہیں بلکہ اس شخص کے حق میں جائز ہے جو خصومت پر قادر نہیں اور دعوی اچھی طرح نہیں کر سکتا خصوصاً امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب یہی حکم ہے۔	ذخیرہ
۱۳۲	(د) الخلاصہ میں بطور نص مذکور ہے کہ لشکر کی گواہی، امیر لشکر کے لیے قبول نہیں کی جاتی جب کہ اس (لشکر) کی تعداد گنی چنی ہو اور اگر ان (لشکر والوں) کی تعداد (عرفاً) غیر محدود ہو تو ان کی وہ گواہی قبول کی جاسکے گی (ب) اور الصغیر فیہ میں بطور نص مذکور ہے کہ (اس میں عرفاً) محدود کی حد سو اور اس سے کم کی تعداد ہے اور اس سے زائد ہے تو غیر محدود (میں شامل) ہے لہ	جواہر اخلاطی
۱۳۳	(د) امام محمد رح نے الزیادات میں ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی سریہ (یعنی مجاہدین کا دستہ) قیدیوں سمیت دار الاسلام واپس آیا تو قیدیوں نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں یا (کہا کہ) ہم ذمی لوگ ہیں ہمیں ان اہل سریہ نے دار الاسلام میں گرفتار کیا اور سریہ (والوں) نے یہ کہا کہ ہم نے انہیں دار الحرب میں پکڑا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) قیدیوں کا قول معتبر ہے پھر اگر سریہ نے اپنے دعوی پر گواہی قائم کی تو اگر وہ گواہ تاجر لوگ تھے تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پاسکے گی اور اگر وہ گواہ اہل سریہ سے تھے تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) یہ مسئلہ اس طور پر لشکر کے اندر کا ہو پس بعض لشکر نے اس کے متعلق گواہی دی تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پاسکے گی اس لیے کہ سریہ کے لوگ محدود ہوتے ہیں پس (اس کے حق میں) اس میں سے بعض کی گواہی، اپنے ہی حق میں گواہی دینا قرار پاتی ہے اور لشکر عظیم جمعیت ہوتی ہے پس اس کے حق میں گواہی سے اس (مذکورہ) مانع کا اعتبار نہ ہو گا۔ واللہ اعلم۔	قاضی خان

لہ نیز حکم نمبر ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فيما يتعلق بالحدود فی الشهادة، ما يتعلق بالحدود فی الشهادة على المحدود	حوالہ
	بسم الله الرحمن الرحيم **الباب الخامس فيما يتعلق بالحدود فی الشهادة على المحدود** دفعات ۴۲۲ تا ۴۲۲ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵	
۴۲۲	**الشهادة على المحدود** تعداد شق ۳۵	
۱	لابد من ذكر الحدود.	كذا فی الخلاصة
۲	اذا كانت الشهادة بحضرة العقار لا يحتاج الى بيان الحدود.	كذا فی الذخيرة
۳	اذا ذكر الشهود ثلثة حدود قبلت شهادتهم	كذا فی المحيط فی الفصل السابع من كتاب ادب القاضی
۴	ان لم يكن العقار مشهورا فشهد الشهود على الحدود الثلاثة وقالوا لا نعرف الرابع جازت شهادتهم استحسانا ويقضى بها للمدعى ويجعل الحد الثالث محاذيا للحد الاول.	كذا فی فتاوى قاضيخان
۵	اذا ادعى ارضا مثلثة وذكر حدين لا غير والشهود ذكروا حدين لا غير تصح الدعوى والشهادة.	كذا فی المحيط
۶	لو ذكر الحدود الاربعة لكن احد الحدود بقى مجهولا لا يضره هو والترك سواء.	كذا فی الخلاصة
۷	ولو غلط الشاهد فی احد الحدود لا تقبل هكذا ذكر الصدر الشهيد فی ادب القاضی مطلقا وذكر شمس الائمة الحلوانی رحمه الله انه لا تقبل عند البعض وتقبل عند البعض قال والفتوى على ما اورده الصدر	

لہ حدود بیان کرنے کی ضرورت وکیفیت کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{۱ تا ۳، ۱۹ تا ۲۵، ۳۴ تا ۳۵}}{\text{۴۲۲}}$ اور حد بیان کرنے میں غلطی کے متعلق $\frac{\text{۷ تا ۹}}{\text{۴۲۲}}$ اور اگر وہ زمین یا گھر مشہور نہ ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{۴ تا ۱۶}}{\text{۴۲۲}}$ اور اگر وہ مشہور ہو تو $\frac{\text{۱۷، ۱۸}}{\text{۴۲۲}}$ مع حواشی

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے احکام کا بیان ، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانچواں باب، حدود والی چیزوں کی شہادت میں، حدود والی چیز کے متعلق احکام

دفعات ۷۲۲ تا ۷۲۲ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵

۷۲۲ حدود والی چیز کے متعلق شہادت اور اس میں ۳۵ شقیں ہیں

۱ (حدود والی چیز کے متعلق گواہی میں) حدود کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ [1] — خلاصہ

۲ جب گواہی (اس) زمین کے سامنے ہو تو (اس گواہی میں) حدود کا بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے۔ — ذخیرہ

۳ جب گواہوں نے (چار حدود میں سے) تین حدود کا ذکر کر دیا تو ان گواہوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ — محیط

۴ اگر کوئی زمین مشہور نہ تھی پس گواہوں نے (اس کی چار میں سے) تین حدود کے متعلق گواہی دی اور کہا کہ ہم چوتھی حد نہیں جانتے تو از روئے استحسان ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور مدعی کے لیے حکم کیا جائے گا اور حدود میں سے تیسری حد، پہلی حد کے برابر قرار دی جائے گی۔ [2] — قاضی خان

۵ جب کسی شخص نے ایک تکون زمین کا دعوی کیا اور اس نے (اس کی تین حدود میں سے) صرف دو حدوں کا ذکر کیا اور گواہوں نے (بھی) صرف دو حدوں کا ذکر کیا تو وہ دعوی اور وہ گواہی صحیح قرار پا سکے گی۔ — محیط

۶ اگر کسی شخص نے چاروں حدود کا ذکر کر دیا لیکن (ان میں سے) ایک حد مجہول رہی تو (دلیل ہوتا) اسے (دعوی اور گواہی کے لیے) مضر نہیں ہے اور یہ امر (یعنی چوتھی حد کا مجہول ہونا) اور اس کا (بیان) چھوڑ دینا برابر ہے۔ — خلاصہ

۷ اگر گواہ نے (حدود والی چیز کے متعلق گواہی میں) حدود میں سے کسی ایک حد کے بیان میں غلطی کی تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی الصدر الشہید نے ادب القاضی میں یوں ہی مطلقاً ذکر کیا ہے اور شمس الائمہ الحلوانی نے یہ ذکر کیا ہے کہ وہ گواہی بعض کے ہاں قبول نہ ہوگی اور بعض کے ہاں قبول کی جا سکے گی۔ آپ

---

[1] ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱ تا ۱۶ / ۷۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فیمن یتعلق بالمحدود فی الشهادة علی المحدود ، ما یتعلق بالمحدود فی الشهادة علی المحدود	حواله
٦٢٢	الشهيد انه لا تقبل.	كذا فى الخلاصة
٨	وانما يثبت غلط الشاهد فى ذلك باقرار الشاهد انى قد غلطت فى ذلك اما لو ادعى المدعا عليه ان الشاهد قد غلط فى الحدود او فى بعضها لا تسمع دعواه ولو اقام بينة على ذلك لا تسمع بينته هكذا حكى فتوى الشيخ الامام شمس الائمة السرخسى رح والشيخ الامام الاوزجندى رح وكذلك لو ادعى لو ادعى المدعا عليه اقرار المدعى بغلط الشاهد فى الحد لا تسمع دعواه.	كذا فى المحيط
٩	وحكى عن شمس الائمة السرخسى رح انه قال اذا اخطأ الشاهد فى بعض الحد ثم تدارك واعاد الشهادة واصاب فى ذلك قبلت شهادته عند امكان التوفيق سواء تدارك فى ذلك المجلس او فى مجلس آخر وتفسير امكان التوفيق انه قال كان صاحب الحد فلانا الا انه باع داره من فلان ونحن ما علمنا به او يقول كان صاحب الحد ما قلنا الا انه سمى بعد ذلك بهذا الاسم ونحن ما علمنا به وعلى هذا.	كذا فى المحيط
١٠	شهد شهود على رجل بمحدود وبينوا الحدود وذكروها وقالوا انا نعرفها على الحقيقة والمشهود به فى بعض القرى فالتمس المدعا عليه من القاضى ان يأمر الشهود بالخروج الى تلك حتى يعينوا المحدود وبينوا الحدود فالقاضى لا يلزم الشهود ذلك هو الصحيح.	كذا فى الذخيرة
١١	اذا شهد الشهود لرجل بدار وقالوا نعرف الدار ونقف على حدودها اذا مشينا اليه لكنا لا نعرف اسماء الحدود فان القاضى يقبل ذلك منهما اذا عدلا ويبعثهما مع المدعى والمدعا عليه وامينين له ليقف الشهود على الحدود بحضرة امينى القاضى فاذا وقفا عليها وقالا هذه حدود الدار التى شهدنا بها لهذا المدعى يرجعون الى القاضى فيشهد الامينان انهما وقفا على الدار وشهدا باسماء الحدود فحينئذ يقضى القاضى بالدار التى شهدا بها بشهادتهما وكذا هذا فى القرى والحوانيت وجميع	

له حكم نمبر ١٠ تا ١٦ / ٦٢٢ ملاحظه هول (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے ، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام متعلق احکام　　　کا بیان	حوالہ
۲۲،	نے فرمایا کہ فتوی اس حکم پر ہے جو الصدر الشہید رح نے بیان کیا ہے کہ وہ گواہی قبول نہ ہو گی ۔	خلاصہ
۸	(د) اور اس (مذکورہ گواہی) میں گواہ کے بیان کی غلطی کا ثبوت اس گواہ کے (اس) اقرار سے ہوتا ہے کہ میں نے اس میں غلطی کی (ب) اور اگر مدعا علیہ نے یہ دعوی کیا کہ گواہ نے سب حدود یا بعض حدود کے بیان میں غلطی کی تو اس کا وہ دعوی مسموع نہ ہوگا اور اگر اس نے اس پر گواہی قائم کی تو اس گواہی کی سماعت نہ ہو گی یوں ہی الشیخ الامام شمس الائمہ السرخسی رح اور الشیخ الامام الاوز جندی رح سے فتوی حکایت کیا گیا ہے (ج) اس طرح اگر مدعا علیہ نے یہ دعوی کیا کہ حد کے بیان میں گواہ کی غلطی کے متعلق مدعی نے اقرار کیا ہے تو اس کا وہ دعوی مسموع نہ ہوگا ۔	محیط
۹	شمس الائمہ السرخسی رح سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب (حدود والی چیز کے متعلق گواہی میں) گواہ نے بعض حد کے بیان میں غلطی کی پھر اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں اس نے اس کمی کو پورا کیا اور گواہی کا اعادہ کیا اور اس میں اس نے ٹھیک بیان کیا تو موافقت ممکن ہونے کی صورت میں اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور موافقت ممکن ہونے کی تشریح یہ ہے کہ (مثلاً) اس نے یوں کہا کہ اس حد کا مالک فلان تھا مگر اس نے اپنا مکان فلاں کے ہاتھ فروخت کر دیا اور ہمیں اس کا علم نہ ہوا یا (مثلاً) وہ یوں کہے کہ اس حد کا مالک وہی ہے جو ہم نے کہا لیکن اس کے بعد وہ اس نام سے موسوم ہوا اور ہمیں اس کا علم نہ ہوا اور اس قیاس پر (مزید مثالوں سے موافقت ممکن ہو سکتی ہے)	محیط
۱۰	گواہوں نے حدود والی چیز کے متعلق کسی آدمی پر گواہی دی انہوں نے حدود بیان کیں اور انہیں ذکر کیا اور کہا کہ ہم حقیقتاً اسے پہچانتے ہیں اور وہ چیز جس کے متعلق گواہی دی گئی وہ بستیوں میں سے کسی بستی میں ہے تو مدعا علیہ نے قاضی سے التماس کیا کہ وہ ان گواہوں کو اس (بستی) تک جانے کا حکم کرے تاکہ وہ گواہ حدود والی اس چیز کو معین کر کے اس کی حدود کو بیان کریں تو قاضی ان گواہوں کے ذمہ یہ امر لازم نہ کرے گا یہی حکم صحیح ہے ۔	ذخیرہ
۱۱	(د) جب گواہوں نے کسی مکان کے متعلق کسی آدمی کے لیے گواہی دی اور کہا کہ ہم جب وہاں جائیں تو اس گھر کو جانتے اور اس کی حدود سے واقف ہیں لیکن (اس کی) حدود کا نام نہیں جانتے تو اگر ان دونوں گواہوں کی تعدیل کر دی گئی ہو تو قاضی ان دونوں گواہوں سے یہ امر قبول کرے گا اور قاضی ان دونوں گواہوں، مدعی، مدعا علیہ اور اپنے دو امینوں کو بھیجے گا تاکہ وہ گواہ، قاضی کے دو امینوں کے سامنے ان حدود پر واقف ہوں پس جب وہ دونوں اس پر واقف ہو گئے اور بتایا کہ اس مکان کی حدیں یہ ہیں جن کی ہم نے اس مدعی کے لیے گواہی دی ہے تو وہ (سب) قاضی کے ہاں لوٹیں گے اور پھر وہ دو امین یہ گواہی دیں گے کہ وہ دونوں اس مکان پر واقف ہو گئے اور انہوں نے اس کی حدود کے ناموں کے متعلق گواہی دی تو پھر	

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فیما یتعلق بالمحدود فی الشہادۃ علی المحدود	فی مایتعلق بالمحدود فی الشہادۃ علی المحدود	حوالہ
٤٢٢	الضیاعات۔		کذا فی الفصول العمادیۃ
١٢	وھٰذا اظہر۔		ھکذا فی المحیط
١٣	ولوشہدا ان الدار التی فی بلدۃ کذا فی محلۃ فلان تلاصق دار فلان بن فلان الفلانی وھی فی ید فلان المدعا علیہ ھٰذا لھٰذا ولکن لا نعرف حدودھا ولا نقف علیہا فقال المدعی للقاضی انا اٰتیک بشہود اٰخرین یعرفون حدود ھٰذہ الدار واتی بشاہدین شہدا ان حدودھا کذا وکذا اختلف جواب ھٰذہ المسئلۃ فی النسخ ذکر فی بعضہا ان القاضی یقبل ذٰلک و یحکم بہا للمدعی وذکر فی بعضہا انہ لا یقبل ولا یحکم بہا للمدعی و کذا القری والضیاعات والحوانیت وجمیع العقارات علی ھٰذا۔		کذا فی الظہیریۃ
	ذکر ظہیر الدین المرغینانی[2] ھٰذہ المسئلۃ فی شروطہ وقال اختلفت الروایات فی ھٰذہ المسئلۃ والاظہر انہا تقبل لان تحمل الشہادۃ غالبا یکون علی ھٰذا الوجہ فانہ اذا اشہد البائع علی البیع فی البلدۃ والارض اوالکرم فی السواد فالظاہر ان الشہود لا یعرفون حدود المبیع لکن سمعوا ذکر الحدود فیشہدون علی تلک الحدود المذکورۃ فی البیع وان کانوا لا یعلمون الحدود علی الحقیقۃ۔		کذا فی الفصول العمادیۃ
١٤	وھو الاصح		کذا فی القنیۃ
١٥	وھو الصحیح		کذا فی الذخیرۃ
١٦	وان لم یات المدعی بشاہدین یشہدان علی ان الدار المدعا بہا علی تلک الحدود فطلب من القاضی ان یبعث الیہ امینین من امنائہ الی الدار حتی یتعرفا عن حدودھا واسماء جیرانہا اجابہ القاضی الی ذٰلک فاذا بعثہما وتعرفا ان کانت حدود الدار واسماء جیرانہا توافق تلک الحدود التی ذکرھا الشہود واخبر الامینان القاضی بذٰلک قضی القاضی بالدار للمدعی ببینتہا دتہم۔		کذا فی المحیط

[1] تعدیل کے متعلق حکم ١٦/٤١٥ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[2] حکم نمبر ١٨/٤٢٢ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب، محدود والی چیز کی گواہی میں محدود والی چیز کے متعلق احکام کا بیان ، محدود والی چیز کی گواہی میں محدود والی چیز کے متعلق احکام	حوالہ
۲۲،	اس صورت میں قاضی اس گھر کے متعلق جس کے لیے ان گواہوں نے گواہی دی ان دونوں کی گواہی کی بنا پر حکم کرے گا۔ (ب) اور اس طرح یہی حکم بستیوں دکانوں اور سب زمینوں کے بارے میں ہے [1]	فصول عمادیہ محیط
۱۲	اور یہی مذکورہ حکم زیادہ ظاہر ہے ۔	
۱۳	(د) اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ جو مکان اس شہر کے فلاں محلہ میں فلاں بن فلاں کے فلاں گھر سے متصل ہے اور اس فلاں مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے (وہ) اس مدعی کا ہے لیکن ہم اس کی حدود نہیں پہچانتے اور نہ اس کی واقفیت رکھتے ہیں تو مدعی نے قاضی سے کہا کہ میں آپ کے ہاں اور گواہ لاتا ہوں جو اس گھر کی حدود پہچانتے ہیں اور وہ دو ایسے گواہ لے آیا جنہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کی حدود یہ اور یہ ہیں تو (اس صورت کے حکم) کے متعلق نسخوں میں اختلاف ہے بعض میں مذکور ہے کہ قاضی اسے قبول کر کے مدعی کے لیے حکم کر سکے گا اور بعض میں مذکور ہے کہ قاضی اس (گواہی) کو قبول نہ کرے گا اور نہ مدعی کے لیے حکم کرے گا اور اسی طرح بستیوں، زمینوں، دکانوں اور تمام جگہوں کا حکم بھی اس (اختلافی) حکم کی طرح ہے ۔	ظہیریہ
	(ب) ظہیر الدین المرغینانی رح نے اس مسئلہ کو اپنی شروط میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ اس مسئلہ (کے جواب) کی روایات میں اختلاف ہے زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اس لیے کہ گواہی کا اٹھانا بالعموم اس طرح ہوتا ہے اس لیے کہ جب بائع شہر میں زمین یا باغ کی بیع پر جو سواد شہر (یعنی شہر کے اردگرد کی بستیوں) میں ہو گواہ بناتا ہے تو ظاہر ہے کہ گواہ لوگ مبیع (یعنی بیچی ہوئی چیز) کی حدود نہیں جانتے لیکن وہ حدود کا ذکر سنتے ہیں پس وہ اس بیع میں ان مذکورہ حدود پر گواہی دیتے ہیں اگرچہ وہ ان حدود کو حقیقتاً نہیں جانتے [2]	فصول عمادیہ
۱۴	اور یہی (مذکورہ ۱۳ب/۲۲) حکم زیادہ صحیح ہے ۔	قنیہ
۱۵	اور یہی (مذکورہ ۱۳ب/۲۲) حکم صحیح ہے ۔	ذخیرہ
۱۶	اور اگر (مذکورہ ۱۳ب/۲۲ میں) وہ مدعی دو ایسے گواہ نہ لایا جو اس پر گواہی دیں کہ وہ مکان جس کا دعوی کیا گیا ہے وہ ان حدود پر ہے اور اس نے قاضی سے درخواست کی کہ وہ اس کے ہاں اپنے امینوں میں سے دو امین اس گھر تک بھیجے تاکہ وہ اس مکان کی حدود اور اس کے پڑوسیوں کی پہچان حاصل کریں تو قاضی اس کی ایسی درخواست قبول کرے گا پس جب قاضی نے دو امینوں کو بھیجا اور انہوں نے پہچان حاصل کر لی تو اگر اس مکان کی حدود اور اس کے پڑوسیوں کے نام ان حدود سے موافقت کرتے ہیں جن کا ذکر ان گواہوں نے کیا تھا اور ان دو امینوں نے قاضی کو اس کی خبر کر دی تو قاضی ان دونوں گواہوں کی گواہی کی بنا پر اس گھر کے متعلق مدعی کیلئے	

حوالہ	الباب الخامس فیما یتعلق بالمحدود فی ، مایتعلق بالمحدود فی الشہادۃ الشہادۃ علی المحدود علی المحدود	دفعات و شق نمبر
		۶۲۲
کذا فی فتاوی قاضیخان	ھذا کلہ اذا لم تکن الدار مشہورۃ فان کانت مشہورۃ باسم رجل نحو دار عمرو بن حریث بالکوفۃ و دار زبیر بالبصرۃ وشہد بہا الشاہدان ان لانسان ولم یذکرا الحدود لاتقبل شہادتہما فی قول ابی حنیفۃؒ وتقبل فی قول صاحبیہؒ والضیعۃ اذا کانت مشہورۃ فہی علی ھذا الخلاف ایضا۔	۱۷
کذا فی الفصول العمادیۃ	ولو قال الشہود نحن نشہد ان الدار التی فی کورۃ کذا فی محلۃ کذا تلاصق مسجد کذا ملک ھذا المدعی وحقہ ولکنا لانعلم اسماء الجیران فقال المدعی انا آتی بشاہدین یشہدان علی الحدود فان القاضی لا یلتفت الی ھذا۔	۱۸
کذا فی الوجیز للکردری	الشہود اذا لم یعرفوا الحدود وسألوا الثقات وفسروا عند الحاکم تقبل۔	۱۹
کذا فی الوجیز للکردری	شہدوا علی اقرار المدعا علیہ بالدار وفسروا الحدود من عند انفسہم ولایذکرون اقرار المدعا علیہ بالحدود تقبل۔	۲۰
کذا فی الخلاصۃ	ولو قال احد حدودھا لزیق ارض "میان دیہی" لاتحصل المعرفۃ بھذا۔	۲۱
کذا فی المحیط	لان "میان دیہی" مجہول جہالۃ متفاحشۃ فالارض التی غاب اربابہا اومات اربابہا ولا وارث لہا تسمی "میان دیہی" وکذلک الاراضی التی ترکہا ملاکہا علی اہل القریۃ بالخراج تسمی "میان دیہی" وکذلک الاراضی التی ترکت لرعی الدواب ولم تدخل تحت القسمۃ تسمی "میان دیہی"	
کذا فی الخلاصۃ	والمختار انہ ان ذکر اسم ذی الید ونسبہ یکتفی بہ۔	
کذا فی الوجیز للکردری	ولو قال احد حدودھا لزیق ارض ورثۃ فلان قبل القسمۃ قیل تقبل والاصح خلافہ۔	۲۲

[1] حکم نمبر ۱۷، ۱۸ / ۶۲۲ ملاحظہ ہو اور اگر وہ گھر مشہور نہ ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲ / ۶۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہول (مترجم)

[2] حکم نمبر ۲ب / ۴۹ کا حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا سنا ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام کا بیان ، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام	حوالہ
۲۲،	حکم کر سکے گا۔ [۱]	محیط
۱۷	(الف) یہ (مذکورہ ۱۶ تا ۱۴/۲۲) سب احکام اس صورت میں ہیں کہ جب وہ گھر مشہور نہ ہو اور اگر وہ گھر مشہور ہو (مثلاً) کسی آدمی کے نام سے مشہور ہو جیسا کہ کوفہ میں عمرو بن حریث کا گھر اور بصرہ میں زبیر کا گھر اور دو گواہوں نے اس کے متعلق کس آدمی کے لیے گواہی دی اور انہوں نے حدود کا ذکر نہ کیا تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب ان کی وہ گواہی (بھی) قبول نہ ہو گی اور صاحبین رح (یعنی امام ابویوسف رح اور امام محمد رح) کے قول کے بموجب (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی (ب) اور زمین جب مشہور تھی تو اس کے متعلق حکم بھی اس (مذکورہ) اختلاف پر ہے [۲]	قاضی خان
۱۸	اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں نے یہ کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ گھر جو فلاں شہر کے فلاں محلہ میں فلاں مسجد سے متصل ہے وہ اس مدعی کی ملکیت اور اس کا حق ہے لیکن ہم (اس کے) پڑوسیوں کے نام نہیں جانتے تو مدعی نے کہا کہ میں ایسے دو (اور) گواہ لاتا ہوں جو اس (گھر) کی حدود کے متعلق گواہی دیں گے تو قاضی اس پر التفات نہ کرے گا [۳]	فصول عمادیہ
۱۹	جب گواہوں نے حدود کو نہ پہچانا اور انہوں نے ثقہ لوگوں سے دریافت کر کے حاکم کے ہاں وضاحت کے ساتھ بیان کیا تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	وجیز کردری
۲۰	گواہوں نے کسی گھر کے متعلق مدعا علیہ کے اقرار پر گواہی دی اور اس گھر کی حدود خود اپنی طرف سے بیان کیں اور وہ گواہ لوگ حدود کے متعلق مدعا علیہ کا اقرار ذکر نہیں کرتے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	وجیز کردری
۲۱	(الف) اگر (حدود والی چیز کے متعلق گواہی میں) کسی گواہ نے یوں کہا کہ اس (جگہ یا گھر) کی حدود میں سے ایک حد "میاں دیہہ" زمین سے متصل ہے تو یوں کہنے سے شناخت حاصل نہ ہو گی۔ (ب) اس لیے کہ "میاں دیہی" ایسی مجہول جگہ ہے جس کی جہالت شدید ہے پس وہ زمینیں (۱) جن کے مالک غائب شدہ ہیں یا وفات یافتہ ہیں اور ان زمینوں کا کوئی وارث نہیں رہا ان زمینوں کو "میاں دیہی" کہا جاتا ہے (۲) اس طرح وہ زمینیں جنہیں ان کے مالکان گاؤں والوں کے ہاں خراج کے بدلے چھوڑ گئے انہیں بھی میاں دیہی کہا جاتا ہے (۳) اور اس طرح وہ زمینیں جو جانوروں کے چرنے کے لیے چھوڑ دی گئی ہوں اور تقسیم نہ ہوئی ہوں انہیں بھی میاں دیہی کہا جاتا ہے۔ (ج) اور مختار (حکم یہ ہے کہ (اس میں) قابض کا نام اور اس کی نسب کا ذکر کر دینا کفایت کر جاتا ہے [۴]	خلاصہ محیط خلاصہ
۲۲	اگر (حدود والی چیز کے متعلق گواہی میں) گواہ نے یوں کہا کہ اس جگہ یا گھر) کی ایک حد فلاں شخص	

[۳] حکم نمبر ۱۳/۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۵] حکم نمبر ۲۱ تا ۲۵/۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فیما یتعلق بالمحدود فی ، مایتعلق بالمحدود فی الشهادة علی المحدود الشهادة علی المحدود	حوالہ
۲۲ ؎		
۲۳	ولو قال لزيق ارض الوقف لابد من ذكر المصرف	كذا في الوجيز للكردري
۲۴	ولو قال لزيق ارض المملكة يبين اسم امير المملكة و نسبه ان كان الامير اثنين .	كذا في الخلاصة
۲۵	رجلان شهدا على رجل انه نقض حائطا لفلان ان ذكرا حدود الحائط وبين الطول والارض جازت شهادتهما وان لم يذكرا قيمته قال رضی الله عنه وعندی لابد من ان يذكرا انه من المدر او من الخشب وبينا موضعه .	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۶	قال اذا كان لرجل باب في دار رجل فاراد ان يمر في داره من ذلك الباب فمنعه صاحب الدار فصاحب الباب هو المدعى للطريق في دار الغير فعليه اثباته بالبينة ورب الدار منكر فالقول قوله مع يمينه وبفتح الباب لا يستحق شيئا فان اقام البينة انه كان يمر في داره من هذا الباب لم يستحق المدعى شيئا الا ان يشهدوا ان له طريقا تاما فحينئذ الثابت بالبينة كالثابت باقرار الخصم وان لم يحدوا الطريق ولم يسموا اذرع العرض والطول بعد ان يقولوا ان له طريقا في هذه الدار من هذا الباب الى باب الدار فالشهادة مقبولة ومن اصحابنا من يقول تأويله اذا شهدوا على اقرار الخصم بذلك فالجهالة لا تمنع صحة الاقرار فاما اذا شهدوا على البتات لا تقبل شهادتهم والاصح انها مقبولة و يجعل عرض الباب حكما فيكون عرض الطريق له بذلك القدر وطوله الى باب الدار .	
	كذا في المبسوط في كتاب الدعوى	

ؑ حکم نمبر ۲۶ تا ۳۳ / ۲۲ ؎ ملاحظہ ہوں (مترجم)

وفات و شق نمبر	پانچواں باب، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام ، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۲۲)	کے وارث کی زمین سے متصل ہے اور (ابھی ترکہ کی) تقسیم نہ ہوئی تھی تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور زیادہ صحیح حکم اس کے خلاف ہے۔	وجیز کردری
۲۳	اگر اس (مذکورہ) گواہ نے یوں کہا کہ وہ (جگہ یا گھر) وقف کی زمین سے متصل ہے تو اس وقف کے مصرف کا ذکر کرنا ضروری ہے۔	وجیز کردری
۲۴	اگر اس (مذکورہ) گواہ نے یوں کہا کہ وہ (جگہ یا گھر) مملکت کی زمین (یعنی حکومت کی زمین) سے متصل ہے تو اگر (وہاں) امیر دو ہوں تو اس امیر کا نام اور نسب بیان کرے۔	خلاصہ
۲۵	دو شخصوں نے ایک آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس نے فلاں آدمی کی دیوار توڑ ڈالی ہے تو اگر انہوں نے اس دیوار کی حدیں ذکر کیں اور اس کا طول اور عرض بیان کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اگرچہ انہوں نے اس کی قیمت ذکر نہ کی۔ آپ رحمہ نے فرمایا کہ میرے ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ اس امر کا ذکر کریں کہ وہ دیوار مٹی کی تھی یا لکڑی کی تھی اور وہ دونوں اس کی جگہ بھی بیان کریں۔	قاضی خان
۲۶	(د) آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کا دروازہ کسی آدمی کے گھر میں تھا پس اس شخص نے اس گھر میں سے اس دروازے سے گزرنا چاہا تو اس گھر کے مالک نے اسے منع کیا تو اس دروازے کا مالک شخص دوسرے آدمی کے گھر میں راستہ کا مدعی قرار پاتا ہے پس گواہی سے اسے ثابت کرنا اس کے ذمہ ہے اور گھر کا مالک منکر قرار پاتا ہے اور (مدعی کے گواہ نہ ہونے کی صورت میں) اس گھر کے مالک کا قول قسم کے ساتھ معتبر قرار پا سکے گا۔ اور (پھر) دروازہ کھولنے کے متعلق وہ (مدعی) کسی شئ کا مستحق نہ ہوگا پس اگر اس (مدعی) نے یہ گواہی قائم کی وہ اس کے گھر میں اس دروازہ سے گزرا کرتا ہے تو (محض اس سے) وہ (مدعی) کسی شئ کا مستحق نہ ہوگا لیکن اگر وہ گواہ یہ گواہی دیں کہ اس (مدعی) کے لیے پورے راستہ کا حق ہے تو پھر اس گواہی سے ثابت شدہ، خصم (یعنی مدعا علیہ) کے اقرار سے ثابت شدہ کی طرح قرار پائے گا اور اگر ان گواہوں نے اس قول کے بعد کہ اس (مدعی) کے لیے اس گھر میں اس دروازہ سے لے کر گھر کے دروازہ تک راستہ ہے اور انہوں نے راستہ کی حدود بیان نہ کیں اور نہ اس کے طول و عرض کے گزوں کا نام لیا تو (بھی) ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور ہمارے بعض اصحاب وہ ہیں جو اس کی تاویل میں یوں کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اس کے متعلق خصم (یعنی مدعا علیہ) کے اقرار پر گواہی دی تو (راستہ کے طول و عرض کی) جہالت اس اقرار کے صحیح قرار پانے میں مانع نہ ہوگی مگر جب انہوں نے قطعی طور پر گواہی دی تو (اس جہالت کی بنا پر) ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور اس دروازہ کی چوڑائی حکما قرار پائے گی پس اس کے لیے راستہ کی چوڑائی، اس (دروازہ کی چوڑائی) کے بقدر اور اس کا طول اس گھر کے دروازہ تک قرار پائے گا۔	مبسوط

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فیما یتعلق بالمحدود فی ، مایتعلق بالمحدود فی الشهادة علی المحدود — الشهادة علی المحدود	حوالہ
۴۲۲، ۲۷	وكذلك على هذا اذا كان له باب مفتوح من داره على حائط فی زقاق وانكر اهل الزقاق ذلك۔	كذا فی الظهيرية
۲۸	واذا كان لرجل ميزاب فی دار رجل فهو على هذا۔	كذا فی الظهيرية
۲۹	وكذا النهر اذا كان فی ارض رجل فاختلفا فی ذلك الا اذا كان الماء جاريا زمان الخصومة فحينئذ القول قول صاحب الماء۔	كذا فی الظهيرية
۳۰	وكذلك اذا لم يكن الماء جاريا زمان الخصومة الا انه يعلم انه كان يجرى الى ارض هذا الرجل قبل ذلك كان القول قول صاحب الماء۔	كذا فی الظهيرية
۳۱	وكذلك اذا كان الماء جاريا فی الميزاب زمان الخصومة فالقول قول صاحب الماء۔	كذا فی الظهيرية
۳۲	فان شهد الشهود ان له مسيل ماء فيها من الميزاب قبلت الشهادة فان شهدوا انه لماء المطر فهو لماء المطر وان شهدوا انه لمصب الوضوء فيه فهو لذلك وان لم يفسروا شيئا من ذلك فالقول قول رب الدار فی ذلك مع يمينه۔	كذا فی المبسوط
۳۳	وذكر الفقيه ابو الليث رح عن المتاخرين من اصحابنا انهم استحسنوا فی الميزاب اذا كان تصويب سطح صاحب الميزاب والتصويب قديم يجعل له حق تسييل الماء والتصويب الحدود وهو بالفارسية نشيب۔	كذا فی الظهيرية
۳۴	اذا ذكر فی الدعوى او الشهادة احد حدود الارض المدعاة لزيق ارض	

له حکم نمبر ۲۸، ۳۱ تا ۳۲ / ۴۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز ، حدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز کے متعلق احکام کا بیان کے متعلق احکام	حوالہ
٢٢، ٢٧	اور اسی طرح اس (مذکورہ صورت کے حکم) پر (اس صورت کا) حکم ہے کہ جب کسی شخص کا کھلا دروازہ اس کے گھر کی اس دیوار میں ہو جو گلی میں ہے اور گلی والے اس کا انکار کرتے ہیں (تو اس دروازہ کا مالک مدعی قرار پاتا ہے)	ظہیریہ
٢٨	جب کسی شخص کا پرنالہ کسی آدمی کے گھر میں ہو تو اس کا حکم بھی اس (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح ہے (یعنی پرنالہ کا مالک مدعی قرار پاتا ہے) لہ	ظہیریہ
٢٩	(ا) اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (کسی شخص کی) نہر جب کسی آدمی کی زمین میں تھی اور ان دونوں نے اس کے متعلق باہم اختلاف کیا (تو یہی حکم ہے یعنی نہر کا مالک مدعی قرار پاتا ہے) (ب) لیکن جب اس اختلاف کے وقت وہ پانی جاری تھا تو پھر پانی والے کے قول کا اعتبار ہوگا۔	ظہیریہ
٣٠	اسی طرح جب (مذکورہ صورت میں) اختلاف کے وقت وہ پانی جاری نہ ہو لیکن یہ معلوم ہوتا ہو کہ اس سے پہلے اس آدمی کی زمین کی طرف وہ پانی بہہ کر جاتا تھا تو پانی کے مالک کے قول کا اعتبار ہوگا (یعنی پھر اس پانی کا مالک مدعی قرار پائے گا اور مدعی کے گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا)	ظہیریہ
٣١	اسی طرح جب اختلاف کے وقت پرنالہ میں پانی جاری تھا تو پانی کے مالک کا قول معتبر ہوگا (یعنی اس پانی کا مالک مدعی قرار پائے گا اور مدعی کے گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا)	ظہیریہ
٣٢	(ا) پس اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی کے لیے اس گھر میں پرنالہ کے پانی کے بہنے کا راستہ ہے تو وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) پھر اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ راستہ بارش کے پانی کے لیے ہے تو وہ بارش کے پانی کے لیے قرار دیا جائے گا (ج) اور اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس میں وضو کے پانی کے بہنے کے لیے راستہ ہے وہ تو اس کے لیے قرار پائے گا (د) اور اگر انہوں نے ان امور میں سے کسی امر کی وضاحت نہ کی تو اس میں اس گھر کے مالک کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔	مبسوط
٣٣	فقیہ ابو اللیث رہ نے ہمارے متاخرین اصحابؒ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے پرنالے کی صورت میں ازروئے استحسان یہ حکم دیا ہے کہ اگر پرنالے والے کی چھت ڈھلوان والی (یعنی نشیبی) ہو اور وہ ڈھلوان (یعنی نشیب) قدیمی ہو تو اس کے لیے پانی بہنے کا حق (ثابت) قرار دیا جائے گا اور حدود کا ڈھلوان والا ہونے کو فارسی میں نشیب کہتے ہیں۔	ظہیریہ
٣٤	جب دعویٰ یا گواہی میں، دعویٰ شدہ زمین کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق یہ ذکر کیا گیا کہ وہ فلاں	

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فیما یتعلق بالمحدود فی ، ما یتعلق بالمحدود فی الشہادۃ علی المحدود الشہادۃ علی المحدود	حوالہ
۷۲۳	فلان ولفلان فی القریۃ التی فیہا الارض المدعاۃ اراض کثیرۃ متفرقۃ صحۃ الدعوی و صحت الشہادۃ وان کان فیہ نوع جہالۃ الا انہا تحملت للضرورۃ ۔	کذا فی المحیط
۳۵	اذا شہدوا بملکیۃ ارض وبینوا حدودہا وقالوا ھی بمقدار خمس مکاییل بذر والمدعی یدعی ذٰلک واصابوا فی بیان الحدود واخطؤا فی بیان المقدار فظہر انہ تسع قدر ثلٰثۃ مکاییل بذر ، حکی عن شمس الاسلام الی الحسن السغدیؒ انہ قال لا تبطل الدعوی والشہادۃ واجاب بعض مشائخ زمانہ ببطلان الدعوی والشہادۃ وقیل یجب ان تکون المسئلۃ علی التفصیل ان شہدوا بحضرۃ الارض المدعاۃ واشاروا الیہا تقبل وان شہدوا بغیبۃ الارض لا تثبت بہذہ الشہادۃ ملکیتہ ارض تسع فیہا خمسۃ مکاییل بذر وقیل لا تقبل ہٰذہ البینۃ علی کل حال وھو الاظہر والاشبہ بالفقہ[1] ۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
	واللہ اعلم	

[1] الاشبہ یعنی روایت ودرایت میں یعنی دلیل میں زیادہ مشابہ ہے اس کے متعلق حکم ۲ب/۳۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ساتھ

حوالہ	پانچواں باب ، محدود والی چیز کی گواہی میں حدود والی چیز ، محدود والی چیز کی گواہی میں محدود والی چیز کے متعلق احکام کے متعلق احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر
محیط	آدمی کی زمین سے متصل ہے اور وہ بستی جس میں دعویٰ شدہ زمین ہے اس میں اس فلاں کی کئی متفرق زمینیں ہیں تو وہ دعویٰ اور گواہی صحیح قرار پا سکے گی اور اگرچہ اس میں ایک قسم کی جہالت موجود ہے لیکن وہ بنا بر ضرورت برداشت کی گئی ہے۔	۲۴،
فصول عمادیہ	(۱) جب گواہوں نے کسی زمین کی ملکیت کی گواہی دی اور اس کی حدود بیان کیں اور کہا کہ وہ زمین پانچ من بیج پڑنے کی مقدار جتنی ہے اور مدعی اس کا دعویٰ کرتا ہے اور انہوں نے حدود بیان کرنے میں ٹھیک کہا اور بیج کی (مذکورہ) مقدار بیان کرنے میں انہوں نے غلطی کی اور ظاہر ہوا کہ وہ زمین تین من مقدار بیج کی گنجائش رکھتی ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) شمس الاسلام ابو الحسن السغدی رح سے منقول ہے کہ یہ دعویٰ اور گواہی باطل نہ ہوگی (ب) اور آپ کے زمانے کے بعض مشائخ رح نے اس دعویٰ اور گواہی کے باطل ہونے کا حکم دیا ہے (ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ (کے حکم) میں تفصیل ضروری ہے اگر ان گواہوں نے دعویٰ شدہ زمین کے سامنے گواہی دی اور اس کی طرف اشارہ کیا تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور اگر ان گواہوں نے اس زمین کے سامنے نہ ہونے کی صورت میں گواہی دی تو اس گواہی سے اس زمین کی ملکیت ثابت نہ ہوگی کہ اس زمین میں پانچ من بیج کی گنجائش ہے (د) اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ (مذکورہ) گواہی کسی حال میں قبول نہ ہوگی اور یہی حکم زیادہ ظاہر اور فقہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ [1] واللہ اعلم	۲۵

[1] ص ۹ م ۳ کا نمبر ۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشهادة فی المواريث / الشهادة فی المواريث	حوالہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب السادس فی الشهادة فی المواريث

دفعات ۴۲۳ تا ۴۲۳، عنوان ۱، تعداد شق ۲۳

۴۲۳ الشهادة فی المواريث

تعداد شق ۲۳

۱ رجل ادعى انه وارث فلان الميت واقام شاهدين شهدا انه وارث فلان الميت لا وارث له سواه فان القاضی يسألهما عن السبب ولا يقضی قبل السوال لاختلاف اسبابها والقضاء بالمجهول متعذر فان مات الشاهدان او غابا قبل ان يسألهما لا يقضی بشیء. — كذا فی فتاوی قاضيخان

۲ لو شهدا بانه ابن ابنه او اخوه او جده او جدته او مولاه ترد بلا بيان وذا بان يقولا فی الاول بانه وارثه وفی الاخ اخوه لابيه وامه او لابيه او لامه ووارثه وفی الجد ابو ابيه او ابو امه وفی الجدة ام امه او ام ابيه وفی المولی معتقه او معتقته ووارثه لا نعلم له وارثا غيره. — كذا فی الكافی

۳ وكذا لو شهدوا انه عمه او ابن عمه لا يجوز حتی ينسبوا الميت والوارث حتی يلتقيا الی اب واحد ويبينوا

له حکم ۱ تا ۶ / ۴۲۳، ۲۸۰۲۷ / ۴۱۵، ۱۸،۱۷ / ۴۲۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات دفعہ نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وراثتوں میں شہادت کے احکام

دفعات ۷۲۳ تا ۷۲۳ عنوان ۱ تعداد شق ۴۳

۷۲۳	**وراثتوں میں شہادت** اور اس میں ۴۳ شقیں ہیں	
۱	ایک شخص نے دعوی کیا کہ وہ فلاں میت کا وارث ہے اور اس نے دو گواہ قائم کئے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ فلاں میت کا وارث ہے اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو قاضی ان دونوں سے (وارث ہونے کا) سبب دریافت کرے گا اور یہ دریافت کرنے سے پہلے حکم نہ کرے گا اس لیے کہ اسکے اسباب مختلف ہوتے ہیں اور مجہول سبب کی بنا پر فیصلہ متعذر ہے پس اگر قبل اس کے کہ قاضی ان دونوں سے دریافت کرے وہ دونوں گواہ وفات پا گئے یا غائب ہو گئے تو قاضی کسی شی کا حکم نہ کرے گا [1]	قاضی خان
۲	اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ شخص اس میت کے بیٹے کا بیٹا ہے یا اس میت کا بھائی ہے یا اس کا دادا ہے یا اس کی دادی ہے یا اس کا آقا ہے تو بیان کے بغیر وہ گواہی رد کی جائے گی اور یہ بیان یوں ہے کہ وہ گواہ پہلی صورت (یعنی بیٹے کا بیٹا ہونے کی صورت) میں یوں کہیں کہ وہ پوتا اس کا وارث ہے اور بھائی کی صورت میں یوں کہیں کہ وہ اس کا سگا بھائی یا باپ کی طرف سے بھائی اور اس کا وارث ہے اور دادا کی صورت میں یوں کہیں کہ وہ اس کے باپ کا باپ یا اس کی ماں کا باپ ہے اور دادی کی صورت میں یوں کہیں کہ وہ اسکی ماں کی ماں یا اس کے باپ کی ماں ہے اور آقا کی صورت میں یوں کہیں کہ وہ اس کا آزاد کنندہ ہے اور یہ کہ وہ اس کا وارث ہے اور اس کے سوا ہم اس کا کوئی وارث نہیں جانتے۔[2]	کافی
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس (میت) کا چچا ہے یا وہ اس کے چچا کا بیٹا ہے تو (صرف) یوں کہنا جائز نہ ہوگا حتی کہ میت اور اس وارث	

[1] حکم نمبر ۱/۲۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشهادة فی المواريث — الشهادة فی المواريث	حوالہ
۴۲۳	انه عمه او ابن عمه لابيه او لامه او لابيه و امه و انه وارثه۔	كذا فی خزانة الفتاوی
۴	وفی الشهادة بانه ابنه او بنته او امه اوابوه لا يحتاج الی قوله ووارثه۔	
۵	وعليه الفتوی	كذا فی الكافی كذا فی الخلاصة
۶	ولا يشترط ذكر اسم الميت حتی لو شهدوا انه جده ابو ابيه ووارثه ولم يسموا الميت تقبل بدون ذكر اسم الميت۔[1]	كذا فی الوجيز للكردری
۷	اذا شهد الشهود بوراثة رجل و بينوا سببها ولم يزيدوا عليه فالشهادة مقبولة الا ان القاضی لا يدفع المال الی المشهود له للحال بل يتلوم زمانا لجواز ان يظهر وارث آخر للميت مزاحم للمشهود له او مقدم عليه۔	هكذا فی الذخيرة
۸	اذا شهدوا بوراثته و بينوا سببها و قالوا لا نعلم له وارثا آخر فهذه الشهادة مقبولة ويدفع القاضی المال اليه للحال من غير تلوم۔	كذا فی المحيط
۹	وقوله لا نعلم له وارثا سوی هذا ليس من صلب الشهادة بل هو لاسقاط مؤنة التلوم عن القاضی۔	كذا فی المحيط
۱۰	ولو قالا لا وارث له غيره قبل استحسانا وحمل علی العلم۔	كذا فی الحاوی
۱۱	ولو قالا لا وارث له بارض كذا تقبل عند ابی حنيفة[2]	

[1] حکم نمبر ۶/۴۲۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۶/۴۲۳ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم نمبر کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو مترجم۔

دفعات ذیلی نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۳،	کی نسب یہاں تک بیان کی جائے کہ وہ دونوں ایک باپ تک مل جائیں اور وہ یہ بیان کریں کہ اس کا وہ چچا یا چچا کا بیٹا اس کے باپ کی طرف سے ہے یا اس کی ماں کی طرف سے یا اس کے باپ اور ماں کی طرف سے ہے اور وہ اس کا وارث ہے۔	خزانۃ فتاوی
۴	اور (وراثت کی گواہی میں) اس (میت) کا بیٹا یا اس کی ماں یا اس کا باپ ہونے کی گواہی میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ اس کا وارث ہے۔	کافی
۵	اور اسی (مذکورہ حکم) پر فتوی ہے۔	خلاصہ
۶	اور (وراثت کی گواہی میں) میت کا نام ذکر کرنا ضروری نہیں ہے حتی کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس (میت) کا دادا یعنی اس کے باپ کا باپ ہے اور اس کا وارث ہے اور ان گواہوں نے میت کا نام نہ لیا تو میت کے نام کے ذکر کے بغیر (بھی) ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی [1]	وجیز کردری
۷	جب گواہوں نے کسی شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور انہوں نے اس کے وارث ہونے کا (صرف) سبب بیان کر دیا اور اس پر مزید کچھ نہ کہا [1] تو وہ گواہی قبول قرار پا سکے گی لیکن قاضی (وراثت کا مال) اس مشہود لہ (یعنی جس وارث کے لیے گواہی دی گئی ہے اس) کو فی الحال نہ دے گا بلکہ کچھ عرصہ انتظار کرے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس میت کا کوئی اور وارث اس مشہود لہ کے برابر یا اس سے مقدم ظاہر ہو جائے [2]	ذخیرہ
۸	جب گواہوں نے کسی شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور انہوں نے (اس کے وارث ہونے کا) سبب بیان کر دیا اور یوں کہا کہ ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے تو یہ گواہی مقبول ہے اور قاضی (وراثت کا) وہ مال بغیر انتظار کیے فی الحال اسے دے دے گا۔	محیط
۹	اور (وراثت کی گواہی کی مذکورہ صورت میں) گواہ کا یوں کہنا کہ "ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے"، یہ اصل گواہی سے نہیں ہے بلکہ یہ قاضی سے انتظار کا بوجھ ساقط کرنے کے لیے ہے	محیط
۱۰	اور اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یوں کہا کہ "اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے" تو یہ گواہی از روئے استحسان قبول کی جا سکے گی اور ان کے اس کہنے کو علم پر محمول کیا جائے گا (یعنی ہمارے علم میں اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے)	حاوی
۱۱	اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یوں کہا کہ زمین میں اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو	

[1] یعنی مزید یہ نہ کہا کہ ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے (مترجم)

[2] حکم نمبر ۷ تا ۱۱ / ۴۲۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب السادس فی الشهادة فی المواريث الشهادة فی المواريث	دفعات و شق نمبر
هكذا فی الوجيز للكردری	خلافا لهما۔ رح	۶۲۳
كذا فی المحيط	ثم الشهود اذا شهدوا على وراثة شخص وبينوا سببها وهذا الشخص ممن يستحق جميع المال ولا يصير محجوبا بغيره كالابن والابنة والاب ان قالوا لا نعلم له وارثا غيره فالقاضی يدفع جميع المال اليه من غير تلوم۔	۱۲
هكذا فی الذخيرة	فاذا شهدوا انه ابنه ولم يزيدوا على هذا فالقاضی لا يدفع جميع المال اليه للحال بل يتلوم زمانا يقع فی غالب الرای القاضی انه لو كان معه وارث آخر لظهر فی هذه المدة۔	۱۳
كذا فی المحيط	اذا شهدا انه زوجها او شهدا انها زوجته لا نعلم له وارثا غيره دفع الى الزوج النصف والى المرأة الربع۔	۱۴
كذا فی المحيط	واما اذا شهدا انه زوجها او شهدا انها زوجته ولم يزيدا على هذا اجمعوا على ان قبل التلوم لا يدفع اليه اكثر النصيبين واما اذا تلوم زمانا ولم يظهر وارث آخر قال محمد رح فی دعوى الاصل ان القاضی يدفع اليه اكثر النصيبين ان كان زوجا يدفع اليه النصف وان كانت زوجة يدفع اليها الربع وقال ابو يوسف رح يدفع اليه اقل النصيبين ان كان زوجا الربع وان كانت زوجة الثمن والطحاوی فی مختصره ذكر قول ابی حنيفة رح مع ابی يوسف رح والخصاف رح ذكر قوله مع محمد رح۔	۱۵
كذا فی المحيط		
	شهد رجلان لرجل انه اخو الميت لابيه وامه ووارثه لا نعلم له وارثا غيره فقضی ثم شهدا لآخر انه ابن الميت لا تقبل ويضمنان للابن ما اخذ الاخ ولو شهدا لآخر انه	۱۶

له حکم نمبر ۲ ب / ۲۸۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے سند کا د، ب، ج ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۳	(بھی) امام ابوحنیفہ رح کے ہاں وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور (اس میں) صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کا اختلاف ہے۔ لہ	وجیز کردری
۱۲	پھر (یہ حکم ہے کہ وراثت کے) گواہوں نے جب کسی شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور انہوں نے (اس کے وارث ہونے کا) سبب بیان کر دیا اور وہ وارث شخص ایسا ہو کہ وہ (ترکہ کے) تمام مال کا مستحق قرار پاتا ہو اور وہ کسی اور وارث کی وجہ سے محجوب نہ ہوتا ہو جیسا کہ بیٹا، بیٹی اور باپ تو اگر ان گواہوں نے یوں کہا کہ "ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے"، تو قاضی بغیر انتظار کئے اسے (وراثت کا) وہ سب مال دے دے گا۔ ٢	محیط
۱۳	پس (وراثت کی گواہی میں) جب گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور انہوں نے اس پر مزید کچھ نہ کہا تو قاضی اسے فی الحال وہ سب مال نہ دے گا بلکہ اتنا عرصہ انتظار کرے گا کہ قاضی کی غالب رائے اس (امر) پر واقع ہو کہ اگر اس کے ساتھ کوئی اور وارث ہوتا تو وہ اس عرصہ میں ظاہر ہو جاتا۔	ذخیرہ
۱۴	جب (وراثت کی گواہی میں) دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ شخص اس (میت) کا خاوند ہے یا انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس (میت) کی بیوی ہے اور ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے تو قاضی خاوند کو (ترکہ کا) نصف اور بیوی کو (ترکہ کی) چوتھائی دے دے گا۔	محیط
۱۵	(۱) اور جب (وراثت کی گواہی میں) دو گواہوں نے یہ گواہی کہ وہ اس (میت) کا خاوند ہے یا گواہی دی کہ وہ عورت اسکی بیوی ہے اور انہوں نے اس پر مزید کچھ نہ کہا (یعنی یہ نہ کہا کہ ہم اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے) تو (اس کے حکم کے متعلق) اس پر اجماع ہے کہ قاضی انتظار کئے بغیر اسے (ممکنہ) دونوں حصوں میں سے بڑا حصہ نہ دے گا (ب) مگر جب قاضی نے ایک عرصہ انتظار کر لیا اور کوئی اور وارث ظاہر نہ ہوا، تو اس کے حکم کے متعلق دعوی الاصل میں امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ (پھر) قاضی اسے (ممکنہ) دونوں حصوں میں سے بڑا حصہ دے دے گا اگر خاوند ہے تو اسے (ترکہ کا) نصف دے گا اور اگر بیوی ہے تو اسے چوتھائی دے گا اور امام ابو یوسف رح کا قول یہ ہے کہ وہ اسے (ممکنہ) دونوں حصوں میں سے قلیل حصہ دے گا اگر خاوند ہے تو اسے چوتھائی دے گا اور اگر بیوی ہے تو اسے آٹھواں حصہ دے گا اور (اس میں) الطحاوی رح نے اپنی مختصر میں امام ابو حنیفہ رح کا قول امام ابو یوسف رح کے ساتھ ذکر کیا ہے اور الخصافؒ نے امام ابو حنیفہ رح کا قول امام محمد رح کے ساتھ ذکر کیا ہے۔	محیط
۱۶	(۱) (وراثت کی گواہی میں) دو آدمیوں نے ایک شخص کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ شخص اس میت کا سگا بھائی اور اس کا وارث ہے ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے پس قاضی نے حکم کر دیا پھر ان دونوں آدمیوں نے ایک اور شخص کے لیے یہ گواہی کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے تو وہ گواہی قبول	

لہ حکم نمبر ۱۲ تا ۱۴ / ۷۲۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشهادة فی المواريث — الشهادة فی المواريث	حوالہ
۴۲۳	اخوه لابيه وامه ووارثه لا نعلم له وارثا غيره و غير الاول تقبل و يدخل الثانى مع الاول فى الميراث ولا ضمان على الشاهدين للاول ولم يغرما للثانى شيئا.	كذا فى محيط السرخسى
۱۷	شهد شاهدان ان فلانا اخو الميت لابيه وامه لا نعلم له وارثا غيره وقضى وشهد آخران لآخر انه ابنه ينقض القضاء الاول بالوارثة للاول ضرورة فان كان المال قائما فى يده دفع الى الابن وان كان هالكا فللابن الخيار ان شاء ضمن الاخ وان شاء ضمن الشاهدين فان ضمن الاخ لا يرجع على احد وان ضمن الشاهدين رجعا على الاخ.	كذا فى محيط السرخسى
۱۸	شهد الرجل انه جد الميت وقضى القاضى بذلك ثم جاء رجل آخر وادعى انه ابو الميت واقام البينة يقضى به وهو احق بالميراث.	كذا فى الخلاصة
	ويجعل الجد ابا لهذا الذى ادعى ابوة فان قال الاب للقاضى ان هذا الذى اقام البينة انه جد ليس باب لى فمره باعادة البينة فالقاضى لا يكلفه.	كذا فى المحيط
۱۹	ولو شهدا ان قاضى بلد كذا قضى بانه وارث الميت ولا وارث له غيره قضى بارثه لا بالنسب بيّن او لا فلو بيّن وبرهن آخر بنسب يحجبه او يشاركه قبل وحجب او شارك حتى لو بيّن الاول انه ابن الميت و برهن الآخر انه ابنه فالارث بينهما ولو برهن الثانى انه ابو الميت جعل للثانى السدس والباقى للاول ولو ذكر الاول انه جد الميت وبرهن الثانى انه ابو الميت فالارث للثانى ولو ذكر الاول انه ابو الميت وبرهن الثانى انه ابن الميت جعل للثانى خمسة	

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۳	نہ ہو گی اور وہ دونوں گواہ اس بیٹے کے لیے اس (مال) کے ضامن ہوں گے جو اس بھائی نے لیا (ب) اور اگر ان دونوں گواہوں نے اس دوسرے شخص کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ (بھی) اس میت کا سگا بھائی اور وارث ہے اور ہم اس کے سوا اور اس پہلے (بھائی) کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور وہ دوسرا شخص پہلے شخص کے ساتھ میراث میں شامل ہو گا اور پہلے کے لیے ان گواہوں پر کوئی ضمان لازم نہ ہو گی اور وہ دونوں گواہ دوسرے شخص کے لیے کوئی تاوان نہ اٹھائیں گے۔	محیط سرخسی
۱۷	(وراثت کی گواہی میں) دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص میت کا سگا بھائی ہے ہم اس کے سوا اس (میت) کا کوئی وارث نہیں جانتے اور قاضی نے حکم کر دیا پھر دو اور گواہوں نے ایک اور آدمی کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو پہلے شخص کے لیے وارثت کے متعلق قاضی کا پہلا فیصلہ ضرورۃً ٹوٹ جائے گا پس اگر وہ مال اس بھائی کے پاس موجود ہو تو وہ بیٹے کو دیا جائے گا اور اگر وہ مال تلف ہو چکا ہو تو اس بیٹے کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس بھائی سے ضمان لے لے اور چاہے تو ان گواہوں سے ضمان لے لے پھر اگر اس نے اس بھائی سے ضمان لی تو وہ (بھائی) کسی سے نہ لے گا اور اگر اس (بیٹے) نے گواہوں سے ضمان لی تو وہ گواہ اس بھائی سے لے لیں گے۔	محیط سرخسی
۱۸	(ا) (وراثت کی گواہی میں) دو گواہوں نے کسی شخص کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ اس میت کا دادا ہے اور قاضی نے اس کے متعلق حکم کر دیا پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس میت کا باپ ہے، اور اس نے گواہی قائم کی تو اس (باپ) کے لیے حکم کیا جائے گا اور وہ اس میراث کا زیادہ حق دار قرار پائے گا۔	خلاصہ
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) وہ دادا اس آدمی کا باپ قرار دیا جائے گا جس نے میت کا باپ ہونے کا دعویٰ کیا ہے پس اگر اس باپ نے قاضی سے یہ کہا کہ یہ شخص جس نے یہ گواہی قائم کی ہے کہ وہ (میت کا) دادا ہے وہ میرا باپ نہیں ہے اسے حکم دو کہ وہ گواہی دوبارہ پیش کرے تو قاضی اسے اس کا مکلف نہ کرے گا۔	محیط
۱۹	(ا) اور اگر (وراثت کی گواہی میں) دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی نے حکم کیا ہے کہ وہ شخص اس میت کا وارث ہے اور اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو قاضی اس کی وراثت کا حکم دے گا نسب کا نہیں خواہ انہوں نے نسب بیان کی یا نہ۔ پس اگر کسی دوسرے شخص نے بیان اور دلائل سے ایسی نسب ثابت کی جس سے اس (پہلے) کے لیے (وراثت میں) حجاب یا شراکت لازم آتی ہے تو قبول ہو سکے گی اور وہ حجاب یا شراکت لازم ہو گی حتیٰ کہ اگر پہلے نے یہ بیان کیا کہ وہ شخص اس میت کا بیٹا ہے اور دوسرے نے یہ ثابت کیا کہ وہ (بھی) اس میت کا بیٹا ہے تو وراثت ان دونوں میں (تقسیم) ہو گی (ب) اور اگر اس دوسرے نے یہ ثابت کیا کہ وہ اس میت کا باپ ہے تو دوسرے کے لیے (اس میت کے ترکہ میں سے) چھٹا حصہ ہو گا اور باقی اس پہلے شخص کے لیے ہو گا (ج) اور اگر اس	

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشهادة فی المواریث — الشهادة فی المواریث	حوالہ
۷۲۳	اسداس الارث وللاول السدس ولو برهن الثانی انه ابو المیت ایضا فالارث للثانی والجواب فی المعتق کالجواب فی الاب ورد بینة الاول علی ابوته بعد القضاء للثانی الا اذا برهن الاول علی ان القاضی قضی بانه ابو المیت فکان اولی وبطل نسب الثانی ولو برهن الاول علی ابوته قبل القضاء للثانی اشترکا فی الارث حتی لو مات احدهما تعین الآخر ابا والحکم فی الولاء علی هذه الوجوه وان کان الاول معتوها او صغیرا لا یقدر علی البیان جعله القاضی ابنا لو کان ذکرا فان جاء الثانی وبرهن انه ابو المیت جعل للثانی سدس المال وان برهن انه اخو المیت یجعله محجوبا بالاول وان کان الاول امرأة جعله بنتا للمیت وجعل لها جمیع المال بالفرض والرد فان جاء آخر وادعی انه اخو المیت یعطیه النصف وان ذکر الثانی انه ابنه یعطیه الثلثین۔	کذا فی الکافی
۲۰۱	رجل اقام البینة انه عم المیت ووارثه لا نعلم له وارثا غیره ثم اقام الآخر البینة انه اخو المیت ووارثه لا نعلم له وارثا غیره ثم آخر البینة انه ابن المیت لا نعلم له وارثا غیره واقاموا البینة جمیعا معا فانه یقضی بالمیراث للابن۔	کذا فی محیط السرخسی

دفعات نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۳	پہلے شخص نے یہ ذکر کیا کہ وہ اس میت کا دادا ہے اور دوسرے نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اس میت کا باپ ہے تو وہ وراثت اس دوسرے کے لیے ہو گی (د) اور اگر اس پہلے شخص نے یہ ذکر کیا کہ وہ اس میت کا باپ ہے اور دوسرے نے یہ ثابت کیا کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے تو اس دوسرے شخص کے لیے (اس میت کے ترکہ میں سے) وراثت سے پانچ سدس اور پہلے کے لیے ایک سدس ہو گا۔ اور اگر دوسرے شخص نے یہ ثابت کیا کہ وہ بھی اس میت کا باپ ہے تو وہ وراثت اس دوسرے شخص کو ملے گی (س) اور معتق (یعنی آزاد کرنے والے کی صورت) کا جواب، باپ کی صورت کے جواب کی طرح ہے (س) اور دوسرے شخص کے لیے (اس کا باپ ہونے کے متعلق) قاضی کا فیصلہ ہو چکنے کے بعد پہلے شخص کے لیے (اس کا باپ ہونے کے متعلق) گواہی رد کر دی جائے گی لیکن اگر پہلے نے یہ ثابت کیا کہ اس (فلاں شہر کے) قاضی نے اس کے لیے یہ حکم کیا تھا کہ وہ اس میت کا باپ ہے تو (پھر) وہ مقدم ہے اور اس دوسرے شخص کے لیے نسب باطل قرار پائے گی (م) اور اگر اس دوسرے شخص کے لیے (اس کا باپ ہونے کا متعلق) قاضی کا فیصلہ ہونے سے پہلے اس پہلے شخص نے اس کا باپ ہونا ثابت کیا تو وہ دونوں اس میت کی) وراثت میں شریک قرار پائیں گے حتیٰ کہ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کی وفات ہو گئی تو دوسرے کے متعلق باپ ہونا متعین ہو جائے گا (ط) اور ولاء کی صورت میں بھی حکم انہیں وجوہ پر ہے۔ (ع) اور اگر وہ پہلا شخص (جس کے لیے اس فلاں شہر کے قاضی نے حکم تھا وہ) معتوہ (یعنی مدہوش) یا چھوٹا (یعنی نابالغ) ہے جو بیان پر قادر نہیں تو اگر وہ مذکر ہے تو قاضی اسے (اس میت کا) بیٹا قرار دے گا پھر اگر وہ دوسرا شخص آیا اور اس نے ثابت کیا کہ وہ اس میت کا باپ ہے تو اس دوسرے کے لیے اس مال کا چھٹا حصہ ہو گا اور اگر اس دوسرے شخص نے یہ ثابت کیا کہ وہ اس میت کا بھائی ہے، تو (قاضی) اسے اس پہلے شخص کی وجہ سے محجوب قرار دے گا اور اگر وہ پہلا شخص (مذکر نہ تھا بلکہ وہ) مونث تھی تو قاضی اسے اس میت کی بیٹی قرار دے گا اور اسے بطور حصہ مقرر اور رد کے سب مال دے گا پس اگر وہ دوسرا شخص آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس میت کا بھائی ہے تو (قاضی) اسے نصف مال دے گا اور اگر اس دوسرے شخص نے یہ کہا کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے تو (قاضی) اسے دو ثلث دے گا۔	کافی
۲۰	(وراثت کی گواہی میں) کسی شخص نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس میت کا چچا اور اس کا وارث ہے ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے پھر ایک اور شخص نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس میت کا بھائی اور وارث ہے ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے پھر ایک اور نے یہ گواہی (قائم کی) کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے، ہم اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے اور ان سب نے وہ گواہی معاً (یعنی اکٹھے ایک ہی وقت میں) قائم کی تو (قاضی) میراث کے متعلق اسے بیٹے کے لیے حکم کرے گا۔	محیط سرخسی

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشہادۃ فی المواریث — الشہادۃ فی المواریث	حوالہ
۴۲۳ ۲۱	اذا مات الرجل فاقام رجل بینۃ انہ فلان بن فلان الفلانی وان المیت فلان بن فلان الفلانی حتی التقیا الی اب واحد من قبیلۃ واحدۃ وھو عصبۃ المیت ووارثہ لا نعلم لہ وارثا غیرہ قضی لہ بالمیراث فان جاء آخر بعد ذلک واقام بینۃ انہ عصبۃ المیت فان اثبت الثانی مثل ما اثبتہ الاول بان اثبت انہ فلان بن فلان الفلانی والمیت فلان بن فلان الفلانی حتی التقیا الی اب واحد قبلت بینۃ الثانی اذا التقیا الی اب واحد من قبیلۃ واحدۃ وان کانا من قبیلتین بان ادعی الاول انہ من العرب وادعی الثانی انہ من العجم لا تقبل بینۃ الثانی وان اثبت الثانی نسبا ابعد من الاول بان اثبت الثانی انہ ابن ابن عمہ فالقاضی لا یلتفت الی بینتہ وان التقیا الی اب واحد من قبیلۃ واحدۃ او من قبیلتین وان اثبت الثانی نسبا فوق الاول بان ادعی الثانی ان المیت ابنہ وولد علی فراشہ وانہ ابوہ لا وارث لہ غیرہ فھذا علی وجھین ان ادعی الاب نسبہ من القبیلۃ التی ادعاھا ابن العم تقبل بینۃ الاب وینقض القضاء الاول فی حق المیراث دون النسب حتی یبقی الاول ابن عم لہ حتی لو مات ھذا الاب یرث الاول منہ اذا لم یکن لہ وارث اقرب منہ وان ادعی نسبہ من قبیلۃ اخری قبلت بینۃ الاب ونقض القضاء الاول فی حق النسب والمیراث جمیعا۔	کذا فی المحیط
۲۲	اذا ادعی دارا فی ید انسان انھا لہ ورثھا من ابیہ وجاء بشھود شھدوا انھا کانت لابیہ الی ان مات وترکھا میراثا لا نعلم لہ وارثا غیرہ او شھدوا انھا کانت لابیہ یوم الموت فالقاضی یقبل ھذہ الشہادۃ ویقضی بالدار للمدعی وان لم یشھدوا انہ ترکھا میراثا لہ وکذا اذا شھدوا انھا کانت فی ید ابیہ الی ان مات او شھدوا انھا کانت فی ید ابیہ یوم الموت فالقاضی یقبل ھذہ الشہادۃ ویقضی بالدار للمدعی وھو ظاھر الروایۃ واصح	ھکذا فی الذخیرۃ
	لو شھدوا ان اباہ مات وھو ساکن فی ھذہ	

دفعات شق نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۳ ۲۱	(۵) جب ایک شخص کی وفات ہوگئی تو (وراثت کے لیے) ایک آدمی نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ فلاں بن فلاں، فلاں قبیلہ کا ہے اور یہ میت فلاں بن فلاں، فلاں قبیلہ کا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں ایک قبیلہ کے ایک باپ پر مل جاتے ہیں اور یہ کہ وہ اس میت کا عصبہ اور وارث ہے ہم اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں جانتے تو (قاضی) اس کے لیے میراث کا حکم کرلے گا پھر اگر اس کے بعد دوسرا شخص آیا اور اس نے یہ گواہی دی قائم کی کہ وہ اس میت کا عصبہ ہے تو اگر اس دوسرے شخص نے بھی اسی طرح ثابت کیا جس طرح کہ پہلے نے ثابت کیا تھا مثلاً اس نے ثابت کیا کہ وہ فلاں بن فلاں، فلاں قبیلہ کا ہے اور وہ میت فلاں بن فلاں، فلاں قبیلہ کا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں ایک باپ پر مل جاتے ہیں تو اس دوسرے شخص کی گواہی (بھی) قبول کی جاسکے گی جب کہ وہ ایک قبیلہ کے ایک باپ پر مل جاتے ہوں (ب) اور اگر وہ دونوں دو قبیلوں میں سے تھے مثلاً یہ کہ پہلے شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ عرب سے ہے اور دوسرے نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ عجم سے ہے تو دوسرے کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ج) اور اگر دوسرے شخص نے پہلے کی نسبت دور کی نسب ثابت کی مثلاً اس دوسرے شخص نے یہ ثابت کیا کہ وہ اس (میت) کے چچا کے بیٹے کا بیٹا ہے تو قاضی اس کی گواہی کی طرف التفات نہ کرے گا اگرچہ وہ دونوں ایک قبیلہ میں سے یا دو قبیلوں سے ایک باپ پر مل جاتے ہوں (د) اور اگر دوسرے شخص نے پہلے کی نسبت بڑھیا نسب ثابت کی مثلاً اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ میت اس کا بیٹا ہے وہ اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے اور وہ شخص اس کا باپ ہے اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں (۱) اگر اس باپ نے اس (میت) کی نسب کا دعویٰ اسی قبیلہ سے کیا ہے جس قبیلہ سے اس کے چچا کے بیٹے نے دعویٰ کیا ہے تو باپ کی وہ گواہی قبول کی جاسکے گی اور میراث کے حق میں پہلا حکم ٹوٹ جائے گا البتہ نسب کے حق میں نہ ٹوٹے گا حتیٰ کہ اس پہلے کا، اس کے چچا کا بیٹا قرار پانا باقی رہے گا حتیٰ کہ اگر یہ باپ وفات پاگیا تو پہلا (یعنی اس کے چچا کا وہ بیٹا) اس کا وارث قرار پائے گا جب کہ اس کا اس سے زیادہ قریب کوئی وارث نہ تھا (۲) اور اگر اس (باپ) نے اس کی نسب کا دعویٰ دوسرے قبیلہ سے کیا تو باپ کی وہ گواہی قبول کی جاسکے گی اور نسب اور میراث سبھی کے حق میں وہ پہلا حکم ٹوٹ جائے گا۔	محیط
۲۲	(۵) جب کسی شخص نے (وراثت کے لیے) ایک ایسے گھر کے متعلق جو کسی اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس کا ہے جو اس (مدعی) نے اپنے باپ سے ورثہ میں پایا ہے اور وہ گواہ لایا جنہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر اس مدعی کے باپ کا تھا حتیٰ کہ وہ وفات پاگیا اور اس گھر کو بطور میراث چھوڑ گیا ہم اس (مدعی) کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے یا انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر اس کے باپ کا اس کے یوم وفات تک تھا تو قاضی یہ گواہی قبول کرسکے گا اور اس گھر کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کرے گا اگرچہ ان گواہوں نے گواہی میں یہ نہ کہا کہ وہ اس کے لیے بطور میراث چھوڑ گیا (ب) اس طرح جب ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر اس کے باپ کے قبضہ میں تھا حتیٰ کہ اس کی وفات ہوگئی یا انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر اس کے باپ کے قبضہ میں اس کے یوم وفات تک تھا	

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی شهادة فی المواريث — الشهادة فی المواريث	حواله
۲۲۳	الدار تقبل۔	كذا فی المحيط
	ولو شهدوا ان اباه مات فی هذه الدار او شهدوا ان اباه كان فی هٰذه الدار حتی مات اوحتی مات فيها لا تقبل وكذا لو شهدوا ان اباه دخل بهذه الدار و مات لا تقبل۔	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	اذا شهد الشهود ان اباه مات وهو لابس هذا القميص او لابس هٰذا الخاتم تقبل هذه الشهادة	كذا فی المحيط
	اطلق محمدؒ فی الجواب فی الخاتم و حكی القاضی ابو الهيثمؒ عن القضاة الثلاثةؒ انهم كانوا يفصلون و يقولون ان شهدوا ان الخاتم كان فی خنصره او بنصره يوم الموت تقبل الشهادة وان شهدوا انه كان فی السبابة او فی الوسطی او فی الابهام لا تقبل الشهادة ولكن الصحيح ان يجری علی اطلاقه كما ذكره محمدؒ	كذا فی الذخيرة
۲۴	ولو شهدوا انه مات وهو حامل لهذا الثوب تقبل۔	كذا فی المحيط
۲۵	ولو شهدوا ان اباه مات وهو راكب هذه الدابة قضی بالدابة للوارث۔	كذا فی الذخيرة
۲۶	ولو شهدوا ان اباه مات وهو قاعد علی هذا الفراش او علی هذا البساط او نائم عليه لا تقبل هذه الشهادة۔	كذا فی الذخيرة
۲۷	ولو شهدوا ان اباه مات وهذا الثوب موضوع علی رأسه ولم يشهدوا انه حامل له لا تقبل هذه الشهادة ولا يقضی للوارث۔	كذا فی الذخيرة
۲۸	ولو شهدوا انه كان هو الواضع علی راسه يوم الموت تقبل۔	هكذا فی محيط السرخسی

ؒ حکم نمبر ۲۲ تا ۲۶/۴۲۳ میں مندرجہ صورتوں کے احکام کا تعلق عربی محاورات اور لوگوں کی عادات سے ہے (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲	تو قاضی یہ گواہی قبول کر سکے گا اور اس گھر کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کرے گا یہ حکم ظاہر روایت کا اور زیادہ صحیح ہے	ذخیرہ
	(ج) اور (مذکورہ صورت میں) اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کا باپ وفات پا گیا اور وہ اس گھر میں رہتا تھا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
	(د) اور (مذکورہ صورت میں) اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کے باپ نے اس گھر میں وفات پائی یا انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کا باپ اس گھر میں تھا حتیٰ کہ اس نے وفات پائی یا یوں کہا کہ حتیٰ کہ اس نے اس گھر میں وفات پائی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی اور اس طرح اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کا باپ اس گھر میں داخل ہوا اور وفات پا گیا تو (ان صورتوں میں مذکورہ دعویٰ کے لیے وہ گواہی) قبول نہ ہوگی لہ	قاضی خان
۲۳	(ا) جب (وراثت کے لیے) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کا باپ وفات پا گیا اور وہ اس قمیص کو پہنے ہوئے تھا یا (یوں کہا) کہ وہ اس انگشتری کو پہنے ہوئے تھا تو ان کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
	(ب) امام محمد رح نے (مذکورہ صورت میں) انگوٹھی کے متعلق جواب مطلقاً ذکر کیا ہے اور قاضی ابوالہیثم رح نے تینوں قاضیوں رح سے روایت کیا ہے کہ وہ اس میں تفصیل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ انگشتری اس کی وفات کے وقت اس کی چھنگلیا یا اس کے ساتھ والی انگلی میں تھی تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ (انگشتری) انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی یا درمیانی انگلی یا انگوٹھے میں تھی تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ج) لیکن صحیح حکم یہ ہے کہ حکم مطلقاً جاری ہوگا جیسا کہ اسے امام محمد رح نے ذکر کیا ہے۔	ذخیرہ
۲۴	اور اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے وفات پائی اور وہ اس کپڑے کو اٹھائے ہوئے تھا تو ان کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۲۵	اور اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کے باپ نے وفات پائی اور وہ سواری کے اس جانور پر سوار تھا تو (قاضی) سواری کے اس جانور کے متعلق وارث کے لیے حکم کر سکے گا۔	ذخیرہ
۲۶	اور اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کے باپ نے وفات پائی اور وہ اس بستر یا اس بچھونے پر بیٹھا ہوا تھا یا (یوں کہا کہ) وہ اس پر سویا ہوا تھا تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی	ذخیرہ
۲۷	اور اگر (وراثت کی گواہی کی مذکورہ صورت میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کے باپ نے وفات پائی تو یہ کپڑا اس کے سر پر رکھا ہوا تھا اور انہوں نے یہ گواہی نہ دی کہ وہ اس کپڑے کو اٹھائے ہوئے تھا تو (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہوگی اور (قاضی) وارث کے لیے حکم نہ کرے گا۔	ذخیرہ
۲۸	اور اگر (وراثت کی گواہی) میں گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ وفات کے دن اس کپڑے کو اپنے پر رکھے ہوئے تھا تو (ان کی یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	محیط سرخسی

حوالہ	الباب السادس فی الشهادة فی المواريث — الشهادة فی المواريث	دفعات و شق نمبر
کذا فی المحیط	والاصل فی جنس هذه المسائل ان الشهود اذا شهدوا على فعل من المورث فی العين عند موته فهذا على وجهين اما ان يشهدوا بفعل هو دليل اليد او بفعل ليس هو بدليل اليد فالذی هو دليل اليد فی النقليات فعل لا يتصور ثبوته بدون النقل كاللبس والحمل او فعل يحصل عادة للنقل كالركوب فی الدواب وفی غير النقليات دليل اليد فعل يوجد من الملاك فی الغالب كالسكنى فی الدور فهذا النوع من الفعل اذا قامت البينة على وجوده من المورث فی العين عند موته يقضى بالمدعا للمدعی و الذی ليس بدليل اليد فی النقليات فعل يتأتی بدون النقل ولا يحصل فی الغالب للنقل كالجلوس على البساط وفی غير النقليات الذی ليس بدليل اليد فعل يوجد من غير الملاك فی الغالب كالجلوس والنوم فی الدار فهذا النوع من الفعل اذا قامت الشهادة على وجوده من المورث فی العين عند موته لا يقضى بالعين للمدعی۔	۴۲۳ ۲۹
کذا فی فتاوی قاضیخان	اذا شهدوا انها كانت ملك ابيه او ان اباه كان يسكن هذه الدار او يملكها فان جروا الميراث فقالوا مات وتركها ميراثا له قبلت شهادتهم ويقضى له فی قولهم وان لم يجروا لا تقبل فی قول ابی حنيفہؒ ومحمدؒ وتقبل فی قول ابی يوسفؒ الآخر۔	۳۰
کذا فی فتاوی قاضیخان	وان شهدوا على اقرار المدعا عليه بشیء من ذلك يكون اقرارا منه بالملك للمدعی ويؤمر بالتسليم اليه۔	۳۱
کذا فی المحیط	لو شهد الشهود انها كانت لابيه ولم يجروا الميراث الى المدعی فالقاضی لا يقبل هذه الشهادة فی قول ابی حنيفہؒ ومحمدؒ وهو قول ابی يوسفؒ اولا۔	۳۲
	ولو شهدوا انها كانت لابيه مات فيها فعلى هذا	۳۳

دفعات شقی نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۳ ۲۹	اور (وراثت گے) اس جنس کے مسائل (کے احکام) میں قاعدہ یہ ہے کہ جب گواہوں نے کسی عین چیز میں، مورث کی موت کے وقت، اس کے فعل کی گواہی دی تو ایسا فعل دو قسم پر ہے یا تو وہ ایسے فعل پر گواہی دیں گے جو دلیل قبضہ ہے اور یا وہ ایسے فعل پر گواہی دیں گے جو دلیل قبضہ نہیں ہے پس جو فعل دلیل قبضہ ہے وہ قابل انتقال چیزوں میں ایسا فعل ہے کہ اس کا ثبوت بغیر منتقل کئے متصور نہیں ہوتا مثلاً پہننے اور اٹھانے کا فعل، یا ایسا فعل جو قابل انتقال چیزوں میں عادۃً حاصل ہوتا ہے مثلاً سواری کے جانوروں کی صورت میں سواری کا فعل، اور ناقابل انتقال چیزوں دلیل قبضہ ایسا فعل ہے جو فعل بالعموم مالکوں ہی سے پایا جاتا ہے مثلاً گھر میں رہائش، پس فعل کی یہ قسم (یعنی جو فعل قابل انتقال اور ناقابل انتقال چیزوں میں دلیل قبضہ ہے) جب کسی عین چیز میں مورث کی طرف سے اس کی موت کے وقت پائے جانے پر گواہی قائم ہو تو قاضی اس دعوٰی شدہ چیز کے متعلق مدعی کے لیے حکم کر سکے گا اور جو فعل دلیل قبضہ نہیں وہ قابل انتقال چیزوں میں ایسا فعل ہے جو بغیر منتقل کئے ہوتا ہے اور اس کا حصول بالعموم منتقل کرنے کے لیے نہیں ہوتا مثلاً بچھونے پر بیٹھنا اور ناقابل انتقال چیزوں میں جو فعل دلیل قبضہ نہیں ایسا فعل ہے جو بالعموم غیر مالکوں سے (بھی) پایا جاتا ہے مثلاً گھر میں بیٹھنا اور سونا پس فعل کی یہ قسم (یعنی جو قابل انتقال اور ناقابل انتقال چیزوں میں دلیل قبضہ نہیں ہے) جب کسی عین چیز میں مورث کی طرف سے اس کی موت کے وقت پائے جانے پر گواہی قائم ہو تو قاضی اس عین چیز کے متعلق مدعی کے لیے حکم نہ کرے گا۔	محیط
۳۰	(ا) جب (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر اس کے باپ کی ملکیت تھا یا یہ کہ اس کا باپ اس میں رہائش رکھتا تھا یا یہ کہ وہ اس کا مالک تھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر گواہوں نے اس کے لیے میراث ثابت کی اور یوں کہا کہ اس نے وفات پائی اور یہ گھر اس مدعی کے لیے میراث چھوڑا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور سب کے قول میں قاضی اس (مدعی) کے لیے حکم کرے گا (ب) اور اگر گواہوں نے گواہی میں (اس مدعی کے لیے میراث کو) ثابت نہ کیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول میں وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول میں (وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	قاضی خان
۳۱	اگر (وراثت کی گواہی کی مذکورہ صورت میں) گواہوں نے مذکورہ امور میں سے کسی امر کے متعلق مدعا علیہ کے اقرار پر گواہی دی تو یہ اس (مدعا علیہ) کی طرف سے مدعی کے لیے ملکیت کا اقرار ہوگا اور اسے مدعی کے سپرد کرنے کا حکم کیا جائے گا۔	قاضی خان
۳۲	اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ (گھر اس (مدعی) کے باپ کا تھا اور انہوں نے مدعی تک میراث ثابت نہ کی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں قاضی وہ گواہی قبول نہ کرے گا اور امام ابو یوسف رح کا پہلا قول بھی یہی ہے۔	محیط
۳۳	اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ (گھر) اس مدعی کے باپ کا تھا اس نے	

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشهادة فی المواریث — الشهادة فی المواریث	حوالہ
٤٢٣	الخلاف ۔	كذا فی الفصول العمادية
٣٤	و لو شهدوا انها لابیه و لم یقولوا مات و ترکها میراثا له، منهم من قال هذا ایضا علی الخلاف و منهم من قال ههنا لا تقبل بالاجماع و هو اختیار الفضلی رح و هو الاصح كذا فی الخلاصه فی کتاب الدعوی فی الفصل العاشر و هكذا فی الفصول العمادية	
٣٥	اذا مات رجل فاقام وارثه بینة علی دار انها کانت لابیه اعارها او آجرها او اودعها الذی فی یده فانه یأخذها و لا یکلف البینة علی انه مات و ترکها میراثا له ۔	كذا فی الكافی
٣٦	اذا شهد شاهدان ان فلانا مات و ترك هذه الدار میراثا لفلان ابنه هذا و لا یعلمون له وارثا غیره و لو یدرکوا فلان المیت فشهادتهم باطلة ۔	كذا فی المبسوط
	هذا اذا کان نسب المدعی معروفا من المیت و ان لم یکن نسبه معروفا منه فشهدوا انه ابن فلان بن فلان المیت و ان فلانا المیت ترك هذه الدار میراثا له و لم یدرکا المیت لم یذکر هذا الفصل ههنا و ذکر فی المنتقی اجیز شهادتهما فی النسب و ابطلها فی المیراث ۔	كذا فی المحیط
٣٧	لو شهدوا علی دار فی ید رجل انها کانت لفلان جد هذا المدعی و خطته و قد ادرکوا الجد و المدعی یدعی انها کانت لابیه فان جروا المیراث بان شهدوا انها کانت لجد هذا المدعی فلان مات و ترکها میراثا لابی هذا المدعی ثم مات الاب و ترکها میراثا لهذا المدعی تقبل الشهادة و یقضی بالدار للمدعی و ان لم یجروا المیراث فان لم یعلم تقدم موت الجد علی موت الاب لا یقضی بالدار للمدعی بالاجماع و ان علم فکذلك الجواب عند ابی حنیفه رح و محمد رح و ابی یوسف رح اولا و بعض مشائخنا رح قالوا فی هذه المسئلة لا تقبل	

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۳	اس میں وفات پائی تو اس کے حکم میں بھی یہ (مذکورہ) اختلاف ہے۔	فصولِ عمادیہ
۴۴	(د) اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر اس (مدعی) کے باپ کا ہے اور انہوں نے یہ نہ کہا کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس نے وہ گھر اس مدعی کے لیے میراث چھوڑا تو (اس کے حکم کے متعلق) ان میں سے بعض (مشائخ) وہ ہیں جن کا قول ہے کہ اس (صورت) کا حکم بھی (مذکورہ) اختلاف پر ہے (ب) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول ہے کہ وہ گواہی بالاجماع قبول نہ ہو گی اور اس حکم کو امام الفضلی رح نے اختیار کیا ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ، فصول عمادیہ
۴۵	جب کسی شخص نے وفات پائی تو اس (کی وراثت کی گواہی میں اس) کے وارثوں نے ایک گھر کے متعلق یہ گواہی قائم کی کہ وہ گھر ان کے باپ کا تھا اس نے اس آدمی کو جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے، مانگے دیا تھا یا اجرت پر دیا تھا یا اسے امانۃً دیا تھا تو قاضی اس سے وہ گھر لے لے گا اور (وارثوں کو) اس گواہی کا مکلف نہ کرے گا کہ اس شخص نے وفات پائی اور وہ گھر اس (مدعی) کے لیے میراث چھوڑا۔	کافی
۴۶	(د) جب (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے وفات پائی اور یہ گھر اپنے اس بیٹے کے لیے میراث چھوڑا اور وہ اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے حالانکہ ان گواہوں نے اس فلاں میت شخص کو نہیں پایا تھا تو ان کی یہ گواہی باطل ہے۔	مبسوط
	(ب) اور یہ (مذکورہ حکم) اس صورت میں ہے کہ مدعی کی نسب اس میت سے مشہور ہو اور اگر اس مدعی کی نسب اس میت سے مشہور نہ تھی پھر انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ (مدعی) فلاں بن فلاں میت کا بیٹا ہے اور اس فلاں میت نے یہ گھر اس کے لیے وراثت میں چھوڑا اور ان دونوں گواہوں نے اس میت کو نہ پایا تھا تو اس صورت کا حکم یہاں مذکورہ نہیں ہے اور المنتقی میں مذکور ہے کہ میں ان دونوں کی گواہی نسب کے بارے میں جائز قرار دوں گا اور یہ گواہی میراث کے بارے میں باطل قرار دوں گا۔	محیط
۴۷	اگر (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے ایک مکان کے متعلق جو ایک اور شخص کے قبضہ میں ہے یہ گواہی دی کہ یہ گھر فلاں آدمی کا تھا اور اس کے نام تھا جو کہ اس مدعی کا دادا تھا اور ان گواہوں نے اس مدعی کے دادا کو پایا تھا اور مدعی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ گھر اس کے باپ کا تھا تو اگر گواہوں نے (اس مدعی کے لیے) میراث ثابت کی مثلاً انہوں نے یوں گواہی دی کہ وہ گھر اس مدعی کے دادا فلاں شخص کا تھا اس نے وفات پائی اور وہ (گھر) اس مدعی کے باپ کے لیے میراث چھوڑا پھر (اس مدعی کے) باپ نے وفات پائی اور (وہ گھر) اس مدعی کے لیے میراث چھوڑا تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی اس گھر کے متعلق مدعی کے لیے حکم کرے گا (ب) اور اگر ان گواہوں نے (مدعی کے لیے) میراث ثابت نہ کی تو اگر (مدعی کے اس) دادا کی وفات (مدعی کے) باپ کی وفات سے پہلے ہونا معلوم نہ ہوا تو قاضی اس گھر کے متعلق مدعی کے لیے حکم نہ کرے	

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشہادۃ فی المواریث — الشہادۃ فی المواریث	حوالہ
۷۲۳	الشہادۃ بلا خلاف۔	
	ولو شہدوا علی اقرار ذی الید ان ہذہ الدار کانت لجد ہذا المدعی ولم یجروا المیراث فان القاضی یقضی بالدار للمدعی اذا لم یکن لہ وارث آخر۔	ہکذا فی الذخیرۃ
۳۸	اذا شہدوا ان ہذہ الدار لجد ہذا المدعی ولم یقولوا کانت لجدہ فان جروا المیراث تقبل ویقضی بالدار للمدعی وان لم یجروا المیراث فعلی قول ابی حنیفۃ رح و محمد رح لا تقبل واما علی قول ابی یوسف رح الآخر فقد اختلف المشائخ فیہ بعضہم قالوا تقبل ومنہم من قال لا تقبل ولا یقضی بالدار للمدعی ایضا۔	کذا فی المحیط
۳۹	قال فی کتاب الاقضیۃ دار فی یدی رجل اقام احد البینۃ ان ابی اشتراہا منہ بالف درہم وقد مات ابی والبائع یجحد ذلک فانی لا اکلفہ البینۃ ان اباہ مات وترکہا میراثا ولکن اسألہ البینۃ انہم لا یعلمون لہ وارثا غیرہ فان اقامہا امرتہ بدفع الدار الیہ۔	کذا فی الذخیرۃ
	ولو کانت الدار فی ید غیر البائع کلف کلیہما	کذا فی محیط السرخسی
۴۰	قال فی الاصل دار فی ید رجل جاء ابن اخی صاحب الید واقام بینۃ ان ہذہ الدار کانت لجدہ مات وترکہا میراثا بین ابیہ وبین عمہ ہذا الذی الدار فی یدیہ نصفین ثم مات ابوہ وترک نصیبہ میراثا لہ فالقاضی یقبل ہذہ البینۃ ویقضی بالدار بین المدعی وبین عمہ نصفین فان لم یقض القاضی ببینۃ ابن الاخ حتی اقام بینۃ	

دفعات دفعہ نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۷	گا اس پر اجماع ہے۔ اور اگر (دادا کی وفات کا مدعی کی وفات سے پہلے ہونا) معلوم ہوگیا تو (بھی) امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اور امام ابویوسف رح کے پہلے قول کے بموجب یہی جواب ہے اور ہمارے بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں وہ گواہی بلا خلاف قبول نہ ہوگی۔ (ج) اور اگر گواہوں نے اس قابض شخص کے اس اقرار پر گواہی دی کہ وہ گھر اس مدعی کے دادا کا تھا اور گواہوں نے مدعی کے لیے میراث ثابت نہ کی تو قاضی اس گھر کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کرے گا بشرطیکہ اس کا کوئی اور وارث نہ تھا۔	ذخیرہ
۳۸	(د) جب (وراثت کی گواہی میں) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے دادا کا ہے اور انہوں نے یہ نہ کہا کہ (یہ گھر) اس (مدعی) کے دادا کا تھا تو اگر انہوں نے (مدعی کے لیے) میراث ثابت کی تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی اس گھر کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کرے گا (ب) اور اگر انہوں نے (مدعی کے لیے) میراث ثابت نہ کی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور امام ابویوسف رح کے دوسرے قول کے بموجب مشائخ رح نے اس میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی اور قاضی اس گھر کے متعلق بھی مدعی کے لیے حکم نہ کرے گا۔	محیط
۳۹	(ا) کتاب الاقضیہ میں ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہے اور ایک اور آدمی نے (وراثت کیلئے) یہ گواہی قائم کی کہ یہ گھر میرے باپ نے اس شخص سے ایک ہزار درہم پر خریدا اور وفات پا گیا اور بائع (یعنی فروخت کنندہ) اس سے انکار کرتا ہے تو (اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ) میں اسے اس گواہی کا مکلف نہ کروں گا کہ اس کا باپ وفات پا گیا اور وہ گھر میراث چھوڑ گیا لیکن میں اس سے اس گواہی کا سوال کروں گا۔ کہ وہ اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے پس اگر اس (آدمی) نے یہ گواہی قائم کر دی تو میں وہ گھر اسے دینے کا حکم کروں گا۔	ذخیرہ
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ گھر اس بائع کے علاوہ کسی اور کے قبضہ میں تھا تو اسے ان دونوں امور کا مکلف کیا جائے گا (یعنی باپ کے وفات پانے اور میراث ثابت کرنے اور اس کے سوا کوئی اور وارث نہ ہونے کے متعلق گواہی کا مکلف کیا جائے گا)	محیط سرخسی
۴۰	الاصل میں ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہے قابض کے بھائی کا بیٹا آیا اور اس نے (اس کی وراثت کے متعلق) یہ گواہی قائم کی کہ یہ گھر اس کے دادا کا تھا وہ وفات پا گیا اور اس کے باپ اور اس چچا کے مابین جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے نصف نصف میراث چھوڑی پھر اس کا باپ وفات پا گیا اور اس نے اپنا حصہ اس کے لیے (یعنی مجھ مدعی کے لیے) میراث چھوڑا تو قاضی اس گواہی کو قبول کر سکے گا اور اس گھر کے متعلق مدعی اور اس کے چچا کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا پھر اگر قاضی نے (ابھی) بھائی کے اس بیٹے کی گواہی پر حکم نہ کیا تھا حتیٰ کہ اس (قابض) شخص نے یہ گواہی قائم کی کہ اس کا بھائی جو کہ اس مدعی کا باپ	

دفعات و شق نمبر	الباب السادس في الشهادة في المواريث — الشهادة في المواريث	حواله
٤٠ج	ان اخاه وهو ابو هذا المدعى مات قبل موت الجد وورث الجد منه السدس ثم مات الجد وصار جميع الدار ميراثا لي فهذه المسئلة على وجهين الاول ان لا يكون في يد ابن الاخ شيء من تركة ابيه وفي هذا الوجه بينة ابن الاخ اولى والوجه الثاني ان يكون في يد ابن الاخ شيء من ميراث ابيه وباقي المسئلة بحالها وفي هذا الوجه ميراث الجد كله للعم وميراث الاخ كله لابن الاخ ويجعل كانهما ماتا معا۔	كذا في المحيط
٤١	اذا كانت الدار في يدي رجل وابن اخيه فادعى كل واحد ان اباه مات وتركها ميراثا له لا وارث له غيره قضى بها بينهما نصفين فان قال العم كانت بين ابي واخي نصفين وصدقه ابن الاخ الا ان العم قال مات اخي قبل موت الجد وصار النصف الذي لاخي بين الجد وبينك اسداسا ثم مات الجد فورثت السدس منه وقال ابن الاخ مات الجد اولا وصار الذي للجد بينك وبين ابي نصفين ثم مات ابي فورثت ذلك منه فان لم تقم لهما ولا لاحدهما بينة يحلف كل واحد على دعوى صاحبه فان حلفا برئا وصار الحال بعد الحلف كالحال قبله وقبل الحلف كانت الدار بينهما نصفين وان حلف احدهما ونكل الآخر يقضى للحالف بما نكل له صاحبه وان اقام البينة احدهما قضى له بما شهدت له بينته وان اقاما جميعا البينة قضى بالدار بينهما نصفين۔	كذا في الذخيرة
٤٢	رجلان اقام كل واحد منهما بينة على دار في يدي رجل انها كانت لابيه مات وتركها ميراثا له لا يعلمون له وارثا غيره واحد هذين الرجلين ابن اخي ذي اليد ووارثه لا وارث له غيره فلم تزك البينتان حتى مات المدعا عليه	

دفعات دستی نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۳	ہے دادا کی وفات سے پہلے وفات پا گیا اور اس سے دادا نے چھٹا حصہ وراثت لی پھر وہ دادا وفات پا گیا اور تمام گھر میرے لیے میراث قرار پائی تو یہ مسئلہ دو صورتوں پر ہے ایک یہ کہ بھائی کے بیٹے کے قبضہ میں اپنے باپ کے ترکہ میں سے کوئی چیز نہ ہو تو اس صورت میں بھائی کے بیٹے کی گواہی اولی ہے اور دوسرے یہ کہ بھائی کے بیٹے کے قبضہ میں اپنے باپ کی میراث سے کوئی چیز ہو اور باقی مسئلہ بحسب حال ہو تو اس صورت میں دادا کی کل میراث (مدعی کے) چچا کے لیے ہو گی اور اس بھائی کی کل میراث اس بھائی کے بیٹے کو ملے گی اور یوں قرار دیا جائے گا کہ گویا ان دونوں (یعنی مدعی کے دادا اور باپ) نے ایک ساتھ وفات پائی۔	محیط
۴۱	(د) جب کوئی گھر ایک شخص اور اس کے بھتیجے کے قبضہ میں تھا اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے (وراثت کے لیے) یہ دعوی کیا کہ اس کے باپ نے وفات پائی اور یہ گھر میرے لیے میراث چھوڑا اور میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو اس کے گھر کے متعلق قاضی ان دونوں کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا (ب) پھر اگر چچا نے یوں کہا کہ وہ گھر میرے باپ اور بھائی کے مابین نصف نصف تھا اور بھتیجے نے بھی اس کی تصدیق کی لیکن چچا نے یوں کہا کہ میرا بھائی (تجھ مدعی کے) دادا کی وفات سے پہلے وفات پا گیا اور وہ نصف جو میرے بھائی کا تھا وہ (تیرے) دادا اور تیرے درمیان چھ حصوں میں ہو گیا (یعنی چھٹا حصہ تیرے دادا کو اور بقیہ پانچ حصے تجھے ملے) پھر (تیرا) دادا وفات پا گیا اور اس سے اس چھٹے حصہ کا میں وارث ہوا۔ اور بھتیجے نے یوں کہا کہ (میرا) دادا پہلے وفات پا گیا تھا اور دادا کا ترکہ تیرے اور میرے باپ کے مابین نصف نصف ہو گیا تھا پھر میرا باپ وفات پا گیا تو اس سے اس نصف کا میں وارث ہوا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر ان دونوں کے لیے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے گواہی قائم نہ ہوئی تو ہر ایک کو اپنے ساتھی کے دعوی کے متعلق حلف دی جائے گی پس اگر ان دونوں نے حلف کھا لی تو وہ دونوں وارث قرار پائیں گے اور اس حلف کے بعد صورت حال وہی ہو گی جو حلف سے پہلے تھی اور حلف سے پہلے وہ گھر ان دونوں کے مابین نصف نصف تھا (ج) اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے حلف کھائی اور دوسرے نے انکار کیا تو قاضی حلف کھانے والے کے لیے اس کا حکم کرے گا جس کے متعلق اس کے ساتھی نے حلف اٹھانے سے انکار کیا ہے (د) اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے گواہی قائم کی تو قاضی اس کے لیے اس کی گواہی کے مطابق حکم کرے گا (ر) اور اگر ان دونوں نے گواہی قائم کی تو قاضی اس گھر کے متعلق ان دونوں کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا۔	ذخیرہ
۴۲	(د) دو شخص ہیں ان میں سے ہر ایک نے ایک ایسے گھر (کی وراثت) کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی قائم کی کہ وہ گھر اس کے باپ کا تھا اس کے باپ نے وفات پائی اور وہ گھر اس کے لیے میراث چھوڑا اور وہ اس کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں جانتے اور ان دونوں شخصوں میں سے ایک اس قابض آدمی کا بھتیجا اور وارث ہے اس کے سوا اس کا اور	

حواله	الشهادة فی المواریث — الباب السادس فی الشهادة فی المواریث	دفعات و شق نمبر
هکذا فی المحیط	فصارت الدار فی ید ابن اخیه ولم یوص الی احد ثم زکیت البینتان جمیعا فالقاضی یقضی بها بینهما نصفین وان صار ابن الاخ ذا الید فلو اقام الاجنبی البینة علی ابن الاخ ان الدار داره ورثها من ابیه لم تسمع ولو ان القاضی زکی شهود احدهما بعد موت العم ولم یزك شهود الآخر فقضی بالدار کلها له ثم زکیت بینة الآخر لم یقض له بشیء الا اذا اعاد تلك الشهود او شهود آخر فشهدوا ان الدار داره بسبب الارث فحینئذ یقضی بجمیع الدار له فان قال الذی قضی بالدار له اولا انی اعید البینة ان الدار داره لا یلتفت الیه ولو اقام الاجنبی البینة فی حیاة العم وابن الاخ بعد موته فزکیت البینتان جمیعا قضی بالدار بینهما نصفین ولو ان ابن الاخ لم یقم البینة حتی قضی القاضی بها للاجنبی ثم اقام علی الاجنبی قضی بها لابن الاخ ولو اقام ابن الاخ البینة فی حیاة العم والاجنبی بعد موته فزکیت البینتان یقضی بها للاجنبی ولو اقام کل واحد منهما شاهدا واحدا علی العم فمات العم فورثه ابن الاخ ثم احضر کل واحد منهما شاهدا آخر فزکیت البینتان یقضی بالدار بینهما نصفین وان قال احدهما بعد ما قضی بها بینهما انا اقیم البینة علی صاحبی لا یلتفت الی ذلك ولو اقام کل واحد شاهدا واحدا علی العم فلما مات العم اقام الاجنبی شاهدا آخر فزکی شاهداه وقضی له بشهادتهما ثم جاء ابن الاخ بشاهد آخر لا یلتفت الی ذلك فان اعاد ابن الاخ شاهدین علی الاجنبی قضی بها لابن الاخ [1]	۴۲/۷۲۳

[1] حکم نمبر ۴۲/۷۲۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاویٰ ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۴۲/۷۲۲ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ ۱/۲ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق

دفعات وضمنی نمبر	چھٹا باب، وراثتوں میں گواہی کے احکام — وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۳/۷/۲/۱۴	کوئی وارث نہیں پھر (ا) ابھی ان دونوں گواہوں کے تعدیل نہ ہوئی تھی حتیٰ کہ اس مدعا علیہ (یعنی قابض آدمی) کی وفات ہوگئی اور وہ گھر اس کے بھتیجے کے قبضہ میں آگیا اور اس قابض نے کسی کو وصیت نہ کی تھی (یعنی کسی کو وصی نہ بنایا تھا) پھر ان دونوں گواہوں کا تزکیہ ہوا تو قاضی ان دونوں کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا اگرچہ وہ بھتیجا قابض ہو چکا ہے پس اگر کسی اجنبی نے اس بھتیجے پر یہ گواہی قائم کی کہ وہ گھر اس کا گھر ہے وہ اس گھر کا اپنے باپ سے وارث ہوا ہے تو (اس گواہی کی) سماعت نہ ہوگی (۲) اور اگر اس چچا کی موت کے بعد قاضی کے ہاں ان دونوں شخصوں میں سے ایک کے گواہوں کا تزکیہ ہوا اور دوسرے کے گواہوں کا تزکیہ نہ ہوا تو قاضی نے اس پورے گھر کے متعلق اس کے لیے حکم کر دیا پھر دوسرے شخص کے گواہوں کا تزکیہ ہوا تو اس کے لیے کسی شئ کا حکم نہ کرے گا لیکن جب ان گواہوں یا اور گواہوں نے (گواہی کا) اعادہ کیا اور انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر وراثت کے سبب سے اس کا گھر ہے تو پھر قاضی اس سب گھر کے متعلق اس کے لیے حکم کرے گا۔ پس اگر اس شخص نے جس کے لیے اس گھر کے متعلق پہلے حکم ہوا تھا اس نے کہا کہ میں (بھی) گواہی کا اعادہ کرتا ہوں کہ وہ گھر اس کا گھر ہے تو قاضی اس کی طرف التفات نہ کرے گا (۳) اور اگر اس اجنبی نے اس چچا کی زندگی میں گواہی قائم کی اور اس بھتیجے نے اس (چچا) کی موت کے بعد گواہی قائم کی پھر دونوں گواہوں کا تزکیہ ہو گیا تو قاضی اس گھر کے متعلق ان دونوں کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا (ب) اور اگر بھتیجے نے وہ گواہی قائم نہ کی حتیٰ کہ قاضی نے اس گھر کے متعلق اس اجنبی کے لیے حکم کر دیا پھر اس بھتیجے نے اس اجنبی پر (یعنی اس کے خلاف) گواہی قائم کی تو قاضی اس گھر کے متعلق بھتیجے کے لیے حکم کرے گا (ج) اور اگر اس بھتیجے نے چچا کی زندگی میں وہ گواہی قائم کی اور اس اجنبی نے اس کی موت کے بعد گواہی قائم کی اور دونوں گواہوں کا تزکیہ ہو گیا تو قاضی اس گھر کے متعلق اس اجنبی کے لیے حکم کرے گا (د) اور اگر ہر ایک نے اس چچا پر ایک ایک گواہ قائم کیا پھر اس چچا کی وفات ہوگئی اور اس کا بھتیجا اس کا وارث ہوا پھر ہر ایک نے ایک ایک اور گواہ قائم کیا اور دونوں گواہوں کا تزکیہ ہو گیا تو قاضی اس گھر کے متعلق ان دونوں کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا (ر) اور اگر ان دونوں کے مابین قاضی کا حکم ہو چکنے کے بعد ان دونوں میں سے ایک نے یوں کہا کہ میں اپنے ساتھی پر (یعنی اس کے خلاف) گواہی قائم کرتا ہوں تو قاضی اس کے متعلق التفات نہ کرے گا (س) اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اس چچا پر ایک ایک گواہ قائم کیا پھر جب اس چچا کی وفات ہوگئی تو اس اجنبی نے ایک اور گواہ قائم کیا اور اس کے دونوں گواہوں کا تزکیہ ہو گیا اور قاضی نے ان دونوں کی گواہی کے موجب حکم کر دیا پھر وہ بھتیجا ایک اور گواہ لایا تو (قاضی) اس کی طرف التفات نہ کرے گا پھر اگر اس بھتیجے نے اس اجنبی پر دو گواہوں کا اعادہ کیا تو قاضی اس گھر کے متعلق اس بھتیجے کے لیے حکم کر دے گا۔ ۲ھ	محیط

حکم نمبر ۱۴۱/۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی الشہادۃ فی المواریث — الشہادۃ فی المواریث	حوالہ
۴۲۳، ۴۳	فی نوادر بشرؒ عن ابی یوسفؒ رجلان اخوان لاب فی ایدیہما دار اقام احدہما بینۃ ان ہذہ الدار کانت لامی ماتت و ترکتہا میراثا بینی و بین ابی ارباعا ثم مات الاب و ترک ذلک الربع بینی و بینک و اقام الآخر بینۃ ان ہذہ الدار کانت لابی مات و ترکہا میراثا بینی و بینک قال آخذ ببینۃ الذی ادعی ثلثۃ ارباع الدار لنفسہ ولا اقبل بینۃ الآخر	کذا فی المحیط

واللہ اعلم

دفعات ونمبر	چھٹا باب وراثتوں میں گواہی کے احکام / وراثتوں میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۷۲۳	نوادر بشر رح میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ دو شخص باپ کی طرف سے بھائی ہیں ان کے قبضہ میں ایک گھر ہے (اس کی وراثت کے لیے) ان میں سے ایک نے یہ گواہی قائم کی کہ یہ گھر میری ماں کا تھا وہ وفات پاگئی اور یہ گھر میرے اور میرے باپ کے مابین چار حصوں میں میراث چھوڑا (یعنی ایک چوتھائی میرے باپ کو اور بقیہ تین چوتھائی مجھے ملی) پھر باپ وفات پاگیا اور اس نے وہ چوتھائی میرے اور تیرے مابین میراث چھوڑی اور دوسرے نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ گھر میرے باپ کا تھا اس کی وفات ہو گئی اور یہ گھر میرے اور تیرے مابین میراث چھوڑا تو (اس کے حکم کے متعلق آپ نے) فرمایا کہ میں اس کی گواہی قبول کر دوں گا جس نے اپنے لیے اس گھر کی تین چوتھائی کا دعوی کیا اور دوسرے کی اس گواہی کو قبول نہ کروں گا۔	محیط

واللہ اعلم

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ وغیرہ — الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ والتناقض بینہما وفیما یکون اکذابا للشہود وما لا یکون

فصول ۳، دفعات ۴۲۳ تا ۴۲۷، عنوانات ۵، تعداد شق ۸۲

۴۲۳ الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ

تعداد شق ۳

شق	متن	حوالہ
۱	الشہادۃ ان وافقت الدعوی قبلت والا فلا۔	كذا فی الكنز
۲	ثم المعتبر فی الاتفاق بین الشہادۃ والدعوی ہو الاتفاق فی المعنی ولا عبرۃ للفظ حتی لو ادعی الغصب وشہدا بالاقرار بالغصب تقبل۔	ہکذا فی غایۃ البیان شرح الہدایہ
۳	والموافقۃ اما المطابقۃ اوکون المشہود بہ اقل من المدعا بہ بخلاف ما اذا کان اکثر۔	كذا فی فتح القدیر

ل؎ چنانچہ فتاوی قاضی خان میں ہے کہ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ بندہ کے حق پر جب گواہی، دعوی کے خلاف ہو تو وہ گواہی باطل قرار پاتی ہے اس لیے کہ اس گواہی کے لیے دعوی شرط ہے اور وہ پایا نہیں گناہ پس وہ گواہی منزرۃ باطل قرار پاتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی ہامش عالمگیری عربی ج۲ ص۴۰۱ ۷۵ نیز حکم نمبر $\frac{۸، ۳}{۴۲۹}$، $\frac{۱۶۹}{۴۲۸}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور در مختار مع رد المحتار میں ہے کہ بندوں کے حقوق کے متعلق گواہی بغیر دعوی کے قبول نہیں ہوتی اور حقوق اللہ کے متعلق گواہی میں یہ حکم نہیں ہے الخ نیز چاہیے کہ گواہی، دعوی کے موافق ہو نہ یہ کہ دعوی گواہی کے موافق ہو چنانچہ در مختار میں ہے کہ گواہی مدعا (یعنی دعوی) سے اکثر ہو تو وہ گواہی باطل قرار پاتی ہے اور اگر گواہی دعوی سے کم ہو تو یہ حکم نہیں ہے اس لیے کہ اس کم کی حد تک گواہی، دعوی سے موافق ہے، نیز لکھا ہے کہ ملک مطلق، ملک مقید سے زائد ہوتی ہے اس لیے کہ وہ اصل سے ثابت قرار پاتی ہے۔ اور ملک بالسبب اس سبب کے وقت تک ہوتی ہے نیز دعوی کے ساتھ گواہی کی موافقت معنا کفایت کر جاتی ہے البتہ دونوں گواہوں کی باہم موافقت لفظا و معنا ہوتی ہے جس کی

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام، باب دعوی اور شہادت میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض واقع ہونے اور جن صورتوں میں گواہوں کو جھوٹا قرار دینا لازم آتا ہے اور جن میں نہیں، ان کے احکام

فصلیں ۳، دفعات ۷۲۴ تا ۷۲۷، عنوانات ۴، تعداد شق ۸۲

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۷۲۴	**دعویٰ اور شہادت میں اختلاف ہونا** اور اس میں ۳ شقیں ہیں	
۱	شہادت اگر دعوی کے موافق ہوئی تو قبول کی جاسکے گی ورنہ نہیں [۱]	کنز
۲	پھر (دعوی سے گواہی کے) موافق ہونے سے مراد معنی (و مفہوم) میں موافق ہونا ہے لفظ کا اعتبار نہیں ہے حتی کہ اگر کسی شخص نے غصب کا دعوی کیا اور گواہوں نے غصب کے اقرار پر گواہی دی تو وہ گواہی قبول کی جاسکے گی [۲]	غایۃ البیان
۳	اور دعوی اور گواہی میں موافقت یا تو مطابقت سے (یعنی دعوی کے بالکل مطابق) ہوگی یا مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی گئی ہے وہ) مدعا بہ (یعنی جس چیز کا دعوی کیا گیا ہے اس) سے کم ہونے سے ہوگی اور جب مشہود بہ، مدعا بہ سے زیادہ ہو تو اس کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی پھر دعوی اور شہادت میں موافقت نہ قرار پائے گی [۳]	فتح قدیر

تفصیل حکم ۷۲۸ میں ہے) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۴ ص ۴۳۲ (حکم نمبر ۱ تا ۲/۷۲۴، ۱۸/۷۲۵، ۱۱،۳/۷۲۶ اور ۱،۲،۶،۷ تا ۹/۷۲۷ ملاحظہ ہوں نیز دعوی اور گواہی میں اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۷۲۴ تا ۷۲۷ اور گواہوں کی گواہی میں باہم اختلاف کے متعلق حکم ۷۲۸ اور نفی پر گواہی اور گواہیوں میں اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۷۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۲] حکم نمبر ۵/۷۲۷، ۱ تا ۳/۷۲۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۳] حکم نمبر ۱/۷۲۵، ۱۴، ۱۵/۷۲۸ پر ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی اختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره ، الفصل الاول فیما یکون المدعا به دینا	حواله
	وفی هذا الباب فصول	
	الفصل الاول فیما یکون المدعا به دینا	
	دفعات ۴۲۵ تا ۴۲۵ عنوان ۱ ، تعداد شق ۱۸	
۴۲۵	**الاختلاف بین الدعوی والشهادة فیما یکون المدعا به دینا**	تعداد شق ۱۸
۱	اذا ادعی الفا وخمسمائة فشهدوا بخمسمائة یقضی بخمسمائة من غیر دعوی التوفیق .	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲	وکذا لو ادعی الفا وشهدوا بخمسمائة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	اذا ادعی علی رجل خمسمائة وشهد له الشهود بالف درهم لا تقبل شهادتهم الا اذا وفق فقال کان علیه الف درهم الا انه قضانی خمسمائة او ابرأته منها ولم یعلم الشهود بذلک فتقبل ویقضی بالخمسمائة ولا یحتاج الی اقامة البینة علی التوفیق .	کذا فی المحیط
۴	ولو ادعی خمسمائة فشهد له الشهود بالف فقال الطالب انما لی علیه خمسمائة وقد کانت الفا فقبضت منها خمسمائة وصل الکلام او فصل فشهادتهما بالخمسمائة جائزة ولو قال لم یکن لی الا خمسمائة بطلت شهادتهما .	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	اذا ادعی الغریم ان صاحب المال ابرأه او حلله وجاء بشهود شهدوا علی اقرار صاحب المال بالاستیفاء فان القاضی یسئل الغریم عن البرأة والتحلیل ان کانت بالاسقاط او الاستیفاء فان قال کانت بالاستیفاء قبلت وان قال کانت بالاسقاط لا تقبل	

ﻠﮧ حکم نمبر ۲/۴۲۴ ملاحظہ ہو اور موافقت کے بیان کی مثال کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی مال کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ

اوراس باب میں کئی فصلیں ہیں

پہلی فصل، دعوی اور شہادت میں اختلاف ہونا جبکہ دعوی مال کا ہو، اس کے احکام کا بیان

دفعات ۷۲۵ تا ۷۲۵، عنوان ۱، تعداد شق ۱۸

۷۲۵ **دعوی اور شہادت میں اختلاف، جبکہ دعوی مال کا ہو** اوراس میں ۱۸ شقیں ہیں

۱ جب کسی مدعی نے (کسی شخص پر) ایک ہزار یا پانچ سو کا دعوی کیا اور گواہوں نے (اس شخص پر) پانچ سو کے متعلق گواہی دی تو قاضی موافقت کے دعوی کے بغیر پانچ سو کے متعلق حکم کرسکے گا۔ — قاضی خان

۲ اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر مدعی نے ایک ہزار کا دعوی کیا اور گواہوں نے پانچ سو کے متعلق گواہی دی (تو قاضی پانچ سو کے متعلق حکم کرسکے گا) — قاضی خان

۳ جب مدعی نے کسی شخص پر پانچ سو کے متعلق دعوی کیا اور گواہوں نے اس کے لیے ہزار کے متعلق گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی لیکن اگر اس نے موافقت بیان کی اور (مثلاً) یوں کہا کہ اس پر (میرے) ہزار درہم تھے مگر اس نے پانچ سو مجھے ادا کردیئے تھے یا میں نے اس (پانچ سو) سے اسے بری کردیا تھا اور گواہوں کو اس کے متعلق علم نہ تھا تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جاسکے گی اور قاضی (دعوی شدہ) پانچ سو کے متعلق حکم کرسکے گا اور اس موافقت پر گواہی قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ — محیط

۴ (ا) اگر مدعی نے پانچ سو کے متعلق دعوی کیا اور گواہوں نے اس کے لیے ہزار کے متعلق گواہی دی تو طالب (یعنی مدعی) نے کہا کہ میرے اس پر پانچ سو ہی ہیں البتہ (پہلے) ایک ہزار تھے پھر میں نے اس سے پانچ سو لے لیے اس نے یہ کلام ملا کر کہا یا جدا طور پر کہا تو (اس صورت میں) پانچ سو کے متعلق ان کی گواہی جائز قرار پاسکے گی (ب) اور اگر اس (مدعی) نے یوں کہا کہ میرے صرف پانچ سو ہی تھے تو ان کی وہ گواہی باطل قرار پائے گی۔ — قاضی خان

۵ (ا) جب مقروض شخص نے دعوی کیا کہ مال والے نے اسے بری کردیا ہے یا (مال قرض میرے لیے) حلال کردیا ہے اور وہ ایسے گواہ لایا جنہوں نے مال والے کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس نے اپنا حق لے لیا تو قاضی اس مقروض سے بری کردیتے اور حلال کردیتے (کی کیفیت) کے متعلق دریافت کرے گا کہ وہ (حق لے لینا) چھوڑ دینے سے تھا یا لے لینے سے تھا پس اگر اس نے کہا کہ وہ لے لینے سے تھا تو (اس کی وہ گواہی)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ وغیرہ، الفصل الاول فیما یکون المدعا بہ دینا	حوالہ
۴۲۵	وان سکت ذکر محمدؒ فی الاصل ان لا یجبرہ علی البیان لکن لا تقبل شہادتہم مالم یوفق	کذا فی الذخیرۃ
۶	لوادعی الغریم الایفاء فشہدا ان صاحب المال ابرأ جازت و القاضی یقضی بالبرأۃ من غیر سوال و یکون الثابت بقضاء القاضی ببراءۃ الغریم بالاسقاط لا البراءۃ بالاستیفاء حتی لو کان الغریم کفیلا کفل بامر المکفول عنہ فادعی الایفاء فشہد الشہود بالابراء کان لصاحب المال ان یرجع بدینہ علی الاصیل ولا یکون للکفیل ان یرجع علی المکفول عنہ بشئ۔	ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۷	ولو ادعی الایفاء فشہدا بالھبۃ اوالصدقۃ اوالنحلۃ اوالاحلال او ادعی الھبۃ اوالصدقۃ اوالنحلۃ اوالاحلال فشہدا بالاستیفاء لا تقبل۔	ہکذا فی محیط السرخسی
۸	ذکر فی المنتقی رجلان شہدا ان لہذا علی ھذا الف درھم قد اقتضی منہا مائۃ وقال الطالب لم اقتض منہ شیئا قال ابوحنیفہؒ و ابویوسفؒ یقضی بالالف ویجعل مقتضیا للمائۃ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹	فی العیون اذا شہد الرجلان علی آخر بالف درھم وشہدا انہ قضاہ خمسمائۃ وقال الطالب لی علیہ الف وما قضانی شیئا و الشہود صدقوا فی الشہادۃ علی الالف واوھموا فی الشہادۃ علی القضاء تقبل شہادتہما ان عدلا ولو قال شہادتہم بالالف حق وبالقضاء باطل وزور لا تقبل شہادتہما لانہ نسبہما الی الفسق۔	کذا فی المحیط

ل حکم نمبر $\frac{۸ تا ۱۱}{۴۲۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ چنانچہ فتاوی قاضی خان میں ہے کہ جب مدعی نے (اپنے) گواہوں کی اس سب کے بارے میں یا اس کے بعض کے بارے میں تکذیب کی جس بارے میں انہوں نے اس کے لیے گواہی دی تو ان گواہوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی یا تو اس لیے کہ اس نے (اپنے) ان گواہوں کو فاسق قرار دیا اور

دفعات شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام / پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی مال کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۵	قبول کی جا سکے گی (ب) اور اگر اس نے کہا کہ چھوڑ دینے سے تھا تو (اس کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی (ج) اور اگر وہ خاموش رہا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمد رح نے الاصل میں ذکر کیا ہے کہ قاضی اسے بیان کرنے پر مجبور نہ کرے گا لیکن (اس صورت میں) ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ ان میں موافقت بیان نہ کرے۔	ذخیرہ
۶	اگر مقروض شخص نے وہ حق ادا کر دینے کا دعوی کیا تو دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مال کے مالک نے (اس مقروض کو) بری کر دیا ہے تو (یہ گواہی) جائز ہے اور قاضی بغیر دریافت کے بری ہونے کا حکم کر دے گا اور قاضی کے اس حکم سے مقروض کا بری ہونا (حق) چھوڑ دینے سے بری ہونا قرار پائے گا (حق) لے لینے سے بری ہونا قرار نہ پائے گا حتی کہ اگر وہ مقروض شخص کفیل (یعنی ضامن) تھا جو کہ مکفول عنہ (یعنی جس کی طرف سے کفیل تھا اس) کے امر سے کفیل بنا تھا (اور اس وجہ سے مقروض تھا) پس اس نے دعوی کیا کہ اس (صاحب المال) نے حق لے لیا ہے اور گواہوں نے اسکے بری ہونے کی گواہی دی تو صاحب المال کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنا قرض اصل (مقروض) سے لے اور اس کفیل کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ مکفول عنہ سے کچھ وصول کرلے۔	قاضی خان
۷	اگر (مذکورہ صورت میں) اس (مقروض) نے وہ حق ادا کر دینے کا دعوی کیا تو دو گواہوں نے (اس کے) ہبہ کر دینے، صدقہ کر دینے، عطیہ دے دینے یا حلال کر دینے کی گواہی دی یا اس (مقروض) نے ہبہ کر دینے، صدقہ کر دینے، عطیہ دے دینے یا حلال کر دینے کا دعوی کیا تو گواہوں نے حق لے لینے کی گواہی دی تو (ان صورتوں میں ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی۔	محیط
۸	المنتقی میں مذکور ہے کہ دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی کے لیے اس آدمی پر ایک ہزار درہم ہیں اور اس (صاحب المال) نے ان میں سے سو درہم وصول کر لیا تھا اور طالب (یعنی مدعی) نے کہا کہ میں نے اس (مقروض) سے کچھ وصول نہ کیا تھا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کا قول ہے کہ قاضی ہزار کے متعلق حکم کرے گا اور ایک سو کے متعلق وصول شدہ ہونا قرار دے گا۔ [1]	قاضی خان
۹	(د) العیون میں ہے کہ جب دو شخصوں نے دوسرے آدمی پر ایک ہزار درہم کے متعلق گواہی دی اور انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے پانچ سو ادا کر دیئے ہیں اور طالب (یعنی مدعی) نے یوں کہا کہ اس پر ہزار ہیں اور اس نے مجھے کچھ ادا نہیں کیا اور ان گواہوں نے گواہی میں ہزار کے متعلق سچ کہا ہے اور (پانچ سو کی) ادائگی کی گواہی میں انہیں وہم ہوا ہے تو اگر وہ گواہ عادل قرار دیئے گئے ہوں تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور اگر اس (طالب یعنی مدعی) نے یوں کہا کہ ان گواہوں کی گواہی ہزار کے متعلق حق ہے اور ادائگی کے متعلق باطل اور جھوٹ ہے تو ان گواہوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ اس (مدعی) نے (اپنے) ان دونوں گواہوں سے فسق منسوب کیا ہے [2]	محیط

[1] یا اس لیے کہ (مدعی کے لیے) گواہی دعوی کے بغیر قبول نہیں ہوتی اور جس بارے میں اس (مدعی) نے ان گواہوں کی تکذیب کی اس میں دعوی نہ پایا گیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۲ ص ۳۸۰ حکم نمبر ۲۵/۴۴۶ کے حاشیہ میں ہدایہ کا حوالہ، حکم نمبر ۱۱/۷۲۵، حکم نمبر ۸، ۲، ۳، ۲۰، ۴۴/۷۲۶ مع حواشی نیز ۲/۷۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره ، الفصل الاول فیما یکون المدعا به دینا	حوالہ
۴۲۵ ۱۰	لو شهدا ان لهذا علی هذا الف درهم ولکنه قد ابرأه منها وقال المدعی ما ابرأته وقال المشهود علیه ما کان له علی شیء ولا ابرأنی من شیء قال اذا لم یدع شهادتهما علی البراءة قضیت علیه بالالف۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	لو شهدا علی رجل بالف درهم والمدعی یدعی ذٰلک وشهدا ایضا للمدعا علیه علی المدعی بمائة دینار والمدعی ینکر ذٰلک قبلت شهادتهما۔	کذا فی الذخیرة
۱۲	ادعی علی اٰخر انه آجر داره منه وقبض مال الاجارة فمات وانفسخت الاجارة بموته وطلب مال الاجارة فشهد الشهود ان الآجر اقر بقبض مال الاجارة تقبل وان لم یشهدوا علی عقد الاجارة[1]۔	کذا فی الخلاصة
۱۳	ادعی علی اٰخر مائة قفیز حنطة بسبب السلم مستجمعا لشرائطه وشهد الشهود ان المدعا علیه اقر ان علیه مائة قفیز حنطة ولم یزیدوا علی هٰذا فقد قیل لا تقبل شهادتهما وقیل ینبغی ان تقبل والاول اصح۔	کذا فی الذخیرة
۱۴	ادعی قرضا علی رجل وشهدوا ان المدعی دفع الیه عشرة دراهم ولم یقولوا قبض المدعا علیه یثبت قبض المدعا علیه ویکون القول قول ذی الید انی قبضت بجهة الامانة فان ادعی انه قبض بجهة القرض یحتاج الی اقامة البینة علی القرض	کذا فی خزانة المفتین

[1] حکم نمبر ۱۲/۴۲۵ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۱۲/۴۲۵ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۲ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۲۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] وھکذا فی الفتاوی البزازیة اور لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ گواہی اس لیے قبول نہ ہوگی کہ بیع سلم کے سبب سے واجب ہونے اور کسی اور قرض کے سبب سے واجب ہونے میں فرق ہے۔ مفہوم ماخوذ از الفتاوی البزازیة علی هامش فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۲۷۱ اور بیع سلم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ محیط السرخسی وغیرہ میں لکھا ہے کہ سلم ایسا عقد ہے کہ اس سے ثمن میں ملکیت فوری طور پر ثابت قرار پاتی ہے اور اس ثمن والی چیز میں ملکیت بعد میں

دفعات و ضمنی نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی مال کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۵-۱۰	اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی کے لیے اس آدمی پر ایک ہزار درہم ہیں لیکن اس نے اسے ان درہموں سے بری کر دیا اور مدعی نے یہ کہا کہ میں نے اسے بری نہیں کیا اور مشہود علیہ (یعنی جس پر گواہی دی گئی یعنی مدعا علیہ) نے یہ کہا کہ اس (مدعی) کے لیے مجھ پر کوئی شئی نہ تھی اور نہ اس نے مجھے کسی شئی سے بری کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ جب اس (مدعی) نے بری کرنے کے متعلق ان دونوں کی گواہی کا دعوی نہیں کیا تو میں ہزار کے متعلق اس (مدعا علیہ) پر حکم کردوں گا۔	قاضی خان
۱۱	اگر دو گواہوں نے (ایک مدعی شخص کے لیے) کسی آدمی پر ایک ہزار درہم کے متعلق گواہی دی اور مدعی (بھی) اس کا دعوی کرتا ہے اور ان گواہوں نے یہ گواہی بھی دی کہ اس مدعا علیہ کے لیے اس مدعی پر ایک ہزار دینار ہیں اور وہ مدعی اس کا انکار کرتا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	ذخیرہ
۱۲	ایک شخص نے دوسرے آدمی پر یہ دعوی کیا کہ اس نے اپنا گھر اسے کرایہ پر دیا اور کرایہ کی رقم لے لی پھر اس (مالک مکان) کی وفات ہو گئی اور اس کی موت کی وجہ سے وہ اجارہ فسخ ہو گیا اور اس (مدعی) نے مال اجارہ (کی واپسی) کا مطالبہ کیا تو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ کرایہ پر دینے والے نے مالِ اجارہ پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا ہے تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اگرچہ انہوں عقد اجارہ (واقع ہونے) پر گواہی نہیں دی [2]	خلاصہ
۱۳	(ا) ایک شخص نے دوسرے آدمی پر سو قفیز (یعنی پیمانہ) گیہوں کا دعوی کیا جو کہ بسبب بیع سلم کے تھا اور بیع سلم کی شرطیں موجود تھیں اور گواہوں نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا تھا کہ اس کے ذمہ سو قفیز گیہوں ہے اور انہوں نے اس پر کچھ اضافہ نہ کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ ان کی گواہی قبول نہ ہو گی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ گواہی قبول ہونی چاہیئے (ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے [3]	ذخیرہ
۱۴	(د) ایک شخص نے دوسرے آدمی پر قرض کا دعوی کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اس (مدعا علیہ) کو دس درہم دیئے اور انہوں نے یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ نے (ان پر) قبضہ کیا تو مدعا علیہ کا قبضہ ثابت قرار پائے گا، اور قابض کا یہ قول معتبر قرار پائے گا کہ میں نے بطور امانت قبضہ کیا اور (اس صورت میں) اگر اس (مدعی) نے یہ دعوی کیا کہ اس نے بطور قرض قبضہ کیا تو اسے قرض کے متعلق گواہی قائم کرنے کی ضرورت ہوگی	خزانۃ المفتیین

ثابت قرار پاتی ہے، مثلا تو دوسرے شخص سے یوں کہے کہ میں نے تجھے دس درہم ایک کر (جو ایک پیمانہ ہے) گیہوں کے بدلے دیئے اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کئے اور اس میں نفس عقد کے لیے ایک شرط اور راس المال میں چھ اور مسلم فیہ میں دس شرطیں ہیں اور اس کے بارے مزید احکام فتاوی عالمگیری عربی بحث ۲ جلد ۳ کتاب البیوع کے باب ۱۸ میں ہیں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادة وغیرہ ، الفصل الاول فیما یکون المدعا به دینا	حوالہ
۷۲۵	لو ادعی دینارا وشهدوا ان المدعی دفع الدینار الی المدعا علیه لا تقبل هذه الشهادة ۔	کذا فی الفصول العمادیة
۱۵	ادعی القرض وشهدوا علی اقراره بالمال تقبل من غیر بیان السبب ۔	کذا فی خزانة المفتین
۱۶	ولو ادعی عشرة دراهم قرضا وشهدوا له بهذا اللفظ واراد[1] (داد نی است) لا یثبت القرض ولو قال (داد نی است) بسبب القرض تقبل	کذا فی خزانة المفتین
۱۷	اذا ادعی رجل علی رجل دینارا ولم یبین السبب فشهد الشهود بالسبب جازت شهادتهم ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	ذکر فی شهادات المحیط اذا ادعی الدین بسبب القرض وما اشبه ذلك وشهدوا له بالدین المطلق کان شمس الاسلام الاوزجندیؒ یقول لا تقبل هذه الشهادة وذکر فی فتاوی قاضیخان والصحیح انها تقبل وفی شهادات المحیط ایضا اذا ادعی الفا وقال خمسمائة منها ثمن عبد اشتراها منی وقبضه وخمسمائة ثمن متاع اشتراه منی وقبضه وشهدوا بخمسمائة مطلقا تقبل الشهادة علی الخمسمائة وذکر سبب لیس بشرط قال وفی هذه المسئلة تنصیص علی ان فی دعوی الدین بسببٍ اذا شهدوا له مطلقا تقبل وذکر السبب لیس بشرط وبه کان یفتی ظهیر الدین المرغینانیؒ ۔	کذا فی الفصول العمادیة

[1] بحوالہ خزانۃ المفتین ، فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت ، فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۳ ص ۳۹۶ اور مطبع الیمنیہ مصر ج ۳ ص ۵۲۹ اور مطبع مجیدی کانپور رہند ج ۳ ص ۲۲۲ میں یوں ہی ہے کہ " واراد (داد نی است) یعنی اس نے ارادہ کیا کہ دینا چاہیے اور اس عبارت کے مفہوم میں الجھن سی ہے البتہ فتاوی عالمگیری کے ترجمہ میں سید امیر علیؒ نے یوں لکھا ہے کہ " اوراد ادنی است " ، یعنی اسے دینا چاہیے الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحبؒ کے ہاں کے فتاوی عالمگیری کے نسخہ میں یہ عبارت " واراد (داد نی است) " کی بجائے " اوراد ادنی است " تھی

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی مال کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۵	(ب) اگر ایک شخص (دوسرے آدمی پر) ایک دینار کا دعوی کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے مدعا علیہ کو دینار دیا تو (قرض ثابت کرنے کے لیے) یہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	فصول عمادیہ
۱۵	ایک شخص نے (دوسرے آدمی پر) قرض کا دعوی کیا اور گواہوں نے اس مال کے متعلق مدعا علیہ کے اقرار پر گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی، بیان سبب کے بغیر قبول کی جا سکے گی۔	خزانۃ المفتین
۱۶	اگر ایک شخص نے (دوسرے آدمی پر) دس درہم قرض کا دعوی کیا اور گواہوں نے اس کے لیے اس لفظ سے گواہی دی اور ارادہ کیا کہ وادنی است (یعنی دینا چاہیے) تو (اس گواہی سے) قرض ثابت نہ ہوگا اور اگر اس نے یوں کہا کہ بسبب قرض دینا چاہیے تو (پھر) ان کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	خزانۃ المفتین
۱۷	جب ایک شخص نے دوسرے آدمی پر ایک دینار کا دعوی کیا اور سبب بیان نہ کیا اور گواہوں نے بیان سبب کے ساتھ گواہی دی تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔[۲]	قاضی خان
۱۸	(د) شہادات المحیط میں ہے کہ جب ایک شخص نے دوسرے آدمی پر مال کا دعوی قرض یا اس کی مانند سبب سے کیا اور گواہوں نے اس کے لیے مطلق مال کے متعلق گواہی دی تو (اس کے حکم کے متعلق) شمس الائمہ الاوزجندی؟ فرماتے ہیں کہ یہ گواہی قبول نہ ہوگی اور فتاوی قاضی خان میں مذکور ہے کہ صحیح حکم یہ ہے کہ یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور شہادات المحیط میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے (دوسرے آدمی پر) ایک ہزار کا دعوی کیا اور کہا کہ ان میں سے پانچسو اس غلام کی قیمت ہے۔ جو اس نے مجھ سے خرید کر قبضہ کر لیا اور پانچ سو اس سامان کی قیمت ہے جو اس نے مجھ سے خرید کر قبضہ کر لیا اور گواہوں نے مطلقاً پانچ سو کے متعلق گواہی دی (انہوں نے کوئی سبب بیان نہ کیا) تو (ان کی) وہ گواہی پانچ سو پر قبول کی جا سکے گی اور (گواہوں کا) سبب بیان کرنا شرط نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس مسئلہ (کے جواب میں) بطور نص ذکر ہے کہ مال بطور سبب کے دعوی میں، جب گواہوں نے اس مال کے لیے مطلقاً گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور (گواہی میں) سبب کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور مفتی ظہیر الدین المرغینانی رح اسی حکم پر فتوی دیتے تھے۔[۳]	فصول عمادیہ

یعنی اسے دینا چاہیے اور مفہوم کے لحاظ سے اس کو ترجیح قرار پاتی ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)
[۲] حکم نمبر 18/725 نیز 1/723 ، 27، 28/715 ، 1/724 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۳] حکم نمبر 17/725 نیز 1/723 ، 27، 28/715 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیرہ، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملکا	حوالہ
	الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملکا	
	دفعات ۴۲۶ تا ۴۲۶ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۴۴	
۴۲۶	**الاختلاف بین الدعوی والشهادة فیما یکون المدعا به ملکا** تعداد شق ۴۴	
۱	اذا کانت الدعوی بلفظ الدار وشهدوا بلفظ البیت قیل ینبغی ان تقبل فی عرفنا وهو الاشبه والاظهر۔	کذا فی الذخیرة
۲	اذا ادعی کل الدار فشهد واله بنصف الدار جازت شهادتهم ویقضی له بالنصف من غیر توفیق۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	اذا ادعی ملکا مطلقا فشهدوا بسبب معین تقبل وینبغی للقاضی ان یسأل المدعی اتدعی الملك بهذا السبب الذی شهد به الشهود اوتدعیه بسبب آخر ان قال ادعیه بهذا السبب فالقاضی یقبل شهادة شهوده ویقضی له بالملك وان قال ادعیه بسبب آخر او قال لا ادعیه بهذا السبب فالقاضی لا یقبل شهادة شهوده۔	کذا فی التبیین
۴	لو ادعی ملکا مطلقا وشهدوا علی الملك بسبب ثم شهدوا علی الملك المطلق لا تقبل شهادتهم ولو شهدوا علی الملك المطلق ثم شهدوا علی الملك بسبب تقبل شهادتهم۔	کذا فی المحیط
۵	لو ادعی النتاج وشهدوا علی الملك المطلق تقبل۔	کذا فی الفصول العمادية
۶	ولو ادعی الملك المطلق وشهدوا علی النتاج لا تقبل۔	کذا فی خزانة المفتیین
۷	اذا ادعی اولا الملك فی الدابة بالنتاج وشهد له الشهود انها له	کذا فی خزانة المفتیین

له حکم نمبر ۱/۴۲۴ مع حاشیہ الاشبہ اور الاظہر کے الفاظ کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۱ کے ۲۰۲۳ کا ۹، ۱۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ے حکم ۱/۴۲۴ کا حاشیہ، ۸/۴۲۶ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۴۲۵، ۶۹/۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
	دوسری فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جبکہ دعوی ملکیت کا ہو، اسکے احکام کا بیان	
	دفعات ۷۲۶ تا ۷۲۶ عنوان ۱، تعداد شق ۲۴	
۷۲۶	**دعوی اور گواہی میں اختلاف جبکہ دعوی ملکیت کا ہو** اور اس میں ۲۴ شقیں ہیں	
۱	جب (مدعی کا) دعوی دار (یعنی گھر) کے لفظ سے تھا اور گواہوں نے بیت (یعنی مکان، کمرہ) کے لفظ سے گواہی دی تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (وہ گواہی) ہمارے عرف میں مقبول ہونی چاہیئے یہی حکم (فقہ سے) زیادہ مشابہ اور زیادہ ظاہر ہے۔ [1]	ذخیرہ
۲	جب کسی (مدعی) نے تمام گھر کا دعوی کیا اور گواہوں نے اس کے لیے نصف گھر کے متعلق گواہی دی تو ان گواہوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور موافقت کے بیان کے بغیر قاضی اس کے لیے نصف گھر کا حکم کرے گا۔	قاضی خان
۳	(د) جب مدعی نے مطلق ملکیت کا دعوی کیا اور گواہوں نے کسی معین سبب کے ساتھ (اس کی ملکیت کے متعلق) گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی [2]	تبیین
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) قاضی کو یہ دریافت کر لینا چاہیئے کہ کیا وہ اس سبب سے ملکیت کا دعوی کرتا ہے جس سبب سے گواہوں نے گواہی دی یا وہ کسی اور سبب سے (ملکیت کا) دعوی کرتا ہے تو اگر مدعی نے کہا کہ میں اسی سبب سے دعوی کرتا ہوں تو قاضی اسکے ان گواہوں کی وہ گواہی قبول کر کے اس کے لیے ملکیت کا حکم کرے گا اور اگر اس (مدعی) نے یہ کہا کہ میں ایک اور سبب سے (ملکیت کا) دعوی کرتا ہوں یا اس نے یوں کہا کہ میں اس سبب سے (ملکیت کا) دعوی نہیں کرتا تو قاضی اس کے ان گواہوں کی وہ گواہی قبول نہ کرے گا۔	محیط
۴	اگر (مدعی نے) مطلق ملکیت کا دعوی کیا اور گواہوں نے ملک بسبب کی گواہی دی پھر انہوں نے ملک مطلق کی گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر انہوں نے ملک مطلق پر گواہی دی پھر انہوں نے ملک بسبب کی گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۵	اگر اس (مدعی) نے بطور نتاج (یعنی اپنے جانور کا بچہ ہونے) کے (ملکیت کا) دعوی کیا اور گواہوں نے مطلق ملکیت کے متعلق گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی [3]	خزانۃ المفتین
۶	اگر اس (مدعی) نے مطلق ملکیت کا دعوی کیا اور گواہوں نے بطور نتاج (یعنی اس کے جانور کا بچہ ہونے) کے (ملکیت کی) گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی [4]	خزانۃ المفتین
۷	جب اس (مدعی) نے پہلے بطور نتاج (یعنی اپنے جانور کا بچہ ہونے) کے اس جانور کی ملکیت کا دعوی کیا اور	

[3] حکم نمبر ۶/۷۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره ، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملکا	حوالہ
۷۲۶	اشتراها من ذی الید لا تقبل شهادتهم الا ان یوفق فیقول نتجت فی ملکی الا انی بعتها منه ثم اشتریتها منه فما لم یدع التوفیق علی هذا الوجه لا تقبل شهادتهم	کذا فی الظهیریة
۸	اذا ادعی ملکا مطلقا وشهدوا انه ورثه من ابیه او انه اشتراه من فلان وفلان یملکه ولم یقولوا انه ملکه فی الحال تقبل هذه الشهادة ویقضی بالعین للمدعی ولکن للقاضی ان یسئل الشهود هل یعلمون انه خرج من ملکه۔	کذا فی الفصول العمادیة
۹	لو ادعی انه له ورثه من ابیه وجاء بشهود فشهدوا انه له ولاخیه الغائب میراث عن ابیه جازت شهادتهم۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	فی المنتقی ادعی ملکا مطلقا مؤرخا وقال قبضه منی منذ شهر وشهدوا علی الملک المطلق بلا تاریخ لا تقبل وعلی العکس تقبل۔	کذا فی السختار
۱۱	ودعوی الملک بالارث کدعوی الملک المطلق۔ کذا فی الوجیز للکردری والخلاصة	
۱۲	ولو ادعی دارا فی ید رجل انها له منذ سنة فشهد الشهود انها له منذ عشرین سنة بطلت شهادتهم۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	فلو ادعی المدعی انها له منذ عشرین سنة والشهود شهدوا منذ سنة جازت شهادتهم۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	ادعی عینا فی ید رجل انها ملکه وان صاحب الید قبضها بغیر حق منذ شهر وشهد الشهود له بالقبض مطلقا لا تقبل شهادتهم۔	کذا فی الفصول العمادیة
۱۵	وکذا اذا ادعی المدعی القبض مطلقا وشهدوا له بالقبض منذ شهر الا اذا وفق وقال اردت من المطلق القبض من ذلک الوقت الذی شهد به الشهود فحینئذ تقبل وقیل تقبل فی هذا من غیر توفیق۔	کذا فی الفصول العمادیة

لہ حکم نمبر ۱/۷۲۴ ، ۳/۷۲۶ مع حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق ۶۹/۷۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

لہ حکم نمبر ۱/۱ ، ۱ اور ۱۱ تا ۱۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۶	گواہوں نے اس کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ جانور اس (مدعی) کا ہے اس نے اسے اس قابض (یعنی مدعا علیہ) سے خریدا ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی لیکن اگر وہ موافقت بیان کرے اور (مثلاً) وہ یوں کہے کہ وہ جانور میری ملکیت (کے جانور) میں (سے) پیدا ہوا تھا مگر میں نے اسے اس (مدعا علیہ) کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر میں نے اس سے جانور خرید لیا ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ گواہی قبول کی جا سکے گی) پس جب تک وہ اس طرح کی موافقت کا دعوی نہ کرے ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	ظہیریہ
۸	جب (کسی مدعی نے) مطلق ملکیت کا دعوی کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ چیز اس نے اپنے باپ سے میراث پائی ہے یا اس نے وہ چیز فلاں شخص سے خریدی اور وہ فلاں شخص اس کا مالک ہے اور (واس میں) انہوں نے یہ نہ کہا کہ وہ فی الحال اس کا مالک ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی اس عین چیز کے متعلق مدعی کے لیے حکم کرے گا لیکن قاضی ان گواہوں سے یہ دریافت کر سکے گا کہ کیا وہ جانتے ہیں کہ وہ چیز اس (شخص) کی ملکیت سے خارج ہوئی ہے۔	فصول عمادیہ
۹	اگر کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ یہ چیز اس کی ہے اسے اپنے باپ سے ورثہ میں پائی ہے اور وہ گواہ لایا ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز اسے اور اس کے غائب بھائی کو ورثہ میں ملی ہے تو ان کی یہ گواہی جائز قرار پا سکے گی	قاضی خان
۱۰	المنتقی میں ہے کہ مدعی نے مطلق ملکیت کا دعوی، تاریخ بیان کر کے کیا اور اس نے کہا کہ اس (مدعا علیہ) نے ماہ ہوا مجھ سے قبضہ کر لیا اور گواہوں نے مطلق ملکیت پر تاریخ بیان کیے بغیر گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اس کے الٹ (صورت) پر (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	مختار
۱۱	میراث کے سبب سے ملکیت کا دعوی ابمنزلہ مطلق ملکیت کے ہے۔	وجیز کردری اخلاص
۱۲	اگر کسی مدعی نے ایک ایسے گھر کے متعلق، جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ وہ گھر ایک سال سے اس کا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر بیس سال سے اس کا ہے تو ان کی وہ گواہی باطل قرار پائے گی۔	قاضی خان
۱۳	اگر مدعی نے یہ دعوی کیا کہ وہ گھر بیس سال سے اس کا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ (وہ گھر) ایک سال سے (اس کا) ہے تو ان گواہوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی	قاضی خان
۱۴	کسی مدعی نے کسی ایسی معین چیز کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ وہ اس کی ملکیت ہے اور قابض نے ایک ماہ سے ناحق قبضہ کر لیا ہے اور گواہوں نے اس کے لیے مطلق قبضہ کی گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	فصول عمادیہ
۱۵	(و) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب مدعی نے مطلق قبضہ کا دعوی کیا اور گواہوں نے اس کے لیے ایک ماہ سے قبضہ کی گواہی دی (تو وہ گواہی قبول نہ ہوگی) لیکن جب اس نے موافقت بیان کی اور کہا کہ اس مطلق قبضہ سے مراد وہی وقت تھا جس کے متعلق گواہوں نے گواہی دی تو پھر وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں یہ گواہی موافقت بیان کیے بغیر بھی قبول	

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملکا	حوالہ
۴۲۶		
۱۶	ادعی انه قبض من مالی کذا قبضا موجبا للرد وشهدا انه قبضه ولم یشهدا انه قبض قبضا موجبا للرد تقبل فی اصل القبض فیجب رده۔	کذا فی البحر الرائق نقلا عن جامع الفصولین
	وکذا لو شهدا علی اقراره بالقبض تقبل۔	هکذا فی خزانة المفتین
۱۷	ادعی انه قبض من مالی کذا درهما قبضا بغیر حق وشهد شهوده انه قبضه بجهة الربا قبلت شهادتهم۔	کذا فی الفصول العمادیة
۱۸	ولو ادعی الغصب فشهدوا علی القبض بجهة الربا لا تقبل۔	کذا فی خزانة المفتین
۱۹	ادعی انك قبضت من مالی جملا بغیر حق وذکر قیمته وشیته وشهد الشهود ان هذا الذی هو ذو الید قبض جملا من فلان غیر المدعی تقبل هذه الشهادة حتی یجبر علی الاحضار۔	کذا فی خزانة المفتین
۲۰	لو ادعی الاستهلاك وشهد شهوده علی القبض تقبل[1]	کذا فی فصول العمادیة
۲۱	ادعی انه استهلك من مالی اقمشة کذا وعلیه قیمتها وشهد الشهود انه باع وسلم لفلان تقبل ولو شهدوا انه باع ولم یذکروا التسلیم لا تکون شهادة علی الاستهلاك۔	کذا فی الفصول العمادیة

[1] حکم نمبر ۲۰/۴۲۶ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۲۰/۴۲۶ کے بعد فلاموں سے مخصوص تقریبا ۲ احکام کا اندراج متروک

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۶	کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۱۶	(ا) کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس (مدعا علیہ) نے میرے اتنے مال پر قبضہ کر لیا ہے جس کی واپسی ضروری ہے اور دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے اس مال پر قبضہ کیا ہے اور انہوں نے یہ گواہی نہ دی کہ ایسا قبضہ کیا ہے کہ اس مال کی واپسی ضروری ہے تو (ان کی) یہ گواہی اصل قبضہ کے بارے میں قبول کی جا سکے گی پس اسے واپس کرنا ضروری ہو گا۔	بحر الرائق
	(ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) ان دونوں گواہوں نے (مدعا علیہ کے) قبضہ کے متعلق اس کے اقرار پر گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (پس اسے واپس کرنا ضروری ہو گا)	خزانۃ المفتین
۱۷	کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس (مدعا علیہ) نے میرے اتنے درہم مال پر ناحق قبضہ کیا ہے اور اس کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے بطور سود لینے کے قبضہ کیا ہے تو ان کی (یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۱۸	اگر کسی مدعی نے غصب (کے طور پر قبضہ کر لینے) کا دعوی کیا تو گواہوں نے بطور سود قبضہ کر لینے کی گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	خزانۃ المفتین
۱۹	کسی مدعی نے یہ دعوی کیا تو نے میرے مال سے ایک اونٹ ناحق قبضہ کر لیا اور اس نے اس کی قیمت اور جان پہچان کا ذکر کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص جو قابض ہے اس نے وہ اونٹ، مدعی کے علاوہ فلاں شخص سے قبضہ کیا ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی حتی کہ اسے حاضر کرنے کے لیے (قابض پر) جبر کیا جا سکے گا۔	خزانۃ المفتین
۲۰	اگر (مذکورہ صورت میں) مدعی نے (اس مدعا علیہ پر اس چیز کو) ہلاک کر دینے کا دعوی کیا اور اس کے گواہوں نے (اس مدعا علیہ کے) قبض کرنے کی گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۲۱	کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس (مدعا علیہ) نے میرے مال میں سے اتنا اسباب تلف کر دیا اور اس کے ذمہ اس کی قیمت ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے فلاں آدمی کے ہاں فروخت کر کے (اس کے) سپرد کر دیا ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے فروخت کر دیا ہے اور انہوں نے سپرد کرنے کا ذکر نہ کیا تو ان کی وہ گواہی تلف کرنے پر نہ ہو گی۔	فصول عمادیہ

متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ وغیرہ ، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا بہ ملکا	حوالہ
۴۲۶ ۲۲	اذا ادعی انہ غصب حمارہ وشہد شہودہ ان ھذا الحمار ملک المدعی وفی ید ھذا بغیر حق لا تقبل ھذہ الشہادۃ	کذا فی خزانۃ المفتین
۲۳	ادعی عشرۃ امناء من الدقیق مع النخالۃ فشہد الشہود علی الدقیق من غیر نخالۃ لا تقبل.	ھکذا فی الخلاصۃ
۲۴	وکذا لو ادعی دقیقا منخولا فشہدوا علی غیر المنخول ۔	ھکذا فی الخلاصۃ
۲۵	ولو ادعی النقرۃ الجیدۃ وبین الوزن فشہد الشہود علی النقرۃ والوزن ولم یذکروا الصفۃ انہا جیدۃ او ردئیۃ او وسط تقبل ھذہ الشہادۃ ویقضی بالردیء	ھکذا فی الخلاصۃ
۲۶	ذکر فی دعوی المنتقی دار فی یدی رجل ادعی رجل انہا بینہ وبین الذی فی یدیہ نصفین میراثا عن ابیہ وجحد ذلک الذی فی یدیہ وادعی ان کلہا لہ فجاء المدعی بشہود شہدوا ان ھذہ الدار کانت لابی ھذا المدعی مات وترکہا میراثا لہ خاصۃ لا وارث لہ غیرہ قال ان لم یدع المدعی ان النصف خرج الی الذی فی یدہ بسبب من قبلہ فشہادۃ شہودہ باطلۃ وان قال قد کنت بعت نصفہا بالف درھم ولم یصدقہ القاضی علی البیع ولم یجعلہ مکذبا للشہود قضی لہ بنصف الدار میراثا عن ابیہ وان احضر بینتہ علی انہ باع النصف من المدعا علیہ بالف درھم او انہ صالحہ من الدار علی ان یسلم لہ النصف منہا قبلت بینتہ علی ذلک وقضی بالدار کلہا میراثا للمدعی من الوالد وقضی بنصف الدار بیعا من المدعا علیہ ان ادعی البیع وکان للمدعی علی المدعا علیہ الثمن وان کان اقام البینۃ علی الصلح ابطلت الصلح وردت الدار کلہا الی المدعی ۔	کذا فی المحیط

لہ حکم نمبر ۲۲ تا ۲۶ / ۱۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) لہ ھکذا فی الفتاوی البزازیۃ اور لکھا ہے کہ اس لیے کہ گواہوں نے مطلق چاندی کا ذکر کیا ہے اور چاندی میں اس کا عمدہ ہونا یا ردی ہونا اس کی صفت ہے اور صفت ذکر نہ کرنے سے بھی گواہی قبول ہو سکے گی اور ادنی یعنی ردی چاندی کا حکم ہوگا اور نخالہ (یعنی چھان بورا) کی صورت میں حکم اس کے خلاف ہے (مفہوم ماخوذ از الفتاوی البزازیۃ علی حاشش عالمگیری ج ۵ ص ۲۷۴ حکم نمبر ۲۳/۹ ، ۲۴/۲ ، ۴۲۸/۴۱

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعویٰ اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعویٰ اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعویٰ ملکیت کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲،۲۶	جب کسی مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ اس (مدعا علیہ) نے اس کا گدھا غصب کر لیا ہے اور اس کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گدھا اس مدعی کی ملکیت ہے اور اس (مدعا علیہ) کے قبضہ میں ناحق ہے تو (غصب کے متعلق) یہ گواہی قبول نہ ہوگی لہ	خزانۃ المفتین
۲۳	کسی مدعی نے (مدعا علیہ پر) دس من آٹا چھان بورا سمیت کا دعویٰ کیا تو گواہوں نے بغیر چھان بورا کے آٹا پر گواہی دی تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی	خلاصہ
۲۴	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (اس صورت کا حکم ہے کہ) اگر کسی مدعی نے منخول (یعنی چھنے ہوئے) آٹا کا دعویٰ کیا تو گواہوں نے غیر منخول آٹا پر گواہی دی تو (انکی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	خلاصہ
۲۵	اگر کسی مدعی نے عمدہ چاندی کا دعویٰ کیا اور وزن بیان کیا اور گواہوں نے چاندی اور وزن پر گواہی دی اور انہوں (اس چاندی کی) صفت ذکر نہ کی کہ وہ عمدہ ہے یا ردی ہے یا درمیانی ہے تو یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی ردی چاندی کا حکم کرے گا ؂	خلاصہ
۲۶	(د) دعوی المنتقی میں مذکورہ ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہے ایک اور آدمی نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ گھر اس کے اور اس قبضہ والے شخص کے درمیان اپنے باپ سے میراث کے طور پر نصف نصف ہے اور اس قابض نے انکار کیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ گھر سب اس کا ہے پس مدعی گواہی لایا جنہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے باپ کا تھا اس نے وفات پائی اور اس مدعی ہی کے لیے ورثہ چھوڑا اور اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے یہ دعویٰ نہ کیا کہ اس قابض کے قبضہ میں نصف میری طرف سے کسی سبب سے گیا ہے تو اس کے گواہوں کی گواہی باطل ہے (ب) اور اگر اس (مدعی) نے یوں کہا کہ میں نے اس گھر کا نصف ہزار درہم پر بیع کیا تھا اور قاضی نے اس بیع پر اس کی تصدیق نہ کی اور نہ اسے اپنے گواہوں کو جھٹلانے والا قرار دیا تو قاضی اس (مدعی) کے لیے نصف گھر کے متعلق اس کے باپ سے میراث کا حکم کرے گا (ج) اور اگر اس مدعی نے اس پر اپنی گواہی پیش کی کہ اس نے وہ نصف مدعا علیہ کے ہاتھ ہزار درہم پر بیع کیا یا اس نے اس گھر کے متعلق اس (مدعا علیہ) سے اس پر صلح کر لی ہے کہ وہ اس گھر کا نصف اس کے سپرد کر دے گا تو اس پر اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی اس کل گھر کے متعلق مدعی کے لیے باپ سے میراث کا حکم کرے گا اور اگر مدعی نے بیع کا دعویٰ کیا ہو تو نصف گھر کے متعلق، مدعا علیہ کے ہاتھ بیع کرنے کا حکم کرے گا اور مدعی کے لیے مدعا علیہ پر قیمت لازم ہوگی (د) اور اگر اس نے صلح کر لینے پر گواہی قائم کی تھی تو میں وہ صلح باطل قرار دوں گا اور وہ کل گھر مدعی کو	

ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغيره ، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملكا	حوالہ
۲۲۶		
۲۷	فی المنتقی ادعی ان له نصف الدار مشاعا والدار فی يد رجلين اقتسماها وغاب احدهما فخاصم الحاضر وفی يده نصفها المقسوم فشهدا ان له هذا النصف المقسوم فی يد الحاضر لا تقبل۔	کذا فی الوجیز للکردری
۲۸	اذا ادعی عینا فی ید انسان انها له واقام علی ذلك بينة ثم ان المدعی قال هذه العين لم تكن لی قط بطلت بينته ولم تقبل ويبطل القضاء ان كان قد قضی له بذلك وكذلك اذا لم يقل قط[2]	کذا فی المحیط
۲۹	ادعی رجل جارية فی يدی رجل وقال كانت هذه الجارية لی وشهد الشهود انها له هل تقبل هذه الشهادة لا ذكر لهذه المسئلة فی الكتب وقد اختلف المشائخ رح فيها بعضهم قال تقبل ومنهم من قال لا تقبل وهو الاصح۔	کذا فی المحیط والذخیرة
۳۰	لو ادعی انها كانت له وشهدوا انها كانت له لا تقبل۔	کذا فی خزانة المفتین
۳۱	اذا ادعی المدعی انها له وشهد الشهود انها كانت له تقبل۔	کذا فی المحیط
۳۲	اذا ادعی رجل دارا فی يد رجل وجاء بشاهدين شهدا ان هذه الدار كانت فی يد هذا المدعی لا تقبل هذه الشهادة ولا يقضی للمدعی بشیء فی ظاهر الرواية۔	کذا فی المحیط
۳۳	ادعی دارا واستثنی بيتا منها ومدخلها وحقوقها ومرفقها	

[1] کذا فی الفتاوی البزازیة اور لکھا ہے کہ گواہی اس سے زائد کی ہے جو مدعی نے دعوی کیا اس لیے کہ مدعی نے نصف بطور مشاع کا دعوی کیا تھا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۵ ص ۲۷۲ (مترجم)

[2] حکم نمبر ۲۸/۲۲۶ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۹ کا حاشیہ اور ۲۴، ۲۳ ... حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل: دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۶	لوٹا دوں گا۔	محیط
۲۷	المنتقی میں ہے کہ کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس گھر کا نصف بطور مشاع (یعنی بطور اشتراک غیر منقسم) اس کا ہے اور وہ گھر دو آدمیوں کے قبضہ میں ہے ان دونوں نے اسے تقسیم کیا اور ان میں سے ایک غائب ہو گیا پس حاضر آدمی نے مخاصمت کی اور اس کے قبضہ میں اس گھر کا تقسیم شدہ نصف ہے پس دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) کے لیے یہ تقسیم شدہ نصف گھر ہے جو حاضر آدمی کے قبضہ میں ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہو گی [1]	وجیز کردری
۲۸	(ا) جب کسی مدعی نے ایک آدمی کے قبضہ میں معین مال کے متعلق دعوی کیا کہ وہ اس کا ہے اور اس نے اس پر گواہی قائم کی پھر مدعی نے یہ کہا قط (یعنی ہرگز کبھی) میرا نہ تھا تو اس کی گواہی باطل قرار پائے گی اور وہ قبول نہ ہو گی اور اگر قاضی نے اس گواہی کی بنا پر اس کے لیے حکم کیا تھا تو وہ فیصلہ بھی باطل قرار پائے گا (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے (مذکورہ قول میں) قط کا لفظ نہ کہا [2]	محیط
۲۹	(ا) کسی شخص نے ایک جاریہ (یعنی باندی) کے متعلق جو ایک آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ یہ جاریہ اس کی تھی اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ اس کی ہے تو کیا یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اس مسئلہ کا ذکر (ظاہر روایت کی) کتب میں نہیں ہے اور مشائخ رح نے اس (کے حکم) میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [3]	محیط، ذخیرہ
۳۰	اگر (مذکورہ صورت میں) اس مدعی نے یہ دعوی کیا کہ وہ جاریہ اس کی تھی اور گواہوں نے (بھی) یہ گواہی دی کہ وہ اس کی تھی تو (فی الحال ملکیت کے لیے ان کی یہ) گواہی قبول نہ ہو گی۔	خزانۃ المفتین
۳۱	جب (مذکورہ صورت میں) مدعی نے یہ دعوی کیا کہ وہ جاریہ اس کی ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ (جاریہ) اس کی تھی تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۳۲	جب کسی شخص نے ایک ایسے گھر کے متعلق دعوی کیا جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے اور وہ دو گواہ لایا جنہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے قبضہ میں تھا تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہو گی اور قاضی اس مدعی کے لیے کسی چیز کا حکم نہ کرے گا یہ حکم ظاہر روایت کا ہے۔	محیط
۳۳	کسی مدعی نے ایک گھر کا دعوی کیا اور ایک کمرہ، اس میں جانے کے راستہ اور اس (کمرہ) کے حقوق	

[1] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم ۲۸/۲۲۹ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۳۰ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۲۹/۲۲۹ تا ۳۲/۲۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا بہ ملکا	حوالہ
۴۲۶	فشهدوا بالدار ولم يستثنوا الحقوق والمرافق وما ذكره المدعى لا تقبل الا اذا وفق وقال كان الكل لى الا انى بعت البيت والمدخل منها فحينئذ تقبل	كذا فى الوجيز للكردرى
۳۴	اذا شهد الشهود بدار لرجل فقال المشهود له هذا البيت من هذه الدار لفلان لرجل آخر غير المدعا عليه ليس هو لى فقد اكذب شهوده ان قال هذا قبل القضاء لا يقضى له و لا لفلان بشئ وان كان بعد القضاء فقال هذا البيت لم يكن لى و انما هو لفلان قال ابو يوسف رحمه الله اجزت اقراره لفلان وجعلت له البيت و ارد ما بقى من الدار على المقضى عليه ويضمن قيمة البيت للمشهود عليه۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۵	ادعى دارا وبرهن وحكم بالبناء تبعا ثم اقر المقضى له ان البناء للمقضى عليه او برهن المقضى عليه بذلك فالبناء للمقضى عليه ولا يبطل القضاء فى حق الارض ولو نص الشهود فى شهادتهم على البناء ايضا واتصل به القضاء ثم اقر المدعى بالبناء له بطل فان برهن المقضى عليه ان البناء له لم يقض له به۔ كذا ذكر فى الاصل كذا فى الوجيز للكردرى فى كتاب الدعوى	
۳۶	ذكر فى المنتقى اذا شهدوا على دار لرجل فلما زكوا قال المدعا عليه البناء لى انا بنيته واراد ان يقيم البينة على ذلك فان كان شهود المدعى حضورا يسألهم القاضى عن البناء فان قالوا البناء لمدعى الدار لا يلتفت القاضى الى قول المدعا عليه وان قالوا لا ندرى لمن البناء الا انا نشهد ان الارض للمدعى فليس ذلك باكذاب منهم لشهادتهم ويقضى القاضى للمدعا عليه	

لہ حکم نمبر ۳۳ تا ۳۴، ۴۲۰ تا ۴۴۴ / ۴۲۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل: دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا جزا اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۶	آسائش کو مستثنیٰ کیا اور گواہوں نے اس گھر کے متعلق گواہی دی اور انہوں ان حقوقِ آسائش اور جو مدعی نے ذکر کیا اسے مستثنیٰ نہ کیا تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی لیکن اگر اس (مدعی) نے موافقت بیان کی اور کہا کہ وہ سب گھر میرا تھا لیکن میں نے اس سے وہ کمرہ اور اس کا راستہ بیچ کر دیا تھا تو پھر (ان گواہوں کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ ؎	وجیز کردری
۳۴	(د) جب گواہوں نے ایک گھر کے متعلق کسی شخص کے لیے گواہی دی تو مشہود لہ (یعنی جس مدعی کے لیے ان گواہوں نے دی اس) نے یہ کہا کہ اس گھر کا یہ کمرہ مدعا علیہ کے علاوہ ایک اور آدمی کا ہے وہ (کمرہ) میرا نہیں ہے تو اس نے اپنے گواہوں کی تکذیب کی تو اگر اس نے یہ بات قاضی کے فیصلہ سے پہلے کہی تو قاضی اس (مدعی) کے لیے اور اس دوسرے فلاں آدمی کے لیے کسی چیز کا حکم نہ کرے گا اور اگر اس نے یہ بات قاضی کے فیصلہ کے بعد کہی پس کہا کہ یہ کمرہ میرا نہ تھا وہ تو فلاں کا تھا تو اسکے حکم کے متعلق امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ میں اس فلاں آدمی کے لیے اس (مدعی) کے اقرار کو جائز رکھوں گا اور وہ کمرہ اس (فلاں آدمی) کے لیے قرار دوں گا اور (اس گھر سے) باقیماندہ مقضی علیہ (یعنی مدعا علیہ جس کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہے اس) کو واپس کر دوں گا اور وہ مشہود لہ (یعنی مدعی شخص) اس مشہود علیہ کے لیے اس کمرے کی قیمت کا ضامن ہو گا۔	قاضی خان
۳۵	(د) کسی مدعی نے ایک گھر کا دعوی کیا اور گواہی قائم کی اور عمارت کا حکم تبعاً کیا گیا پھر مقضی لہ (یعنی یعنی جس مدعی کے لیے حکم کیا گیا ہے اس) نے یہ اقرار کیا کہ یہ عمارت مقضی علیہ (یعنی مدعا علیہ) کی ہے یا اس کے متعلق مقضی علیہ نے گواہی قائم کی (کہ وہ عمارت اس کی ہے) تو وہ عمارت مقضی علیہ کے لیے قرار پا سکے گی اور زمین کے حق میں قاضی کا وہ فیصلہ باطل نہ ہو گا (ب) اور اگر (مدعی کے) گواہوں نے اپنی گواہی میں عمارت کے متعلق بھی واضح ذکر کیا تھا (کہ وہ مدعی کی ہے) اور قاضی کا فیصلہ اس کے متعلق ہوا تھا پھر مدعی نے عمارت کے متعلق مدعا علیہ کیلئے اقرار کیا تو (اس صورت میں قاضی کا وہ فیصلہ) باطل قرار پائے گا۔ پس اگر (اس صورت میں) مقضی علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ عمارت اس کی ہے تو قاضی اس (کی اس گواہی) کی بنا پر اس کے لیے حکم نہ کرے گا۔ ؎	الاصل، وجیز کردری
۳۶	المنتقی میں مذکور ہے کہ جب گواہوں نے کسی گھر کے متعلق ایک شخص کے لیے گواہی دی پھر جب ان گواہوں کا عادل ہونا قرار پایا تو مدعا علیہ نے کہا کہ عمارت میری ہے میں نے اس کی تعمیر کی ہے اور اس نے اس پر گواہی قائم کرنا چاہی تو اگر مدعی کے گواہ حاضر تھے تو قاضی ان سے عمارت کے متعلق دریافت کرے گا پس اگر انہوں نے یہ کہا کہ عمارت گھر کے مدعی کی ہے تو قاضی مدعا علیہ کے قول کی طرف التفات نہ کرے گا (ب) اور اگر انہوں نے (یعنی مدعی کے گواہوں نے) یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ عمارت کس کی ہے مگر ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ زمین مدعی کی ہے تو ان کا یوں کہنا ان کی طرف سے اپنی گواہی کو	

؎ حکم نمبر ۳۵ تا ۳۸ / ۲۴۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ وغیرہ، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا بہ ملکا	حوالہ
۳۶	بالبناء ان اقام بینۃ ویؤمر بالهدم وتسلیم الارض الی المدعی وان لم یحضر المدعا علیه بینة علی البناء وقضی علیه القاضی بالارض بشهادة شهود المدعی واتبع الارض البناء فان جاء المدعا علیه بعد ذلك بالبینة ان البناء بناؤه اخذه لان القاضی لم یقض علی المدعا علیه بالبناء بشهادة شهود المدعی.	کذا فی الفصول العمادية
۳۷	وفی المنتقی لو شهدوا بالدار للمدعی ثم ماتوا او غابوا فلم یقدر علیهم فلما اراد القاضی ان یقضی ببنائها قال المدعا علیه انا اقیم البینة ان البناء بنائی انا بنیته لم یقبل ذلك منه وقضی للمدعی ببنائها.	
	کذا فی الخلاصة فی الاصل الاول فی مسائل التناقض من کتاب الدعوی	
۳۸	لو شهد شهود المدعی ان الدار له ولم یزیدوا علی هذا ثم ماتوا او غابوا ثم جاء رجل آخر وادعی بناء هذه الدار لنفسه وشهد له شاهدان آخران بذلك فان القاضی یقضی بالارض للمدعی الذی شهدت له شهوده بالدار ویقضی بالبناء بین المدعیین نصفین فان اقام المدعا علیه بینة ان البناء بناؤه قبل القضاء او بعده لم اقبل ذلك منه ولو ان شهود المدعی شهدوا ان الارض للمدعی وقالوا لا ندری لمن البناء قضی بالارض له وقضی بالبناء لمدعی البناء خاصة.	کذا فی المحیط
۳۹	والارض التی یکون فیه النخیل والاشجار بمنزلة الدار اذا لم یفسروا فالقاضی یقضی للمدعی بالارض ویتبعها النخیل والشجر من غیر ان یکون ذلك شهادة بالنخیل والشجر.	هکذا فی الفصول العمادية
۴۰	وکذلك اذا شهدوا ان هذا الخاتم او هذا السیف لفلان ولم یذکروا الفص والحلیة فالقاضی یقضی بالسیف والحلیة بالخاتم والفص للمدعی من غیر ان تکون الحلیة والفص مشهودا بهما حتی لو اقام المشهود علیه بینة ان الفص والحلیة له قبلت بینته قضی بذلك القاضی للمدعی او لم یقض.	هکذا فی الفصول العمادية

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۶،	جھٹلانا نہ قرار پائے گا اور قاضی عمارت کے متعلق مدعا علیہ کے لیے حکم کرے گا بشرطیکہ اس نے (اس پر) گواہی قائم کی اور اسے حکم کیا جائے گا کہ وہ عمارت گرا کر زمین مدعی کے سپرد کرے اور اگر مدعا علیہ نے عمارت کے متعلق گواہی قائم نہ کی تو قاضی مدعی کے گواہوں کی گواہی پر زمین کے متعلق مدعا علیہ کے خلاف حکم کرے گا اور عمارت زمین کی ذیل میں قرار پائے گی پھر اگر اس کے بعد مدعا علیہ اس پر گواہ لایا کہ وہ عمارت اس کی عمارت ہے تو قاضی اس گواہی کو لے لے گا اس لیے کہ قاضی نے عمارت کے متعلق مدعا علیہ کے خلاف مدعی گواہی سے فیصلہ نہ کیا تھا (بلکہ عمارت زمین کی ذیل میں قرار پائی تھی)	فصول عمادیہ
۲۷	المنتقی میں ہے کہ اگر گواہوں نے ایک گھر کے متعلق مدعی کے لیے گواہی دی پھر ان گواہوں کی وفات ہوگئی یا وہ غائب ہو گئے اور اسے ان پر (انہیں حاضر کرنے کی) قدرت نہ رہی پس جب قاضی نے اس گھر کے متعلق مدعی کے لیے فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا تو مدعا علیہ نے کہا کہ میں گواہی قائم کرتا ہوں کہ وہ عمارت میری ہے میں نے اس کی تعمیر کی ہے تو اس سے وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی اور اس گھر کی عمارت کے متعلق مدعی کے لیے حکم کرے گا۔	خلاصہ
۲۸	(د) اگر مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر اس مدعی کا ہے اور انہوں نے اس پر مزید کچھ نہ کہا پھر ان کی وفات ہوگئی یا وہ غائب ہو گئے پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے اس گھر کی عمارت کے متعلق اپنے لیے دعوی کیا اور اس پر دو اور گواہوں نے اس کے لیے گواہی دی تو قاضی زمین کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کرے گا جس کے گواہوں نے گھر کے متعلق اس کے لیے گواہی دی اور عمارت کے متعلق دونوں مدعیوں کے مابین نصف نصف کا حکم کرے گا (ب) پس اگر مدعا علیہ نے قاضی کے فیصلہ سے پہلے یا بعد یہ گواہی قائم کی کہ وہ عمارت اس کی ہے تو میں (اس کی یہ گواہی) قبول نہ کروں گا (ج) اور اگر مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ زمین مدعی کی ہے اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ عمارت کس کی ہے تو قاضی زمین کے متعلق اس (مدعی) کے لیے حکم کرے گا اور قاضی عمارت کے متعلق عمارت ہی کے مدعی کے لیے حکم کرے گا۔	محیط
۳۹	وہ زمین جس میں کھجور کا درخت اور (دیگر) درخت ہوں وہ بمنزلہ گھر کے ہے بشرطیکہ گواہوں نے وضاحت نہ کی ہو پس قاضی زمین کے متعلق مدعی کے لیے حکم کرے گا اور اس پر کھجور اور درخت کے متعلق گواہی قرار دیئے بغیر وہ کھجور اور درخت اس زمین کی ذیل میں قرار پائیں گے۔	فصول عمادیہ
۴۰	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ انگشتری یا یہ تلوار فلاں شخص کی ہے اور انہوں نے (اس انگشتری کے) نگینہ اور (اس تلوار کے) زیور (یعنی جڑاؤ) کا ذکر نہ کیا تو قاضی اس تلوار اور زیور اور انگشتری اور نگینہ کے متعلق مدعی کے لیے حکم کرے گا اور وہ زیور اور نگینہ گواہی شدہ نہ قرار پائیں گے حتی کہ اگر مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ نگینہ اور زیور اس کا ہے تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ قاضی نے اس کے	

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ وغیرہ، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا بہ ملکا	حوالــه
۴۲۶		
۴۱	امة فی ید رجل وابنتها فی ید غیره فجاء رجل واقام البینة علی الذی فی یده الجاریة ان الجاریة له وقضی القاضی بالجاریة له لا یکون للمقضی له ان یاخذ الابنة بذلك القضاء وبمثله[1] لو ان رجلا فی یده نخلة وثمرتها فی ید غیره جاء رجل واقام البینة علی الذی فی یده النخلة وقضی القاضی له بها کان للمقضی له ان یاخذ الثمرة بذلك القضاء هكذا ذكر فی المنتقی[2]	كذا فی فتاوی قاضیخان
۴۲	رجل ادعی دارا فی ید رجل انها له واقام البینة وقضی له القاضی ثم اقر المقضی له انها دار فلان لرجل غیر المقضی علیه لا حق للمدعی فیها فصدقه المقر له او كذبه لا یبطل قضاء	

[1] قوله وبمثله الخ فی المماثلة بین المسئلتین فی الحكم نظر ظاهر فانه فی الاول حكم بانه لا یكون للمقضی له ان یاخذ الابنة بذلك القضاء وفی الثانیة حكم بانه له اخذ الثمرة بذلك القضاء وقد راجعت فتاوی قاضیخان فوجدت العبارة مثل ما ذكرهنا فلیحرر معنی المماثلة بین المسئلتین اھ بحراوی عربی حاشیۂ فتاوی ہذا۔ یعنی قولہ "اور اس مذکورہ حکم کی مانند" الخ ان دونوں مسئلوں کے حکم میں مماثلت کا محل نظر ہونا واضح ہے اس لیے کہ پہلی صورت میں حکم یہ ہے کہ مقضی لہ (یعنی جس مدعی کے لیے حکم کیا گیا ہے اس) کو قاضی کے اس فیصلہ کی بنا پر یہ حق نہ ہوگا کہ وہ (اس باندی کی) بیٹی لے لے اور دوسری صورت میں حکم یہ ہے کہ مقضی لہ کو قاضی کے اس فیصلہ کی بنا پر یہ حق ہوگا کہ اس کھجور (کے درخت) کا پھل لے لے اور میں نے (اس حکم کا ماخذ) فتاوی قاضی خان ملاحظہ کیا اور وہاں بھی عبارت ایسی ہی پائی جیسا کہ یہاں ہے پس دونوں مسئلوں (کے حکم) میں مماثلت کا معنی تحریر کرنا چاہیے اھ بحراوی۔ حکم نمبر ۴۱/۴۲۶ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ۴۱/۴۲۶ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۴۱/۴۲۶ د، ب میں مماثلت محل نظر ہونے کے متعلق حکم ۴۱/۴۲۶ کے پہلے حاشیہ میں علامہ بحراوی مصری کا عربی حاشیہ مع ترجمہ ملاحظہ ہو اس میں شک نہیں کہ اس حکم کی عبارت مندرجہ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۳ ص ۵۰۰ اور مطبوعہ مطبع المیمنیہ مصر ج ۳ ص ۵۷۳ اور مطبع مجیدی کانپور ہند ج ۳ ص ۲۲۴ میں یوں ہی ہے۔ نیز اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضی خان میں بھی یہ عبارت یوں ہی ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۲ ص ۱۸۴ میں ہے اور پھر دونوں مسئلوں کے حکموں میں مماثلت

حوالہ	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر
فصول عمادیہ	متعلق مدعی کے لیے حکم کیا تھا یا نہ کیا تھا۔	۷۲۶
قاضی خان	(۱) ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہے اور اس کی بیٹی کسی اور شخص کے قبضہ میں ہے پھر ایک آدمی آیا اور اس نے اس کے خلاف جس کے قبضہ میں وہ باندی ہے یہ گواہی قائم کی کہ وہ باندی اس کی ہے اور قاضی نے اس باندی کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کیا تو اس مقضی له (یعنی وہ مدعی جس کے لیے حکم کیا گیا ہے اس) کو قاضی کے اس فیصلہ کی بنا پر یہ حق نہ ہو گا کہ وہ (اس باندی کی (وہ) بیٹی لے لے (ب) اور اس مذکورہ حکم کی مانند اگر ایک شخص کے قبضہ میں کھجور کا درخت ہے اس کا پھل ایک اور شخص کے قبضہ میں ہے ایک آدمی آیا اور اس نے اس کے خلاف جس کے قبضہ میں کھجور کا وہ درخت ہے (یہ) گواہی قائم کی کہ وہ کھجور کا درخت اس کا ہے) اور قاضی نے اس درخت کے متعلق اس (مدعی) کے لیے حکم کیا تو اس مقضی له کو قاضی کے اس فیصلہ کی بنا پر "یہ حق ہوگا"، کہ وہ (اس کھجور کے درخت کی) کھجوریں لے لے یوں ہی المنتقی میں مذکور ہے۔ ص۳ ج۵	۴۱
	(۱) ایک شخص نے ایک ایسے گھر کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ یہ گھر اس کا ہے اور اس نے (اس پر) گواہی قائم کی اور قاضی نے اس پر حکم کر دیا پھر مقضی له (یعنی جس شخص کے لیے حکم کیا گیا یعنی مدعی) نے یہ اقرار کیا کہ وہ گھر فلاں آدمی کا ہے جو کہ مدعا علیہ کے علاوہ ہے اس میں اس مدعی	۴۲

محل نظر ہونے کے متعلق علامہ بحراوی مصری کا موقف درست ہے۔ البتہ واللہ اعلم ممکن ہے کہ مذکورہ عربی عبارت کے آخری حصہ میں یعنی کھجور کے درخت کے پھل کی صورت والے حصہ میں عربی عبارت "کان"، کی بجائے "ما کان"، ہو اور پھر معنی یہ ہو کہ "یہ حق نہ ہوگا"، اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ یہ عربی عبارت فتاوی عالمگیری میں بحوالہ قاضی خان، فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۳ ص۵۰ میں اور فتاوی قاضی خان علی هامش عالمگیری عربی ج ۲ ص۴۸۱ میں جہاں جہاں درج ہے وہاں لفظ "کان"، کے ماقبل لفظ "ما"، کے بقدر خلا موجود ہے اور یہ خلا اس امکان کا غماز ہے کہ "ما"، کا لفظ کتابت یا ٹائپ میں رہ گیا ہوگا نیز اس کا قرینہ یہ ہے کہ سید امیر علیؒ نے فتاوی عالمگیری کے ترجمہ کے اس مقام پر یوں لکھا کہ "پھر ایک مدعی نے درخت کے قابض پر گواہ پیش کر کے قاضی کے حکم سے درخت لے لیا تو اس حکم سے اس کو پھل لے لینے کا اختیار نہ ہوگا الخ ماخوذ از ترجمہ سید امیر علیؒ مطبوعہ علمی پریس لاہور ج ۵ ص۳۴۴ اس سے ظاہر ہے کہ سید امیر علی رہ کے سامنے فتاوی عالمگیری عربی کا جو نسخہ تھا اس میں یہ عبارت "کان"، کی بجائے "ما کان"، تھی اور نیز اس لیے کہ حکم نمبر ۴۱/۷۲۶ (۱، ب) کی مذکورہ عبارت میں مندرجہ دونوں مسئلوں کے حکم میں مماثلت کا ذکر جسے علامہ بحراوی نے محل نظر کہا ہے اس عبارت میں "کان"، کی بجائے "ما کان"، ہونے کی صورت میں مذکورہ مماثلت کا ذکر محل نظر نہیں رہتا بلکہ مماثلت کا پایا جانا واضح قرار پاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ نیز حکم نمبر ۲/۷۲۶ اور ۳۰/۷۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

لکھ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۴۱/۷۲۶ کے بعد غلطی سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملکا	حوالہ
۴۲۶ ۴۲	القاضی	کذا فی فتاوی قاضیخان
	ولو قال المقضی له هذه الدار لیست لی وانما هی لفلان وصدقه المقرله فی ذلك فالدار للمقرله ولا ضمان علی المقر للمقضی علیه	کذا فی المحیط
	ولو قال المقضی له بعد القضاء هذه الدار لفلان لم تکن لی قط فاما ان بدأ بالاقرار و ثنی بالنفی او بدأ بالنفی و ثنی بالاقرار فان صدقه المقرله فی جمیع ذلك بطل قضاء القاضی و ترد الدار علی المقضی علیه ولا شئ للمقرله وان کذبه فی قوله "ما کان لی قط" و صدقه فی الاقرار فقال کانت للمقر الا انه ملکها منی بعد القضاء بسبب وهی داری تکون الدار للمقرله ویضمن المقر قیمة الدار للمقضی علیه سواء بدأ المقر بالاقرار او بالنفی کذا ذکر فی الجامع قالوا هذا اذا بدأ بالنفی و ثنی بالاقرار موصولا فیصح اقراره اما اذا ثنی بالاقرار مفصولا لا یصح اقراره.	هکذا فی فتاوی قاضیخان

ل چنانچہ فتاوی قاضی خان میں مزید لکھا ہے کہ اس لیے کہ اس (مقضی لہ یعنی مدعی) کا یہ کہنا کہ یہ گھر فلاں کا ہے، اس میں میرا کوئی حق نہیں ہے اس میں ایک احتمال اصل سے کوئی حق نہ ہونے کا ہے اور اس صورت میں اس کی طرف سے (اس کے) گواہوں کی تکذیب قرار پاتی ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ اس میں اس کا کوئی حق نہیں ہے اس لیے کہ قاضی کے حکم کے بعد مقضی لہ اس کا مالک ہوا الخ اور لکھا ہے کہ (صرف) شک کی بنا پر قاضی کا حکم باطل نہیں ہوتا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی ھامش عالمگیری ج ۲ صہ ۴۸۰ نیز فتاوی قاضی خان میں ہے کہ جب مدعی نے ایسا کلام کیا جس میں اس کے گواہوں کی تکذیب کا احتمال ہے تو اگر اس نے وہ کلام قاضی کے فیصلہ سے پہلے کیا تو قاضی اس مدعی کے لیے کچھ حکم نہ کرے گا اور اگر اس نے ایسا کلام قاضی کے فیصلہ کے بعد کیا تو اس سے قاضی کا فیصلہ باطل نہ ہوگا لیکن اگر اس مدعی کا وہ کلام اس کے گواہ کی گواہی کے لیے قطعاً تکذیب ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۲ صہ ۴۸۰۔ حکم نمبر ۹/۴۲۵ کا حاشیہ، ۲۸، ۳۰، ۴۲/۴۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف جبکہ دعوی ملکیت کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۶ ۴۲	کا کوئی حق نہیں ہے اور جس کے لیے اس نے اقرار کیا اس نے خواہ اس کی تصدیق کی یا تکذیب کی قاضی کا حکم باطل نہ ہوگا۔	قاضی خان
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) مقضی لہ نے یوں کہا کہ یہ گھر میرا نہیں ہے یہ تو فلاں شخص کا ہے اور جس کے لیے اس نے اقرار کیا اس نے اس میں اس کی تصدیق کی تو وہ گھر اس کا قرار پائے گا جس کے لیے اس نے اقرار کیا اور اقرار کنندہ پر مدعا علیہ کے لیے کوئی ضمان لازم نہ ہو گی۔	محیط
	(ج) اور اگر مقضی لہ (یعنی مدعی) نے قاضی کے حکم کے بعد یہ کہا کہ یہ گھر فلاں کا ہے یہ (گھر) میرا کبھی بھی نہ تھا تو (۱) اگر اس نے (دوسرے آدمی کے لیے) اقرار پہلے کیا اور بعد میں (اپنے متعلق) نفی کی یا اس نے (اپنے متعلق) نفی پہلے کی اور (دوسرے آدمی کے لیے) اقرار بعد میں کیا ہے تو اگر مقر لہ (یعنی جس دوسرے آدمی کے لیے اس نے اقرار کیا ہے اس) نے ان سب باتوں میں اس کی تصدیق کی تو قاضی کا وہ حکم باطل قرار پائے گا اور وہ گھر مدعا علیہ کو واپس کیا جائے گا اور مقر لہ کے لیے کچھ نہ ہوگا (۲) اور اگر مقر لہ نے اس (مقضی لہ یعنی مدعی) کے اس قول کی تکذیب کی کہ "(یہ گھر میرا کبھی نہ تھا"، اور اس کے (اس) اقرار کی تصدیق کی (کہ یہ گھر اس فلاں کا ہے) پس یوں کہا کہ اس اقرار کنندہ (یعنی مدعی) کا تھا لیکن اس نے قاضی کے فیصلہ کے بعد کسی سبب سے اس (مقر لہ) کو اس گھر کا مالک بنا دیا اور (اب) یہ گھر میرا ہے تو یہ گھر اس مقر لہ کا قرار پائے گا اور اقرار کنندہ (یعنی مدعی) مدعا علیہ کے لیے اس گھر کی قیمت کی ضمان دے گا خواہ اس اقرار کنندہ نے اس (دوسرے آدمی کے لیے) اقرار پہلے کیا یا اس نے (اپنے متعلق) نفی پہلے کی الجامع میں یوں ہی مذکور ہے اور مشائخ رہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے نفی پہلے کی اور اقرار بعد میں متصل (کلام سے) کیا تو اس کا وہ اقرار صحیح قرار پائے گا مگر جب اس نے اقرار بعد میں منفصل (کلام سے) کیا تو اس کا وہ اقرار صحیح نہ قرار پائے گا۔	قاضی خان

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشهادة وغیره، الفصل الثانی فیما اذا کان المدعا به ملکا	حوالہ
۴۲۶/۴۳	ولو ان القاضی لم یقض بالدار للمدعی حتی قال ان هذه الدار لفلان لاحق لی فیها او قال هذه الدار لیست لی انما هی لفلان فالقاضی لا یقضی له بالدار الا ان یقول المقر فی هذه الصورة هی دار فلان بعتها منه بعد شهادة الشهود او یقول و هبتها منه و قبضها منی بعد ما غاب عن مجلس الشهادة قال ذلک موصولا بکلامه فحینئذ القاضی یقضی له بالدار۔	کذا فی المحیط
۴۴	رجل ادعی قبل رجل دارا فقال المدعا علیه لیست فی یدی فاقام المدعی بینة فشهدوا ان الدار فی ید المدعا علیه وفی ملکه قال یسئل القاضی المدعی فان قال کما شهدوا انها فی یدیه و فی ملکه فقد اقر بالدار وان قال صدقوا انها فی یدیه ولا اصدقهم انها فی ملکه فله ذلک فیجعل المدعا علیه خصما۔	کذا فی فتاوی قاضیخان

له وهکذا فی فتاوی قاضی خان اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اس (مدعی) کے اس کلام میں ایک احتمال اصل سے نفی کا ہے اور ایک احتمال فی الحال نفی کا ہے (وغیرہ) پس قاضی شک سے فیصلہ نہ کرے گا لیکن اگر وہ متصلا یہ بیان کرے کہ یہ گھر فلاں کا ہے لیکن میں نے گواہی کے بعد اس سے اس گھر کی ملکیت حاصل کی ہے تو پھر اس کا یول کہنا صحیح قرار پا سکے گا اور پھر مانع تضاد نہ ہوگا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج۲، صفحہ ۳۸۰، مسلسل ۲۸۱ حکم نمبر ۹/۴۲۵ کا حاشیہ، ۴۲،۲۸/۴۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام پہلی فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی ملکیت کا ہو، اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۶، ۴۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی نے اس گھر کے متعلق (ابھی) مدعی کے لیے حکم نہ کیا تھا کہ مدعی نے یہ کہا کہ یہ گھر فلاں آدمی کا ہے اس میں میرا کوئی حق نہیں ہے یا اس نے یوں کہا کہ یہ گھر میرا نہیں ہے یہ تو فلاں آدمی کا ہے تو قاضی اس گھر کے متعلق اس کے لیے حکم نہ کرے گا لیکن اگر اس صورت میں وہ اقرار کنندہ یوں کہے کہ یہ گھر فلاں آدمی کا ہے میں نے ان گواہوں کی (مذکورہ) گواہی کے بعد اسے بیع کر دیا یا یوں کہے کہ میں نے اسے ہبہ کر دیا اور گواہی کی مجلس سے غائب ہونے کے بعد اس نے اس گھر پر قبضہ کر لیا اور اس نے یہ کلام اپنے (پہلے مذکورہ) کلام سے متصلا کہا تو پھر قاضی اس گھر کے متعلق اس (مدعی) کے لیے حکم کر سکے گا لہ	محیط
۴۴	ایک شخص نے ایک آدمی کی طرف ایک گھر کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ (وہ گھر) میرے قبضہ میں نہیں ہے تو مدعی نے گواہی قائم کی پس ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ گھر مدعا علیہ کے قبضہ اور اس کی ملکیت میں ہے تو (اس کے جواب کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ قاضی (اس کے متعلق) مدعی سے دریافت کرے گا پس اگر مدعی نے یوں ہی کہا جیسا کہ ان گواہوں نے گواہی دی کہ وہ گھر اس کے قبضہ اور اس کی ملکیت میں ہے تو اس (مدعی) نے اس گھر کے متعلق (مدعا علیہ کے قبضہ اور اس کی ملکیت میں ہونے کا) اقرار کر لیا اور اگر اس نے یوں کہا کہ ان گواہوں نے (یہ) سچ کہا کہ وہ گھر اس (مدعا علیہ) کے قبضہ میں ہے اور میں (ان کے اس قول کی) تصدیق نہیں کرتا کہ وہ گھر اس مدعا علیہ کی ملکیت میں ہے تو وہ ایسا کہہ سکتا ہے پس مدعا علیہ کو خصم (یعنی فریق مقدمہ) قرار دیا جائے گا۔	قاضی خان

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ ، الفصل الثالث فیما یکون المدعا بہ عقدا او سببا من اسباب الملک وغیرہ	حوالہ
	الفصل الثالث فیما یکون المدعا بہ عقدا او یکون سببا من اسباب الملک	
	دفعات نمبر ٤٢٧ تا ٤٢٧ ، عنوان نمبر ١ تعداد شق نمبر ١٧	
٤٢٧	**الاختلاف بین الدعوی والشہادۃ فیما یکون المدعا بہ عقدا ویکون سبب الملک** تعداد شق نمبر ١٧	
١	ادعی دارا ارثا او شراء فشہدوا بملک المطلق لا تقبل بینتہ	کذا فی التبیین والذخیرۃ والمحیط
	والمشہور ان دعوی الارث کدعوی الملک المطلق	کذا فی فتح القدیر
	وجزم بہ فی البزازیۃ	ہکذا فی البحر الرائق
	وفی الاقضیۃ لو ادعی الملک بالشراء وہم شہدوا علی الملک المطلق انما لا تقبل اذا ذکر فی الدعوی رجلا معروفا فقال ملکی اشتریتہ من فلان بن فلان وذکر شرائط المعرفۃ فاما اذا قال ملکی اشتریتہ من رجل او قال من زید والشہود شہدوا علی الملک المطلق فتقبل.	کذا فی الخلاصۃ
٢	لو ادعی الشراء من رجل معروف ونسبہ الی ابیہ وجدہ غیر انہ ادعی الشراء مع القبض وہم شہدوا علی الملک المطلق تقبل.	کذا فی الوجیز للکردری
٣	ادعی دارا فی ید رجل انہ اشتراہا من فلان غیر ذی الید فجاء بشاہدین وشہدا ان فلانا وہبہا لہ وقبضہا منہ وہو یملکہا لا تقبل ہذہ الشہادۃ حتی یوفق فیقول اشتریتہا منہ فجحدنی ثم وہبہا لی بعد ذلک واقام البینۃ علی ذلک قبلت شہادتہم	کذا فی فتاوی قاضیخان

ا؎ حکم نمبر ١/٤٢٢ مع حاشیہ، ١١/٤٢٦ ملاحظہ ہوں اور آدمی کی شناخت کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ١ تا ٥/٤١٨ اور البزازیہ کا مذکورہ حکم، عالمگیری عربی ج ٥ ص ٢٧٢ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — تیسری فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی عقد یا سبب ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ

تیسری فصل، دعوی اور شہادت میں اختلاف ہونا جبکہ دعوی کسی عقد کا یا ملکیت کے اسباب میں سے کسی سبب کا ہو اس کے احکام کا بیان

دفعات ۷۲۷ تا ۷۲۷ ، عنوان ۱ تعداد شق ۱۷

۷۲۷ **دعوی اور شہادت میں اختلاف جبکہ دعوی عقد کا یا ملکیت کے کسی سبب کا ہو**

اور اس میں ۱۷ شقیں ہیں

۱ (ا) کسی مدعی نے بسبب میراث یا خریدنے کے کسی گھر کا دعوی کیا تو گواہوں نے اس کی ملک مطلق کے متعلق گواہی دی تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔ — تبیین، ذخیرہ، محیط

(ب) مشہور یہ ہے کہ بسبب میراث کے دعوی، مطلق ملکیت کے دعوی کی طرح ہے۔ — فتح قدیر

(ج) اور فتاوی بزازیہ میں اس (مذکورہ بالا) حکم کو قطعی کہا ہے۔ — بحرالرائق

(د) الاقضیہ میں ہے کہ کسی مدعی نے خریدنے کے سبب سے ملکیت کا دعوی کیا اور ان گواہوں نے (اس کی) مطلق ملکیت پر گواہی دی تو (وہ گواہی) تب نامقبول قرار پاتی ہے جب کہ اس نے دعوی میں کسی معروف شخص (سے خریدنے) کا ذکر کیا اور اس نے کہا کہ میری یہ ملکیت میں نے فلاں بن فلاں سے خریدی ہے اور شناخت کی شرائط کا ذکر کیا اور اگر مدعی نے یہ کہا کہ میری ملکیت میں نے ایک آدمی سے خریدی ہے یا اس نے یہ کہا کہ میں نے زید سے خریدی اور گواہوں نے (اس کی) مطلق ملکیت پر گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی[۱] — خلاصہ

۲ اگر کسی مدعی نے کسی معروف شخص سے خریدنے کا دعوی کیا اور اسے اس کے باپ دادا سے منسوب کیا لیکن اس مدعی نے مع قبضہ خریدنے کا دعوی کیا اور ان گواہوں نے (اس کی) مطلق ملکیت پر گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی[۲] — ذخیرہ کردری

۳ (ا) کسی مدعی نے ایک ایسے گھر کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ یہ گھر اس کا ہے اس نے اس قابض کے علاوہ فلاں آدمی سے خریدا ہے اور وہ دو گواہ لایا انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (فلاں) آدمی نے یہ گھر اس (مدعی) کو ہبہ کیا ہے اور اس (مدعی) نے اس (فلاں) سے قبضہ کیا اور وہ مدعی اس گھر کا مالک ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) حتی کہ وہ موافقت بیان کرے اور (مثلا) یوں کہے کہ میں نے اس فلاں سے یہ گھر خریدا تو اس نے انکار کیا پھر اس کے بعد اس نے وہ گھر مجھے ہبہ کر دیا اور اس نے

---

[۱] حکم نمبر ۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی و الشہادۃ وغیرہ ، الفصل الثالث فیما یکون المدعا بہ عقدا او سببا من اسباب الملک	حوالہ
۴۲۷		
۴	اذا ادعی دارا فی یدی رجل انہ وہبہا لہ وانہ لم یتصدق بہا علیہ واقام شاہدین علی الصدقۃ وقال لم یہبہا لی قط وقد ادعی الہبۃ عند القاضی فہذا اکذاب منہ لشاہدیہ وتناقض فی الکلام فلا تسمع دعواہ ولا تقبل البینۃ وان ادعاہا ہبۃ ولم یقل لم یتصدق بہا علی قط ثم جاء بعد ذلک بشہود علی الصدقۃ وقال لما جحد فی الہبۃ سألتہ ان یتصدق بہا علی ففعل اجزت ہٰذا۔	ہکذا فی المبسوط
۵	لو ادعی الودیعۃ وشہدوا علی اقرار المودع بالایداع تقبل کما فی الغصب وکذا العاریۃ.	کذا فی الفصول العمادیۃ
۶	لو ادعی الشراء منذ سنۃ وہم شہدوا علی الشراء ولم یذکروا التاریخ تقبل وعلی القلب لا.	کذا فی الخلاصۃ والوجیز للکردری
۷	مدعی الشراء لو ذکر تاریخ الشراء شہرین والشہود شہدوا علی الشراء منذ شہر تقبل وعلی القلب لا۔	کذا فی الخلاصۃ والوجیز للکردری
۸	واذا ادعی الشراء منہ منذ سنۃ وشہد الشہود انہ تصدق بہ علیہ منذ شہر لا تقبل الشہادۃ الا ان یوفق۔	کذا فی الذخیرۃ
۹	ولو ادعی میراثا عن ابیہ منذ سنۃ وشہد الشہود انہ اشتراہ	

۱؎ حکم نمبر ۲/۴۲۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱/۴۲۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳؎ حکم نمبر ۷/۴۲۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۱/۴۲۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — تیسری فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی عقد یا سبب ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۷	اس پر گواہی پیش کی تو (پھر) ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	قاضی خان
۴	(ا) جب کسی مدعی نے ایک ایسے گھر کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ اس (قابض) نے یہ گھر اس (مدعی) کو ہبہ کیا ہے اور اس نے یہ گھر اس (مدعی) پر صدقہ نہیں کیا ہے اور اس نے دو گواہ صدقہ پر قائم کئے اور کہا کہ اس نے مجھے یہ گھر ہرگز ہبہ نہیں کیا ہے حالانکہ اس مدعی نے قاضی کے ہاں ہبہ کا دعوی کیا ہے تو یہ اس مدعی کی طرف سے اپنے دونوں گواہوں کی تکذیب ہے اور (اس کے) کلام میں تناقض ہے پس اس کے دعوی کی سماعت نہ ہوگی اور نہ (اس کی) وہ گواہی قبول ہوگی (ب) اور اگر اس نے اس گھر کے ہبہ کا دعوی کیا اور یہ نہ کہا کہ اس (قابض) نے وہ گھر مجھ پر ہرگز ہبہ نہیں کیا پھر اس کے بعد وہ مدعی صدقہ پر گواہ لایا اور کہا کہ جب اس (قابض) نے مجھے ہبہ کرنے سے انکار کیا تو میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ (قابض) وہ گھر مجھ پر پھر صدقہ کر دے پس اس نے ایسا کر دیا تو (فرمایا کہ) میں اسے جائز قرار دوں گا۔	مبسوط
۵	(ا) اگر کسی مدعی نے (کسی کے ہاں) امانت کا دعوی کیا اور گواہوں نے امانت رکھنے کے متعلق امانت لینے والے کے اقرار پر گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) جیسا کہ غصب کی صورت میں یوں ہی حکم ہے (ج) اور اس حکم کی طرح مانگی چیز کے متعلق حکم ہے۔ [1]	فصول عمادیہ
۶	(ا) اگر کسی مدعی نے (کسی چیز کے متعلق) ایک سال سے خرید لینے کا دعوی کیا اور گواہوں نے (صرف) خریدنے پر گواہی دی اور انہوں نے تاریخ کا ذکر نہ کیا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور اس کے الٹے کی صورت میں (یعنی اگر مدعی نے مطلق خریدنے کا دعوی کیا اور گواہوں نے ایک سال سے خریدنے کی گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول) نہ ہوگی [2]	خلاصہ، وجیز کردری
۷	(ا) خرید لینے کے مدعی نے اگر خریدنے کی تاریخ دو ماہ ذکر کی اور گواہوں نے ایک ماہ سے خریدنے پر گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور اس کے الٹ صورت میں (یعنی اگر مدعی نے خریدنے کی تاریخ ایک ماہ ذکر کی اور گواہوں دو ماہ سے خریدنے پر گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول) نہ ہوگی [3]، [4]	خلاصہ، وجیز کردری
۸	(ا) جب کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اس (مدعا علیہ) سے (وہ چیز) ایک سال سے خریدی ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے وہ چیز ایک ماہ سے اس (مدعی) پر صدقہ کی ہے تو (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہوگی (ب) لیکن اگر وہ (مدعی) موافقت بیان کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی) [5]	ذخیرہ
۹	اگر کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس نے (وہ چیز) ایک سال ہوا اپنے باپ سے میراث پائی اور گواہوں نے	

[3] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر 27/242 کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم نمبر کا اندراج متروک ہے۔ اس کے متعلق حکم 41/242 کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] حکم نمبر 1/242 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی و الشهادة وغیره ، الفصل الثالث فیما یکون المدعا به عقدا او سببا من اسباب الملک	حوالہ
۷۲۷	من ذی الید بعد ما قام من عند القاضی لا تقبل فان وفق وقال جحدنی المیراث فاشتریته منه الان قبلت بینته لکن اذا اعاد البینة علی ذلک [۱]	کذا فی خزانة المفتین
۱۰	ادعی شراء دار من رجل فشهدوا له بالشراء من وکیله او شهدوا ان فلانا باع وهذا المدعا علیه اجاز بیعه لا تقبل .	کذا فی خزانة المفتین
۱۱	ادعی انها امرأته بسبب انه تزوجها علی کذا وشهدوا انها منکوحته ولم یذکرا انه تزوجها تقبل ویقضی بمهر المثل اذا کان بقدر المسمی اوقل وان کان زائدا لا یقضی بالزیادة .	کذا فی الوجیز للکردری
۱۲	رجل ادعی علی امرأة انها زوجت نفسها منه بخمسین دینارا و الشهود شهدوا علی النکاح ولم یذکروا المهر تقبل .	کذا فی الخلاصة
۱۳	ان قال هذه امرأتی او قال هذه منکوحتی وشهدوا انه کان تزوجها ولم یتعرضوا للحال بان لم یقولوا بانها منکوحته تقبل هذه الشهادة .	کذا فی خزانة المفتین
۱۴	وفی الخزانة قالا زوج الکبری ولکن لا ندری الکبری یکلف باقامة البینة ان الکبری هذه .	کذا فی الوجیز للکردری
۱۵	شهدا انها زوجت نفسها منه ولا نعلم انها هل فی الحال امرأته ام لا او شهدا انه باع منه هذه العین ولا ندری هل فی ملکه فی الحال ام لا یقضی بالنکاح والملک فی الحال بالاستصحاب والشاهد علی العقد شاهد علی الحال .	کذا فی الوجیز للکردری
۱۶	ادعی ان مولای اعتقنی وشهد الشهود انه حر لا تقبل وقیل تقبل والامة اذا ادعت ان فلانا اعتقنی وشهدوا انها حرة تقبل .	کذا فی الفصول العمادیة

[۱] حکم نمبر ۳۴/۹ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۲] حکم نمبر ۱/۲۴۴ مع حاشیہ ہو (مترجم)

حوالہ	ساتواں باب، دعوی اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — تیسری فصل، دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی عقد یا سبب ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر
خزانۃ المفتین	یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) نے قاضی کے ہاں سے اٹھ جانے کے بعد وہ چیز اس قابض سے خریدی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی اور اگر اس (مدعی) نے موافقت بیان کی اور کہا کہ اس (باپ) نے مجھے میراث (دینے) سے انکار کر دیا تھا تو میں نے وہ چیز اس سے خریدی تو اب اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی لیکن بشرطیکہ وہ اس پر اس گواہی کا اعادہ کرے ۔ ؎	۷۲۷
خزانۃ المفتین	کسی مدعی نے ایک آدمی سے ایک گھر خریدنے کا دعوی کیا تو گواہوں نے اس آدمی کے وکیل سے خریدنے کی گواہی دی یا انہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں آدمی نے بیع کی اور اس مدعا علیہ نے اس کی اس بیع کو جائز رکھا تو (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہوگی ۔	۱۰
وجیز کردری	کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ وہ عورت، اس سبب سے کہ اس نے اس سے اتنے (حق مہر) پر نکاح کیا ہے، اس کی بیوی ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس کی منکوحہ ہے اور انہوں نے یہ ذکر نہ کیا کہ اس نے اس سے نکاح کیا ہے تو (ان کی یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور قاضی مہر مثل کا حکم کرے گا بشرطیکہ وہ مہر مثل (مدعی کے) ذکر کردہ حق مہر کے بقدر یا اس سے کم تھا اور اگر زیادہ تھا تو قاضی (ذکر کردہ حق مہر سے) زیادہ کا حکم نہ کرے گا ۔	۱۱
خلاصہ	ایک مرد نے ایک عورت پر یہ دعوی کیا کہ اس نے اپنا نکاح اس (مدعی) سے پچاس دینار (حق مہر) پر کیا اور گواہوں نے نکاح پر گواہی دی اور حق مہر کا ذکر نہ کیا تو (ان کی یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی	۱۲
خزانۃ المفتین	اگر کسی مدعی نے یہ کہا کہ یہ عورت میری بیوی ہے یا اس نے یہ کہا کہ یہ میری منکوحہ ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) نے اس سے نکاح کیا تھا اور انہوں نے (زمانہ) حال کے متعلق کچھ ذکر نہ کیا یعنی یہ نہ کہا کہ وہ اس کی منکوحہ ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	۱۳
وجیز کردری	الخزانہ میں ہے کہ دو (گواہوں) نے یہ کہا کہ اس (مدعی) نے بڑی (لڑکی) سے نکاح کیا لیکن ہم بڑی (لڑکی) کو نہیں جانتے تو قاضی اس (مدعی) کو یہ گواہی قائم کرنے کا مکلف کرے گا کہ وہ بڑی (لڑکی) یہ ہے ۔	۱۴
وجیز کردری	دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس عورت نے اپنا نکاح اس مرد سے کیا اور ہم نہیں جانتے کہ آیا وہ عورت فی الحال اس کی بیوی ہے یا نہ یا انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے یہ معین شئی اس آدمی کے ہاتھ فروخت کی اور ہم نہیں جانتے کہ وہ شئی فی الحال اس (آدمی) کی ملکیت ہے یا نہ تو قاضی استصحاب (یعنی حسب حال ساتھ رہنے کے حکم) کی بنا پر فی الحال اس نکاح اور ملکیت کا حکم کرے گا ۔	۱۵
	(ا) کسی (غلام) مدعی نے یہ دعوی کیا کہ میرے آقا نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ آزاد ہے تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور کسی باندی نے جب یہ دعوی کیا کہ فلاں شخص نے مجھے	۱۶

؎ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۹/۷۲۶ کے بعد غلطیوں سے مخصوص تقریباً ۱۰ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم ۱۱/۲۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاختلاف بین الدعوی و الشهادة وغیره — الفصل الثالث فیما یکون المدعا به عقدا او سببا من اسباب الملک	حوالہ
۴۲۷		
۱۸	ولو ادعی العبد حریة الاصل و شهدوا له انه اعتقه فلان فقد قیل لا تقبل وقیل تقبل۔	کذا فی الفصول العمادیة
	واللہ اعلم	

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، دعویٰ اور گواہی میں اختلاف اور تناقض وغیرہ کے احکام — تیسری فصل دعوی اور گواہی میں اختلاف ہونا جب کہ دعوی عقد یا سبب ملکیت کا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۷	آزاد کر دیا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ آزاد ہے تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
/۷	اگر کسی غلام نے اصل میں آزاد ہونے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے اسے آزاد کیا ہے تو اس کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ (اس کی) وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ

واللہ اعلم

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاھدین — اختلاف بین الشاھدین	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاھدین	
	دفعات ۴۲۸ تا ۴۲۸، عنوان ۱، تعداد شق ۵	
۴۲۸	**الاختلاف بین الشاھدین** تعداد شق ۵	
۱	یعتبر اتفاق الشاھدین لفظا ومعنی عند ابی حنیفۃ رح وقالا الاتفاق فی المعنی ھو المعتبر لا غیر والمراد بالاتفاق فی اللفظ تطابق اللفظین علی افادۃ المعنی بطریق الوضع لا بطریق التضمن۔	کذا فی التبیین
۲	حتی لو ادعی الغصب وشھد احدھما علی الغصب والآخر علی الاقرار بالغصب لا تقبل۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳	ولو ادعی الودیعۃ وشھد احد الشاھدین علی الایداع والآخر علی الاقرار بالایداع ھل تقبل ینبغی ان لا تقبل علی قیاس مسئلۃ الغصب وعلی قیاس مسئلۃ القرض ینبغی ان تقبل۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴	سواء کان بعین ذلک اللفظ او بمرادفہ حتی لو شھد احدھما بالھبۃ والآخر بالعطیۃ قبلت۔	کذا فی فتح القدیر
۵	اذا شھد احدھما بالنکاح والآخر بالتزویج تقبل شھادتھما ذکرہ فی المحیط ولم یحک فیہ خلافا۔	کذا فی التبیین

۱ گواہوں کی گواہی میں باہم اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۴۲۸، دعوٰی اور گواہی میں اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۴۲۴ تا ۴۲۷، نفی پر گواہی اور بعض گواہیوں کا بعض کو دفع کرنے کے متعلق حکم ۴۲۹ ملاحظہ ہو، نیز حکم نمبر ۴/۴۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۳، ۶۳، ۷۲/۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام

دفعات ۴۲۸ تا ۴۲۸، عنوان ۱، تعداد شق ۸۵

۴۲۸ گواہوں میں اختلاف ہونا

اور اس میں ۸۵ شقیں ہیں

۱ (ا) امام ابو حنیفہ رح کے ہاں دو گواہوں کی شہادت میں لفظاً و معنیً متفق ہونے کا اعتبار ہے (ب) اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں صرف معنی میں متفق ہونے کا اعتبار ہے (ج) اور لفظاً متفق ہونے سے مراد یہ ہے کہ دونوں (گواہوں کی گواہی) کے الفاظ بطور وضع کے نہ کہ بطور تضمن کے ایک معنی کا فائدہ دینے میں (باہم) مطابقت رکھیں [1] — تبیین

۲ حتی کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) اگر کسی مدعی نے غصب کا دعوی کیا اور گواہوں میں سے ایک نے غصب پر گواہی دی اور دوسرے نے غصب کے اقرار پر گواہی دی تو (یہ گواہی) قبول نہ ہوگی [2] — فصول عمادیہ

۳ اگر کسی مدعی نے امانۃً دینے کا دعوی کیا اور گواہوں میں سے ایک نے بطور امانت دینے پر گواہی دی اور دوسرے نے امانت دینے کے اقرار پر گواہی دی تو کیا یہ گواہی قبول کی جا سکے گی؟ غصب کے مسئلہ پر قیاس کے بموجب (یہ گواہی) قبول نہیں ہونی چاہیئے اور قرض کے مسئلہ پر قیاس کے بموجب (یہ گواہی) قبول ہونی چاہیئے [3] — فصول عمادیہ

۴ اور (گواہوں کا گواہی کے الفاظ میں بطور وضع متفق ہونے کے مذکورہ حکم میں) وہ لفظ خواہ بعینہ وہ لفظ ہو یا اس کے مترادف ہو حتی کہ اگر گواہوں میں سے ایک نے ہبہ کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے عطیہ دینے کی گواہی دی تو (وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی [4] — فتح قدیر

۵ اگر گواہوں میں سے ایک نے نکاح کی گواہی دی اور دوسرے نے تزویج کی گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اس حکم کو محیط میں ذکر کیا ہے اور اس میں کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا گیا۔ — تبیین

[3] غصب کے مسئلہ کے متعلق حکم نمبر ۲، ۶۳، ۲۱ / ۴۲۸ اور قرض کے مسئلہ کی نظیر کے متعلق حکم ۷۳، ۱۸ ب / ۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱ / ۴۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین — اختلاف بین الشاهدین	دفعات و شق نمبر
کذا فی فتاوی قاضیخان	لو شهد احدهما انه قال لها انت خلية وشهد الآخر انه قال انت برية لا تقبل عند الکل۔	۶۷۸ ۶
کذا فی فتاوی قاضیخان	وکذا لو شهد احدهما انه طلقها ان دخلت الدار وقد دخلت وشهد الآخر انه طلقها ان کلمت فلانا وقد کلمت لا تقبل عند الکل۔	۷
کذا فی فتاوی قاضیخان	وکذا لو شهد احدهما انه طلقها ثلاثا وشهد الآخر انه قال لها انت حرام ونوی الثلاث لا تقبل عند الکل۔	۸
کذا فی الهدایة	شهد احدهما بالالف والآخر بالفین لم تقبل بشیٔ عند ابی حنیفة رح وعندهما رح تقبل علی الالف اذا کان المدعی یدعی بالفین وعلی هٰذا المائة والمائتان والطلقة والطلقتان والطلقة والثلاث	۹
کذا فی المضمرات	والصحیح قول ابی حنیفة رح	۱۰
کذا فی فتاوی قاضیخان	لو ادعی خمسة عشر فشهد احدهما بخمسة عشر والآخر بعشرة لا یقضی بشیٔ عند ابی حنیفة رح	۱۱
کذا فی الهدایة	وان شهد احدهما بالف والآخر بالف وخمسمائة والمدعی یدعی الفا وخمسمائة قبلت الشهادة علی الالف ونظیره الطلقة والطلقة والنصف والمائة والمائة والخمسون۔	۱۲
	وان قال المدعی لم یکن الا الالف فشهادة الذی شهد بالالف والخمسمائة باطلة وکذا اذا سکت الا عن دعوی الالف	

ل الخلیّ یعنی فارغ ۔ ماخوذ از المنجد ص ۳۴۸ اور بریّ یعنی خلاصی پانا ماخوذ از المنجد ص ۱۰۰ (مترجم)

۲ حکم نمبر ۱۲/۶۷۸ مع حاشیہ نیز حکم ۹ تا ۱۲/۶۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہیوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۸ ۶	اگر (طلاق بالکنایہ میں) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس مرد نے اس بیوی سے یوں کہا کہ تو خلیہ (یعنی فارغہ) ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس مرد نے اس بیوی سے یوں کہا کہ تو بریۂ (یعنی خلاصی پانے والی) ہے تو سب کے ہاں (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی لـہ	قاضی خان
۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر دو گواہوں میں سے ایک نے (مرد کے اس قول پر) گواہی دی کہ اس مرد نے اس بیوی کو طلاق دی اگر وہ اس گھر میں داخل ہوئی اور وہ عورت (اس گھر میں) داخل ہوئی ہے اور دوسرے گواہ نے (مرد کے اس قول پر) گواہی دی کہ اس مرد نے اس بیوی کو طلاق دی اگر اس عورت نے فلاں سے بات کی اور اس عورت نے (اس فلاں سے) بات کی ہے تو یہ گواہی سب کے ہاں قبول نہ ہوگی۔	قاضی خان
۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس مرد نے اس بیوی کو تین طلاقیں دیں اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس مرد نے اس بیوی سے یوں کہا کہ تو (مجھ پر) حرام ہے اور اس نے تین طلاقوں کی نیت کی تو یہ گواہی سب کے ہاں قبول نہ ہوگی۔	قاضی خان
۹	(د) جب دو گواہوں میں سے ایک نے ایک ہزار کے متعلق گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کے متعلق گواہی دی تو یہ گواہی امام ابوحنیفہ رح کے ہاں کسی چیز (یعنی کسی مقدار) کے متعلق مقبول نہیں ہے اور صاحبین رح (یعنی امام ابویوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں یہ گواہی ہزار کے متعلق قبول کی جا سکے گی بشرطیکہ مدعی نے دو ہزار کا دعوی کیا تھا (ب) اور علی ہذا (گواہوں کی گواہی میں) سو اور دو سو کے عدد، ایک اور دو طلاق اور ایک اور تین طلاق میں اختلاف کے متعلق (مذکورہ) اختلافی حکم ہے ٢ـہ	ہدایہ
۱۰	اور (مذکورہ صورت میں) صحیح، امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے ٣ـہ	مضمرات
۱۱	اگر کسی مدعی نے خمسۃ عشر (یعنی پندرہ) کا دعوی کیا اور دو گواہوں میں سے ایک نے پندرہ کے متعلق اور دوسرے نے عشرہ (یعنی دس) کے متعلق گواہی دی تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں قاضی کسی چیز (یعنی کسی مقدار) کے متعلق حکم نہ کرے گا ٤ـہ	قاضی خان
۱۲	(د) اگر دو گواہوں میں سے ایک نے الف (یعنی ہزار) کے متعلق گواہی دی اور دوسرے نے الف و خمسمائۃ (یعنی ایک ہزار اور پانچ سو) کے متعلق گواہی دی اور مدعی ایک ہزار اور پانچ سو کا دعوی کرتا ہے تو وہ گواہی ہزار کے متعلق قبول کی جا سکے گی (ب) اور اس کی نظیر ایک طلاق اور ایک طلاق اور نصف طلاق، اور ایک سو اور ایک سو اور پچاس، (میں گواہوں کا اختلاف) ہے۔	ہدایہ
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) مدعی نے کہا کہ وہ صرف ایک ہزار ہی تھے تو اس گواہ کی گواہی جس نے ایک ہزار اور پانچ سو پر گواہی دی تھی باطل قرار پائے گی اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ مدعی	

٣ـہ حکم نمبر ۲ب/۷۹۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا سـ۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
٤ـہ حکم نمبر ۱۲/۴۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاھدین — اختلاف بین الشاھدین	حوالہ
۴۲۸	ولو وفق وقال کان اصل حقی الفا وخمسمائة کما شھد بہ ذٰلک الشاھد ولکنی استوفیت خمسمائة او ابرأتہ عنھا ولا یعلم بذٰلک الشاھد قبلت۔	ھکذا فی الکافی
۱۳	ولو شھد احدھما علی عشرین والآخر علی خمسة وعشرین تقبل علی العشرین بالاجماع ھٰذا اذا ادعی المدعی خمسة وعشرین اما اذا ادعی عشرین لا تقبل بالاجماع فلو وفق فی ھذہ المسئلة وفی الالف والالفین فقال کان لی علیہ الفان لکنی ابرأتہ عن الالف تقبل۔	کذا فی الخلاصة
۱۴	اذا شھد شاھدان لرجل علی رجل بالف درھم الا ان احدھما قال انہ سود وقال الآخر بیض وللبیض فضل علی السود فان کان المدعی یدعی السود لا تقبل شھادتھما اصلا الا ان یوفق فیقول کان ما شھد بہ ھٰذا الشاھد الا انی ابرأتہ من صفة الجودة علم بہ ذٰلک الشاھد ولم یعلم بہ ھذا الشاھد الآخر فاذا وفق علی ھٰذا الوجہ تقبل شھادتھما علی السود وان کان یدعی البیض تقبل شھادتھما علی السود لانھما اتفقا علی الاقل لفظا ومعنی۔	کذا فی المحیط
۱۵	وکذٰلک ھٰذا الحکم فی جمیع المواضع فی الجنس الواحد	

ؔ چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ (عربی میں) خمسة عشر (یعنی پندرہ کا عدد) عشرة (یعنی دس) کے ساتھ ایسا نہیں ہے جیسا کہ الف وخمسمائة (یعنی ایک ہزار اور پانچ سو کا عدد) الف (یعنی ہزار) کے ساتھ ہے اس لیے کہ خمسة عشر کے مابین لفظا واؤ عاطفہ نہیں ہے اور شرع مبنی علی اللفظ ہے پس خمسة عشر اور عشرة کی صورت میں وہ گواہ کسی شئ پر متفق نہیں ہیں اور الف وخمسمائة (اور الف) کی صورت یوں نہیں ہے اس لیے کہ دو کلاموں میں الف (دونوں کا متفق علیہ) موجود ہے اور خمسة عشر ایک ہی کلام ہے اس کے نقط کا جز اس کے معنی کی جز پر دلالت نہیں کرتا پس وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عشرہ وعشرین (یعنی دس اور بیس) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی حاشیہ عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۱ و ھکذا فی الھدایة ج ۳ ص ۱۶۶، ص ۱۶۷ حکم نمبر ۹، ۱۱، ۲۶ / ۴۲۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۸۲۸	ہزار کے دعوی کے علاوہ میں خاموش رہا اور اگر اس نے موافقت بیان کی اور کہا کہ اصل میں میرا حق ایک ہزار اور پانچ سو تھا جیسا کہ اس گواہ نے گواہی دی لیکن میں نے پانچ سو وصول کر لیے تھے یا میں نے اس (مدعا علیہ) کو پانچ سو سے بری کر دیا تھا اور اس گواہ کو اس کا علم نہیں ہے تو (پھر) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی سلہ	کافی
۱۳	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے عشرین (یعنی بیس) کے متعلق گواہی دی اور دوسرے نے خمسۃ وعشرین (یعنی پچیس) کے متعلق گواہی دی تو وہ گواہی بالاجماع قبول کی جا سکے گی یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب مدعی نے پچیس کا دعوی کیا اور اگر اس نے بیس کا دعوی کیا تھا تو یہ گواہی بالاجماع قبول نہ ہو گی پس اگر اس (مدعی) نے اس صورت مسئلہ میں اور الف والفین (یعنی ہزار اور دو ہزار) کی صورت مسئلہ میں موافقت بیان کی اور (مثلاً) کہا کہ میرے اس پر دو ہزار تھے لیکن میں نے اسے ایک ہزار سے بری کر دیا تو (پھر ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی سٹہ	خلاصہ
۱۴	(ق) جب دو گواہوں نے ایک شخص پر ایک آدمی کے لیے ہزار درہم کے متعلق گواہی دی لیکن ان دو گواہوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ دراہم سیاہ (یعنی ردی) چاندی کے تھے اور دوسرے نے یہ کہا کہ وہ سفید (یعنی کھری) چاندی کے تھے اور کھری چاندی ردی چاندی پر فضیلت رکھتی ہے تو اگر مدعی ردی چاندی کا دعویدار تھا تو ان کی وہ گواہی بالکل قبول نہ ہو گی لیکن اگر وہ مدعی موافقت بیان کرے اور (مثلاً) یوں کہے کہ وہ چاندی اس طرح (کھری) تھی جس طرح کہ اس گواہ نے گواہی دی لیکن میں نے اسے کھری چاندی ہونے کی صفت سے بری کر دیا اور اس گواہ کو اس کا علم ہو گیا اور اس دوسرے گواہ کو اس کا علم نہ ہوا پس جب اس نے اس طور پر موافقت بیان کر دی تو ان دونوں کی وہ گواہی ردی چاندی کے متعلق قبول کی جا سکے گی (ب) اور اگر وہ مدعی کھری چاندی کے دعویدار تھا تو (بھی) ان دونوں کی وہ گواہی ردی چاندی کے متعلق قبول کی جا سکے گی اس لیے کہ وہ دونوں لفظاً ومعناً کم (درجہ والی چاندی) پر متفق ہیں سٹہ	محیط
۱۵	(د) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہ حکم ایک جنس کے تمام مواضع میں ہے جب کہ وہ دونوں گواہ ایک	

سلہ حکم نمبر ۱۲/۸۲۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۲/۸۲۸ کے حاشیہ میں بحوالہ فتاوی بزازیہ، واؤ عاطفہ ہونے کے متعلق جو وضاحت کی ہے وہ صورت مذکورہ عربی میں تو یونہی ہے اور اگر اردو زبان میں ہو تو اس کے متعلق سید امیر علی صاحب رح نے ایک تنقیح کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ پچیس کے عدد کے لیے عربی محاورہ میں خمسۃ وعشرین (یعنی پانچ اور بیس) واو عاطفہ کے ساتھ آتا ہے فارسی محاورہ میں بھی بست و پنج (یعنی بیس اور پانچ) واؤ عاطفہ کے ساتھ آتا ہے مگر اردو محاورہ میں بیس اور پانچ کی بجائے پچیس کہا جاتا ہے جس میں واؤ عاطفہ نہیں ہے پس اردو محاورہ میں اس کا حکم بالاجماع کی بجائے الف مع الفین (یعنی ہزار کا عدد دو ہزار کے ساتھ) اور خمسۃ عشر مع العشرۃ (یعنی پندرہ کا عدد دس کے ساتھ) کی طرح، گواہوں کے اختلاف کی صورت میں اس کا حکم بھی مختلف فیہ ہونا چاہیئے (جیسا کہ حکم ۹، ۱۱/۸۲۸ میں ہے) مفہوم ماخوذ از حاشیہ ترجمہ عالمگیری از سید امیر علی مطبوعہ مطبع علمی پریس ج ۵ ص ۳۴۸ (مترجم) سٹہ حکم ۳/۸۲۲، ۲۵/۸۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فى الاختلاف بين الشاهدين	اختلاف بين الشاهدين	حوالہ
۶۲۸	اذا اتفقا على قدر او وصف و اختلفا فيما زاد على ذٰلك تقبل الشهادة فيما اتفقا عليه ان ادعى المدعى افضلهما وان ادعى اقلهما لا تقبل شهادتهما اصلا و اما اذا اختلفا فى الجنس[1] تقبل شهادتهما اذا اختلفا كيفما اختلفا بان شهد احدهما على كر حنطة والآخر على كر شعير.		كذا فى الذخيرة
۱۶	لو شهدا بالف و قال احدهما قضاه منها خمسمائة تقبل بالف ولم يسمع قوله انه قضاه الا ان يشهد معه آخر ويجب عليه ان لا يشهد بالالف كلها اذا علم انه قضاه منها خمسمائة حتى يقر المدعى انه قبض خمسمائة كى لا يصير معينا على الظلم		كذا فى التبيين والكافى
۱۷	ولو ادعى رجل على رجل قرض الف درهم و شهد شاهدان احدهما على القرض والآخر على القرض والقضاء يقضى بشهادتهما على القرض ولا يقضى بالقضاء فى ظاهر الرواية وروى عن ابى يوسف رح لا يقضى بشهادتهما على القرض ايضا والصحيح جواب ظاهر الرواية.		كذا فى البدائع
۱۸	اذا ادعى الغريم[2] الايفاء فشهد احد الشاهدين بالاقرار بالاستيفاء والآخر بالابراء لا تقبل ولو شهد الذى شهد بالبراءة ان صاحب الحق اقر ان الغريم برئ اليه من المال قبلت شهادتهما.		كذا فى المحيط السرخسى
۱۹	رجل عليه الف لرجل فادعى انه اوفاه دينه واقام شاهدين شهد احدهما بالايفاء والآخر على اقرار صاحب المال بالاستيفاء		

[1] حکم نمبر ۱۲/۶۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] غریم قرض دار، قرض خواہ ۔ ماخوذ از المنجد ص۸۷۴ قرض دار یعنی مقروض اور قرض خواہ یعنی صاحب المال ۔ یہ دونوں

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۸	مقدار اور وصف میں متفق ہوں اور اس سے زائد میں ان کا اختلاف ہو تو ان کی وہ گواہی متفق علیہ مقدار تک کے لیے قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی ان دونوں میں سے افضل کا دعوی کرتا ہو اور اگر وہ ان دونوں میں سے کمتر کا دعوی کرتا ہو تو ان دونوں کی گواہی بالکل قبول نہ ہوگی (ب) مگر جب ان دونوں نے جنس میں اختلاف کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی جب کہ انہوں نے وہ اختلاف کسی کیفیت سے بھی کیا مثلاً ان دونوں میں سے ایک نے ایک کر (پیمانہ) گندم پر گواہی دی اور دوسرے نے ایک کر جو پر گواہی دی لہ	ذخیرہ
۱۶	اگر دو گواہوں نے ایک ہزار کے متعلق گواہی دی اور ان سے میں ایک نے یہ کہا کہ اس (مدعا علیہ) نے اس میں سے پانچ سو ادا کر دیئے تھے تو وہ گواہی ہزار کے متعلق قبول ہو سکے گی اور اس سے یہ قول مسموع نہ ہوگا کہ اس نے اس میں سے پانچ سو ادا کر دیئے تھے لیکن اگر اس کے ساتھ دوسرا گواہ بھی یہ گواہی دے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یہ قول مسموع ہوگا) اور (اس صورت میں) گواہ پر لازم ہے کہ وہ پورے ہزار کے متعلق گواہی نہ دے جب کہ اسے علم ہے کہ اس (مدعا علیہ) نے اس میں سے پانچ سو ادا کر دیے ہیں حتی کہ مدعی یہ اقرار کرے کہ اس نے پانچ سو درہم وصول کر لیے ہیں تاکہ وہ گواہ ظلم پر اعانت کرنے والا شمار نہ ہو۔	تبیین، کافی
۱۷	(ا) اگر کسی مدعی شخص نے دوسرے آدمی پر ایک ہزار درہم قرض کا دعوی کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی ان میں سے ایک نے قرض پر اور دوسرے نے قرض پر اور اسے ادا کر دینے پر گواہی دی تو قاضی ان دونوں کی گواہی سے قرض کے متعلق حکم دے گا اور ظاہر روایت کے بموجب ادائیگی کے متعلق حکم نہ دے گا (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ (اس صورت میں) قاضی ان دونوں کی اس گواہی سے قرض کے متعلق بھی حکم نہ دے گا (ج) اور صحیح حکم ظاہر روایت کا جواب ہے۔	بدائع
۱۸	(ا) جب غریمؒ (یعنی مقروض شخص) نے (صاحب مال کو) قرض ادا کر دینے کا دعوی کیا اور دونوں گواہوں میں سے ایک نے (صاحب مال کے) وصول کر لینے کے اقرار پر گواہی دی اور دوسرے نے (صاحب مال کی طرف سے مقروض کو) بری کر دینے پر گواہی دی تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اگر وہ گواہ جس نے بری کر دینے کی گواہی دی ہے اس نے یہ گواہی دی کہ صاحب حق نے اقرار کیا ہے کہ مقروض نے اس کی طرف سے مال کی براءت حاصل کر لی تو (پھر) ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ سہ	محیط سرخسی
۱۹	کسی شخص پر ایک آدمی کے ایک ہزار ہیں اس شخص نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے اپنا قرض ادا کر دیا ہے اور اس نے دو گواہ قائم کیے جن میں سے ایک نے وہ قرض ادا کر دینے کے متعلق گواہی دی اور دوسرے	

معنوں میں بھی آجاتا ہے (مترجم) سہ اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۶۰۳/۷۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین — اختلاف بین الشاهدین	حوالہ
۶۲۸	لا تقبل۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۰	لو ادعى الغريم الايفاء فشهد احد شاهديه على اقرار صاحب المال بالاستيفاء وشهد الآخر بالهبة او الصدقة او التحليل لا تقبل۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۱	لو ادعى الغريم البرأة فشهد احد الشاهدين بذلك وشهد الآخر انه وهب له الحق او تصدق عليه او نحله او حلله منه او احله له قبلت الشهادة۔	كذا في المحيط
۲۲	لو ادعى الغريم البرأة فشهد احدهما بالهبة والآخر بالصدقة لا تقبل۔	كذا في محيط السرخسي
۲۳	واذا ادعى الغريم الهبة فشهد احدهما بالهبة والاخر بالصدقة لم تقبل ولو شهد احدهما بالبرأة والأخر بالنحلة او العطية او التحليل او الاحلال تقبل۔	كذا في محيط السرخسي
۲۴	ادعى الغريم الايفاء فشهد احد شاهديه ان صاحب المال ابرأه في بلد كذا وشهد الآخر انه ابرأه في بلدة اخرى جازت شهادتهما۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۵	ولو ادعى الكفيل الهبة وشهد احد شاهديه بالهبة والآخر بالبرأة جازت شهادتهما۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۶	في الباب الرابع من فتاوى رشيد الدينؒ ادعت الصداق بعد الطلاق وادعى الزوج انها وهبت الصداق واقام البينة فشهد احدهما على الهبة والآخر على الابراء تقبل۔	كذا في الفصول العمادية
	وفي شرح الجامع الصغير هذا اذا لم يدع عقدا فان كان ذلك في	

ل اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۸۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

ل۲ حکم نمبر ۴۷، ۴۹ تا ۵۴، ۵۷، ۶۱، ۶۲/۶۲۸ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶ تا ۱۸/۶۲۹، ۸/۱۱۷۴ اور ۳۶/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۸۲۸	نے صاحب حق کے وصول کر لینے کے اقرار پر گواہی دی تو (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	قاضی خان
۲۰	کسی مقروض شخص نے قرض ادا کر دینے کا دعوی کیا تو اس کے دونوں گواہوں میں سے ایک نے صاحب المال کے وصول کر لینے کے اقرار پر گواہی دی اور دوسرے نے (صاحب المال کے) ہبہ کر دیتے یا صدقہ کر دینے یا حلال کر دینے پر گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	قاضی خان
۲۱	اگر مقروض شخص نے (قرض سے) بری ہو جانے کا دعوی کیا تو ان دو گواہوں میں سے ایک نے اس کے متعلق گواہی دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس (صاحب المال) نے اس (مقروض) کو اپنا حق ہبہ کر دیا یا اس پر صدقہ کر دیا یا اسے عطیہ دے دیا یا اس نے حلال قرار دیا یا اس نے اس کے لیے حلال کر دیا تو (ان سب صورتوں میں ان کی وہ) گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۲۲	اگر مقروض شخص نے (قرض سے) بری ہو جانے کا دعوی کیا تو دو گواہوں میں سے ایک نے ہبہ کر دیتے اور دوسرے نے صدقہ کر دینے کے متعلق گواہی دی تو (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	محیط سرخسی
۲۳	(ا) جب مقروض شخص نے (صاحب المال کے) ہبہ کر دینے کا دعوی کیا تو گواہوں میں سے ایک نے ہبہ کر دینے کی گواہی دی اور دوسرے نے صدقہ کر دینے کی گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی (ب) اور اگر ان دو گواہوں میں سے ایک نے بری کر دینے کی گواہی دی اور دوسرے نے بخشش کر نے یا عطیہ کرنے یا حلال قرار دیتے یا حلال کر دینے کی گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی [۱]	محیط سرخسی
۲۴	کسی مقروض شخص نے قرض ادا کرنے کا دعوی کیا تو اس کے دونوں گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ فلاں شہر میں اس نے اسے بری کر دیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ ایک اور شہر میں اس نے اسے بری کیا تو توان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی [۲]	قاضی خان
۲۵	اگر کفیل (یعنی مقروض کے ضامن) نے (صاحب المال کے) ہبہ کر دینے کا دعوی کیا اور اس کے دونوں گواہوں میں سے ایک نے ہبہ کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے بری کر دینے کی گواہی دی تو ان دونوں کی یہ گواہی جائز قرار پا سکے گی [۳]	قاضی خان
۲۶	(ا) فتاوی رشید الدین کے جو نسخے باب میں ہے کہ ایک عورت نے طلاق کے بعد حق مہر کا دعوی کیا اور خاوند نے یہ دعوی کیا کہ اس عورت نے حق مہر ہبہ کر دیا ہے اور اس نے گواہی قائم کی تو ان دونوں گواہوں میں سے ایک نے ہبہ کر دینے کی گواہی دی اور دوسرے نے بری کر دینے کی گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔ (ب) شرح جامع صغیر میں ہے کہ یہ (مذکورہ) اس صورت میں ہے کہ اس نے عقد کا دعوی نہ کیا ہو پس اگر	فصول عمادیہ

[۳] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۸۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاھدین — اختلاف بین الشاھدین	حوالہ
۴۲۸	دعوی العقد فھی ثمانی مسائل البیع والاجارۃ والکتابۃ والرھن والعتق علی مال والخلع والصلح عن دم العمد والنکاح [1]	کذا فی الخلاصۃ
۲۷	اذا طلب الشفیع الشفعۃ فاقام شاھدین شھد احدھما انہ اشتری بالف درھم وشھد الآخر انہ اشتری بالفین والمشتری یقول اشتریتھا بثلاثۃ آلاف لا تقبل شھادتھما وکذلک لو شھد احدھما بالشراء بالف درھم وشھد الآخر بمائۃ دینار لا تقبل الشھادۃ وکذلک لو شھد احدھما انہ اشتری من فلان وشھد الآخر انہ اشتری من فلان آخر لا تقبل شھادتھما۔	کذا فی المحیط
۲۸	والاجارۃ ان کانت فی اول المدۃ فھی کالبیع ادعی المستاجر او الآجر وان کانت بعد مضیھا استوفی المنفعۃ او لم یستوف بعد ان یسلم فان کان المدعی ھو الموجر فھی دعوی المال وان کان المدعی ھو المستاجر فھی دعوی العقد بالاجماع وفی الرھن ان کان المدعی ھو الراھن لا تقبل وان کان المرتھن فھو کدعوی الدین۔	کذا فی الکافی
۲۹	واذا وقعت الدعوی فی الخلع او فی الطلاق علی مال او العتق علی مال او الصلح عن دم العمد علی مال فان کان المدعی ھو الزوج او المولی او ولی القصاص فھو دعوی مال وان کان ھو العبد او المرأۃ او القاتل فھو دعوی عقد فلا تقبل بالاجماع۔	کذا فی السراج الوھاج
۳۰	وفی النکاح یصح باقل المالین عند ابی حنیفۃ رح سواء کانت الدعوی من الزوج او من المرأۃ وقال ابو یوسف رح ومحمد رح تبطل الشھادۃ ولا یقضی بشیء وقیل الخلاف فیما اذا کانت المرأۃ ھی المدعیۃ	

[1] حکم نمبر ۲۶/۴۲۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] اور عقد کے ان مسائل کے دعوی اور گواہوں میں باہم اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۲۸ تا ۳۰/۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۲۶/۴۲۸ کے بعد غلطی سے مخصوص تقریباً سطر ۴ احکام کا اندراج متروک ہے۔ اس کے متعلق

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۶	مذکورہ، صورت عقد (کے دعوی) میں ہو (تو پھر یہ حکم نہیں ہے) اور عقد کے آٹھ مسائل میں بیع[1] (یعنی فروخت کرنا)، اجارہ[2] (یعنی اجرت پر دینا)، کتابت[3] (یعنی غلام کو مال کتابت کے بدلے آزاد کرنا)، رہن[4]، مال[5] کے عوض آزاد کرنا، خلع[6] (یعنی کسی بدل پر ملک نکاح زائل کرنا)، قتل عمد سے صلح[7] اور نکاح[8] (کا دعوی) ہے۔	خلاصہ
۲۷	(د) جب حق شفعہ طلب کرنے والے شخص نے حق شفعہ طلب کیا تو اس نے دو گواہ قائم کیے ان دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک ہزار پر خریدا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے دو ہزار پر خریدا اور خریدار (جس پر شفعہ ہوا ہے اس) کا کہنا ہے کہ میں نے تین ہزار پر خریدا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اسی طرح اگر ان دو گواہوں میں سے ایک نے ایک ہزار درہم پر خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے ایک سو دینار پر (خریدنے کی) گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ج) اسی طرح اگر ان دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے فلاں آدمی سے خریدا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے فلاں دوسرے آدمی سے خریدا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	محیط
۲۸	(د) اور اجارہ (یعنی اجرت پر دینے کی صورت میں) اگر (۱) اول مدت میں ہو خواہ اجرت پر لینے والے نے دعوی کیا یا اجرت پر دینے والے نے دعوی کیا وہ بیع کے حکم میں ہے (۲) اور اگر (اس کی) مدت گذرنے کے بعد ہو اسپرد کرنے کے بعد اس نے منفعت پائی یا نہ تو اگر دعوی کرنے والا اجرت پر دینے والا ہو تو مال کا دعوی ہے اور اگر دعوی کرنے والا اجرت پر لینے والا ہو تو وہ عقد کا دعوی ہے یہ حکم بالاجماع ہے (ب) اور رہن کی صورت میں اگر (۱) دعوی کرنے والا رہن دینے والا ہو تو (اس مذکورہ اختلاف کی صورت میں ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی (۲) اور اگر دعوی کرنے والا رہن لینے والا ہو تو وہ قرض کے دعوی کی طرح ہے۔	کافی
۲۹	اور جب دعوی، خلع میں یا مال کے عوض طلاق میں یا مال کے عوض آزاد کرنے میں یا مال کے عوض قتل عمد کی صلح میں ہو تو اگر مدعی وہ خاوند یا آقا یا قصاص کا ولی ہو تو وہ مال کا دعوی ہے اور اگر مدعی وہ غلام یا وہ عورت یا وہ قاتل ہو تو وہ عقد کا دعوی ہے پس (اس میں مذکورہ اختلاف کی صورت میں) وہ گواہی بالاجماع قبول نہ ہوگی	سراج وہاج
۳۰	(د) نکاح (کے دعوی میں گواہوں کے باہم اختلاف کی صورت) میں امام ابو حنیفہ رح کے ہاں دونوں مالوں میں سے اقل پر گواہی صحیح قرار پائے گی خواہ وہ دعوی خاوند کی طرف سے تھا یا بیوی کی طرف سے تھا اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ (ان کی) وہ گواہی باطل قرار پائے گی اور قاضی کس	

حکم نمبر ۴۱۸/۱۴۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاہدین / اختلاف بین الشاہدین	حوالہ
۷۲۸	اما اذا کان المدعی ہوالزوج فلاتقبل بینتہ بالاجماع والاول ہوالاصح وہواستحسان ویستوی فیہ دعوی اقل المالین او اکثرھما فی الصحیح لہ ہکذا فی التبیین	والہدایۃ والکافی
۳۱	وان ادعی المستاجر انہ تکاری دابۃ الی بغداد بعشرۃ لیرکبہا ویحمل علیہا واقام شاہدین شہد احدھما انہ تکاراھا لیرکبھا بعشرۃ وشہد الآخر انہ تکاراھا لیرکبھا ویحمل علیھا ھذا المتاع المعروف بعشرۃ فالشہادۃ باطلۃ ولو شہد انہ تکاری دابۃ بعینہا بأجر مسمی الی بغداد وشہد الآخر انہ تکاراھا لیحمل علیھا حمولۃ معروفۃ الی بغداد بعشرۃ دراھم لا تقبل ھذہ الشہادۃ سواء ادعاھا المستاجر او رب الدابۃ وکذلک اذا شہد احدھما انہ تکاراھا لیرکبھا وشہد الآخر انہ تکاراھا لیحمل علیہا۔	کذا فی المحیط
۳۲	لو ادعی انہ سلم الثوب الی صباغ وجحد الصباغ فشہد احد الشاہدین انہ دفعہ الیہ لیصبغہ احمر وشہد الآخر انہ دفعہ لیصبغہ اسود او اصفر لا تقبل ھذہ الشہادۃ وکذلک ان جحد رب الثوب فادعاہ الصباغ	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۳	لو شہد احدھما علی الشراء مع العیب والآخر علی اقرار البائع بالعیب لا تقبل۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۴	اذا شہد رجلان علی رجل انہ کفل بالف درھم لفلان عن فلان فقال احدھما الی شہر کذا وقال الآخر حالۃ وادعی الطالب	

لہ حکم نمبر $\frac{۳۰}{۷۲۸}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

لہ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر $\frac{۳۰}{۷۲۸}$ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۸	شئی کے متعلق حکم نہ کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب عورت مدعیہ ہو اور اگر مرد مدعی ہو تو اس کی وہ گواہی بالاجماع قبول نہ ہوگی اور پہلا حکم ہی زیادہ صحیح ہے اور یہی حکم از روئے استحسان ہے اور اس میں ان دونوں مالوں سے اقل کا دعوی ہو یا ان دونوں میں سے اکثر کا دعوی ہو صحیح یہ ہے کہ حکم برابر ہے ؎	تبیین، ہدایہ، کافی
۳۱	(ا) اگر مستاجر (یعنی اجرت پر لینے والے نے یہ دعوی کیا کہ اس نے سواری کا ایک جانور بغداد تک کے لیے دس درہم اجرت پر لیا تا کہ وہ اس پر سوار ہو اور اس پر سامان لادے اور اس نے دو گواہ قائم کئے ان میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے دس درہم اجرت پر لیا تا کہ اس پر سوار ہو اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے دس درہم اجرت پر لیا تا کہ وہ اس پر سوار ہو اور جانا پہچانا سامان لادے تو ان کی یہ گواہی باطل ہے (ب) اور اگر (ان دونوں گواہوں میں سے) اس (ایک گواہ) نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) نے سواری کا وہ معین جانور بغداد تک کے لیے دس درہم اجرت پر لیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے وہ جانور بغداد تک کے لیے دس درہم اجرت پر لیا تا کہ وہ اس پر جانا پہچانا سامان لادے تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ اس کا دعوی مستاجر نے کیا یا اس جانور کے مالک نے کیا حکم برابر ہے (ج) اور اسی طرح جب ان دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) نے وہ جانور کرایہ پر لیا تا کہ وہ اس پر سوار ہو اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے کرایہ پر لیا تا کہ وہ اس پر سامان لادے۔	محیط
۳۲	(ا) اگر کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس نے رنگریز کو کپڑا دیا ہے اور رنگریز نے اس سے انکار کیا تو دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) نے اس (رنگریز) کو وہ کپڑا دیا تا کہ وہ اسے سرخ رنگ میں رنگ دے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے وہ کپڑا دیا کہ وہ اسے کالے رنگ میں رنگ دے تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی (ب) اور اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کپڑے کے مالک نے انکار کیا اور رنگریز نے دعوی کیا ہو۔	فصول عمادیہ
۳۳	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے (وہ چیز) عیب سمیت خریدی تھی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ بائع نے عیب کے متعلق اقرار کیا تھا تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	خلاصہ
۳۴	جب دو شخصوں نے ایک آدمی پر یہ گواہی دی کہ وہ فلاں آدمی کی طرف سے فلاں کے لیے ایک ہزار درہم کا کفیل (یعنی ضامن) بنا ہے تو ان دونوں گواہوں میں سے ایک نے فلاں مہینے تک	

؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۲/۴۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاھدین — اختلاف بین الشاھدین	حوالہ
۳۴	الحلول وجحد الکفیل ذٰلك کله او اقر بالکفالة وادعی الاجل فالمال حال فی الوجھین۔	کذا فی المحیط
۳۵	واذا اقام شاھدا واحدا ان فلانا احاله علی ھذا بالف درھم واقام شاھدا آخر انه احاله بمائة دینار لا تقبل شھادتھما۔	کذا فی المحیط
۳۶	وان شھد احدھما بالف درھم وشھد الآخر بالف درھم ومائة دینار تقبل شھادتھما علی الالف اذا کان المدعی یدعی الدراھم والدنانیر جملة اما اذا کان یدعی الدراھم وحدھا لا تقبل الشھادة۔	کذا فی المحیط
۳۷	لوادعی الکفالة وشھد احدھما علی الکفالة والآخر علی الحوالة[1] تقبل علی الکفالة ویحکم بھا لانھا اقل۔	کذا فی الفصول العمادیة
۳۸	شھد احد الشاھدین علی الکفالة بھذا اللفظ (گواھی میدھم که فلان چنین گفت که اگر فلان شش ماہ را این مال فلان ندھد من ضمان کردم من این مال را بدھم[2]) وشھد الآخر بھذا (گواھی میدھم که فلان چنین گفت که این مال را ضمان کردم این فلان ابن فلان را تا شش ماہ[3]) لا تقبل الشھادة۔	کذا فی الذخیرة
۳۹	ذکر فی باب الشھادة علی الوکالة من وکالة الاصل لو شھد احد شاھدی الوکالة انه وکله بالخصومة مع فلان فی دار سماھا وشھد الآخر انه وکله بالخصومة فیھا وفی شیٔ آخر جازت	

[1] الحوالہ کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ الحوالہ یعنی قرض کی ذمہ داری ایک شخص سے دوسرے کی طرف منتقل کرنا یہی تعریف صحیح ہے جیسا کہ النہر الفائق میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ مصر ج ۳ ص ۲۹۵ (مترجم)

[2] یعنی اشھد ان فلانا قال ان لم یعط فلان مال فلان ھذا لستة اشھر فانا ضامن انی اعطی ھذا المال۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے یہ کہا کہ اگر فلاں شخص

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۸	اور دوسرے نے فی الحال کفیل ہونا کہا اور طالب (یعنی مدعی) نے فی الحال کفیل بننے کا دعوی کیا اور کفیل (یعنی مدعا علیہ) نے اس سب کچھ سے انکار کیا یا اس نے کفیل ہونے کا اقرار کیا اور اس نے میعاد کا دعوی کیا تو ان دونوں صورتوں میں (اس پر ضمانت کا) مال فی الحال لازم ہوگا۔	محیط
۳۵	جب اس مدعی نے ایک گواہ اس پر قائم کیا کہ فلاں آدمی نے ایک ہزار درہم کا حوالہ (یعنی اس کا قرض اتارنا) اس (مدعا علیہ) کے ذمہ کیا ہے اور اس نے دوسرا گواہ اس پر قائم کیا کہ اس نے ایک سو دینار کا حوالہ اس کے ذمہ کیا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی لہ	محیط
۳۶	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے ایک ہزار درہم کے متعلق گواہی دی اور دوسرے نے ایک ہزار درہم اور ایک سو دینار کے متعلق گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی ایک ہزار (درہم) کے متعلق قبول ہو سکے گی بشرطیکہ مدعی ان درہموں اور دیناروں سبھی کا دعوی کرتا ہو اور اگر وہ مدعی صرف ان درہموں کا دعوی کرتا ہو تو (پھر) ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	محیط
۳۷	کسی مدعی نے دعوی کیا کہ وہ شخص (اس آدمی کے مثلاً قرض کا) کفیل (یعنی ضامن) بنا اور دو گواہوں میں سے ایک نے اس کے کفیل بننے کی گواہی دی اور دوسرے نے (وہ قرض) اس کے حوالہ ہونے پر گواہی دی تو ان کی) وہ گواہی کفیل بننے پر قبول کی جا سکے گی اس لیے کہ وہ نسبتاً قلیل ہے۔	فصول عمادیہ
۳۸	دو گواہوں میں سے ایک نے (اس کے) کفیل ہونے پر (فارسی کے) اس لفظ کے ساتھ گواہی دی کہ در گواہی میدہم کہ فلاں چنیں گفت کہ اگر فلاں شش ماہ را ایں مال فلاں نہ دہد من ضمان کرم من ایں مال را بدہم لہ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں آدمی اس فلاں کا مال چھ ماہ تک نہ دے تو میں ضامن ہوں یہ مال میں دوں گا) اور دوسرے نے (فارسی کے) اس (لفظ) کے ساتھ گواہی دی کہ در گواہی میدہم کہ فلاں چنیں گفت کہ ایں مال را ضمان کردم ایں فلان ابن فلان را تا شش ماہ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے یوں کہا کہ میں اس مال کا اس فلاں ابن فلاں کے لیے چھ ماہ کے لیے ضامن ہوں۔ تو ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	ذخیرہ
۳۹	(کتاب) وکالۃ الاصل میں شہادۃ علی الوکالۃ کے باب میں ہے کہ اگر وکالت کے دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) شخص نے اسے (یعنی اس مدعی وکالت کو) فلاں آدمی کے ساتھ ایک دیوار کے بارے میں جس دیوار کا اس نے نام لیا، خصومت (یعنی نالش) کے لیے	

لہ اس فلاں آدمی کا مال چھ ماہ تک نہ دے تو میں ضامن ہوں، میں یہ مال دوں گا (مترجم)

ٹہ اشہدان فلانا قال ضمنت ھٰذا المال لفلان بن فلان ھذا لستۃ اشھر ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے یوں کہا کہ میں اس مال کا اس فلاں ابن فلاں کے لیے چھ ماہ کے لیے ضامن ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین اختلاف بین الشاھدین	حوالہ
۴۲۸	شہادتہما فی الدار التی اجتمعا علیہا۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴۰	ولو شهد احدهما انه وكله بطلاق فلانة وحدها وشهد الآخر انه وكله بطلاقها وطلاق فلانة الاخرى فهو وكيله فى طلاق التى اجتمعا عليها۔	كذا فى الفصول العمادية
۴۱	ومن جنس هٰذا صارت واقعة الفتوى وصورتها ادعى الوكالة فى شيء معين او فى خصومة معينة واقام شاهدين شهد احدهما انه وكله بالخصومة مع فلان فى هذا الشيء المعين وشهد الآخر انه وكله وكيلا مطلقا عاما فى سائر التصرفات هل تقبل هٰذه الشهادة فى الوكالة المعينة ينبغى ان تثبت الوكالة المعينة	كذا فى الفصول العمادية
۴۲	اذا اقام مدعى الوكالة شاهدين فشهد احدهما ان الطالب وكله بقبض دينه من هٰذا الرجل وشهد الآخر ان الطالب جرأه فى ذٰلك او انه سلطه على قبض الدين من هذا الرجل او انه جعله وصياله فى حياته جازت شهادتهما ويصير وكيلا بالقبض والخصومة فى قول ابى حنيفة رح وعلى قول صاحبيه رح يكون وكيلا بالقبض ولا يكون وكيلا بالخصومة۔	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۴۳	لو شهد احدهما انه وكله بقبض دينه وشهد الآخر انه ارسله فى اخذ دينه او انه امره بقبض دينه من فلان او انه انابه مناب نفسه او جعله نائب نفسه فى قبض الدين جازت شهادتهما ولا يصير وكيلا بالخصومة عند الكل۔	هٰكذا فى فتاوى قاضيخان

لہ حکم نمبر ۳۹ تا ۴۶ / ۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ٹہ حکم نمبر ۳۹ / ۴۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات د شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۸	وکیل کیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) نے اسے اس دیوار کے بارے میں اور ایک اور چیز کے بارے میں (بھی) وکیل کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی اس دیوار کے بارے میں جس پر وہ دونوں گواہ متفق ہیں جائز قرار پا سکے گی [۱]	فصول عمادیہ
۴۰	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) شخص نے اسے (یعنی مدعی وکالت کو) فلاں ایک عورت کی طلاق کے لیے وکیل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے اس عورت اور ایک اور فلاں عورت کو طلاق دینے کے لیے وکیل کیا ہے تو وہ اس عورت کی طلاق کے لیے وکیل قرار پاتا ہے جس پر وہ دونوں گواہ متفق ہیں۔	فصول عمادیہ
۴۱	اس (مذکورہ) جنس سے (متعلق مسئلہ کے) فتوی کا واقعہ ہوا اور اس کی صورت یہ تھی کہ کسی شخص نے کسی معین شئ یا کسی معین خصومت (یعنی نالش) میں وکیل ہونے کا دعوی کیا اور اس نے دو گواہ قائم کئے ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) شخص نے اسے (یعنی اس مدعی وکالت کو) فلاں آدمی کے ساتھ اس شئ کے بارے میں وکیل کیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) شخص نے اسے تمام تصرفات میں بطور عام مطلق وکیل کیا تو کیا یہ گواہی معینہ وکالت کے بارے میں قبول کی جا سکے گی؟ تو (اس کے متعلق جواب یہ دیا گیا کہ اس سے) معینہ (شئ) کے لیے وکالت ثابت ہونی چاہیئے [۲]	فصول عمادیہ
۴۲	(ا) جب کسی (موکل شخص) کا وکیل ہونے کے مدعی نے دو گواہ قائم کئے تو ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ طالب (یعنی قرض کے طالب موکل) نے اس آدمی سے اس کا قرض وصول کرنے کے لیے اسے وکیل کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ طالب نے اس بارے میں اسے رواں کیا ہے یا اس نے اس آدمی سے قرض وصول کرنے کے لیے اسے مسلط کیا ہے یا اس نے اپنی زندگی میں اپنا وصی اسے مقرر کیا ہے تو ان دونوں کی یہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب وہ (اس قرض کو) وصول کرنے اور نالش کرنے کے لیے وکیل قرار پائے گا (ب) اور آپ کے صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رح) کے قول کے بموجب وہ (قرض) وصول کرنے کے لیے وکیل قرار پائے گا اور نالش کرنے کے لیے وکیل نہ قرار پائے گا [۳]	قاضی خان
۴۳	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) نے اس کا قرض وصول کرنے کے لیے اسے وکیل کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس کا قرض لینے کے لیے اسے بھیجا ہے یا اس نے فلاں آدمی سے اس کا قرض وصول کرنے کے لیے اسے حکم کیا ہے یا اس نے اسے اپنا قائم مقام بنایا ہے یا اس نے قرض وصول کرنے کے لیے اسے اپنا نائب بنایا ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پائے	

[۳] حکم نمبر ۴۳/۴۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین — اختلاف بین الشاهدین	حوالہ
۷۲۸		
۴۴	ولو شهد احدهما انه وكله وشهد الآخر انه جعله وصيا ولم يقل فی حياته او شهد احدهما انه جعله وصيا فی حياته و شهد الآخر انه جعله وصيا ولم يقل فی حياته لا تقبل هذه الشهادة۔	هكذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	فی نوادر ابن سماعة عن محمد فی رجلين شهدا علی وصية رجل فشهد احدهما انه قال جميع مالی لفلان بعد موتی وشهد الآخر انه قال جميع مالی صدقة علی فلان بعد موتی و ذلك فی مجلس او مجلسين فالشهادة جائزة۔	كذا فی الذخيرة
۴۶	ولو شهدا بالوكالة وزاد احدهما انه عزله جازت شهادتهما علی الوكالة ولم تجز علی العزل[۲]	كذا فی الفصول العمادية
۴۷	شاهدان شهدا بشیء واختلفا فی الوقت او المكان او فی الانشاء والاقرار فان كان المشهود به قولا محضا كالبيع والاجارة و الطلاق والعتاق والصلح والابراء وصورة ذلك اذا ادعی الشراء بالف وشهدا انه اشتراه منه بالف الا انهما اختلفا فی البلد ان او فی الايام او فی الساعات او فی الشهور او شهدا علی البيع بالف فشهد احدهما انه باعه وشهد الآخر علی اقراره بالبيع جازت شهادتهما وكذلك فی الطلاق ولو شهد احدهما انه طلقها اليوم واحدة والآخر انه طلقها امس او شهد احدهما علی اقراره	

[۱] حکم نمبر ۴۲/۷۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] حکم نمبر ۴۶/۷۲۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۴۶/۷۲۸ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا ۲ احکام کا اندراج متروک ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] اس صورت میں اگر مشہود بہ محض قول ہو تو اس کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۴۷ تا ۵۲/۷۲۸ اور اگر مشہود بہ فعل ملحق با لقول ہو تو

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۸	گی البتہ وہ سب کے ہاں، نالش کے لیے وکیل نہ قرار پائے گا لہ	قاضی خان
۴۴	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) نے اسے وکیل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے وصی مقرر کیا ہے اور اس میں اس نے اپنی زندگی میں (وصی ہونے) کا (لفظ) نہ کہا یا ان دونوں گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (موکل) نے اسے اپنی زندگی میں وصی بنایا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے اور اس میں اس نے "در اپنی زندگی میں"، (وصی ہونے) کا (لفظ) نہ کہا تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی	قاضی خان
۴۵	نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے ان دو شخصوں کے متعلق روایت ہے جنہوں نے ایک آدمی کی وصیت پر گواہی دی تو ان دونوں گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (وصیت کنندہ) نے یہ کہا کہ میری موت کے بعد میرا تمام مال فلاں آدمی کے لیے ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس (وصیت کنندہ) نے یہ کہا کہ میری موت کے بعد میرا تمام مال فلاں شخص پر صدقہ ہے اور ایسا ایک مجلس میں ہوا یا دو مجلسوں میں ہوا پس وہ گواہی جائز ہے۔	ذخیرہ
۴۶	اگر دو گواہوں نے (کسی شخص کو) وکیل بنانے کی گواہی دی اور ان دونوں میں سے ایک نے یہ اضافہ کیا کہ اس (موکل) نے اسے معزول کر دیا تو ان دونوں کی وہ گواہی وکیل بنانے کے متعلق جائز قرار پائے گی اور معزول کرنے پر جائز نہ ہوگی ۳ہ	فصول عمادیہ
۴۷	(د) دو گواہوں نے کسی چیز کے بارے میں گواہی دی اور ان دونوں نے وقت یا جگہ یا انشا یا اقرار میں اختلاف کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی گئی ہے وہ) محض قول ہو مثلاً بیع، اجارہ، طلاق، عتاق، صلح اور ابراء، اور اس کی صورت یہ ہے کہ (مثلاً) جب کسی مدعی نے ایک ہزار پر خریدنے کا دعوی کیا اور دونوں گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعی) نے اس سے ایک ہزار پر خریدا لیکن ان گواہوں نے شہروں یا دنوں یا اوقات یا مہینوں (کے بیان) میں (باہم) اختلاف کیا یا ان دونوں نے ایک ہزار پر بیع ہونے کی گواہی دی تو ان میں سے ایک نے یہ گواہی کہ اس نے اسے بیع کیا اور دوسرے گواہ نے بیع کے اقرار پر گواہی دی تو (ان صورتوں میں) ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی (ب) اور یہی حکم طلاق کی صورت میں ہے (ج) اور اگر ان دونوں گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے	

اس کے متعلق ۵۳/۴۲۸ اور اگر مشہود بہ حقیقۃ وحکما فعل ہو تو اس کے متعلق ۵۴ تا ۶۰/۴۲۸ اور اگر مشہود بہ ایسا قول ہو جو فعل کے بغیر پورا نہیں ہوتا تو اس کے متعلق ۶۱/۴۲۸ اور اگر گواہوں نے ایسے عقد میں اختلاف کیا جس کا حکم بغیر قبضہ کے ثابت نہیں ہوتا تو اس کے متعلق ۶۲/۴۲۸ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۲۴/۴۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین — اختلاف بین الشاهدین	دفعات و شق نمبر
کذا فی فتاوی قاضیخان	بالف الیوم وشهد الآخر انه اقر بالف امس جازت شهادتهما ولا تبطل الشهادة باختلاف الشاهدین فیما بینهما فی الایام والبلدان الا ان یقولا کنا مع الطالب فی موضع واحد فی یوم واحد ثم اختلفا فی الایام والمواطن والبلدان فان اباحنیفةؒ قال انا اجیز الشهادة وعلیهما ان یحفظوا الشهادة دون الوقت وقال ابویوسفؒ الامر کما قال ابوحنیفةؒ فی القیاس وانا استحسن وابطل هذه الشهادة بالتهمة الا ان یختلفا فی الساعتین من یوم واحد بتفاوت فیجوز۔	۴۷/۲۸
کذا فی الفصول العمادیة	وفی فتاوی رشید الدینؒ ادعی انه باع بشرط الوفاء فانکر ذوالید فشهد احدهما انه باع بشرط الوفاء وشهد الآخر انه اقر المشتری انه اشتری بشرط الوفاء تقبل۔	۴۸
کذا فی المبسوط	شاهدان شهدا ان فلانا طلق امرأته فشهد احدهما انه طلقها یوم الجمعة بالبصرة والآخر انه طلقها فی ذلك الیوم بعینه بالکوفة لم تقبل شهادتهما لانا نتیقن بکذب احدهما فان الانسان فی یوم واحد لا یکون بالبصرة والکوفة بخلاف ما اذا شهد احدهما انه طلقها بالکوفة والآخر انه طلقها بالبصرة ولم یوقتا وقتا فهناك الشهادة تقبل۔	۴۹
کذا فی البحر الرائق	ولو شهدا بذلك فی یومین متفرقین من الایام وبینهما قدر ما یسیر الراکب من الکوفة الی مکة جازت شهادتهما۔	۵۰
	اقام شاهدین علی الصلح فألجأهما القاضی الی بیان التاریخ فقال	۵۱

[1] حکم نمبر ۴۷/۲۸ ، ۴۹ تا ۵۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] فتاوی عزیزی میں ہے کہ بیع الوفاء کی صورت یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے یہ چیز تمہارے

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷	اس عورت کو آج ایک طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت کو کل گذشتہ ایک طلاق دی تھی یا ان گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک ہزار کے متعلق آج اقرار کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی اس نے ایک ہزار کے متعلق کل گذشتہ اقرار کیا تو (ان صورتوں میں) ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی (د) اور دنوں اور شہروں کے بیان کرنے میں دونوں گواہوں کے باہم اختلاف سے وہ گواہی باطل نہ ہو گی لیکن اگر وہ دونوں یوں کہیں کہ ہم ایک ہی دن میں طالب (یعنی مدعی) کے ساتھ تھے پھر انہوں نے دنوں جگہوں اور شہروں کے بیان میں (باہم) اختلاف کیا تو اس کے متعلق امام ابوحنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ میں اس گواہی کو جائز قرار دوں گا اور گواہوں پر گواہی یاد رکھنا لازم ہے وقت یاد رکھنا لازم نہیں ہے اور امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ از روئے قیاس حکم یوں ہی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے اور از روئے استحسان تہمت کی بنا پر میں اس گواہی کو باطل قرار دوں گا لیکن اگر وہ گواہ ایک ہی دن کی دو ساعتیں بیان کرنے میں کچھ فرق کا (باہم) اختلاف کریں تو پھر ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی۔	قاضی خان
۴۸	فتاوی رشید الدین رح میں ہے کہ کسی مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس نے شرط الوفاء (یعنی اس نے مشتری کو الوفاء[1] کی شرط پر) پر بیع کی ہے اور قابض شخص نے انکار کیا تو دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے شرط الوفاء پر بیع کی ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ خریدار نے اقرار کیا ہے کہ اس نے شرط الوفاء پر خرید کی ہے تو (ان کی یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۴۹	دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے تو ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس بیوی کو جمعہ کے دن بصرہ میں طلاق دی ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس بیوی کو عین اسی جمعہ کے دن کوفہ میں طلاق دی ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اس لیے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک نے جھوٹ کہا ہے اس لیے کہ (عادۃً) ایک انسان ایک ہی دن میں بصرہ میں بھی اور کوفہ میں بھی (موجود) نہیں ہو سکتا اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب ان دونوں گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس بیوی کو کوفہ میں طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس بیوی کو بصرہ میں طلاق دی اور انہوں نے کوئی وقت مقرر نہ کیا تو پھر (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی[2]	مبسوط
۵۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان دو گواہوں نے دنوں میں سے دو ایسے متفرق دنوں میں اس کے متعلق (یعنی دو متفرق شہروں میں مثلاً کوفہ اور مکہ میں طلاق دینے کے متعلق) گواہی دی اور ان دو دنوں میں اتنا وقت بنتا ہے کہ (مثلاً اس میں سوار کوفہ سے مکہ تک سفر کر سکتا ہو تو پھر) ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی	بحر الرائق
۵۱	کسی مدعی نے صلح پر دو گواہ قائم کئے تو قاضی نے انہیں تاریخ بیان کرنے پر مجبور کیا تو دو گواہوں	

[1] ہاتھ فروخت کی اس طور پر کہ فلاں وقت تم یہ چیز اسی قیمت پر میرے ہاتھ فروخت کر دینا (اور اس کے جواز میں کلام بھی درج ہے) مفہوم ماخوذ از فتاوی عزیزی ص ۵۳ ج ۱ ص ۵۳۱ واللہ اعلم (مترجم)

[2] حکم نمبر ۲۲/۲۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاہدین — اختلاف بین الشاہدین	حوالہ
۴۲۸	احدهما انه كان منذ سبعة اشهر او اقل او اكثر وقال الآخر اظن انه كان منذ ثلث سنين او ازيد لا تقبل لما اختلفا هذا[1] الاختلاف الفاحش وان كان لا يحتاجان الى بيان التاريخ ۔	كذا فى القنية
۵۲	واذا كان المشهود به قولا كان صيغة الانشاء والاقرار به مختلفا نحو القذف قال فى كتاب الحدود اذا شهد احد الشاهدين على القذف والآخر على الاقرار بالقذف لا تقبل الشهادة بلا خلاف ولو اتفقا على القذف واختلفا فى الزمان او المكان قال ابو حنيفة رح تقبل هذه الشهادة وقال ابو يوسف رح ومحمد رح لا تقبل ۔	هكذا فى المحيط وفتاوى قاضيخان
۵۳	وان كان الاختلاف فى فعل ملحق بالقول كالقرض فهو كالطلاق[2] ۔	هكذا فى الخلاصة
۵۴	وان كان المشهود به فعلا حقيقة وحكما كالغصب والجناية و اختلف الشهود فى المكان او فى الزمان او فى الانشاء والاقرار لا تقبل شهادتهم ۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
۵۵	ولو كان المغصوب هالكا فشهدا بالقيمة فشهد احدهما ان قيمته الف وشهد الآخر على اقرار الغاصب ان قيمته الف لا تقبل شهادتهما ۔	كذا فى الظهيرية
۵۶	لو ادعى القتل وشهدا احدهما على القتل والآخر على اقراره لا تقبل	كذا فى الفصول العمادية
۵۷	ولو شهدا على اقرار القاتل فى وقتين او مكانين جازت	كذا فى السراجية

۱؎ حکم نمبر ۴۷، ۶۱ / ۴۲۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور قذف کے متعلق حکم نمبر ۴۲۲ اور ۱۰، ۱۳ / ۳۲۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۴۷ / ۴۲۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو اور طلاق کے متعلق گواہوں کے باہم اختلاف کی صورت میں حکم نمبر ۴۷، ۴۹، ۵۰ / ۴۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۸	میں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ صلح سات ماہ سے یا اس سے کم و بیش میں ہوئی اور دوسرے گواہ نے یہ کہا کہ میرے گمان میں وہ تین سال سے یا اس سے زائد میں ہوئی تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ ان دونوں نے (باہم) یہ اختلاف، اختلاف فاحش کیا ہے اگرچہ ان دونوں پر تاریخ کا بیان کرنا ضروری نہ تھا۔	قنیہ
۵۲	جب مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی گئی ہو وہ) ایسا قول ہو کہ اس کے متعلق انشا اور اقرار کا صیغہ مختلف ہو مثلاً وہ (مشہود بہ) قذف ہو تو آپ نے (اس کے متعلق) کتاب الحدود میں فرمایا کہ جب دو گواہوں میں سے ایک نے قذف پر گواہی دی اور دوسرے گواہ نے قذف کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو یہ گواہی بلا خلاف قبول نہ ہوگی اور اگر ان دونوں گواہوں نے قذف کرنے کی گواہی پر اتفاق کیا البتہ وقت اور جگہ کے متعلق اختلاف کیا تو اس کے حکم کے متعلق امام ابوحنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہوگی [1]	محیط، قاضی خان
۵۳	اور اگر فعل ملحق بالقول میں (یعنی ایسا فعل جو حکماً قول سے ملحق ہو اس میں) گواہوں کا اختلاف ہو مثلاً وہ (مشہود بہ) قرض ہو تو اس کے متعلق حکم طلاق (کے گواہوں میں اختلاف) کے حکم طرح ہے [2]	خلاصہ
۵۴	اگر مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی گئی ہو وہ) حقیقتاً اور حکماً فعل ہو جیسا کہ غصب اور جنایت (یعنی جرم) اور گواہوں نے جگہ یا وقت یا انشا یا اقرار (کے بیان) میں (باہم) اختلاف کیا تو ان کی (وہ گواہی) قبول نہ ہوگی [3]	قاضی خان
۵۵	اگر غصب شدہ چیز تلف ہو گئی اور دو گواہوں نے اس کی قیمت کے متعلق گواہی دی تو ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس کی قیمت ایک ہزار ہے اور دوسرے نے غاصب کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس چیز کی قیمت ایک ہزار ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی [4]	ظہیریہ
۵۶	اگر کسی مدعی نے قتل کا دعویٰ کیا اور دو گواہوں میں سے ایک نے قتل پر گواہی دی اور دوسرے نے قاتل کے اقرار (قتل) پر گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی [5]	فصول عمادیہ
۵۷	اگر دو گواہوں نے قاتل کے دو وقتوں یا دو جگہوں میں قتل کے اقرار پر گواہی دی تو ان کی (وہ گواہی) جائز قرار پاتی ہے [6]	سراجیہ

[2] حکم نمبر ۴۷/۷۲۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] حکم نمبر ۵۶/۷۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۵۵/۷۲۸ نیز ۷/۱۱۲۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۲۴/۷۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین — اختلاف بین الشاهدین	حوالہ
۴۲۸ / ۵۸	وان اختلفا فی آلة القتل بان شهدا بالقتل غیر ان احدهما شهد بالقتل بالعصا و شهد الآخر بالقتل بالسیف لا تقبل شهادتهما۔	کذا فی المحیط
۵۹	اذا شهد احدهما انه قتله عمدا و شهد الآخر انه قتله خطأ لا تقبل شهادتهما۔	کذا فی الذخیرة
۶۰	وان قال احدهما قتله بالسیف وقال الآخر لا احفظ الذی قتل به لا تقبل شهادتهما۔	کذا فی الذخیرة
۶۱	ولو کان المشهود به قولا لا یتم الا بفعل کالنکاح واختلف الشهود فی المکان او الزمان او فی الانشاء والاقرار لا تقبل شهادتهم۔	هٰکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۲	وان اختلفوا فی عقد لا یثبت حکمه الا بفعل القبض کالهبة والصدقة والرهن فان شهدوا علی معاینة القبض واختلفوا فی الایام او البلدان جازت شهادتهم فی قول ابی حنیفة رح و ابی یوسف رح ولو شهدوا علی اقرار الراهن والمتصدق والواهب بالقبض جازت الشهادة فی قولهم۔	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳	لو ادعی الرهن فشهد احدهما علی معاینة القبض والآخر علی اقرار الراهن بقبض المرتهن لا تقبل والرهن فی هذا کالغصب۔	کذا فی الفصول العمادیة
۶۴	لو اختلفا فی الثیاب التی علی الطالب والمطلوب او المرکب او قال احدهما کان معنا فلان وقال الآخر لم یکن معنا فلان ذکر فی الاصل انه یجوز ولا یبطل هذه الشهادة۔	کذا فی الظهیریة
۶۵	اذا شهد بالغصب واختلفا فی لون البقرة فانها لا تقبل۔	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۲۴/۴۲۸ ، ۱۰ تا ۱۲/۱۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۲۴/۴۲۸ ، ۱۲/۱۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] حکم نمبر ۴۷، ۵۲/۴۲۸ مع حواشی اور ۲۴/۴۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] حکم نمبر ۴۷/۴۲۸ کا پہلا حاشیہ اور ۲۴/۴۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸، ۵۸	اگر دو گواہوں نے آلۂ قتل کے متعلق اختلاف کیا مثلاً ان دونوں نے قتل کی گواہی دی لیکن ان دونوں میں سے ایک نے لاٹھی سے قتل کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے تلوار سے قتل کرنے کی گواہی دی تو (ان دونوں کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی لہ	محیط
۵۹	جب دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے عمداً (یعنی جان بوجھ کر) قتل کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے خطاءً قتل کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	ذخیرہ
۶۰	اگر دو گواہوں میں ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے تلوار سے قتل کیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ مجھے وہ چیز یاد نہیں جس سے اس نے اسے قتل کیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی ٹہ	ذخیرہ
۶۱	اگر مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی گئی ہو وہ) ایسا قول ہو جو فعل کے ساتھ ہی مکمل ہوتا ہے جیسا کہ نکاح، اور گواہوں نے جگہ میں یا وقت میں یا انشا اور اقرار میں اختلاف کیا تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی سہ	قاضی خان
۶۲	(د) اگر گواہوں نے ایسے عقد میں اختلاف کیا جس کا حکم بغیر قبضہ کئے ثابت نہیں ہوتا مثلاً ہبہ یا صدقہ یا رہن تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ان گواہوں نے قبضہ کے معاینہ پر گواہی دی اور انہوں نے دنوں یا شہروں کے بیان میں اختلاف کیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب ان کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور اگر انہوں نے رہن دینے والے یا صدقہ کرنے والے یا ہبہ کرنے والے کے قبضہ دینے کے اقرار پر گواہی دی تو ان کی وہ گواہی سبکے قول میں جائز قرار پا سکے گی کہ	قاضی خان
۶۳	اگر کسی مدعی نے رہن کا دعوی کیا تو دو گواہوں میں سے ایک نے قبضہ کے معاینہ پر گواہی دی اور دوسرے رہن دینے والے کے اس اقرار پر، کہ رہن لینے والے نے قبضہ کر لیا ہے، گواہی دی تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اس صورت میں رہن کا حکم غصب کے حکم کی طرح ہے شہ	فصول عمادیہ
۶۴	اگر دو گواہوں نے طالب اور مطلوب (یعنی مدعی اور مدعا علیہ) کے پہنے ہوئے کپڑوں یا سواری کے متعلق اختلاف کیا یا ان دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ ہمارے ساتھ فلاں شخص تھا اور دوسرے نے یہ کہا کہ ہمارے ساتھ فلاں شخص نہ تھا تو (اس کے حکم کے متعلق) الاصل میں مذکور ہے کہ یہ جائز ہے اور اس (اختلاف) سے وہ گواہی باطل نہ قرار پائے گی۔	ظہیریہ
۶۵	جب دو گواہوں نے (مثلاً گائے کے) غصب کی گواہی دی اور انہوں نے اس گائے کا رنگ بیان کرنے میں (باہم) اختلاف کیا تو (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی لہ	محیط

شہ حکم نمبر ۳۶۲/۲۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

لہ صفحہ اداء الشہادہ میں اس اختلاف کے متعلق ۸/۲۱۸ مع حاشیہ اور غصب اور سرقہ میں گواہوں کی گواہی میں باہم اس اختلاف کے حکم نمبر ۶۵، ۶۶/۲۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	اختلاف بین الشاهدین	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین	دفعات و شق نمبر
كذا فى الكافى	واذا شهد شاهدان على رجل انه سرق بقرة واختلفا فى لونها قطع عند ابى حنيفة رح خلافا لهما رح قيل الخلاف فى لونين يتشابهان كالسواد والحمرة والحمرة والصفرة لا فى لونين لا يتشابهان كالبياض والسواد والصحيح ان الخلاف فى جميع الالوان.		۴۲۸ ۶۶
كذا فى فتح القدير	ولو ان المسروق منه عين لونا كحمراء فقال احدهما سوداء لم يقطع اجماعا.		
كذا فى التبيين	وعلى هذا الخلاف فيما اذا اختلفا فى ثوب بان قال احدهما هروى وقال الآخر مروى فان اختلفا فى الزمان او المكان لم تقبل الشهادة.		۶۷
هكذا فى المحيط	لو شهد احدهما انه سرق بقرة وشهد الآخر انه سرق ثورا او شهد احدهما انه سرق بقرة والآخر انه سرق حمارا لا تقبل.		۶۸
كذا فى الفصول العمادية	اذا ادعى الملك مطلقا وشهد احد الشاهدين بسبب والآخر مطلقا تقبل ويقضى بالملك الحادث.		۶۹
كذا فى الفصول العمادية	وان ادعى بسبب وشهد احدهما به والآخر مطلقا لا تقبل كذا ذكره رشيد الدين رح		۷۰
هكذا فى الفصول العمادية	ولو شهد احدهما على الملك المؤرخ والآخر على الملك المطلق ان ادعى المدعى الملك المؤرخ لا تقبل شهادتهما وان ادعى الملك المطلق تقبل ويقضى بملك مؤرخ -		۷۱

لہ اور غصب کی صورت میں اس اختلاف کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۶۵/۴۲۸ نیز حکم نمبر ۸/۴۱۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۸ ۶۶	(۱) جب دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے (مثلاً) گائے چوری کی ہے اور ان دو گواہوں نے اس کا رنگ بیان کرنے میں اختلاف کیا تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اسے (حد سرقہ میں) قطع دید) کی حد لگے گی۔ اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کا اختلاف ہے (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ) اختلاف دو ان رنگوں کی صورت میں ہے جو باہم مشابہہ ہوں مثلاً سیاہی اور سرخی اور زردی نہ کہ ان رنگوں میں جو باہم متشابہہ نہیں ہیں جیسا کہ سفیدی اور سیاہی (ج)۔ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ) اختلاف سب رنگوں کی صورت میں ہے ۱ے (د) اگر مسروق منہ نے (یعنی جس شخص کی چوری کی گئی ہے اس نے) رنگ متعین کر دیا مثلاً سرخ رنگ کی بھیڑ ان دو گواہوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ کالے رنگ کی تھی تو (بھیڑ) بالاجماع (سرقہ کی حد میں) قطع ید نہ ہو گا۔	کافی فتح قدیر
۶۷	(۱) اور اسی (مذکورہ) اختلاف کی بنا پر اس صورت میں (بھی) اختلاف ہے کہ جب دو گواہوں نے (چوری کے) کپڑے کے متعلق (باہم) اختلاف کیا مثلاً ان دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ کپڑا ہروی (یعنی ہرات کا بنا ہوا) ہے اور دوسرے نے یہ کہا کہ وہ کپڑا مروی (یعنی مرو کا بنا ہوا) ہے (تو اس کا حکم مذکورہ اختلاف پر ہے) (ب) اور اگر انہوں نے زمان اور مکان میں اختلاف کیا تو (ان دونوں کی) وہ گواہی قبول نہ ہو گی۔	تبیین
۶۸	اگر (چوری کے) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اس نے گائے چوری کی اور دوسرے نے یہ کہا کہ اس نے بیل چوری کیا یا ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے گائے چوری کی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے گدھا چوری کیا تو (ان دونوں کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	محیط
۶۹	جب کسی مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور گواہوں میں سے ایک نے ملک بسبب کی گواہی دی اور اور دوسرے نے ملک مطلق کی گواہی دی تو (ان دونوں کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور قاضی ملک حادث (یعنی نئی ملکیت) کا حکم کرے گا ۲ے	فصول عمادیہ
۷۰	اگر کسی مدعی نے ملک بسبب کا دعویٰ کیا اور دو گواہوں میں سے ایک نے اس (یعنی ملک بسبب) کی گواہی دی اور دوسرے نے (ملک) مطلق کی گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی اسے رشید الدین رح نے (اپنے فتاویٰ میں) ذکر کیا ہے۔	فصول عمادیہ
۷۱	اگر دو گواہوں میں سے ایک نے ملک مورخ پر (یعنی فلاں تاریخ سے ملکیت ہونے پر) گواہی دی اور دوسرے نے ملک مطلق پر گواہی دی تو اگر مدعی نے ملک مورخ کا دعویٰ کیا ہو تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور اگر مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا ہو تو (ان کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی اور	

۲ے حکم نمبر ۱/۲۴۲ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳، ۸/۲۴۹ سے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاہدین اختلاف بین الشاہدین	حوالہ
۲۸؍		
۲؍	ذکر فی الجامع اذا ادعی ملکا فجاء بشاہدین شہد احدھما انہ ملکہ و شہد الآخر علی اقرار المدعا علیہ انہ ملک المدعی لا تقبل۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳؍	بخلاف ما اذا شہد احدھما علی الدین و الآخر علی الاقرار بالدین تقبل [۱]	کذا فی الفصول العمادیۃ
۴؍	قال محمدؒ فی کتاب الغصب اذا ادعی رجل جاریۃ فی یدی رجل وجاء بشاہدین شہد احدھما انہا جاریتہ غصبہا منہ ھٰذا وشہد الآخر انہا جاریتہ ولم یقل غصبہا منہ ھٰذا قبلت شہادتہما۔	کذا فی المحیط
۵؍	وان شہد احدھما انہا جاریتہ و شہد الآخر انہا کانت جاریتہ تقبل ھذہ الشہادۃ ایضا بخلاف ما لو شہد احدھما انہا کانت فی یدہ و شہد الآخر انہا فی یدہ فانہ لا تقبل ھٰذہ الشہادۃ عند ابی حنیفہؒ [۲]	کذا فی المحیط
۶؍	قال ابو یوسفؒ رجل ادعی علی رجل الف درھم فشہد شاھد ان المطلوب اقر ان لہ علیہ الف درھم قرضا و شہد آخر ان المطلوب اقر ان لہ علیہ الف درھم من ثمن متاع اشتراہ وقبضہ و قال الطالب انما مالی علیہ قرض ولم یشہد لی الا بالقرض فقد اکذب الشاھد الذی شہد لہ انہ ثمن متاع و لو قال قد اشہد علی ھاتین الشہادتین المختلفتین لکن اصل مالی کان قرضا قضی لہ علیہ بالف درھم و لو قال مالی من	

[۱] حکم نمبر ۲؍۲ / ۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۳؍ / ۲۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۲، ۱۸؍ب / ۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۳؍ / ۲۸ کے بعد فلاں فلاں سے مخصوص تقریبا ۴ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱؍ / ۲۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۸	قاضی ملک مورخ کا حکم کرے گا	فصول عمادیہ
۲	الجامع میں مذکور ہے کہ جب کسی مدعی نے (کسی چیز کی) ملکیت کا دعوی کیا تو وہ دو گواہ لایا ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ وہ (چیز) اس مدعی کی ملکیت ہے اور دوسرے نے مدعا علیہ کے اس اقرار پر گواہی دی کہ وہ (چیز) مدعی کی ملکیت ہے تو (ان دونوں کی یہ گواہی) قبول نہ کی جائے گی۔ لہ	قاضی خان
۳	اس (مذکورہ صورت کے حکم) کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب دو گواہوں میں سے ایک نے قرض پر گواہی دی اور دوسرے نے قرض کے متعلق (مدعا علیہ کے) اقرار پر گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔ سہ لہ	فصول عمادیہ
۴	امام محمد رح نے کتاب الغصب میں ذکر کیا ہے کہ جب ایک شخص نے ایک ایسی جاریہ (یعنی باندی) کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے، دعوی کیا اور دو گواہ لایا ان دونوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ وہ جاریہ اس مدعی کی ہے اس سے اسے اس (قابض) نے غصب کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ جاریہ اس مدعی کی ہے اور اس نے یہ نہ کہا کہ اس سے اسے اس (قابض) نے غصب کیا ہے تو (ان کی) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
۵	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ وہ جاریہ اس مدعی کی ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ جاریہ اس مدعی کی تھی تو (ان کی) یہ گواہی بھی قبول کی جا سکے گی (ب) بخلاف اس کے کہ اگر ان دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ وہ جاریہ اس مدعی کے قبضہ میں تھی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ جاریہ اس مدعی کے قبضہ میں ہے تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہو گی۔ لہ	محیط
۶	امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی پر ہزار درہم کا دعوی کیا تو ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ مطلوب (یعنی مدعا علیہ) نے اقرار کیا ہے کہ اس (مدعی) کے لیے اس پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس مطلوب نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس (مدعی) کیلئے اس پر ایک ہزار درہم اس سامان کی قیمت سے ہے جو اس (مطلوب یعنی مدعا علیہ) نے خریدا اور قبضہ کر لیا اور طالب (یعنی مدعی) نے کہا کہ میرا مال صرف اس پر قرض ہے اور اس نے صرف قرض پر ہی میرے لیے گواہ کر دیئے تھے تو (اس صورت میں) اس (مدعی) نے اس گواہ کی تکذیب کی جس نے اس (مدعی) کے لیے یہ گواہی دی کہ وہ سامان کی قیمت سے ہے (ب) اور اگر اس (مدعی) نے یوں کہا کہ اس	

شہ حکم نمبر ۷۵/۴۲۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

لہ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۷۵/۴۲۸ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین اختلاف بین الشاهدین	حوالہ
۶۲۸	ثمن متاع بعته وقبض منی وقد اشهد هذین ما شهد به لا یقضی له بشیٔ حتی یأتی بشاهد آخر یشهد له بمثل شهادة الذی شهد له من ثمن المتاع اذا اقر الطالب ان ماله من ثمن متاع فلا بد من شاهدین علی قبضه .	كذا فی المحيط
۷۷	ولو شهد ان المطلوب اقر ان له علیه الف درهم قرضا و شهد آخر ان المطلوب اقر ان له علیه الف درهم من ضمان ضمن له عن فلان بأمره فان قال الطالب اشهد لی بهاتین الشهادتین علی ما وصفنا و ان مالی علیه قرض فانه یقضی له بالمال وان قال مالی من ضمان کما شهد به الآخر لا یقضی له علیه بشیٔ والضمان فی هذا والبیع سواء واما فی قیاس قول ابی حنیفة رح فالمال لازم فی الوجهین جمیعا[1]	كذا فی الذخيرة
۷۸	لو شهد احدهما ان صاحب الید اقر انه اغتصبه من هٰذا المدعی وشهد الآخر انه اقر ان هذا المدعی اودعه ایاه او انه اقر انه اخذ من هٰذا المدعی قبلت شهادتهما وامر المدعا علیه بالرد علی المدعی ولکن لا یقضی بالملک للمدعی وبقی المدعا علیه علی حجته فی الملک حتی لو اقام المدعا علیه بعد ذٰلک بینة ان العین له قضی القاضی له بالعین وذکر فی المنتقی عین مسئلة العبد ووضعها فی الثوب وذکر انه اذا شهد احد الشاهدین علی اقرار صاحب الید انه غصبه من المدعی	

[1] حکم نمبر ۷۷/۶۲۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۷۷/۶۲۸ کے بعد غلام سے مخصوص تقریبا ۱۱ احکام کا اندراج متروک ہے

حوالہ	آٹھواں باب، گواہیوں میں اختلاف کے احکام — گواہیوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر
محیط	نے ان دو مختلف گواہیوں پر گواہ کر دیئے تھے لیکن میرا اصل مال قرض ہے تو قاضی اس (مدعا علیہ) پر ہزار درہم کا حکم کرے گا (ج) اور اگر اس مدعی نے یہ کہا کہ میرا مال اس سامان کی قیمت ہے جو میں نے اسے بیع کیا اور نے مجھ سے (وہ سامان) قبضہ کر لیا اور اس نے ان دونوں کو اس پر گواہ کیا جو ان دونوں نے گواہی دی تو قاضی اس (مدعی) کے لیے کسی شئے کا حکم نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ ایک اور گواہ لائے جو اس گواہ کی گواہی کی طرح گواہی دے جس نے اس کے لیے سامان کی قیمت ہونے کی گواہی دی ہے (اور) جب طالب (یعنی مدعی) نے یہ اقرار کیا کہ اس کا (وہ) مال سامان کی قیمت سے ہے تو اس سامان پر قبضہ ہو جانے کے متعلق دو گواہ ہونے چاہئیں [1]	۷۲۸
ذخیرہ	(د) اگر (دو گواہوں میں سے) ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ مطلوب (یعنی مدعا علیہ) نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس (طالب یعنی مدعی) کے لیے اس (مطلوب) پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ مطلوب نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس (طالب) کے لیے اس (مطلوب) پر ایک ہزار درہم اس ضمانت کے سبب میں جو اس (مطلوب) نے اس (طالب) کے لیے فلاں شخص کی طرف سے اس کے امر سے ضمانت دی تھی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر طالب نے یہ کہا کہ اس (مطلوب) نے میرے لیے ان دو گواہیوں پر جیسا کہ ہم نے بیان کیا گواہ کر دیئے تھے اور میرا مال اس پر قرض ہے تو قاضی اس (طالب) کے لیے مال کا حکم کرے گا اور اگر اس طالب نے یہ کہا کہ میرا مال ضمانت کے سبب سے ہے جیسا کہ اس کے متعلق دوسرے گواہ نے گواہی دی تو قاضی اس (طالب) کے لیے اس پر کسی شئے کا حکم نہ کرے گا (جب تک ضمانت کے متعلق دوسرا گواہ نہ لائے) اور اس میں ضمانت اور بیع کا حکم برابر ہے (ب) اور امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس میں سبھی دونوں صورتوں میں مال لازم ہو گا [2]	۷۷
	(د) اگر (دو گواہوں میں سے) ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ (مذکورہ غلام کے) قابض شخص نے اقرار کیا ہے کہ اس نے اسے اس مدعی سے غصب کیا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس (قابض) نے یہ اقرار کیا ہے کہ اسے اس مدعی نے اس کے ہاں بطور امانت رکھا ہے یا یہ کہ اس قابض نے یہ اقرار کیا ہے کہ اسے اس (قابض) نے اس مدعی سے لیا ہے تو ان دونوں کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی مدعا علیہ کو حکم کرے گا کہ وہ اسے مدعی کو واپس کرے لیکن قاضی اس مدعی کے لیے (اس کی) ملکیت کا حکم نہ کرے گا اور ملکیت کے بارے میں مدعا علیہ اپنی حجت پر رہے گا حتیٰ کہ اگر اس کے بعد مدعا علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ عین چیز اس کی ہے تو قاضی اس عین چیز کے متعلق اس (مدعا علیہ) کے لیے حکم کرے گا (ب) المنتقی میں غلام کا یہ مذکورہ مسئلہ مذکور ہے اور اس مسئلہ کو (غلام کی بجائے) کپڑے [3]	۷۸

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۷۱/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ۷۸ تا ۸۱ / ۷۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین اختلاف بین الشاهدین	حوالہ
۷۸	وشهد الآخر علی اقراره ان المدعی او دعه اياه و زاد هنا زيادة علی ما ذكر فی مسئلة العبد فقال و قال المدعی قد اقر بما قالا جميعا ولكنه اغتصب منی قبلت الشهادة وجعلت الذی فی يديه الثوب مقرا بملكه للمدعی ولم اقبل من صاحب اليد بعد ذلك بينة علی الثوب ثم قال وان شهد احدهما علی اقراره انه اغتصبه من المدعی و شهد الآخر علی اقراره انه اخذه منه قضيت به للمدعی وجعلت المدعا عليه علی حجته.	هكذا فی المحيط والذخيرة
۷۹	ثم قال ولو شهد احدهما علی اقرار ذی اليد انه اخذ منه هذا الثوب و شهد الآخر علی اقراره انه اودعه اياه و قال المدعی قد اقر بما قالا لكن لم اودعه منه قال لا تقبل هذه الشهادة ولو شهد احدهما علی اقرار ذی اليد ان العبد للمدعی و شهد الآخر علی اقراره انه اودعه منه تقبل هذه الشهادة و قضی بالعبد للمدعی.	هكذا فی المحيط والذخيرة
۸۰	لو شهد احدهما انه اقر ان لهذا المدعی عليه الف درهم قرض وشهد الآخر انه اقر انه اودعه الف درهم تقبل هذا اذا ادعی المدعی الالف مطلقا اما اذا ذكر احد السببين فی الدعوی فقد كذب احد الشاهدين فلا تقبل هذا اذا شهد علی اقراره و اختلفا فی الجهة.	كذا فی خزانة المفتين
۸۱	اما اذا شهد احدهما ان لهذا المدعی عليه الف درهم قرض و شهد الآخر انه له عنده الف درهم وديعة فلا تقبل.	كذا فی خزانة المفتين

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۸	کی صورت میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ جب دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس قابض شخص نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس نے یہ کپڑا اس مدعی سے غصب کیا ہے اور دوسرے گواہ نے اس (قابض شخص) کے اس اقرار پر گواہی دی کہ مدعی نے اسے اس کے ہاں بطور امانت رکھا ہے اور وہاں (یعنی المنتقی میں) غلام کے مذکورہ مسئلہ پر اضافہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اور مدعی نے یہ کہا کہ اس (قابض) نے گواہوں کے سبھی بیانات کا اقرار کیا ہے لیکن اس نے مجھ سے غصب کیا ہے تو (اس کے جواب میں فرمایا کہ) میں اس گواہی کو قبول کروں گا اور اس قابض شخص کو مدعی کے لیے اس کپڑے کی ملکیت کا اقرار کنندہ قرار دوں گا اور اس کے بعد اس کپڑے کی ملکیت کے متعلق اس قابض شخص کی گواہی قبول نہ کروں گا (ج) پھر آپ نے فرمایا کہ اگر دونوں گواہوں میں ایک نے اس قابض شخص کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس نے اسے مدعی سے غصب کیا ہے اور دوسرے گواہ نے قابض شخص کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس نے اسے اس مدعی سے لیا ہے تو (فرمایا کہ پھر) میں اس شئے کے متعلق مدعی کے لیے حکم کروں گا اور مدعا علیہ کو اپنی حجت پر قرار دوں گا۔	محیط، ذخیرہ
۷۹	(د) پھر فرمایا کہ اگر (مذکورہ صورت میں) دو گواہوں میں سے ایک نے قابض شخص کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس نے یہ کپڑا اس (مدعی) سے لیا ہے اور دوسرے گواہ نے اس قابض کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس (مدعی) نے اسے اس کے ہاں بطور امانت رکھا ہے اور مدعی نے کہا کہ اس (قابض) نے اس کا اقرار کیا ہے جو گواہوں نے کہا لیکن میں نے اسے اس کے ہاں امانت نہیں رکھا تو (اس کے حکم کے متعلق آپ نے) فرمایا کہ (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر دو گواہوں میں سے ایک نے قابض شخص کے اس اقرار پر گواہی دی کہ وہ غلام مدعی کا ہے اور دوسرے گواہ نے اس قابض شخص کے اس اقرار پر گواہی دی کہ اس نے اس کے ہاں بطور امانت رکھا ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور قاضی اس غلام کے متعلق مدعی کے لیے حکم کرے گا۔	محیط، ذخیرہ
۸۰	(د) اگر دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس پر اس مدعی کے لیے ایک ہزار درہم قرض ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس کے ہاں اس (مدعی) نے ایک ہزار درہم بطور امانت رکھے ہیں تو (ان کی یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی جب کہ مدعی نے مطلقاً ایک ہزار کا دعویٰ کیا ہو (ب) اور اگر اس نے دعویٰ میں دو سببوں (یعنی قرض اور امانت) میں سے کسی سبب کا ذکر کیا تو اس نے (اپنے) دو گواہوں میں سے ایک کی تکذیب کی پس (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ دو گواہوں نے اس (مدعا علیہ) کے اقرار پر گواہی دی اور جہت (یعنی جہت سبب کے بیان) میں اختلاف کیا۔	خزانۃ المفتین
۸۱	اور (مذکورہ صورت میں) جب دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی کے لیے اس (مدعا علیہ) پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی کے لیے اس (مدعا	

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاهدین — اختلاف بین الشاهدین	حوالہ
۴۲۸		
۸۲	اذا ادعی الشراء و شهد احد الشاهدین علی البیع بهذا القدر من الثمن و شهد الآخر (کہ بائع ازیں مشتری بہای این بندہ طلب میکرد دہ دینار)[1] تقبل هذه الشهادة۔	هكذا فی الفصول العمادية
۸۳	ادعت امرأة ارضا و شهد احدهما ان هذه الارض ملكها لان زوجها فلانا دفع اليها هذه الارض عوضا عن الدستیمان و شهد الآخر انها ملكها لان زوجها اقر انها ملكها تقبل شهادتهما و قيل لا تقبل۔	هكذا فی الفصول العمادية
۸۴	اما لو شهد احدهما ان زوجها دفع اليها بجهة الدستيمان وشهد الآخر ان زوجها اقرانه دفعها اليها بجهة الدستيمان تقبل۔	هكذا فی الفصول العمادية
۸۵	ادعى العقار ميراثا عن ابيه فشهد احد الشاهدين ان هذا العقار ملكه والآخر ان هذه الضيعة ملكه لا تقبل لان العقار اسم للعرصة المبنية و الضيعة اسم للعرصة لا غير فصار كما لو ادعى العقار و شهدوا على البستان لا تقبل۔	كذا فی خزانة المفتين

واللہ اعلم

[1] ان البائع طلب من هذا المشتری عشرة دنانیر ثمن هذا العبد ——— عربی حاشیہ فتاوی ہذا

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، گواہوں میں اختلاف کے احکام — گواہوں میں اختلاف کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۸	علیہ) کے ہاں ایک ہزار درہم بطور امانت ہے تو (اس صورت میں ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہوگی۔	خزانۃ المفتین
۸۲	جب کسی مدعی نے خرید نے کا دعوی کیا اور دو گواہوں میں ایک نے اتنی قیمت پر بیع کی گواہی دی اور دوسرے گواہ نے (فارسی میں) یہ گواہی دی کہ "ایں بائع ازیں مشتری بہائی این بندہ طلب میکرد دہ دینار،" (یعنی یہ بائع اس مشتری سے اس غلام کی قیمت دس دینار مانگتا تھا) تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔ ؎	فصول عمادیہ
۸۳	(د) کسی عورت نے ایک زمین کا دعوی کیا تو دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ یہ زمین اس عورت کی ملکیت ہے اس لیے کہ اس کے خاوند فلاں شخص نے اس عورت کو یہ زمین حق مہر کے عوض دی ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ زمین اس عورت کی ملکیت ہے اس لیے کہ اس کے خاوند نے اقرار کیا ہے کہ یہ زمین اس عورت کی ملکیت ہے تو ان دونوں کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ (ان کی یہ گواہی) قبول نہ ہوگی۔	فصول عمادیہ
۸۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس کے خاوند نے وہ زمین اس عورت کو بطور حق مہر دی ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس کے خاوند نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس نے وہ زمین اس عورت کو بطور حق مہر دی ہے تو (اس صورت میں ان کی یہ گواہی) قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۸۵	کسی مدعی نے ایک عقار (یعنی عمارت والی زمین) پر اپنے باپ سے میراث پانے کا دعوی کیا تو دو گواہوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ عقار اس مدعی کی ملکیت ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ ضیعہ (یعنی سفید زمین) اس مدعی کی ملکیت ہے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ عقار عمارت والی زمین کو کہتے ہیں اور ضیعہ صرف (سفید) زمین کو کہتے ہیں پس اس گواہی کی صورت ایسی ہوگئی جیسا کہ کسی مدعی نے عقار (یعنی عمارت والی زمین) کا دعوی کیا اور گواہوں نے بستان (یعنی باغ) کے متعلق گواہی دی تو (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہوگی۔	خزانۃ المفتین

واللہ اعلم

؎ یعنی یہ بائع اس مشتری سے اس غلام کی قیمت دس دینار مانگتا تھا (مترجم) ؎ حکم نمبر ۸۲ تا ۸۵ / ۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الجلد التاسع فی الشهادة علی النفی والبینات ، الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا یدفع بعضها بعضا	حوالہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الباب التاسع فی الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا

دفعات ۴۲۹ تا ۴۲۹ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۳۳

۴۲۹ الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا تعداد شق ۳۳

شق	متن	حوالہ
۱	شاهدان شهدا علی رجل بقول او بفعل یلزمه بذلك اجارة او كتابة او بیع او قصاص او مال او طلاق او عتاق فی موضع وصفاه او فی یوم سمیاه فاقام المشهود علیه بینة انه لم یكن فی ذلك الموضع ولا فی ذلك الیوم فی الموضع الذی وصفاه لم تقبل منه البینة علی ذلك ۔	كذا فی المحیط
۲	وكذا لو اقام المشهود علیه شاهدین انه كان فی مكان كذا ذكر مكانا آخر سوی المكان الذی ذكره الاولان لا تقبل هذه الشهادة ۔	كذا فی الذخیرة
۳	وكذلك كل بینة قامت علی ان فلانا لم یقل لم یفعل لم یقر ۔	كذا فی المحیط
۴	وكذلك اذا شهد الشاهدان ان هذا الشیٔ لم یكن له ۔	هكذا فی المبسوط
۵	وكذلك اذا شهدا انه لم یكن لفلان علی فلان دین ۔	هكذا فی المبسوط
۶	وكذلك اذا اقام بینة علی حق فقضی له به فیقول المقضی علیه انا اقیم بینة انه لی فهذا لا یقبل منه ۔	هكذا فی المبسوط

لہ مدعی کی طرف سے گواہی کے بعد یا مدعی کی گواہی پر قاضی کے فیصلہ کے بعد، مدعا علیہ کی طرف سے گواہی کے متعلق حکم نمبر ۴۲۱،۴۰۶،۴۰۷ تا ۴۲۱ / ۴۲۹ نیز ۱/۸۲۴ مع حاشیہ

دفعات و شق نمبر	نواں باب، نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	
	نواں باب: نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض بعض کو دفع کرتی ہیں، ان کے احکام	
	دفعات ۷۲۹ تا ۷۲۹، عنوان ۱، تعداد شق ۳۳	
۷۲۹	**نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنا:** اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں	
۱	دو گواہوں نے ایک شخص پر ایسے قول یا فعل کی گواہی دی کہ اس (قول یا فعل) سے اس جگہ میں جو ان گواہوں نے بیان کی یا اس دن میں جس کا ان گواہوں نے نام لیا، کوئی اجارہ یا کتابت یا بیع یا قصاص یا مال یا طلاق یا عتاق، اس مدعا علیہ پر لازم آتا ہے پس مدعا علیہ نے گواہی قائم کی کہ وہ اس جگہ موجود نہ تھا یا اس دن وہ اس جگہ نہ تھا جس جگہ کو ان دو گواہوں نے بیان کیا ہے تو اس (مدعا علیہ) سے وہ گواہی قبول نہ ہو گی۔ لہ	محیط
۲	اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) مدعا علیہ نے اس پر دو گواہ قائم کئے کہ وہ مدعا علیہ فلاں جگہ تھا اور ان گواہوں نے کوئی دوسری جگہ ذکر کی جو اس جگہ کے علاوہ تھی جو پہلے دو گواہوں (یعنی مدعی کے گواہوں) نے ذکر کی تھی تو (مدعا علیہ کی) وہ گواہی قبول نہ ہو گی۔	ذخیرہ
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ہر وہ گواہی جو اس پر قائم ہو کہ فلاں شخص نے یہ نہیں کہا، یا اس نے یہ نہیں کیا یا اس نے یہ اقرار نہیں کیا تو یہی حکم ہے (یعنی یہ گواہی قبول نہ ہو گی)۔	محیط
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز اس کی نہ تھی تو یہی حکم ہے (یعنی یہ گواہی قبول نہ ہو گی)	مبسوط
۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص کے لیے فلاں آدمی پر قرض نہ تھا تو یہی حکم ہے (یعنی یہ گواہی قبول نہ ہو گی)	مبسوط
۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب کسی مدعی نے کسی (چیز کے) حق پر گواہی قائم کی تو قاضی نے اس چیز کے متعلق اس مدعی کے لیے حکم کر دیا تو مدعا علیہ یوں کہنے لگا کہ میں (اس پر) گواہی قائم کرتا ہوں کہ وہ چیز میری ہے تو (اس صورت میں) اس سے (وہ گواہی) قبول نہ ہو گی۔	مبسوط

لہ اور نفی پر گواہی کے متعلق $\frac{\text{۳ تا ۵، ۲۲ تا ۳۲}}{\text{۷۲۹}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشهادة علی النفی والبینات ، الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا	حواله
۴۲۹ ، ۷	کل بینتین لواجتمعتا فی حالة واحدة سقطتا لوجود الکذب فی احداهما فاذا بدأ الحاکم الحکم باحداهما یتعین الکذب فی الاخری مثاله لو شهدوا انه طلق عمرة یوم النحر بالکوفة وشهد شاهدان انه طلق زینب فی هذا الیوم بمکة فشهادتهما باطلة ولو حکم الحاکم باحدی البینتین ثم جاءت الأخری لاتقبل الشهادة الثانیة ولو شهدا بذلك فی یومین متفرقین وبینهما من الایام مقدار ما یسیر الراکب من الکوفة الی مکة جازت شهادتهما۔	کذافی محیط السرخسی
۸	لوشهد اثنان انه طلق امرأته یوم النحر بمنی وشهد آخران انه اعتق عبده بعد ذلك الیوم بالکوفة فان القاضی یقضی بالطلاق بالوقت الاول فان استقام ان یکون فی المکانین جمیعا باسرع ما یقدر علیه من السیر قضی بشهادتهم جمیعا والابطل الوقت الثانی۔	هٰکذافی المحیط
۹	ولواقامت امرأة البینة ان المیت تزوجها یوم النحر بمکة وقضی القاضی لها ثم اقامت امرأة اخری البینة انه تزوجها فی ذلك الیوم بخراسان لم تقبل بینتها۔	کذافی فتاوی قاضیخان
۱۰	اذا شهد شاهدان انه قتل زیدا یوم النحر بمکة وشهد آخران انه قتله یوم النحر بکوفة واجتمعوا عند الحاکم لم یقبل الشهادتین فان سبقت احداهما وقضی بها ثم حضرت الاخری لم تقبل۔	کذافی الهدایة
۱۱	رجل اقام بینة علی انه جرحه یوم النحر بمکة هٰذا الجرح وقضیت بذلك ثم اقام المدعا علیه الجراحة علی احد الشاهدین بینة انه جرحه یوم النحر بکوفة لم اقبل	

له حکم نمبر ۱۸ تا ۲۰/۴۲۹ نیز ۲۴/۴۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۹، ۷	(د) ہر دو گواہیاں جو ایسی ہوں کہ اگر وہ دونوں ایک حال میں جمع ہوں تو ان دونوں میں سے ایک میں جھوٹ کے وجود کی وجہ سے وہ دونوں ساقط قرار پائیں تو جب ان دونوں گواہیوں میں سے ایک گواہی کی بنا پر حاکم (مجاز) نے فیصلہ دے دیا تو اس دوسری گواہی میں جھوٹ متعین قرار پاتا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے (مثلاً اپنی بیوی) عمرہ کو ذوالحجہ کی دسویں کے دن، کوفہ میں طلاق دی اور دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے (مثلاً اپنی بیوی) زینب کو اس دن (یعنی ذوالحجہ کی دسویں کے دن) مکہ میں طلاق دی تو ان دونوں کی گواہی باطل ہے اور اگر حاکم (مجاز) نے ان دونوں گواہیوں میں سے ایک گواہی کی بنا پر فیصلہ دے دیا پھر دوسری گواہی لائی گئی تو یہ دوسری گواہی قبول نہ ہو سکے گی (ب) اور اگر دونوں گواہوں نے اس کے متعلق دو متفرق دنوں میں گواہی دی اور دو متفرق دنوں میں اتنی مقدار ہے کہ (اس میں) سوار کوفہ سے مکہ جا سکتا ہو تو (پھر) ان دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پا سکے گی لہ	محیط سرخسی
۸	اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو ذوالحجہ کی دسویں کے دن منیٰ میں طلاق دی اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اس دن کے بعد اپنا غلام کوفہ میں آزاد کیا ہے تو قاضی پہلے بیان کردہ وقت سے اس طلاق کا حکم کرے گا پھر اگر یہ ہو سکتا ہو کہ وہ شخص ممکن تیز رفتاری کے ساتھ ان سبھی دو جگہوں میں ہو سکتا ہو تو ان سب کی گواہی کے بموجب حکم کرے گا ورنہ دوسرا وقت (اور اس کے متعلق گواہی ہونا) باطل قرار پائے گا۔	محیط
۹	اگر ایک عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ اس وفات پانے والے شخص نے ذوالحجہ کی دسویں کے دن مکہ میں اس سے نکاح کیا تھا اور قاضی نے اس عورت کے لیے حکم کر دیا پھر ایک اور عورت نے گواہی قائم کی کہ اس شخص نے اس سے اس دن خراسان میں نکاح کیا تھا تو اس (دوسری) کی یہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	قاضی خان
۱۰	(د) جب دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے زید کو ذوالحجہ کی دسویں کے دن مکہ میں قتل کیا اور دو اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (مدعا علیہ) نے اسے ذوالحجہ کی دسویں کے دن کوفہ میں قتل کیا اور وہ سب (اکٹھے) حاکم (مجاز) کے ہاں جمع ہوئے تو وہ ان دونوں گواہیوں کو قبول نہ کرے گا (ب) اور اگر ان دونوں گواہیوں میں سے ایک پہلے ہوئی اور قاضی نے اس کے بموجب حکم کر دیا پھر دوسری گواہی آئی تو وہ قبول نہ کی جائے گی۔	ہدایہ
۱۱	(د) کسی شخص نے یہ گواہی قائم کی کہ اس (مدعا علیہ) نے اسے ذوالحجہ کی دسویں کے دن مکہ میں یہ زخم پہنچایا اور (قاضی کی طرف سے) اس کے متعلق فیصلہ کر دیا گیا پھر اس زخم کے مدعا علیہ نے ان دو گواہوں میں سے ایک پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اسے ذوالحجہ کی دسویں کے دن کوفہ میں زخمی کیا تو (فرمایا کہ) میں اس پر	

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشهادة علی النفی والبینات، الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا	حوالہ
۴۲۹	بینته علی ذلك ولو لم یکن قضیت بالاولی حتی لو اجتمعت البینتان والدعویان ابطلهما	کذا فی المحیط
۱۲	فی النوادر لو اقام رجل البینة ان هٰذا قتل ابی یوم النحر بمکة واقام ابن آخر البینة ان فلانا آخر قتل اباه یوم النحر بکوفة قبلت البینتان ویحکم لکل واحد منهما بنصف الدیة ولو کان المقتول اثنین والقاتل واحد ابطلت الشهادة۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۳	ونظیره ما ذکر فی الجامع لو اقام الابن الاکبر البینة ان الابن الاوسط قتل اباه و الاوسط اقام البینة ان الاصغر قتل اباه و الاصغر اقام البینة علی الاکبر انه قتل اباه فهٰذه البینات مقبولة ویکون لکل واحد علی صاحبه ثلث الدیة۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولو اقام البینة علی دار فی ید رجل انها کانت لابیه مات ابوه یوم کذا وورثها عنه المدعی لا وارث له غیره واقامت امرأة البینة ان اباه تزوجها یوم کذا لیوم بعد الیوم الذی ذکر الابن موته فیه وولد له هذا الولد ثم مات بعد ذٰلك ولها المیراث والمهر فان القاضی یقضی بالمهر والمیراث سواء قضی القاضی ببینة الابن اولم یقض فان اقامت امرأة اخری البینة بعد ما قضی القاضی ببینة الاولی انه تزوجها بعد ذٰلك الوقت قبلت بینتها ایضا۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ولو ان الوارث اقام البینة علی رجل انه قتل اباه یوم کذا وقضی القاضی بذلك ثم اقامت امرأة البینة انه تزوجها بعد ذٰلك الیوم لا تقبل بینتها لان یوم القتل صار مقضیا به۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	ولو ان الابن اقام البینة ان هٰذا الرجل قتل اباه عمدا بالسیف منذ عشرین سنة وانه لا وارث له غیره و	

ؔ زخم پہنچانے اور اس کی اقسام واحکام کے متعلق حکم ۱۱۲۸ ملاحظہ ہو۔ (از مترجم)

ؔ اس دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱۲۷ اور اس کی نظیر کے متعلق ۱۳/۴۲۹ ملاحظہ ہو۔ (از مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۹،	اس کی گواہی قبول نہ کروں گا (ب) اور اگر پہلی گواہی پر فیصلہ نہ ہوا تھا حتیٰ کہ وہ دونوں گواہیاں اور وہ دونوں دعوے (ایک ساتھ) جمع ہو گئے تو میں ان دونوں کو باطل قرار دوں گا [1]	محیط
۱۲	(د) النوادر میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ گواہی قائم کی کہ اس آدمی نے میرے باپ کو ذوالحجہ کی دسویں کے دن مکہ میں قتل کیا اور اس (مقتول) کے دوسرے بیٹے نے گواہی قائم کی کہ فلاں دوسرے آدمی نے اس کے باپ کو ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو کوفہ میں قتل کیا تو وہ دونوں گواہیاں قبول کی جا سکیں گی اور ان دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کے لیے نصف نصف دیت کا حکم کیا جائے گا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مقتول شخص دو ہوں اور قاتل ایک ہو تو (ان کی) وہ گواہی باطل قرار دی جائے گی [2]	محیط سرخسی
۱۳	اور اس (مذکورہ حکم) کی نظیر الجامع میں مذکور ہے کہ اگر (کسی شخص کے) سب سے بڑے بیٹے نے یہ گواہی قائم کی کہ منجھلے بیٹے نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے اور منجھلے نے یہ گواہی دی کہ سب سے چھوٹے بیٹے نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے سب سے بڑے پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے تو یہ گواہیاں قبول کی جا سکیں گی اور ہر ایک کے لیے دوسرے پر تہائی دیت ہوگی [3]	محیط سرخسی
۱۴	اگر کسی مدعی شخص نے ایک گھر کے متعلق جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس کے باپ کا تھا وہ فلاں دن وفات پا گیا اور مدعی اس کا وارث ہوا اس (مدعی) کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے اور ایک عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ اس (مدعی) کے باپ نے اس سے فلاں دن نکاح کیا اور یہ دن اس دن کے بعد کا ذکر کیا جس میں بیٹے نے اس کی وفات کا ذکر کیا اور (اس عورت نے کہا کہ) اس کا یہ بچہ پیدا ہوا اور پھر اس کے بعد اس کی وفات ہو گئی اور اس (عورت) کے لیے میراث اور حق مہر ہے تو قاضی (اس کے) حق مہر اور میراث کا حکم کرے گا خواہ بیٹے کی (اس) گواہی پر قاضی نے فیصلہ کیا تھا یا نہ پھر اگر اس پہلی عورت کی (طرف سے) گواہی کے بموجب قاضی کے حکم کے بعد ایک اور عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ اس آدمی نے اس وقت کے بعد اس سے نکاح کیا تو اس کی وہ گواہی بھی قبول کی جا سکے گی [4]	قاضی خان
۱۵	اگر وارث شخص نے کسی آدمی پر یہ گواہی قائم کی اس نے اس کے باپ کو فلاں دن قتل کیا ہے اور قاضی نے اس کے بموجب حکم کر دیا پھر ایک عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ اس (مدعی کے باپ) نے اس دن (یعنی قتل کے اس دن) کے بعد اس سے نکاح کیا تو اس عورت کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے اس کے قتل کئے جانے کے دن کے متعلق قاضی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔	قاضی خان
۱۶	(د) اگر (کسی شخص کے) بیٹے نے یہ گواہی قائم کی کہ اس آدمی نے اس کے باپ کو بیس سال قبل تلوار سے عمداً قتل کیا اور اس (مدعی) کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں اور ایک عورت نے گواہی قائم کی کہ اس شخص	

[3] حکم نمبر ۱۲/۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶/۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشهادة على النفی والبینات، الشهادة على النفی والبینات یدفع بعضها بعضا	حوالہ
۴۲۹	اقامت امرأة البينة انه تزوجها منذ خمس عشرة سنة وان هولاء اولاده منها وهم ورثته قال ابو حنيفةؒ تقبل بينة المرأة ويثبت النسب استحسانا ولا تقبل بينة الابن على القتل.	كذا فی محیط السرخسی
	ولو اقامت المرأة البينة على النكاح ولم تأت بولد فالبينة بينة الابن والميراث للابن دون المرأة ويقتل القاتل انما استحسن فی النسب خاصة وهو قول ابی یوسفؒ ومحمدؒ.	كذا فی المحیط
۱۷	وفی الاصل اذا اقام رجل البينة على آخر انه قتل اباه عمدا فی ربیع الاول فاقام المدعا علیه البینة انهم رأوا اباه حیا بعد ذلك الوقت او انه كان حیا واقرضه الف درهم بعد ذلك الوقت وانها علیه دین او اقام رجل على آخر البینة انه اقرض فلانا اباه امس الف درهم وانها علیه دین واقام الآخر البینة ان اباه مات قبل ذلك الوقت او اقامت المرأة رجلین ان فلانا طلق امرأته یوم النحر بالكوفة واقام فلان البینة انه كان الیوم حاجا بمنى فالبینة بینة المدعی ولا یلتفت الى بینة المدعا علیه الا ان تأتی العامة وتشهد بذلك فیؤخذ بشهادتهم.	كذا فی الذخیرة
۱۸	ولو اقام رجل البینة على رجل انه قتل اباه عام اول عمدا واقام آخر البینة انه باعه امس عبدا بالف درهم روی عن ابی یوسفؒ عن ابی حنیفةؒ انه یقضی بالقود ویبطل البیع الذی هو الاحدث وهو قول ابی یوسفؒ.	كذا فی محیط السرخسی
۱۹	اذا شهد اربعة على رجل وامرأة بالزنا فشهد اربعة اخرى على هولاء الشهود انهم زناة فهذا باطل على قول ابی حنیفةؒ وعندهماؒ یحد الفریق الاول بشهادة الفریق الثانی والمشهود علیه الاول لا یحد اتفاقا.	هكذا فی المحیط

لہ قتل عمد کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۹ اور ۱۱۷۰/۱ تا ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۹	نے پندرہ سال قبل اس سے نکاح کیا اور اس عورت سے اس کی یہ اولاد ہے اور یہ سب اس کے وارث ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ از روئے استحسان اس عورت کی (طرف سے) وہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور (اس اولاد کی) نسب ثابت ہو گی اور قتل پر بیٹے (کے گواہوں) کی گواہی قبول نہ ہو گی۔	محیط سرخسی
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت نے نکاح پر گواہی قائم کی اور وہ ولد نہ لائی تو پھر گواہی میں بیٹے (کے گواہوں) کی گواہی کا اعتبار رہے گا اور میراث عورت کی بجائے بیٹے کے لیے ہو گی اور وہ قاتل (قصاص میں) قتل کیا جا سکے گا اور از روئے استحسان (مذکورہ) حکم صرف نسب میں ہے۔ یہی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا قول ہے ۔	محیط
۱۷	(د) الاصل میں ہے کہ جب ایک شخص نے دوسرے آدمی پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو ربیع الاول میں عمداً قتل کیا تو مدعا علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ انہوں نے اس کے باپ کو اس (مذکورہ) وقت کے بعد زندہ دیکھا ہے یا یہ کہ وہ زندہ تھا اور اس نے اس وقت کے بعد اس کو ایک ہزار درہم قرض دیا اور وہ ایک ہزار اس پر قرض ہے یا ایک اور شخص نے دوسرے آدمی پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے کل فلاں کو جو اس (مذکورہ) شخص کا باپ ہے ایک ہزار درہم قرض دیا اور وہ اس پر قرض ہے اور اس دوسرے آدمی نے یہ گواہی قائم کی کہ اس کا باپ اس وقت سے پہلے وفات پا چکا ہے یا کسی عورت نے دو مردوں کی یہ گواہی قائم کی کہ فلاں آدمی نے اپنی اس بیوی کو ذوالحجہ کی دسویں کے دن کوفہ میں طلاق دی اور اس فلاں آدمی نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس دن بطور حاجی منیٰ میں تھا تو (ان سب صورتوں کی) گواہی میں مدعی (کے گواہوں) کی گواہی کا اعتبار ہو گا اور مدعا علیہ (کے گواہوں) کی گواہی کا اعتبار نہ ہو گا لیکن اگر عام لوگ آئیں اور اس کے متعلق گواہی دیں تو ان کی وہ گواہی (قبول کر) لی جائے گی۔	ذخیرہ
۱۸	اور اگر کسی شخص نے (دوسرے) آدمی پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو پہلے سال میں عمداً قتل کیا اور اس دوسرے نے یہ گواہی قائم کی کہ اس (مدعی) کے باپ نے کل ایک غلام ہزار درہم پر بیع کیا ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ قاضی قصاص کا حکم کرے گا۔ اور اس بیع کو باطل قرار دے گا جو (بعد میں) نئی پیدا شدہ ہے اور یہی قول امام ابو یوسف رح کا ہے۔	محیط سرخسی
۱۹	جب چار مردوں نے ایک مرد اور عورت پر زنا کی گواہی دی تو دوسرے چار مردوں نے ان گواہوں پر یہ گواہی دی کہ وہ زانی ہیں تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب یہ باطل قرار پاتا ہے۔ اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں گواہی کے پہلے فریق کو گواہی کے دوسرے فریق کی گواہی کی بنا پر حد (زنا) لگائی جائے گی اور پہلے مشہود علیہ (یعنی اس مرد اور عورت مدعا علیہ	

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشهادة علی النفی والبینات، الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا یدفع بعضها بعضا	حوالہ
۴۲۹		
۲۰	لو قال لامرأتين له ايتكما أكلت هذا الرغيف فهى طالق و شهد شاهدان ان هذه أكلت هذا الرغيف وشهد الآخران ان الاخرى أكلت هذا الرغيف لا تقبل شهادتهما ولو قضى بشهادة احد الفريقين لا تقبل شهادة الفريق الثانى	كذا فى محيط السرخسى
	وآن رد القاضى الشهود ثم مات احد الفريقين ثم شهد الفريق الثانى بما شهدوا به واعادوا شهادتهم لا تقبل شهادتهم فان جاءت الاخرى بشاهدين آخرين قبلت شهادتهم[1]	كذا فى المحيط
۲۱	ان اقامت المرأة البينة ان زوجها طلقها يوم النحر بالرقة واقام عبده البينة انه اعتقه فى ذلك اليوم بمنى وجاءت البينتان جميعا والرجل يجحد ذلك كله فالبينتان باطلتان فان صدق الرجل احدى البينتين وجحد الاخرى قضى عليه بالطلاق والعتاق جميعا	كذا فى المحيط
۲۲	اذا اقام المدعا عليه بينة ان شهود المدعى محدودون فى قذف حدهم قاضى بلد كذا فلان فى وقت كذا وذكروا وقتا كان فلانا قاضيا فى ذلك الوقت فقال المشهود عليه بحد القذف انا اقيم البينة على اقرار ذلك القاضى انه ما اجرى حد القذف ولم توقت واحدة من البينتين وقتا فالقاضى يقضى بكونه محدودا فى القذف ولا يمتنع القاضى من القضاء بكونه محدودا فى القذف بسبب بينة الاقرار فان كان شهود القذف قد وقتوا وقتا بان شهدوا ان القاضى كذا حده فى القذف سنة سبع وخمسين واربعمائة مثلا فاقام المشهود عليه بينة ان ذلك القاضى مات سنة خمس	

[1] حکم نمبر ۲۰/۴۲۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۲۰/۴۲۹ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا ۳۰ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق

دفعات و شق نمبر	نواں باب۔ نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
٧٢٩	کو بالاتفاق حد زنا، نہ لگائی جائے گی۔	محیط
٢٠	(د) اگر کسی شخص نے اپنی دو بیویوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے جس نے یہ روٹی کھائی تو وہ طلاق والی ہے۔ اور دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ (ان میں سے) اس عورت نے یہ روٹی کھائی ہے اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس دوسری نے یہ روٹی کھائی ہے تو (گواہی کے) ان دونوں (فریقوں) کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر قاضی نے (گواہی کے) ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق کی گواہی پر فیصلہ کر دیا تو دوسرے فریق کی گواہی قبول نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی نے ان (دونوں فریقوں کے) گواہوں کی گواہی کو رد کر دیا پھر ان گواہوں کا ایک فریق وفات پا گیا پھر ان گواہوں کے دوسرے فریق نے وہی گواہی دی جو پہلے دی تھی اور انہوں نے اپنی گواہی کا اعادہ کیا تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی پھر اگر گواہی کا دوسرا فریق دوا اور گواہ لایا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	محیط
٢١	اگر ایک عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ اس کے خاوند نے اسے ذوالحجہ کی دسویں کے دن رقہ میں طلاق دی اور اس (کے خاوند) کے غلام نے یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اسے اس دن منی میں آزاد کیا اور وہ دونوں گواہیاں اکٹھی آئیں اور وہ (مدعا علیہ) ان سب باتوں سے انکار کرتا ہے تو وہ دونوں گواہیاں باطل قرار پائیں گی اور اگر اس (مدعا علیہ) نے ان دونوں گواہیوں میں سے ایک کی تصدیق کی اور دوسری گواہی سے انکار کیا تو قاضی اس پر (بیوی کو) طلاق دینے اور (غلام کو) آزاد کرنے سب کا حکم کرے گا۔	محیط
٢٢	(د) جب مدعا علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ مدعی کے گواہوں پر حد قذف لگی ہوئی ہے انہیں فلاں شہر کے فلاں قاضی نے فلاں وقت میں حد قذف لگائی تھی اور انہوں نے ایسا وقت ذکر کیا کہ وہ فلاں اس وقت (وہاں) قاضی تھا تو جس پر حد قذف لگی ہونے کی گواہی دی گئی اس نے یہ کہا کہ میں اس قاضی کے اس اقرار پر گواہی قائم کرتا ہوں کہ اس نے (مجھ پر) حد قذف جاری نہیں کی اور ان دونوں گواہیوں میں سے کسی میں کوئی (مقرر) وقت بیان نہ کیا گیا تو قاضی اس (گواہی کے گواہوں) کے متعلق حد قذف لگی ہونے کا حکم کرے گا اور قاضی، حد قذف کے جاری نہ ہونے کے اقرار کی گواہی کے سبب اسے حد قذف لگی ہونے کا حکم کرنے سے نہ رکے گا (ب) پھر اگر (حد) قذف (لگی ہونے) کے گواہوں نے مقررہ وقت بیان کیا مثلاً انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے اسے ۵۵۴ھ میں حد قذف لگائی اور جس پر (حد قذف لگی ہونے کی) گواہی دی گئی اس نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ قاضی ۵۵۵ھ میں وفات پا گیا تھا یا اس نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ قاضی ۵۵۴ھ کو اس جگہ سے غائب تھا تو وہ قاضی	

حکم نمبر ۱۸۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشہادة علی النفی والبینات، الشہادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا یدفع بعضها بعضا	حوالہ
۴۲۹	وخمسین واربعمائة او اقام البینة انه کان غائبا فی ارض کذا سنة سبع وخمسین واربعمائة فان القاضی یقضی بکونه محدودا فی القذف ولا یلتفت الی بینته الا ان یکون موت القاضی قبل الوقت الذی شہد الشہود باقامة الحد فیه اوکون القاضی غائبا فی ارض کذا فی الوقت الذی شہد الشہود باقامة الحد فیه مستفیضا ظاہرا فیما بین الناس علمه کل صغیر وکبیر وعالم وجاہل فحینئذ لا یقضی القاضی بکون الشاہد محدودا فی القذف ویقضی علی المشہود علیه بالمال۔	کذا فی الذخیرة
۲۳	وعن ہذه المسئلة استخرجنا جواب مسئلة صارت واقعة الفتوی (صورتها) رجل ادعی علی رجل انه کان لابی فلان بن فلان علیک مائة دینار وقد مات ابی قبل استیفاء شیء منها وصارت المائة الدینار میراثا لی بموته لما انه لا وارث له غیری وطالبه بتسلیم المائة الدینار فقال المدعا علیه قد کان لابیک علی مائة دینار کما ادعیت الا انی ادیت منها ثمانین دینارا الی ابیک فی حال حیاته وقد اقر ابوک فی حال حیاته بقبض ما ادعیت ببلدة سمرقند فی بیتی فی یوم کذا فقال بالفارسیة مخاطبا لی (آن صد دینار کہ مرا از تو می بائست ہشتاد دینار قبض کردہ ام از تو ومرا بر توجز بیست دینار نماندہ است[2]) واقام علی ذلک بینة فقال المدعی للمدعا علیه انک مبطل فی دعواک اقرار ابی بقبض ثمانین دینارا منک لما ان ابی کان غائبا عن بلدة سمرقند فی الیوم الذی ادعیت اقراره فیه وکان ببلدة کبیرة واقام علی ذلک بینة ہل تندفع بینة المدعا علیه بینة المدعی فقیل لا الا ان تکون غیبة ابی المدعی عن سمرقند فی الیوم الذی شہد شہود المدعا علیه علی اقراره بالاستیفاء بسمرقند وکونه ببلدة کبیرة ظاہرا مستفیضا یعرفه کل صغیر وکبیر وکل عالم وجاہل فحینئذ القاضی یدفع ببینته بینة المدعا علیه[3]	کذا فی الذخیرة

[1] حد قذف کے متعلق حکم نمبر ۴۶۶ ، ۱۰/۲۱۵ ، ۱۳۱/۴۶۶ ، ۱۰، ۱۲۰/۳۳۴ مع حواشی ۔ اور بطور مستفیض مشہور ہونے کے متعلق ۳۷/۲۲۷ کا حاشیہ نیز ۲۳/۴۲۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] المائة الدینار التی لی علیک قبضت منها ثمانین ولم یبق لی عندک سوی عشرین دینارا۔ عربی حاشیہ فتاوی بزازیہ (میرے) وہ سو دینار جو تیرے ذمہ تھے ان میں سے میں نے اسی دینار (تجھ سے) وصول پائے اور میرے لیے تجھ پر سوائے بیس دینار کے

دفعات و شق نمبر	نواں باب. نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض. بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۹	اسے حد قذف لگی ہونے کا حکم کرے گا اور اس کی گواہی پر التفات نہ کرے گا لیکن اگر اس قاضی کی موت کا اس وقت سے پہلے واقع ہونا جس وقت میں حد قذف قائم کرنے کے متعلق گواہوں نے گواہی دی یا اس قاضی کا اس وقت میں اس جگہ سے غائب ہونا. جس وقت میں حد قذف قائم کرنے کے متعلق گواہوں نے گواہی دی لوگوں میں بطور مستفیض ظاہر ہو (یعنی اتنا مشہور ہو) کہ اسے ہر چھوٹے. بڑے. عالم اور جاہل نے جان لیا ہو تو پھر قاضی اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا حکم نہ کرے گا اور مدعا علیہ پر (اس) مال کا حکم کرے گا لہ	ذخیرہ
۲۲	اور اس (مذکورہ) مسئلہ سے ہم نے ایک اور مسئلہ کا جواب نکالا جو کہ ایک واقعہ کا فتوی قرار پایا اور اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے ایک آدمی پر دعوی کیا کہ میرے باپ فلاں بن فلاں کے لیے تجھ پر ایک سو دینار قرض تھے میرا باپ ان میں سے کوئی چیز وصول کرنے سے پہلے وفات پا گیا اور اس کی وفات کی بنا پر وہ سو دینار میرے لیے میراث قرار پائے اس لیے کہ میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں اور اس شخص نے سو دینار کا مطالبہ کیا تو مدعا علیہ نے کہا کہ جیسا کہ تو نے دعوی کیا ہے مجھ پر تیرے باپ کے سو دینار (قرض) تھے لیکن میں نے ان میں سے اسی دینار تیرے باپ کو اس کی زندگی میں ادا کر دیئے تھے اور تیرے باپ نے اپنی زندگی میں شہر سمرقند میں میرے گھر میں فلاں دن اس رقم کی وصول کا اقرار کیا تھا جو میں نے دعوی کیا ہے اور اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فارسی میں کہا تھا (جن کا مفہوم یہ ہے) کہ میرے وہ سو دینار جو تیرے ذمہ تھے اس میں سے میں نے تجھ سے اسی دینار وصول پائے اور میرے لیے تجھ پر سوائے بیس دینار کے کچھ باقی نہ رہا اور اس (مدعا علیہ) نے اس پر گواہی قائم کی تو مدعی نے مدعا علیہ سے کہا کہ تو اپنے اس دعوی میں کہ میرے باپ نے یہ اقرار کیا کہ اس نے تجھ سے اسی دینار وصول پائے، ناحق ہے اس لیے کہ میرا باپ اس دن جس دن میں تو نے اس کے اس اقرار کا دعوی کیا سمرقند سے غائب تھا اور وہ اس دن (شہر) کبیرہ میں تھا اور اس (مدعی) نے اس پر گواہی قائم کی تو کیا مدعا علیہ کی (قائم کردہ) گواہی، مدعی کی (قائم کردہ) گواہی کی وجہ سے رک جائے گی؟ (اس کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ نہیں لیکن اگر مدعی کے باپ کا سمرقند سے اس دن غائب ہونا جس دن کہ سمرقند میں اس کی وصولی کے اقرار پر مدعا علیہ کے گواہوں نے گواہی دی اور اس (کے باپ) کا شہر کبیرہ میں ہونا بطور مستفیض ظاہر ہو (یعنی ایسا مشہور ہو) کہ اسے ہر چھوٹا. بڑا عالم اور جاہل جان لے تو پھر اس وقت قاضی، اس (مدعی) کی (قائم کردہ) گواہی کی وجہ سے مدعا علیہ کی (قائم کردہ) گواہی کو روک دے گا ؎ ؎	ذخیرہ

کچھ باقی نہ رہا (مترجم) ؎ حکم نمبر ۲۳/۷۲۹ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ حکم نمبر ۲۲/۷۲۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
؎ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم ۲۳/۷۲۹ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا ۱۰ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم ۱/۷۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشهادة علی النفی والبینات، الشهادة علی النفی والبینات یدفع بعضها بعضا	حوالہ
۲۹، ۲۴	لو قال لعبده ان لم ادخل الدار الیوم فانت حر و اقام العبد بینة انه لم یدخلها تقبل قیل فعلی هذا لو جعل امرها بیدها ان ضربها بغیر جنایة ثم ضربها و قال ضربتها بجنایة وقد اقامت هی بینة انه ضربها بغیر جنایة ینبغی ان تقبل منها بینتها و ان قامت علی النفی لکونها قائمة علی الشرط ۔	کذا فی الفصول العمادیة
۲۵	حلف ان لم تجئنی صهرتی هذه اللیلة او لم اکلمها فی کذا فامرأته طالق ثلاثا فشهد شاهدان انه حلف بکذا ولم تجئه صهرته فی تلک اللیلة او لم یکلمها فی ذلك وقد طلقت امراته بحکم هذه الیمین تقبل هذه الشهادة ۔	کذا فی الفصول العمادیة
۲۶	لو شهد اثنان انه اسلم واستثنی فی اسلامه وشهد آخران انه اسلم ولم یستثن فی ایمانه تقبل الشهادة علی اثبات الاسلام ۔	کذا فی الذخیرة
۲۷	حکی ان مشائخ بخاری رح سئلوا عن رجل ادعی ان ارضه لیست بخراجیة و اقام بینة علی ذلك و شهد الشهود ان ارض هذا حرة فاجاب اکثرهم بقبول هذه الشهادة و قال بعضهم لا تقبل هذه الشهادة لان قصدهم من هذه الشهادة نفی الخراج فرجعوا الی قول هذا القائل و اتفقوا علی انه لا تقبل هذه الشهادة ۔	کذا فی الذخیرة
۲۸	ادعی انها امرأته فانت بالدفع الی محرمة علیه بثلاث طلقات لانه قال (اگر فلان روز بگذرد وآن قماشات بنزدیك تو نیارم[۱] فانت طالق ثلاثا، وقد مضی ذلك الیوم ولم یسلم القماشات واقامت البینة علی ذلك اندفعت عنها خصومة الزوج ۔	کذا فی الفصول العمادیة

[۱] ان مر الیوم الفلانی ولم احضر الیك بالاقمشة، عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی اگر فلاں دن

دفعات و شق نمبر	زاں باب۔ نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، بعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام — نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۹/۲۴	(د) اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے یہ کہا کہ اگر میں آج اس گھر میں داخل نہ ہوا تو تو آزاد ہے۔ اور اس غلام نے (اس پر) گواہی قائم کی کہ وہ (یعنی اس کا آقا) اس گھر میں داخل نہیں ہوا تو اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی (ب) بعض کا قول ہے کہ پس اس حکم کی بنا پر اگر کسی شخص نے اپنی عورت (کی طلاق) کا امر اس کے سپرد کیا بشرطیکہ اس نے اسے بغیر قصور مارا پھر اس نے اس عورت کو مارا اور کہا کہ میں نے اسے قصور پر مارا ہے اور اس عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اسے بغیر قصور مارا ہے تو (بغیر قصور مارنے پر) اس عورت کی (قائم کردہ) گواہی قبول ہونی چاہیئے اگرچہ اس نے وہ گواہی نفی پر قائم کی ہے اس لیے کہ وہ گواہی قائم علی الشرط ہے	فصول عمادیہ
۲۵	کسی شخص نے قسم کھائی کہ آج رات میری ساس نہ آئی یا (اگر) میں نے اس سے فلاں بارے میں بات نہ کی تو اس کی بیوی کو تین طلاق ہے پس دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے یوں قسم کھائی ہے اور اس کی ساس اس رات نہیں آئی یا اس نے اس سے اس (مذکورہ) بارے میں بات نہیں کی اور اس کی بیوی کو اس قسم کی وجہ سے طلاق ہو گئی ہے تو (ان کی) یہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۲۶	اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ شخص اسلام لایا اور اس نے اپنے اسلام میں استثنیٰ کیا ہے (یعنی مثلاً اس نے اپنے اسلام میں انشاء اللہ کی قید لگائی ہے) اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اسلام لایا اور اس نے اپنے ایمان میں استثنیٰ نہیں کیا تو اسلام کے اثبات میں اس کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	ذخیرہ
۲۷	مشائخ بخاریؒ سے حکایت (منقول) ہے کہ ان سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کی زمین خراجی نہیں ہے اور اس نے اس پر گواہی قائم کی اور دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کی زمین آزاد ہے تو (اس کے جواب میں) ان مشائخ میں سے اکثر نے اس گواہی کے قبول ہو سکنے کا جواب دیا اور ان میں سے بعض نے یہ جواب دیا کہ (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے کہ (مدعی کی طرف سے) اس گواہی میں ان گواہوں کا مقصد خراج کی نفی ہے۔ پس ان مشائخؒ نے اس قائل کے قول کی طرف رجوع کیا اور انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	ذخیرہ
۲۸	کسی مدعی نے دعویٰ کیا کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے اور اس عورت نے اس کا دفاع کیا کہ میں اس پر تین طلاق سے حرام ہوں اس لیے کہ اس نے کہا تھا کہ اگر فلاں دن گذر جائے اور میں تیرے ہاں فلاں سامان نہ لاؤں تو تجھے تین طلاق ہیں، اور وہ دن گذر چکا ہے اور اس نے وہ سامان (میرے) سپرد نہیں کیا اور اس عورت نے اس پر گواہی قائم کی تو (اس صورت میں) اس عورت سے اس شوہر کی وہ خصومت (یعنی نالش) ہٹا دی جائے گی۔	فصول عمادیہ

گذر جائے اور میں تیرے ہاں وہ سامان نہ لاؤں الخ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الشہادۃ علی النفی والبینات، الشہادات علی النفی والبینات یدفع بعضہا بعضا یدفع بعضہا بعضا	حوالہ
۲۹ ۷۲۹	رب السلم[1] یدعی السلم الصحیح والمسلم الیہ یقول وقع فاسدا لانہ لم یذکر الاجل واقام البینۃ تقبل۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۰	ادعی النتاج بانہ ملکہ وحقہ وقد نتج علی ملکہ وانہ لم یزل علی ملکہ ولم یخرج عن ملکہ بسبب من الاسباب قیل لا تقبل وقیل تقبل وبہ نأخذ۔	کذا فی جواہر الفتاوی
۳۱	اذا شرط علی الظئر الارضاع بنفسہا فارضعتہ بلبن الشاۃ فلا اجر لہا فان جحدت ذلک وقالت ما ارضعتہ بلبن البہائم وانما ارضعتہ بلبنی فالقول قولہا مع یمینہا استحسانا وان قامت لاہل الصبی بینۃ علی ما ادعوا فلا اجر لہا قال الشمس الائمۃ الحلوانی رحمہ اللہ تأویل المسئلۃ انہم شہدوا انہا ارضعتہ بلبن الشاۃ وما ارضعتہ بلبن نفسہا اما لو اکتفوا بقولہم ما ارضعتہ بلبن نفسہا لا تقبل شہادتہم وان اقاما البینۃ اخذت بینۃ الظئر۔	کذا فی الفصول العمادیۃ
۳۲	اذا شہد اعلی رجل انا سمعناہ یقول المسیح ابن اللہ ولم یقل قول النصاری فبانت منہ امرأتہ والرجل یقول وصلت بقولی قول النصاری تقبل الشہادۃ وتقع الفرقۃ ولو قالا سمعناہ یقول المسیح ابن اللہ ولم نسمع منہ غیر ذلک لا تقبل ہذہ الشہادۃ۔	کذا فی خزانۃ الفتاوی

[1] بیع سلم یعنی ایسا عقد کہ اس میں ثمن کی ملکیت عاجلا اور مثمن کی ملکیت آجلا ثابت ہوتی ہے اور اس میں میعاد کا معلوم ہونا شرط ہے اور اس کے مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث نمبر۲۰ کتاب البیوع کے باب نمبر۱۸ میں ہیں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، البعض کو دفع کرتی ہیں ان کے احکام / نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا بعض کو دفع کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۲۹ ۲۹	بیع سلم والا صحیح سلم کا دعوی کرتا ہے اور مسلم الیہ (یعنی جس کی طرف بیع سلم کی گئی وہ) کہتا ہے کہ وہ بیع سلم فاسد واقع ہوئی ہے اس لیے کہ اس میں مدت کا ذکر نہیں ہوا اور اس نے اس پر (یعنی مدت کا ذکر نہ ہونے پر) گواہی قائم کی تو (اس کی وہ گواہی) قبول کی جا سکے گی له	فصول عمادیہ
۳۰	(د) کسی مدعی نے نتاج (یعنی جانور کے بچہ) کا دعوی کیا کہ وہ اس کی ملکیت اور اس کا حق ہے اس کی ملکیت میں پیدا ہوا، اس کی ملکیت میں رہا اور اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر وہ اس کی ملکیت سے نہیں نکلا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (اس کی قائم کردہ یہ گواہی) قبول نہ ہوگی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ قبول کی جا سکے گی ٢ه	جواہر الفتاوی
۳۱	(د) جب (کسی شخص نے بچہ کے لیے) کسی دودھ پلانے والی عورت سے یہ شرط کیا وہ اپنا دودھ پلائے گی تو اس (عورت) نے اس بچہ کو بکری کا دودھ پلایا تو اس کے لیے کچھ اجرت نہ ہوگی اور اگر اس عورت نے ایسا کرنے (یعنی بکری کا دودھ پلانے) سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے اس بچہ کو چوپاؤں کا دودھ نہیں پلایا میں نے تو اسے اپنا دودھ پلایا ہے تو از روئے استحسان قسم کے ساتھ اس عورت کا قول معتبر ہوگا (ب) اور اگر بچہ والوں کے لیے ان کے دعوی پر گواہی قائم ہوئی تو اس عورت کے لیے کچھ اجرت نہیں ہے شمس الائمہ الحلوانی رح کا قول ہے کہ اس مسئلہ کی تاویل یہ ہے کہ انہوں نے (یعنی بچہ والوں کے گواہوں نے) یہ گواہی دی کہ اس نے اس بچہ کو بکری کا دودھ پلایا ہے اور اس نے اسے اپنا دودھ نہیں پلایا (تو اس عورت کے لیے اجرت نہ ہوگی) اور اگر انہوں نے صرف یہ کہا کہ اس عورت نے اس بچہ کو اپنا دودھ نہیں پلایا تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی (ج)، اور اگر ان دونوں (فریقوں) نے گواہی قائم کی تو دودھ پلانے والی اس عورت کی قائم کردہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	فصول عمادیہ
۳۲	(د) جب دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ ہم نے سنا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ "المسیح ابن اللہ" (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں) اور اس نے یوں کہنے کو نصاری کا قول نہیں کہا (یعنی یہ نہیں کہا کہ نصاری یوں کہتے ہیں کہ المسیح ابن اللہ) پس اس سے اس کی بیوی کا نکاح جاتا رہا اور وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنے اس قول کے ساتھ "یہ نصاری کا قول" ہونا ملایا تھا تو (اس صورت میں) ان گواہوں کی یہ گواہی قبول کی جا سکے گی اور (اس میں اور اس کی بیوی میں) علیحدگی واقع ہو جائے گی (ب) اور اگر ان دونوں گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے اسے سنا کہ وہ کہتا ہے المسیح ابن اللہ اور ہم نے اس سے اس کے علاوہ (کچھ) نہیں سنا تو (ان کی) یہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	خزانۃ الفتاوی

له حکم نمبر ۱۴۶ / ۲۲ ، ۱ / ۱۴۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب التاسع فی الشہادۃ علی النفی والبینات، الشہادۃ علی النفی والبینات یدفع بعضہا بعضا	دفعات و شق نمبر
کذا فی القنیۃ	ادعی علی رجل انہ امر صبیا لیضرب حمارہ و یخرجہ عن کرمہ فضربہ الصبی حتی مات و اقام علیہ بینۃ و اقام المدعا علیہ بینۃ ان ذلک الحمار حی لا تقبل بینتہ لانہا قامت علی النفی مقصودا۔ واللہ اعلم	۴۲۹، ۳۳

له بالغ شخص، کسی نابالغ بچہ کو جنایت کا حکم دے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶، ۱۹، ۲۲، ۲۶ تا ۲۸، ۲۹، ۳۲ / ۱۱۷۹ اور حکم نمبر ۴۹، ۵۰ / ۱۱۸۰

دفعات و شق نمبر	نواں باب۔ نفی پر شہادت اور وہ شہادتیں جو بعض، البعض کو و نبح کرتی ہیں، ان کے احکام نفی پر شہادت اور بعض شہادتوں کا البعض کو دنبح کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۲۹، ۳۳	کسی مدعی نے دوسرے شخص پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے ایک بچہ کو حکم کیا کہ وہ اس (مدعی) کے گدھے کو ضرب لگا کر اس (مدعا علیہ) کے باغ سے نکال دے پس اس گدھے کو اس بچہ نے ضرب لگائی حتی کہ وہ گدھا مرگیا اور اس (مدعی) نے اس پر گواہی قائم کی اور مدعا علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ گدھا زندہ ہے تو اس (مدعا علیہ) کی یہ گواہی قبول نہ ہوگی اس لیے یہ گواہی مقصود انفی پر قائم ہے [1]	قنیہ

واللہ اعلم

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شہادۃ اہل الکفر — شہادۃ اہل الکفر	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب العاشر فی شہادۃ اہل الکفر	
	دفعات ٧٣٠ تا ٧٣٠ ، عنوان ١ ، تعداد شق ٥٢	
٧٣٠	**شہادۃ اہل الکفر** تعداد شق ٥٢	
١	لا تقبل شہادۃ الکافر علی المسلم۔	کذا فی محیط السرخسی
٢	تقبل شہادۃ اہل الذمۃ بعضہم علی بعض وان اختلفت مللہم بعد ان کانوا عدولا۔	ہکذا فی البدائع
٣	شہادۃ اہل الذمۃ علی المستأمنین جائزۃ بخلاف شہادۃ المستأمنین علی اہل الذمۃ۔	کذا فی الظہیریۃ
٤	وشہادۃ المستأمنین بعضہم علی بعض تقبل اذا کانوا من اہل دار واحدۃ وان کانوا من اہل دارین کالروم والترک لا تقبل۔	کذا فی الظہیریۃ
٥	اما شہادۃ المرتد والمرتدۃ فقد اختلف المشائخ رحمہم اللہ فیہا فقال بعضہم تقبل علی الکفار وقال بعضہم تقبل علی مرتد مثلہ والاصح انہا لا تقبل علی کل حال۔	ہکذا فی المحیط
٦	اذا شہد کافران علی شہادۃ مسلمین لکافر علی کافر بحق او علی قضاء قاضی المسلمین علی کافر لمسلم او کافر لم تجز شہادتہما۔	کذا فی المبسوط
٧	ولو شہد مسلمان علی شہادۃ کافر جازت۔	کذا فی المبسوط

١ حکم نمبر ٣٢، ٤٧ تا ٥٢ / ٧٣٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)

٢ ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٧/١٨١ کا پہلا حاشیہ اور اہل ذمہ کے حقوق و فرائض کے متعلق حکم نمبر ١٠٩٥ اور عادل ہونے کے مفہوم کے متعلق ١٧/٤١٥

دفعات وشق نمبر	دسواں باب ۔ اہل کفر کی گواہی کے احکام / اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	
	دسواں باب: اہل کفر کی گواہی کے احکام	
	دفعات ۷۳۰ تا ۷۴۰ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۵۲	
۷۳۰	**اہل کفر کی گواہی** اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں۔	
۱	کسی کافر کی گواہی، مسلمان پر (یعنی اس کے خلاف) قبول نہ ہو گی لہ	محیط سرخسی
۲	اہل ذمہ میں سے بعض کی گواہی ان کے بعض پر قبول کی جا سکے گی خواہ ان کی ملتیں (یعنی ان کے مذاہب کے نام) مختلف ہوں بشرطیکہ وہ (گواہ) عادل ہوں ٢ه	بدائع
۳	(ا) اہل ذمہ کی گواہی مستأمن لوگوں پر جائز ہے (ب) اور مستأمن لوگوں کی گواہی اہل ذمہ پر ہو تو اس کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی جائز نہیں ہے)۔	ظہیریہ
۴	(ا) مستأمن لوگوں سے بعض کی گواہی، ان کے بعض پر قبول کی جا سکے گی جب کہ وہ ایک ہی سلطنت کے ہوں (ب) اور اگر وہ دو سلطنتوں کے ہوں مثلاً روم اور ترک، تو پھر قبول نہ ہو گی ٣ه	ظہیریہ
۵	(ا) مرتد مرد اور مرتد عورت کی گواہی میں مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ (ان کی گواہی) کافروں پر قبول کی جا سکے گی (ب) اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ (ان کی گواہی) اس جیسے مرتد پر قبول کی جا سکے گی (ج) اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ ان کی گواہی کسی حال میں قبول نہ ہو گی۔	محیط
۶	جب دو کافروں نے دو مسلمانوں کی ایسی گواہی پر گواہی دی جو ایک کافر کے کسی حق کے لیے دوسرے کافر پر تھی۔ یا (ان دو کافروں کی گواہی) مسلمانوں کے قاضی کے ایسے فیصلہ پر تھی جو کسی مسلمان یا کافر کے لیے کسی کافر پر تھا تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی۔	مبسوط
۷	اگر دو مسلمانوں نے کسی کافر کی گواہی پر گواہی دی تو (دونوں کی وہ گواہی) جائز قرار پا سکے گی۔	مبسوط

نیز حکم نمبر ۱/۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ته مستأمن کے مفہوم وبعض دیگر احکام کے متعلق حکم نمبر ۴۷/۲۶۳ ، ۱۴۴/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر — شهادة اهل الکفر	حوالہ
٨/٢٣٠	کافر فی یده امة اشتراها من مسلم فشهد علیه کافران انها لکافر و مسلم لم تجز شهادتهما وکذلک لو کانت فی یده هبة او صدقة من المسلم وهذا قول ابی حنیفة رح و محمد رح وقول ابی یوسف رح اولا ثم رجع و قال اقضی بها علی الکافر خاصة و لا اقضی بها علی غیره۔	کذا فی الحاوی والمبسوط
٩	ولا تقبل شهادة ذمیین علی ذمی انه اسلم لانهما یزعمان انه مرتد وشهادة اهل الذمة علی المرتد باطلة۔	کذا فی محیط السرخسی
١٠	ولو شهد رجل وامرأتان من اهل الاسلام انه اسلم وهو یجحد یجبره الامام علی الاسلام ویحبسه ولا یقتله۔	کذا فی الظهیریة
١١	ذمی مات فشهد عشرة من النصاری انه اسلم لا یصلی علیه بشهادتهم وکذا لو شهد فساق من المسلمین۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٢	ولو کان لهذا المیت ولی مسلم وبقیة اولیائه کفار من اهل دینه فادعی الولی المسلم انه اسلم وانه اوصی الیه واراد ان یأخذ میراثه وشهد اثنان من اهل الکفر بذلک یأخذ الولی المسلم میراثه بشهادتهما ویصلی علیه بشهادة الولی المسلم ان کان عدلا ولو لم یشهد علی اسلامه غیر الولی المسلم یصلی علیه بقول ولیه المسلم ولا یکون له المیراث۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٣	قال فی المنتقی اذا شهد رجل علی امرأته مع رجل انها ارتدت والعیاذ بالله وهی تجحد وتقر بالاسلام فرقت بینهما وجعلت علیه نصف المهر ان لم یکن دخل بها واجعل جحودها الردة	

ا۔ حکم نمبر ب ٢/٢٣٠ ملاحظہ ہو (مترجم)

٢۔ حکم نمبر ١٤/٢٣٠، ١٤، ١٦٠، ٢٣٠/٢٣٠ نیز ٢٤٢/١٤ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

٣۔ حکم نمبر ١٤/٢١٥ حکم نمبر ٢٣٠/٢٣٠ نیز ١٦/٢٣٠ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

٤۔ جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس (میت) کے اسلام پر ان دو کافروں کی گواہی میراث کے حکم میں اس کے

دفعات / شق نمبر	دسواں باب، اہل کفر کی گواہی کے احکام — اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳ب ۸	(د) کسی کافر کے قبضہ میں ایک باندی ہے جسے اس نے کسی مسلمان سے خریدا تو اس پر دو کافروں نے گواہی دی کہ وہ باندی کافر کی ہے یا یہ کہ وہ مسلمان کی ہے تو ان دونوں کی وہ گواہی جائز نہ ہوگی (ب) اسی طرح اگر وہ باندی اس کافر کے قبضہ میں کسی مسلمان کا ہبہ یا (نفل) صدقہ تھی تو (مذکورہ صورت میں) یہی حکم ہے یہ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول اور امام ابو یوسف رح کا پہلا قول ہے پھر آپ نے اس قول سے رجوع کیا اور فرمایا کہ میں اس (مذکورہ) گواہی سے خاص طور سے کافر پر حکم کردوں گا اور اس کے علاوہ پر حکم نہ کروں گا۔	حاوی، المبسوط
۹	دو ذمی شخصوں کی ایک ذمی آدمی پر یہ گواہی کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے، قبول نہ ہوگی اس لیے کہ ان دونوں کا گمان یہ ہے کہ وہ مرتد ہے اور اہل ذمہ کی گواہی مرتد پر باطل ہے [۱]	محیط سرخسی
۱۰	اہل اسلام میں سے اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے یہ گواہی دی کہ وہ آدمی اسلام لے آیا ہے اور وہ آدمی خود اس سے انکار کرتا ہے تو امام (یعنی حاکم مجاز) اس آدمی کو اسلام پر مجبور کر سکے گا اسے قید میں رکھ سکے گا اور (بنا بر ارتداد) اس کے لیے قتل کا حکم نہ دے گا [۲]	ظہیریہ
۱۱	(د) ایک ذمی شخص مر گیا اور دس نصرانیوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اسلام لے آیا تھا تو ان (نصرانیوں) کی گواہی کی بنا پر اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر فاسق مسلمانوں نے (مذکورہ) گواہی دی [۳]	قاضی خان
۱۲	اگر (مذکورہ صورت میں) اس (ذمی) میت کا ایک ولی مسلم ہو اور اس کے باقی ولی اس کے ہم مذہب کافر ہوں پس اس مسلم ولی نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ (میت) اسلام لے آیا تھا اور اس نے اسے وصیت کی تھی، اور اس (مسلمان) ولی نے اس کی میراث لینا چاہئی اور اہل کفر میں سے دو نے اس کے متعلق گواہی دی تو دو کی گواہی کی بنا پر وہ مسلم ولی اس کی میراث لے لے گا اور اس مسلم ولی کی گواہی کی بنا پر بشرطیکہ وہ گواہ عادل ہو اس میت پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اگر اس مسلم ولی کے علاوہ کسی نے اس کے اسلام پر گواہی نہ دی تو اس پر اس مسلم ولی کی گواہی کی بنا پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے لیے میراث نہ ہوگی [۴]	قاضی خان
۱۳	المنتقی میں مذکور ہے کہ جب کسی شخص نے کسی اور آدمی کے ساتھ ملکر اپنی بیوی پر یہ گواہی دی کہ وہ مرتد ہوگئی ہے العیاذ باللہ اور وہ عورت اس امر سے انکار کرتی ہے اور وہ اسلام کا اقرار کرتی ہے تو (آپ نے فرمایا کہ) میں ان دونوں (یعنی اس بیوی اور اس کے خاوند) میں علیحدگی کا حکم دوں گا اور اگر	

کافر دلیل بر قائم قرار پائی اور ان میں سے بعض کی گواہی بعض پر حجت قرار پاتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضی خان علی ہامش عالمگیری
مصری ج ۲ ص۷۷۴ اور عادل قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۱۵، ۱۶ / ۱۵ع مع حاشیہ، نیز حکم نمبر ۱۵، ۱۶ / ۳۰ع ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شہادة الکفر — شہادة اہل الکفر	حوالہ
۳۰/۲	واقرارها بالاسلام توبة۔	کذا فی المحیط
۱۴	ولو شهدا علی انها اسلمت وهی تجحد واصل دینها کان هو النصرانیة قبلت شهادتهما علی الاسلام واجعل جحودها و ثباتها علی النصرانیة ردة ولا یبرأ من نصف المهر۔	کذا فی المحیط
۱۵	روی عمر بن ابی عمروؒ عن محمدؒ فی الاملاء رجل من اهل الذمة مات فشهد مسلم عدل اومسلمة انه اسلم قبل موته وانکر اولیاءه من اهل الذمة ذلك فمیراثه لاولیاءه من اهل الذمة بحاله وینبغی للمسلمین ان یغسلوه و یکفنوه ویصلوا علیه وکذلك ان کان المخبر محدودا فی قذف بعد ان یکون عدلا۔	کذا فی الذخیرة
۱۶	نصرانی مات وله ابنان احدهما مسلم والآخر نصرانی فاقام المسلم نصرانیین انه مات مسلما واقام النصرانی مسلمین انه مات نصرانیا یقضی بالارث للمسلم۔	کذا فی محیط السرخسی
	وکذا لو اقام النصرانی نصرانیین	هکذا فی الذخیرة
	ویصلی علی المیت بقول ابنه المسلم انه مات مسلما لا بشهادة النصرانیین۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۷	ولو قال الابن المسلم اسلم ابی قبل موته وانا وارثه و قال النصرانی ابی لم یسلم فالقول للنصرانی فی المیراث و یصلی علیه بقول ابنه المسلم۔	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ حکم نمبر ۱۲/۴۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۱۱/۲۳۰ ، ۸/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ حدقذف کے متعلق حکم نمبر ۴۲۶ ، اس کی گواہی کے متعلق ۱۳۱/۴۲۶ ، ۱۰ تا ۱۳/۳۲۴ مع حواشی اور عادل ہوتے کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۲۱۵ مع حاشیہ

دفعات وتحتی نمبر	دسواں باب، اہل کفر گواہی کے احکام ، اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۳۰.	اس نے اس سے دخول نہیں کیا تھا تو اس پر نصف حق مہر کا حکم دوں گا اور میں اس عورت کی طرف سے ارتداد سے انکار اور اسلام کے اقرار کو (اس کی) توبہ قرار دوں گا [1]	محیط
۱۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس کی بیوی مسلمان ہوگئی ہے اور وہ اس سے انکار کرتی ہے اور اس کا اصل دین نصرانیت ہے تو (فرمایا کہ) میں (اس کے) اسلام کے متعلق ان دونوں کی وہ گواہی قبول کرلوں گا اور اسلام (لانے) سے اس کے انکار اور نصرانیت پر اس کے ثبات کو (اس کا) ارتداد قرار دوں گا اور اس کا خاوند (عدم دخول کی صورت میں) نصف حق مہر سے بری نہ ہوگا۔ [2]	محیط
۱۵	(الف) عمر بن ابی عمرؒ نے املا میں امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ اہل ذمہ میں سے کوئی آدمی مرگیا تو ایک عادل مسلمان مرد یا عورت نے یہ گواہی دی کہ وہ اپنی موت سے پہلے اسلام لے آیا تھا اور اہل ذمہ میں سے اسکے ولیوں نے اس سے انکار کیا تو اس کی میراث حسب حال اہل ذمہ میں سے اس کے ولیوں کو ملے گی اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس میت کو غسل دیں اسے کفن دیں اور اس پر نماز جنازہ پڑھیں (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (اس کے اسلام کی) خبر دینے والا ایسا شخص ہو جسے حدِ قذف لگی ہو بشرطیکہ وہ عادل ہو [3]	ذخیرہ
۱۶	ایک نصرانی مرگیا اس کے دو بیٹے ہیں ایک مسلمان اور دوسرا نصرانی، پس مسلمان بیٹے نے دو نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس کی (یعنی اس کے باپ کی) موت اسلام پر ہوئی ہے اور نصرانی بیٹے نے دو مسلمان گواہ قائم کیے کہ اس کی موت نصرانیت پر ہوئی ہے تو قاضی (اس کی) میراث کا حکم مسلمان (بیٹے) کے لیے کرے گا۔	محیط سرخسی
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ (اس کے) نصرانی (بیٹے) نے دو نصرانی گواہ قائم کیے۔	ذخیرہ
	(ج) اور (مذکورہ صورت میں) اس میت پر نماز جنازہ اس کے مسلمان بیٹے کے اس قول کی بنا پر ہے کہ اس نے اسلام پر وفات پائی ان دو نصرانیوں کی گواہی سے نہیں [4]	محیط سرخسی
۱۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس (نصرانی) کے مسلمان بیٹے نے یہ کہا کہ میرا باپ اپنی وفات سے پہلے اسلام لے آیا اور میں اس کا وارث ہوں اور اس کے نصرانی بیٹے نے یہ کہا کہ میرا باپ اسلام نہیں لایا تو میراث میں اس کے نصرانی بیٹے کا قول معتبر ہوگا اور اس کے مسلمان بیٹے کے قول کی بنا پر اس (میت) پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	محیط سرخسی

[1] نیز حکم نمبر ۲۵/۴۳۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱۲/۴۳۰ ملاحظہ ہو اور اگر اس میت کی میراث نہ تھی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۴۳۰ نیز حکم نمبر ۱۶،۱۱ تا ۲۲/۴۳۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر — شهادة اهل الکفر	حوالہ
۷۳۰ ۱۸	قال فی المنتقی فلو لم یقم الابن المسلم بینة علی اسلام ابیه قبل موته حتی ادعی رجل علی المیت دینا فاقام بینة من النصاری یقضی له بالمال ثم ان الابن المسلم اقام بینة من النصاری علی اسلام الاب قبل موته قال محمد رح ان کان الغریم مسلما لم ابطل دینه بشهادة اهل الذمة ولم ارد القضاء وان کان ذمیا رددت القضاء وانفذت للابن المسلم جمیع المیراث۔	کذا فی الذخیرة والمحیط
۱۹	ولو لم یترک المیت مالا واقام الابن المسلم شهادة من النصاری علی انه مات مسلما واراد اخذ اخوته الصغار لم تقبل بینته علی ذلک وهذا الحکم لا یخص بهذا الموضع بل فی کل موضع شهد قوم من اهل الذمة علی اسلام میت ان کان المیت لم یترک مالا تقام البینة لاجله لا تقبل شهادتهم ولا یحکم باسلامهم۔	کذا فی الذخیرة والمحیط
۲۰	قال ابن سماعة رح قلت لمحمد رح فان کان شهود غریم المسلم من المسلمین وقضیت بشهادتهم بحضرة الابن النصرانی ثم جاء الابن المسلم ببینة من اهل الذمة ان الاب مات مسلما قال محمد رح هو الوارث فیما کان للنصرانی المیت من المال ولا یقضی علی الغریم بشیء۔	کذا فی المحیط
۲۱	قال ابن سماعة رح قلت لمحمد رح فان کان الغریم والابن المسلم اقام کل واحد منهما شاهدین ذمیین قال فاذا جاءوا معا فالخصم هو الابن المسلم لانه تثبت وراثته بما اقام من البینة وانما تقبل بینة الغریم علی الوارث فاذا کان الوارث مسلما فشهادة اهل الذمة لیست بحجة علیه فلا یستحق الغریم بها شیئا۔	کذا فی المحیط
۲۲	لو قال احدهما کان ابی مسلما وانا ایضا وقال الآخر بل وانا اسلمت قبل موته، وکذبه الآخر المیراث للمتفق علی	

له اور اگر اس میت کی میراث تھی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۷۳۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	دسواں باب۔ اہل کفر کی گواہی کے احکام — اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۸ ۴۳۰	(د) المنتقی میں کہا کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس مسلمان بیٹے نے یہ گواہی قائم نہ کی تھی کہ اس کا باپ اپنی وفات سے پہلے اسلام لے آیا تھا حتیٰ کہ ایک آدمی نے اس میت پر قرض کا دعویٰ کیا تو اس نے نصاریٰ سے گواہی قائم کی تو قاضی اس کے لیے مال کا حکم کرے گا پھر اس مسلمان بیٹے نے نصاری سے گواہی قائم کی کہ اس کا باپ اپنی موت سے پہلے اسلام لے آیا تھا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدرح نے فرمایا کہ اگر وہ قرض خواہ مسلمان تھا تو اہل ذمہ (یعنی ان نصاری) کی گواہی کی بنا پر اس کا (وہ) قرض باطل نہ کروں گا اور قاضی کا وہ فیصلہ رد نہ کروں گا (ب) اور اگر وہ قرض خواہ ذمی تھا تو بھی (قرض کے متعلق) وہ فیصلہ رد کروں گا اور اس کے مسلمان بیٹے کے لیے سب میراث کا حکم دوں گا۔	ذخیرہ ما محیط
۱۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس میت نے کوئی میراث نہ چھوڑی اور اس کے مسلمان بیٹے نے نصاریٰ میں سے یہ گواہی قائم کی کہ اس نے (یعنی اس کے باپ نے) اسلام پر وفات پائی اور اس نے اپنے چھوٹے بھائیوں کو لینا چاہا تو اس پر اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور یہ حکم اس صورت سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر وہ صورت جس میں اہل ذمہ نے کسی میت کے اسلام پر گواہی دی تو اگر اس میت نے مال نہیں چھوڑا جس کے لیے گواہی قائم کی جائے تو اس کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور نہ (اس سے) اس کے اسلام کا حکم کیا جائے گا۔	ذخیرہ، محیط
۲۰	ابن سماعہرح کا قول ہے کہ میں نے امام محمدرح سے دریافت کیا کہ اگر (مذکورہ صورت میں) مسلمان قرض خواہ کے گواہ مسلمانوں میں سے ہوں اور ان کی گواہی کی بنا پر اس کے نصرانی بیٹے کے سامنے قاضی کا فیصلہ ہو گیا پھر اس کا مسلمان بیٹا اہل ذمہ سے یہ گواہی لایا کہ اس کے باپ نے اسلام پر وفات پائی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدرح نے فرمایا کہ جو کچھ اس نصرانی میت کا مال تھا اس کا وارث اس کا مسلمان بیٹا ہے اور قاضی اس قرض خواہ پر (مال کی واپسی کے لیے) کچھ حکم نہ کرے گا۔	محیط
۲۱	ابن سماعہرح کا قول ہے کہ میں نے امام محمدرح سے دریافت کیا کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس (مسلمان) قرضخواہ اور اس کے مسلمان بیٹے دونوں نے دو دو ذمی گواہ پیش کئے تو (اس کے حکم کے متعلق آپ نے) فرمایا کہ اگر وہ سب اکٹھے آئے تو خصم (یعنی فریق نالش) وہ مسلمان بیٹا قرار پائے گا اس لیے اس نے جو گواہی قائم کی اس سے اس کی وراثت ثابت ہوگی اور قرض خواہ کی گواہی وارث پر قبول کی جاتی ہے پس جب وارث مسلمان تھا تو اس پر اہل ذمہ کی گواہی حجت نہیں ہے پس اس گواہی سے وہ قرض خواہ کسی شئ کا حقدار نہ ہوگا۔	محیط
۲۲	اگر (مذکورہ صورت میں) ان دو بیٹوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ میرا باپ مسلمان تھا اور میں بھی مسلمان ہوں اور دوسرے نے کہا کہ بلکہ یہ اس کی وفات سے پہلے اسلام لے آیا اور دوسرے نے اس کی	

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر — شهادة اهل الکفر	حوالہ
۲۳۰	اسلامه فی حال حیاة ابیه .	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	لو قال الابن المسلم لم یزل ابی کان مسلما و قال النصرانی لم یزل ابی کان نصرانیا فالقول قول المسلم و ان اقاما البینة فالبینة للابن المسلم ایضا و لو ان المسلم اقام البینة من المسلمین علی اسلام الاب قبل موته لم اقبل ذٰلک حتی یصفوا الاسلام و کذٰلک اذا شهد شاهدان من المسلمین علی نصرانی انه اسلم لا تقبل شهادتهما حتی یصفوا الاسلام و ذکر القاضی الامام رکن الاسلام علی السغدی رحمه الله فی شرح کتاب السیر الکبیر ان الشاهد اذا کان فقیها تقبل شهادته من غیر ان یصف الاسلام و اذا کان جاهلا لا تقبل شهادته ما لم یصف الاسلام .	کذا فی الذخیرة
۲۴	مسلمة قالت کان زوجی مسلما و قال اولاده الکفار لا بل کان کافرا و للمسلم اخ مسلم یصدق المرأة فالمیراث للاخ والمرأة و لو ترک ابنا کافرا و ابنة مسلمة فقالت الابنة مات ابی مسلما و صدقها الاخ و قال الابن کان ابی کافرا فالقول للبنت و لو لم تکن زوجة و لکن اخ و ابن و الاخ یدعی الاسلام دون الابن فالمیراث للابن، بنت و اخ اختلفا فالقول لمدعی الاسلام و کذٰلک الاب مع الابن .	کذا فی محیط السرخسی
۲۵	اذا مات الرجل و ترک دارا فقال ابن المیت و هو مسلم مات ابی و هو مسلم و ترک هذه الدار میراثا لی و جاء اخو المیت و هو ذمی فقال مات اخی و هو کافر علی دینی و ابنه هذا مسلم فالقول قول الابن و له المیراث و لو اقاما جمیعا علی مقالتهما بینة اخذت بینة المسلم و لو اقام الاخ بینة من اهل الذمة علی ما قال و لم یقم الابن البینة	

دفعات ذیلی نمبر	دسواں باب۔ اہل کفر کی گواہی کے احکام ، اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
	تکذیب کی تو اس (میت) کی میراث اس کے لیے ہے جس کے اسلام پر باپ کی زندگی میں اتفاق ہے۔	محیط سرخسی
۲۳	(د) اگر (مذکورہ صورت میں باپ کے متعلق) اس کے مسلمان بیٹے نے یہ کہا کہ میرا باپ ہمیشہ مسلمان رہا اور نصرانی بیٹے نے یہ کہا کہ میرا باپ ہمیشہ نصرانی رہا تو مسلمان بیٹے کا قول معتبر ہوگا (ب) اور اگر ان دونوں نے گواہی قائم کی تو بھی مسلمان بیٹے کی گواہی معتبر ہوگی (ج) اور اگر اس مسلمان بیٹے نے باپ کی موت سے پہلے اس کے اسلام پر مسلمانوں سے گواہی قائم کی تو میں وہ گواہی قبول نہ کروں گا جب تک کہ وہ اسلام کا وصف بیان نہ کریں اسی طرح جب کسی نصرانی کے متعلق مسلمانوں میں سے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اسلام لے آیا تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ اسلام کا وصف بیان نہ کریں (د) اور قاضی الامام رکن الاسلام علی السغدیؒ نے السیر الکبیر کی شرح میں کہا ہے کہ وہ گواہ اگر فقیہ (یعنی اسلام کا ماہر) ہو تو اس کی گواہی اسلام کا وصف بیان کئے بغیر قبول کی جا سکے گی اور اگر وہ (فقیہ نہ ہو) جاہل ہو تو جب تک وہ اسلام کا وصف بیان نہ کرے تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	ذخیرہ
۲۴	(د) کسی مسلمان عورت نے کہا کہ میرا خاوند مسلمان تھا اور اس کی کافر اولاد نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ کافر تھا اور اس (مبینہ مسلمان خاوند) کا ایک مسلمان بھائی ہے جو اس بیوی (کے بیان) کی تصدیق کرتا ہے تو اس (میت خاوند) کی میراث اس بھائی اور اس بیوی کے لیے ہے (ب) اور اگر اس (میت) نے ایک کافر بیٹا اور مسلمان بیٹی چھوڑی تو بیٹی نے یہ کہا کہ میرے باپ نے اسلام پر وفات پائی اور (اس میت کے) بھائی نے اس کی تصدیق کی اور بیٹے نے یہ کہا کہ میرا باپ کافر تھا تو اس بیٹی کے قول کا اعتبار ہوگا (ج) اور اگر اس (میت) کی بیوی نہ تھی اور بھائی اور بیٹا تھا اور بھائی (اس کے) اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا بیٹا اس سے انکار کرتا ہے تو (اس میت کی) میراث بیٹے کے لیے ہوگی (د) (اور اگر میت کی) بیٹی اور بھائی ہے اور (اس میت کے اسلام کے متعلق) ان دونوں نے اختلاف کیا تو (اس کے) اسلام کے مدعی کے قول کا اعتبار ہوگا (ر) اور اسی طرح (اگر اس میت کا) باپ اور بیٹا ہو تو یہی حکم ہے (یعنی اس میت کے اسلام کے مدعی کے قول کا اعتبار ہوگا)	محیط سرخسی
۲۵	(د) جب ایک شخص وفات پا گیا اور اس نے ایک گھر چھوڑا تو میت کے بیٹے نے جو مسلمان ہے یہ کہا کہ میرے باپ نے اسلام پر وفات پائی اور یہ گھر میرے لیے میراث چھوڑا اور اس میت کا بھائی آیا جو کہ ذمی ہے تو اس نے کہا کہ میرا بھائی مرا اور وہ میرے دین پر کافر رہا اور اس کا یہ بیٹا مسلمان ہے تو اس بیٹے کا قول معتبر ہوگا اور اس کے لیے میراث ہوگی (ب) اور اگر ان دونوں نے اپنے اپنے قول پر گواہی کی تو مسلمان کی گواہی لی جائے گی (ج) اور اگر اس بھائی نے اپنے قول پر اہل ذمہ سے گواہی قائم کی اور بیٹے نے کوئی گواہی	

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فى شهادة اهل الكفر — شهادة اهل الكفر	حوالہ
۷۳۰	لماجز بينة الاخ فاما اذا اقام الاخ مسلمين على ما ادعى من كفر الميت يقضى بالميراث للاخ۔	كذا فى المحيط والذخيرة
۲۶	قال ابو يوسف رح نصرانى مات و ترك ابنين فاسلم احدهما بعد موته ثم اقام نصرانى بينة نصرانية انه ابنه فانى اقبل بينته على النسب واجعله شريك ابنه النصرانى فى الميراث ولا يشارك ابنه المسلم فى نصيبه۔	كذا فى محيط السرخسى
۲۷	وكذلك لو ترك ابنا واحدا نصرانيا فاسلم بعد موت ابيه ثم جاء نصرانى وادعى انه ابن الميت واقام بينة من النصارى فانى اقضى بنسبه من الميت ولا اعطيه شيئا مما فى يد الابن المسلم فان خرج للميت مال كان ذلك كله للمسلم فان مات المسلم وورّثت اخاه يريد به ان بعد ما مات الابن المسلم فميراث الميت الذمى للابن الذمى قال ابن سماعة رح انما لا يكون للابن الذمى حق المزاحمة مع الابن المسلم فى هذه المسئلة اذا اسلم قبل ان يثبت نسب الابن الذمى اما لو ثبت نسبه قبل اسلامه بهذه البينة كانت له مزاحمة الابن۔	كذا فى المحيط
۲۸	نصرانى مات فقالت امرأته وهى مسلمة اسلمت بعد موته ولى الميراث فقالت الورثة بل قبله ولا ميراث لك فالقول لهم۔	كذا فى التمرتاشى
۲۹	وكذا لو مات مسلم عن نصرانية وهى مسلمة يوم الخصومة فقالت اسلمت قبل موته وقالت الورثة بعده فالقول لهم۔	كذا فى التمرتاشى
۳۰	ادعى خارجان مسلم وذمى دارا فى يد ذمى وادعيا الميراث	

۱؎ حکم نمبر ۱۵/۷۳۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دفتق نمبر	دسواں باب ۔ اہل کفر کی گواہی کے احکام — اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۵	قائم نہ کی تو میں اس بھائی کی وہ گواہی جائز نہ قرار دوں گا (د) اور اگر اس بھائی نے اس میت کے کفر کے متعلق اپنے دعویٰ پر دو مسلمان گواہ قائم کئے تو قاضی (اس میت) کی میراث کے متعلق بھائی کے لیے حکم کرے گا۔	محیط، ذخیرہ
۲۶	امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ ایک نصرانی مر گیا اور اس نے دو بیٹے چھوڑے تو ان دونوں میں سے ایک اس کی موت کے بعد مسلمان ہو گیا پھر ایک (اور) نصرانی نے نصرانی گواہ قائم کئے کہ وہ (بھی) اس کا بیٹا ہے، تو (آپ نے فرمایا کہ) میں نسب کے متعلق اس کی وہ گواہی قبول کروں گا اور میراث میں اسے اس کے نصرانی بیٹے کا شریک کروں گا اور وہ اس (میت) کے مسلمان بیٹے کے ساتھ اس کے حصہ میں شریک نہ ہو گا۔	محیط سرخسی
۲۷	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس (نصرانی) میت نے ایک نصرانی بیٹا چھوڑا تو وہ اپنے باپ کی موت کے بعد اسلام لے آیا پھر ایک اور نصرانی آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس میت کا بیٹا ہے اور اس نے نصاریٰ میں سے گواہی قائم کی تو میں اس میت سے اس کی نسب کا حکم کروں گا اور اس (میت کے) مسلمان بیٹے کے قبضہ میں جو کچھ ہے اس سے اسے کوئی چیز نہ دوں گا پس اگر میت کے لیے کچھ اور مال برآمد ہوا تو وہ سب اس مسلمان (بیٹے) کو ملے گا (ب) پھر اگر اس مسلمان بیٹے کی وفات ہو گئی تو میں اس کے اس بھائی کو وارث قرار دوں گا اور اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ اس مسلمان بیٹے کی موت کے بعد اس ذمی میت کی میراث اس ذمی بیٹے کے لیے ہو گی (رح) ابن سماعہ رح نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں مسلمان بیٹے کے ساتھ ذمی بیٹے کو مزاحمت کا حق تب حاصل نہیں ہوتا جب کہ وہ (مسلمان بیٹا) ذمی بیٹے کی نسب ثابت ہونے سے پہلے اسلام لے آیا اور اگر اس کے اسلام لانے سے پہلے اس ذمی بیٹے کی نسب اس گواہی سے ثابت ہو گئی تو اس ذمی بیٹے کے لیے (مسلمان) بیٹے کی مزاحمت ہو سکے گی۔	محیط
۲۸	کوئی نصرانی مر گیا تو اس کی بیوی نے در آنحالیکہ وہ مسلمان ہے یہ کہا کہ میں اس کی موت کے بعد مسلمان ہوئی اور میرے لیے میراث ہے اور وارثوں نے کہا کہ بلکہ تو اس کی موت سے پہلے مسلمان ہو گئی تھی (اور نکاح نہ رہا تھا) اور تیرے لیے میراث نہیں ہے تو وارثوں کا قول معتبر ہو گا۔	تمرتاشی
۲۹	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی مسلمان (خاوند) کی وفات ہو گئی اس کی بیوی نصرانیہ ہے اور خصومت (یعنی قاضی کے ہاں نالش) کے وقت وہ مسلمان ہے اور اس نے کہا کہ میں اس کی موت سے پہلے اسلام لے آئی تھی اور وارثوں نے کہا کہ تو اس کی موت کے بعد مسلمان ہوئی تو وارثوں کا قول معتبر ہو گا۔	تمرتاشی
۳۰	(قاضی کے ہاں) دو برآمد ہونے والے ایک مسلمان اور ایک ذمی نے ایک ایسے گھر کے متعلق دعویٰ	

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فى شهادة اهل الكفر ۔ شهادة اهل الكفر	حوالہ
٧٣٠	و برهنا قضى بها بينهما ان كان شهود الذمى مسلمين والا قضى بها للمسلم وان كان شهوده كفارا۔	هكذا فى البحر الرائق والمحيطين
٣١	كل شهادة شهد بها ذمى على ذمى فلم ينفذ الحاكم الشهادة و لم يحكم بها حتى اسلم المشهود عليه فان الشهادة تبطل فان اسلم المشهود عليه بعد الحكم فالحكم ماض عليه ويؤخذ بالحقوق كلها الا فى الحدود واما القصاص فى النفس ومادون النفس فالقياس ان ينفذ القاضى و فى الاستحسان لا ينفذ واما السرقة اذا اسلم السارق بعد القضاء قبل القطع فالقاضى يضمنه المال و يدرأ عنه القطع وان اسلم المشهود عليه ثم اسلم الشاهدان اواسلم الشاهدان ثم اسلم المشهود عليه ان لم يجددا الشهادة لم يقض بها فى جميع الحقوق وان جددا فى الوجه الاول بعد اسلامهما و فى الوجه الثانى بعد اسلام المشهود عليه قضى بها فى الاموال والقصاص وحد القذف ولم يقض بها فى الحدود الخالصة لله تعالىٰ	هكذا فى شرح ادب الخصاف للصدر الشهيدؒ
٣٢	لو شهد على نصرانى اربعة من النصارى انه زنى بامة مسلمة فان شهدوا انه استكرهها حد الرجل وان قالوا طاوعته درئ الحد عنها و يعزر الشهود لحق الامة المسلمة۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
٣٣	قال ابن سماعةؒ عن محمدؒ فى نصرانيين شهدا على مسلم ونصرانى انهما قتلا مسلما عمدا قال لا اجوز شهادتهما على المسلم وأدرأ عن النصرانى القتل واجعل عليه الدية فى ماله۔	كذا فى المحيط
٣٤	قال ابن سماعةؒ سمعت محمداؒ يقول فى مسلم قطع يد نصرانى عمدا وزعم القاطع انه عبد لنصرانى وادعى المقطوعة يده انه حر	

له حکم نمبر ١/٧٣٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شقی نمبر	دسواں باب، اہل کفر کی گواہی کے احکام ، اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۰	کیا جو ایک ذمی آدمی کے قبضہ میں ہے اور ان دونوں نے میراث کا دعویٰ کیا اور گواہی قائم کی تو قاضی وہ گھر ان دونوں کے لیے حکم کرے گا بشرطیکہ اس ذمی کے گواہ دو مسلمان ہوں ورنہ قاضی اس گھر کے متعلق مسلمان کے لیے حکم کرے گا اگرچہ اس کے گواہ کافر ہوں۔	بحرالرائق محیطین
۳۱	(د) ہر وہ گواہی جو ایک ذمی نے دوسرے ذمی پر دی اور (ابھی) حاکم (مجاز) نے اس گواہی کو نافذ نہیں کیا اور نہ اس کے بموجب حکم کیا حتیٰ کہ مشہود علیہ (یعنی جس پر گواہی دی گئی یعنی مدعا علیہ) اسلام لے آیا تو وہ گواہی باطل قرار پائے گی (ب) اور اگر مشہود علیہ (قاضی کا) حکم ہونے کے بعد مسلمان ہوا تو وہ حکم اس پر باقی رہے گا اور حدود کے سوا تمام حقوق میں ماخوذ ہوگا اور قصاص کی صورت میں جان کا قصاص ہو یا جان سے کم کا ہو، از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ قاضی (اس حکم کو) نافذ کرے گا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ نافذ نہ کرے گا اور سرقہ کی صورت میں جب قاضی کے فیصلہ کے بعد اور قطع ید) سے پہلے وہ (ذمی) چور اسلام لے آیا تو قاضی اس مال کی ضمان لے گا اور قطع ید کی حد) ہٹا دے گا (ج) اور اگر مشہود علیہ اسلام لے آیا پھر گواہ بھی اسلام لے آئے یا پہلے گواہ اسلام لائے پھر مشہود علیہ بھی اسلام لے آیا تو اگر انہوں نے از سر نو گواہی نہ دی تو قاضی تمام حقوق میں کوئی حکم نہ کرے گا (د) اور اگر ان گواہوں نے پہلی صورت میں ان دونوں کے اسلام لانے کے بعد اور دوسری صورت میں مشہود علیہ کے اسلام لانے کے بعد از سر نو گواہی دی تو قاضی اموال، قصاص اور حد قذف میں حکم کرے گا اور (بقیہ) حدود خالصہ (یعنی حد زنا، حد خمر، حد سرقہ اور حد قطاع الطریق) میں حکم نہ کرے گا۔	شرح ادب الخصاف للصدر الشہید رح
۳۲	اگر کسی نصرانی پر چار نصرانیوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک مسلمان باندی سے زنا کیا ہے تو اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس پر زبردستی کی ہے تو اس مرد پر حد (زنا) قائم کی جائے گی اور اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ (مسلمان) باندی رضامند تھی تو (ان نصرانیوں کی گواہی پر مبنی) حد زنا اس (مسلمان) باندی سے ہٹا دی جائے گی اور ان گواہوں کو اس مسلمان باندی کے حق کے لیے تعزیری سزا دی جائے گی لہ	قاضی خان
۳۳	ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے ان دو نصرانیوں کے بارے میں روایت کیا ہے جنہوں نے ایک مسلمان مرد اور نصرانی عورت پر یہ گواہی دی کہ ان دونوں نے ایک مسلمان کو عمداً قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں ان دونوں (نصرانیوں) کی گواہی مسلمان پر جائز نہ قرار دوں گا اور اس نصرانی (مبینہ قاتل) سے قتل (کا قصاص) ہٹا کر اس پر اس کے مال میں دیت لازم کروں گا۔	محیط
۳۴	(د) ابن سماعہ رح کا قول ہے کہ آپ نے امام محمد رح سے اس مسلمان کے بارے میں یہ فرماتے سنا جس نے کسی نصرانی کا ہاتھ عمداً کاٹ ڈالا اور اس قاطع نے یہ گمان کیا کہ وہ ایک نصرانی کا غلام ہے اور جس	

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر — شهادة اهل الکفر	حوالہ
۷۳۰	فأقام رجلا وامرأتين من المسلمين على انه اعتقه مولاه منذ سنة قال اجعله حرا واقتص منه وان اقام المقطوعة يده نصرانيين ان مولاه اعتقه منذ شهر واراد ان يقتص منه فانه يعتق بهذه الشهادة ولا اقتص من القاطع قالوا ينبغي ان يكون القضاء بالعتق قولهما[۱] لا قول ابی حنیفة رح فان اباحنیفة رح لا یری قبول الشهادة علی عتق العبد بدون دعواه ولم توجد هنا دعوى العبد فانه منكر لذلك[۲]	كذا فى الذخيرة
۳۵	نصرانی فی یده طیلسان اقام کل واحد من مسلم ونصرانی نصرانيين ان النصرانی اقر بالطیلسان له قال انی اقضی به للمسلم۔	كذا فى المحيط
۳۶	نصرانی اقام بینة علی امرأة نصرانیة انه تزوجها فی وقت کذا فقضيت بها له ثم اقام المسلم البينة انه تزوجها فی وقت بعد ذلك لا يقضى بها له عند ابی یوسف رح وعند ابی حنیفة رح یقضی بها له فلو اقاما معا قضی للمسلم عند ابی حنیفة رح وعند ابی یوسف رح یقضی للنصرانی۔	هكذا فی محيط السرخسی
۳۷	نصرانی مات وعلیه دین لمسلم بشهادة نصرانی وعلیه دین لنصرانی بشهادة نصرانی قال ابوحنیفة رح ومحمد رح وزفر رح یبدئ بدین المسلم۔	هكذا فی محيط السرخسی
	فان فضل شیء کان ذلك للنصرانی۔	هكذا فی المحيط
۳۸	ولو کان النصرانی حیا وفی یده عبد فادعاه مسلم ونصرانی واقام کل شاهدين نصرانيين فهو للمسلم بالاجماع۔	كذا فی محيط السرخسی

[۱] حکم نمبر ۳۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم ۱/۱۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دسواں باب، اہل کفر کی شہادتوں کے احکام — اہل کفر کی شہادتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۰	کا ہاتھ کاٹا گیا اس نے یہ دعوی کیا کہ وہ آزاد ہے اور اس نے مسلمانوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کی یہ گواہی قائم کی کہ اس کے آقا نے اسے ایک سال سے آزاد کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے آزاد قرار دوں گا اور قاطع سے قصاص کا حکم دوں گا (ب) اور اگر وہ شخص جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اس نے دو نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس کے آقا نے اسے ایک ماہ سے آزاد کر دیا ہے اور اس نے چاہا کہ اس (قاطع) سے قصاص لیا جائے تو اس گواہی کی بنا پر وہ (مقطوع) آزاد قرار دیا جائے گا اور اس قاطع سے قصاص کا حکم نہ دوں گا مشائخ رح نے کہا ہے کہ (اس صورت میں) اس غلام کو آزاد قرار دینے کا حکم صاحبینؒ کے قول پر ہونا چاہیئے امام ابوحنیفہ رح کے قول پر نہیں، اس لیے کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں غلام کی آزادی پر گواہی اس کے دعوی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی اور اس صورت میں اس غلام کا دعوی نہیں پایا گیا اس لیے کہ وہ اس کا (یعنی اس وقت غلام ہونے کا) منکر ہے۔ سہ تہ	ذخیرہ
۳۵	ایک نصرانی شخص کے پاس ایک چادر تھی ایک مسلمان اور ایک نصرانی میں سے ہر ایک نے دو دو نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس نصرانی شخص نے اقرار کیا ہے کہ وہ چادر اس کی (یعنی نصرانی مدعی یا مسلمان مدعی کی) ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں (اس چادر کے متعلق) مسلمان کے لیے حکم کروں گا۔	محیط
۳۶	(د) کسی نصرانی مرد نے ایک نصرانی عورت پر گواہی قائم کی کہ اس مرد نے اس عورت سے فلاں وقت نکاح کیا تو اس عورت کے متعلق اس نصرانی کے لیے حکم کیا گیا پھر ایک مسلمان شخص نے یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس وقت کے بعد اس عورت سے نکاح کیا ہے تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں قاضی اس عورت کے متعلق اس (مسلمان شخص) کے لیے حکم نہ کرے گا اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں قاضی اس عورت کے متعلق اس (مسلمان شخص) کے لیے حکم کرے گا اور اگر ان دونوں نے گواہی اکٹھے پیش کی تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں قاضی اس مسلمان شخص کے لیے حکم کرے گا اور امام ابو یوسف رح کے ہاں قاضی اس نصرانی شخص کے لیے حکم کرے گا۔	محیط السرخسی
۳۷	(د) ایک نصرانی شخص مر گیا اور اس پر نصرانی کی گواہی کی بنا پر ایک مسلمان شخص کے لیے قرض ہے اور اس پر نصرانی کی گواہی کی بنا پر ایک نہ انی شخص کے لیے (بھی) قرض ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہ رح، امام محمد رح اور امام زفر رح کا قول یہ ہے کہ پہلے مسلم شخص کے قرض (کی ادائیگی) سے آغاز ہوگا۔ (ب) پھر اگر کچھ بچ رہا تو اس نصرانی کے (قرض کی ادائیگی) کے لیے ہوگا۔	محیط سرخسی محیط
۳۸	اگر ایک نصرانی شخص زندہ ہے اور اس کے قبضہ میں ایک غلام ہے اور ایک مسلمان اور نصرانی نے اس کا دعوی کیا اور ہر ایک نے دو دو نصرانی گواہ قائم کیے تو وہ (غلام) بالاجماع مسلمان کے لیے ہوگا۔	محیط سرخسی

سہ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۲۴/۲۴۲ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱۷ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴۱/۲۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر — شهادة اهل الکفر	حوالہ
۴۷۳۰ ۳۹	ان مات ذمی عن مائة درهم فاقام مسلم ذمیین بدین مائة علیه واقام مسلم و ذمی ذمیین بمائة فثلثا المائة للمنفرد وثلثها للشریکین ولو اقام ذمی ذمیین واقام مسلم و ذمی ذمیین فالمائة المتروکة بینهم لکل واحد ثلثها وکذا لو اقام الشریکان مسلمین و اقام الذمی المنفرد ذمیین قسم اثلاثا ولو اقام الذمی المنفرد مسلمین والشریکان ذمیین اومسلمین فنصف المائة للمنفرد والنصف لهما۔	کذا فی الکافی
۴۰	نصرانی مات وترک مائتی درهم و ترک ابنین نصرانیین فاسلم احدهما ثم جاء رجل فادعی علی المیت مائة درهم فاقام شاهدین نصرانیین فان القاضی یقضی بذلک فی نصیب الکافر ولا یدخل الابن النصرانی علی اخیه المسلم فی نصیبه [1]	کذا فی المحیط
۴۱	قال محمدؒ فی کتاب الرهن ذمی مات فادعی ذمی بعض متاعه رهنا واقام بینة من اهل الذمة وادعی مسلم علیه دینا و اقام بینة من المسلمین اومن اهل الذمة فانی اخذ بینة المسلم فأبدأ بدینه حتی یستوفی المسلم ماله فان بقی شیء کان للذمی ثم قال ولا تجوز الرهن حتی یستوفی المسلم دینه فان کان شهود الذمی مسلمین و شهود المسلم ذمیین اومسلمین کان الذمی احق بالرهن حتی یستوفی دینه۔	کذا فی المحیط
۴۲	اذا ادعی مسلم علی کافر مالا وادعی کفالة مسلم بذلك واقام بینة من الکفار ثبت المال بهذه البینة علی الاصیل دون الکفیل۔	کذا فی المبسوط
۴۳	وکذلك لوکان اصل المال علی کافر فشهد کافران علی مسلم	

[1] حکم نمبر ۴۰/۴۷۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[1] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۴۰/۴۷۳۰ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریبا ۱۰ حکم کا اندراج متروک ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر

دفعات وشق نمبر	دسواں باب، اہل کفر کی گواہی کے احکام — اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۰ ۳۹	اگر ایک ذمی شخص ایک سو درہم چھوڑ کر مرا تو ایک مسلمان آدمی نے اس پر ایک سو درہم قرض کے متعلق دو ذمی گواہ قائم کیے اور ایک اور مسلمان اور ایک ذمی نے ایک سو درہم (قرض) کے متعلق دو ذمی گواہ قائم کیئے تو (اس صورت میں) اس سو درہم کے دو تہائی اس اکیلے (مسلمان مدعی) کے لیے ہوں گے اور اس (سو) کی ایک تہائی ان دو شریکوں (یعنی اس دوسرے مسلمان اور ذمی) کے لیے ہوں گے اور اگر (اس قرض کے لیے) ذمی نے دو ذمی گواہ قائم کئے اور مسلمان اور ذمی نے (بھی) دو ذمی گواہ قائم کیئے تو وہ متروکہ سو درہم ان میں سے ہر ایک کے لیے سو کا تہائی تہائی ہو گا اور اسی طرح اگر ان دو شریکوں (یعنی مسلمان اور ذمی) نے دو مسلمان گواہ قائم کیئے اور اکیلے ذمی نے دو ذمی گواہ قائم کئے تو وہ (متروکہ سو درہم ان میں) تہائی تہائی تقسیم ہو گی اور اگر اکیلے ذمی نے دو مسلمان گواہ قائم کیئے اور ان دو شریکوں (یعنی مسلمان اور ذمی نے) نے دو ذمی یا دو مسلمان گواہ قائم کیئے تو اس سو درہم کا نصف اس اکیلے ذمی کے لیے ہو گا اور نصف ان دو شریکوں کے لیے ہو گا۔	کافی
۴۰	ایک نصرانی مر گیا اور اس نے دو سو درہم چھوڑے اور اس نے دو نصرانی بیٹے چھوڑے پھر ان دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے اس میت پر سو درہم (قرض) کا دعویٰ کیا اور اس نے دو نصرانی گواہ قائم کیئے تو (اس صورت میں) قاضی اس قرض کے متعلق اس کافر (وارث) کے حصہ سے حکم کرے گا اور نصرانی بیٹا اپنے مسلمان بھائی کے حصہ میں دخیل نہ ہو گا۔ ےہ	محیط
۴۱	امام محمدؒ نے کتاب الرھن میں فرمایا کہ ایک ذمی مر گیا تو ایک اور ذمی نے اس کے بعض سامان کے رہن کا دعویٰ کیا اور (اس پر) اہل ذمہ سے گواہی قائم کی اور ایک مسلمان نے اس (میت) پر قرض کا دعویٰ کیا اور اس نے (اس پر) مسلمانوں سے یا اہل ذمہ سے گواہی قائم کی تو (فرمایا) کہ میں مسلمان کی (قائم کردہ) گواہی کو لوں گا اور اس کے قرض (کی ادائیگی) کا حکم پہلے دوں گا حتیٰ کہ وہ مسلمان اپنا مال پورا وصول کر لے پھر اگر کوئی شئے بچ گئی تو وہ ذمی کے لیے ہو سکے گی پھر آپ نے فرمایا کہ وہ رہن جائز نہ قرار پائے گا حتیٰ کہ وہ مسلمان اپنا قرض وصول کر لے اور اگر اس ذمی کے گواہ دو مسلمان تھے اور اس مسلمان کے گواہ دو ذمی یا مسلمان تھے تو پھر وہ ذمی رہن کے متعلق زیادہ مستحق قرار پائے گا حتیٰ کہ وہ اپنا قرض وصول کر لے۔	محیط
۴۲	جب کسی مسلمان نے کسی کافر پر مال کا دعویٰ کیا اور اس نے اس کے متعلق ایک مسلمان کے کفیل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے (اس پر) کافروں سے گواہی قائم کی تو اس گواہی سے اصیل پر (یعنی اصل مقروض یعنی اس کافر پر) مال ثابت ہو گا کفیل پر (یعنی مسلمان کفیل پر) نہیں۔	مبسوط
۴۳	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اصل مال کسی کافر کے ذمہ تھا پھر	

سے ۴۱/۲۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر — شهادة اهل الکفر	دفعات و شق نمبر
کذا فی المبسوط	وکافر انهما کفلا عنه بهذا المال و بعضهم عن بعض جازت الشهادة على الاصيل وعلى الكفيل الكافر و لا تجوز على الكفيل المسلم۔	۴۳۰
کذا فی المبسوط	و اذا ادعى مسلم على مسلم مالا و جحد المطلوب وادعى الطالب كفالة رجل من اهل الذمة عنه بالمال بامره وجحده الكفيل و شهد له بذلك ذميان جازت شهادتهما على الكفيل ولم تجز على المسلم حتى ان الكفيل اذا ادى لم يكن له ان يرجع على المسلم بشئ۔	۴۴
کذا فی المبسوط	وكذلك لو كان المال عليهما فى الصك والمسلم فى صدر الصك والذمى كفيل بعده او كان الصك عليهما وكل واحد منهما ضامن عن صاحبه فهذه البينة حجة على الكافر دون المسلم۔	۴۵
کذا فی المحیط	ولو ان رجلا مسلما كفل لكافر عن كافر بالف درهم فقال الكافر الذى عليه الاصل لم آمره ان يضمن عنى فجاء المسلم بشاهدين من اهل الكفر انه قد امره بالضمان و اقر الطالب انه قد استوفى منه المال كان له ان يرجع عليه۔	۴۶
کذا فی المحیط	وان كفل مسلم بنفس ذمى او بمال عليه لمسلم او لذمى و شهد عليه اهل الذمة فان جحد المسلم الكفالة لم يجز ذلك عليه وان اقر بها جاز ذلك عليه لاقراره فان ادعى المال و شهد شهود من اهل الذمة انه كفل بامره رجع به[1]	۴۷
	لو ان كافرا وكل مسلما بشراء او بيع لم اجز على الوكيل الشهود الا المسلمين ولو ان مسلما وكل كافرا بذلك اجزت	۴۸

[1] حکم ۴۷/۴۳۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں غلاموں سے مخصوص تقریباً ۳ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۸ کا دوسرا

دفعات وشق نمبر	دسواں باب۔ اہل کفر کی گواہی کے احکام ، اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۴۳	دو کافروں نے ایک مسلمان اور کافر پر یہ گواہی دی کہ وہ دونوں اس مال کے متعلق اس کی طرف سے اور ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو یہ گواہی کافر اصیل اور کافر کفیل پر جائز قرار پائے گی اور مسلمان کفیل پر جائز قرار نہ پائے گی۔	مبسوط
۴۴	جب کسی مسلمان نے کسی مسلمان پر مال کا دعوی کیا اور مطلوب (یعنی مدعا علیہ مقروض) نے انکار کیا تو طالب (یعنی مدعی قرض خواہ) نے دعوی کیا کہ اس مطلوب کے حکم سے اس کی طرف سے اہل ذمہ میں سے ایک آدمی مال کے متعلق کفیل ہے اور اس کفیل نے انکار کیا پھر اس کے متعلق اس (مدعی) کے لیے دو ذمیوں نے گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی اس (ذمی) کفیل پر جائز قرار پائے گی اور مسلمان پر جائز نہ ہو گی حتی کہ جب اس کفیل نے وہ مال ادا کر دیا تو اسے اس مسلمان (مقروض) سے کسی شئ کے لینے کا اختیار نہ ہو گا۔	مبسوط
۴۵	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر دستاویز میں مال ان دونوں (یعنی مسلمان اور ذمی) کے ذمہ ہے اور مسلمان (کا نام) دستاویز کے سر فہرست ہے۔ اور ذمی شخص اس کے بعد بطور کفیل ہے یا وہ دستاویز ان دونوں کے نام ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کا ضامن ہے (اور پھر اس کے متعلق اس مدعی کے لیے دو ذمیوں نے گواہی دی) تو یہ گواہی کافر پر حجت ہے مسلمان پر نہیں۔	مبسوط
۴۶	اگر ایک مسلمان شخص ایک کافر کی طرف سے ایک ہزار درہم کے متعلق ایک کافر کے لیے کفیل ہوا تو جس کافر پر اصل (قرض) ہے اس نے یہ کہا کہ میں نے اس (مسلمان) کو نہیں کہا تھا کہ وہ میری طرف سے ضامن ہو تو وہ مسلمان اہل کفر میں سے اس پر دو گواہ لایا کہ اس (اصیل) کافر نے اس مسلمان کو ضامن ہونے کا حکم کیا تھا اور طالب (یعنی قرض خواہ) نے یہ اقرار کیا کہ اس نے اس (مسلمان کفیل) سے مال وصول کر لیا ہے تو اس (مسلمان کفیل) کو اختیار ہو گا کہ وہ اس (اصیل کافر) سے مال وصول کر لے۔	محیط
۴۷	(د) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کی جان یا مال کا کفیل ہوا جو اس پر کسی مسلمان یا ذمی کا حق ہے اور اس پر اہل ذمہ نے گواہی دی تو اگر اس مسلمان نے اس کفالت کا انکار کیا تو اس پر ان کی وہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی (ب) اور اگر اس نے اس کا اقرار کیا تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پائے گی اس لیے کہ اس نے اس کا اقرار کیا ہے (ج) اور اگر اس کفیل نے وہ مال ادا کر دیا اور اہل ذمہ میں سے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس (ذمی) کے حکم سے کفیل بنا تو وہ (مسلمان) اس (ذمی) سے وہ مال وصول کر سکے گا ۔	محیط
۴۸	(د) اگر کسی کافر شخص نے کسی مسلمان کو خرید و فروخت کا وکیل بنایا (تو آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ) میں اس وکیل پر صرف مسلمانوں کی گواہی ہی جائز قرار دوں گا (ب) اور اگر کسی مسلمان شخص نے کسی کافر	

حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی شهادة اهل الکفر شهادة اهل الکفر	حوالہ
۴۸/۲۳۰	علی الوکیل الشهود من اهل الکفر۔	کذا فی المحیط
۴۹	لو مات الکافر واوصی الی مسلم فادعی رجل علی المیت دینا واقام شهودا من اهل الکفر جازت شهادتهم استحسانا وان کان الوصی مسلما۔	کذا فی الظهیریة
۵۰	قال محمدؒ فی الجامع مسلم ادعی ان فلانا النصرانی مات واوصی الیه واقام شهودا من النصاری فان احضر غریما نصرانیا قبلت الشهادة علیه قیاسا واستحسانا وتتعدی الی غیره و اما اذا احضر غریما مسلما فالقیاس ان لا تقبل شهادتهم علیه وهو قول محمدؒ اولا وفی الاستحسان تقبل۔	هکذا فی الذخیرة
۵۱	وکذا لو اقام النصرانی بینة من النصاری ان فلانا مات وانه ابنه ووارثه لا یعلمون له وارثا غیره واحضر غریما للمیت کافرا تقبل شهادتهم قیاسا واستحسانا وان احضر غریما مسلما فالقیاس ان لا تقبل وفی الاستحسان تقبل۔	هکذا فی الذخیرة
۵۲	لو ان مسلما ادعی وکالة من النصرانی لکل حق له بالکوفة واحضر غریما مسلما واقام علیه شهودا نصرانیین لا تقبل وان احضر نصرانیا قبلت شهادتهم واذا قبل القاضی هذه الشهادة وقضی له بالوکالة کان ذلک قضاء علی جمیع الغرماء من المسلمین وغیرهم حتی لو احضر غریما مسلما بعد ذلک وهو یجحد وکالته لم یکلفه القاضی اقامة البینة علی الوکالة [2]۔	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۵۲/۲۳۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ۵۲/۲۳۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] حکم نمبر ۵۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	دسواں باب، اہل کفر کی گواہی کے احکام ، اہل کفر کی گواہی کے احکام کا بیان	دفعات وشق نمبر
محیط	کو اس (مذکورہ کام) کے لیے وکیل بنایا تو اس وکیل پر اہل کفر سے گواہوں کو جائز قرار دوں گا ۔	۳۰
ظہیریہ	اگر کوئی کافر مر گیا اور اس نے کسی مسلمان شخص کو وصی بنایا تو ایک آدمی نے اس میت پر قرض کا دعویٰ کیا اور اس نے اہل کفر میں سے گواہ قائم کئے تو اس صورت میں ان کی وہ گواہی از روئے استحسان جائز قرار پا سکے گی اگرچہ وہ وصی مسلمان ہے ۔	۴۹
ذخیرہ	(د) امام محمدؒ نے الجامع میں فرمایا کہ کسی مسلمان نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں نصرانی مر گیا اور اس نے اسے وصی بنایا ہے اور اس نے اس پر نصاریٰ میں سے گواہی قائم کی تو اگر اس نے کوئی نصرانی غریم (یعنی مقروض) حاضر کیا تو اس پر وہ گواہی از روئے قیاس واستحسان قبول ہو سکے گی اور وہ اس کے غیر کی طرف بھی متعدی ہو گی (ب) اور اگر اس نے کوئی مسلمان مقروض حاضر کیا تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ (ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ قبول ہو سکے گی [1]	۵۰
ذخیرہ	(د) اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نصرانی نے نصرانیوں میں سے یہ گواہی قائم کی کہ فلاں آدمی مر گیا اور وہ اس کا بیٹا اور اس کا وارث ہے اور وہ اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں جانتے اور اس نے میت کا کافر مقروض حاضر کیا تو ان کی وہ گواہی از روئے قیاس واستحسان قبول ہو سکے گی (ب) اور اگر اس نے کوئی مسلمان مقروض حاضر کیا تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ (ان کی) وہ گواہی قبول نہ ہو گی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ قبول ہو سکے گی ۔	۵۱
محیط	(د) اگر کسی مسلمان شخص نے کسی نصرانی کی طرف سے کوفہ میں اس کے ہر حق کے متعلق وکالت کا دعویٰ کیا اور اس نے ایک مسلمان مقروض کو حاضر کیا اور اس پر دو نصرانی گواہ قائم کیے تو (اس پر ان کی وہ گواہی) قبول نہ ہو گی (ب) اور اگر اس نے نصرانی (مقروض) حاضر کیا تو ان کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی ۔ اور جب قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی اور اس کے لیے وکالت کا حکم کر دیا تو اس کا یہ فیصلہ مسلمانوں اور غیر مسلموں سب مقروضوں پر (اس کی وکالت کا) ہو گا حتیٰ کہ اگر اس کے بعد اس نے کوئی مسلمان مقروض حاضر کیا اور وہ اس کی وکالت کا انکار کرتا ہے تو قاضی اس وکیل کو وکالت پر (از سر نو) گواہی قائم کرنے کا مکلف نہ کرے گا [2]	۵۲

[1] فتاویٰ ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۴۲/۵ کے غلاموں سے مخصوص تقریباً ۳۰ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۸/۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر الشهادة علی الشهادة — الشهادة علی الشهادة	حوالہ
	بسم الله الرحمن الرحيم	
	الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة	
	دفعات ۶۳۱، ۶۳۱ عنوان ۱ تعداد شق ۴۶	
۶۳۱	**الشهادة علی الشهادة** تعداد شق ۴۶	
۱	الشهادة علی الشهادة جائزة فی کل حق لا یسقط بشبهة وهذا[۱] استحسان فلا تقبل فیما یندرئ بالشبهات کالحدود والقصاص۔	كذا فی الهداية
۲	وفی شهادة الاصل لو شهد شاهدان علی شهادة شاهدین ان قاضی کذا ضرب فلانا حدا فی قذف فهو جائز وذکر فی دیات الاصل انه لا یجوز۔	كذا فی المحيط
۳	اما التعزیر ففی الاجناس من نوادر ابن رستم رح عن محمد رح یجوز فی التعزیر الشهادة علی الشهادة۔	كذا فی فتح القدير
۴	وکما تجوز فی درجة تجوز فی درجات حتی تجوز الشهادة علی شهادة الفروع ثم وثم صیانة لحقوقهم عن الاتواء	كذا فی الكافی
۵	لا تجوز علی شهادة رجل اقل من شهادة رجلین او رجل وامرأتین وکذا علی شهادة المرأة وهذا عندنا۔	كذا فی الخلاصة
۶	رجلان شهدا علی شهادة رجلین او علی شهادة قوم جاز عندنا۔	كذا فی فتاوی قاضیخان
۷	لو شهد احدهما علی شهادة نفسه وشهد آخران علی رجل آخر تقبل۔	كذا فی الخلاصة

[۱] گواہی پر گواہی کے جواز کے متعلق حکم ۱ تا ۸، ۷ ۱ تا ۴۶ / ۶۳۱، گواہی پر گواہی قرار پانے کے طریق کے متعلق ۹ تا ۱۲ / ۶۳۱ اور فرع گواہ کی ادائیگی کے متعلق ۱۳ تا ۱۶ / ۶۳۱ نیز حدود قصاص میں شبہ کے متعلق ۲، ۳ / ۴۶۳، ۲ / ۱۱۶۹ کے چوتھے حاشیہ کا پہلا حصہ اور حد قذف میں گواہی پر گواہی کے متعلق حکم نمبر ۲ / ۶۳۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام

دفعات ۶۳۱ تا ۶۳۱ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۴۶

۶۳۱ شہادت پر شہادت دینا

اور اس میں ۴۶ شقیں ہیں

۱ شہادت پر شہادت اس حق میں جائز قرار پاتی ہے جو شبہ سے ساقط نہیں ہوتا اور یہ حکم از روئے استحسان ہے پس شہادت پر شہادت شبہ سے دور ہونے والے امور مثلاً حدود اور قصاص میں قبول نہیں ہوتی [۱] — بدایہ

۲ شہادات الاصل میں ہے کہ اگر دو گواہوں نے دو گواہوں کی اس شہادت پر شہادت دی کہ فلاں (شہر کے) قاضی نے فلاں شخص کو حد قذف لگائی ہے تو یہ گواہی جائز قرار پا سکے گی اور دیات الاصل میں ہے کہ جائز نہ ہوگی [۲] — محیط

۳ اور تعزیر کے متعلق (حکم یہ ہے کہ) الاجناس میں بحوالہ نوادر ابن رستمؒ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ تعزیر میں گواہی پر گواہی جائز قرار پاتی ہے [۳] — فتح قدیر

۴ اور (شہادۃ علی الشہادۃ) جس طرح ایک درجہ میں جائز ہے کئی درجات میں بھی جائز قرار پاتی ہے حتیٰ کہ فروع کی گواہی پر گواہی جائز ہے اور پھر اور پھر (یعنی اصل گواہوں کی گواہی پر گواہی اور پھر ان فروع کی گواہی پر گواہی اور پھر اس طرح الخ) اور یہ ان کے حقوق کو تلف ہونے سے بچانے کے لیے ہے۔ — کافی

۵ (ا) کسی ایک مرد کی گواہی پر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے کم کی گواہی جائز نہیں ہوتی (ب) اور یہی حکم ایک عورت کی گواہی (پر گواہی) کے متعلق ہے اور یہ حکم ہمارے ہاں ہے [۴] — خلاصہ

۶ دو مردوں نے دو مردوں یا کئی لوگوں کی گواہی پر گواہی دی تو ہمارے ہاں جائز ہے۔ — قاضی خان

۷ اگر دو گواہوں میں سے ایک نے خود اپنی گواہی کے طور پر گواہی دی اور دوسرے دو مردوں نے ایک

---

[۱] حکم نمبر ۱/۶۳۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] تعزیر کے متعلق حکم نمبر ۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] حکم نمبر ۵ تا ۸/۶۳۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشهادة على الشهادة — الشهادة على الشهادة	حوالہ
۱۳۷		
۸	ولو شهدا على شهادة رجل واحد بما يشهد بنفسه ايضا لم تجز۔	كذا في محيط السرخسي
۹	(وصفة الاشهاد) ان يقول شاهد الاصل لشاهد الفرع اشهد ان لزيد على بكر كذا فاشهد انت على شهادتي بذلك او يقول اشهد على شهادتي انى اشهد ان فلان بن فلان اقر عندى بكذا او يقول اشهد انى سمعت فلانا يقر لفلان بكذا فاشهد انت على شهادتي بذلك ولا يقول اشهد على بذلك وكذا لا يقول فاشهدا بشهادتي ولا بد ان يشهد كما يشهد عند القاضي لينقل الى مجلس القضاء ولا يحتاج الاصل الى ان يقول اشهد ني فلان على نفسه۔	كذا في الكافي
۱۰	لو ان اصليين قالا لرجلين اشهدا انا سمعنا فلانا يقر على نفسه لفلان بالف درهم فاشهدا علينا بذلك فشهد الفرعان لا تقبل شهادتهما۔	كذا في فتاوى قاضيخان[1]
۱۱	وكذا لو قال الاصلان نشهد ان فلانا اقر ان لفلان عليه الف درهم فاشهدا انا نشهد بذلك او قالا فاشهدا عليه انا نشهد عليه بذلك او قالا فاشهدا علينا بما شهدنا او قالا لفلان	

[1] اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ (شہادت پر) گواہ کر لینے کی صورت یہ ہے کہ اصل گواہ یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں کے لیے فلاں پر (مثلاً) ایک ہزار درہم ہیں پس تو میری اس گواہی پر گواہ بن پس اصل گواہ (شہادت پر) گواہ کر لینے میں تین بار شہادت کا ذکر کرے گا اور (شہادت علی الشہادۃ میں) فرع گواہ سے اس (گواہی) کی ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ وہ (فرع گواہ) یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے میرے ہاں اس (امر) کے متعلق گواہی دی اور اس نے اپنی اس گواہی پر مجھے گواہ کیا اور میں اس کی اس گواہی پر گواہی دیتا ہوں پس فرع گواہ گواہی پر گواہی کی ادائیگی میں چھ بار شہادت کا ذکر کرے گا، اور کئی فقہاء رح کا قول ہے اور ان میں سے فقیہ ابو جعفرؒ ہیں کہ انہیں (یعنی گواہی پر گواہی میں انہیں شہادت کا ذکر) چار بار کرنا کفایت کر جاتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ فرع گواہ یوں کہے کہ مجھے فلاں شخص نے یہ امر کیا ہے کہ میں اس کی (اس) گواہی پر گواہ بنوں کہ فلاں کے لیے فلاں پر (مثلاً) ایک ہزار ہیں پس میں اس کی اس گواہی پر گواہی دیتا ہوں اور اگر فرع گواہ نے یوں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اس پر گواہ بنایا ہے کہ فلاں کے لیے فلاں پر اتنا (قرض) ہے تو (گواہی پر گواہی کی یہ صورت) امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب جائز نہ ہوگی اور (اس میں) امام ابو یوسف رح کا اختلاف ہے (مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضی خان علی حاشی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۸۶)

دفعات دستی نمبر	گیارہواں باب. شہادت پر شہادت دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۱	اور آدمی کی گواہی پر گواہی دی تو گواہی قبول کی جا سکے گی ۔	خلاصہ
۸	اگر دو گواہوں نے ایک آدمی کی اس گواہی پر گواہی دی جس کے متعلق وہ خود بھی گواہی دینا ہے تو (یہ گواہی) جائز نہیں ۔	مجیط سرخسی
۹	(د) (شہادت پر) گواہ کر لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل[1] گواہ فرع گواہ سے یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ (مثلاً) زید کے لیے بکر پر اتنا (قرض) ہے پس تو اس کے متعلق میری گواہی پر گواہ بن یا[2] وہ یوں کہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہ بن کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں شخص نے میرے ہاں اس امر کے متعلق اقرار کیا ہے یا وہ[3] یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے فلاں شخص سے سنا جو فلاں آدمی کے لیے اس امر کا اقرار کرتا تھا پس تو اس امر کے متعلق میری گواہی پر گواہ بن (ب) اور[4] وہ (یعنی اصل گواہ) یوں نہ کہے کہ تو مجھ پر اس کے متعلق گواہ بن اور اسی[5] طرح وہ یوں نہ کہے کہ تم دونوں میری گواہی کے گواہ بنو (ج) اور یہ ضروری ہے کہ وہ (یعنی اصل گواہ) یوں گواہی ادا کرے جیسا کہ قاضی کے ہاں گواہی دی جاتی ہے تاکہ وہ (یعنی فرع گواہ) مجلس قضا میں نقل کرے (د) اور اصل گواہ کو یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ فلاں شخص نے مجھے اپنے اوپر گواہ کیا ہے ؎	کافی
۱۰	اور اگر دو اصل گواہوں نے دو آدمیوں سے یوں کہا کہ تم دونوں گواہ بنو کہ ہم نے فلاں شخص سے سنا ہے کہ وہ اپنے ذمہ فلاں آدمی کے لیے ایک ہزار درہم قرض کا اقرار کرتا ہے تو تم دونوں اس کے متعلق ہم پر گواہ بنو پس ان دونوں فرع گواہوں نے گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی ۔	قاضی خان
۱۱	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر[1] دو اصل گواہوں نے یوں کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے اقرار کیا ہے کہ اس پر فلاں آدمی کے لیے ایک ہزار درہم قرض ہے پس تم دونوں گواہ بنو کہ ہم اس کے متعلق گواہی دیتے ہیں یا ان[2] دونوں (یعنی اصل گواہوں) نے یوں کہا کہ تم دونوں اس	

اور حاشیہ ہدایہ میں، گواہی پر گواہی کے متعلق، فرع گواہ کی گواہی کی ادائیگی کے الفاظ نسبتاً طویل یوں لکھے ہیں کہ فرع گواہ قاضی کے ہاں یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں (اصل گواہ) شخص نے میرے ہاں یہ گواہی دی کہ فلاں آدمی کے لیے فلاں پر اتنا مال (قرض) ہے اور اس نے اپنی اسی گواہی پر مجھے گواہ بنایا اور مجھے اس بارے میں حکم کیا کہ میں اس کی گواہی پر گواہی دوں اور میں اب اس کے متعلق اس کی گواہی پر گواہی دیتا ہوں اور اس کے متعلق نسبتاً مختصر الفاظ یوں لکھے ہیں کہ فرع گواہ قاضی کے ہاں یوں کہے کہ میں اس کے متعلق فلاں شخص کی گواہی پر (جس نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ بنایا ہے) گواہی دیتا ہوں لہٰذا مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۱۷۱ حکم نمبر ۹ تا ۱۵ ، ۲۶/۷۳۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشهادة علی الشهادة — الشهادة علی الشهادة	حوالہ
۱۱	علی فلان الف درهم فاشهد انا شهدنا علیہ او قال لا فاشهد علی ماشهدنا وکذا لو قال الاصل للفرع اشهد انی اشهد علی اقرار فلان بن فلان لفلان بن فلان بکذا درهم لا یصح الاشهاد فی هذه الوجوه۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	واذا اراد ان یشهد غیره علی شهادتہ ینبغی ان یحضر الطالب والمطلوب ویشیر الیهما واذا اراد ان یشهد عند غیبتهما ینبغی ان یذکر اسمهما ونسبهما الا انہ اذا کان المشهود علیہ غائبا فذکر الاسم والنسب یجوز للاشهاد ولا یکفی هٰذا القدر للقضاء۔	کذا فی المحیط
۱۳	ویقول شاهد الفرع عند الاداء اشهد ان فلانا اشهدنی علی شهادتہ ان فلانا اقر عندی بکذا وقال لی اشهد علی شهادتی بذلک لانہ لابد من شهادتہ وذکره شهادة الاصل و ذکره التحمیل ولها لفظ اطول من هذا واقصر منہ وخیر الامور اوسطها	کذا فی الهدایۃ
۱۴	وهو الاصح۔	کذا فی الزاهدی
۱۵	لو شهد الفروع ولم یقولوا نحن نشهد علی شهادتہ هذه لا تقبل شهادتهم۔	کذا فی خزانۃ الفتاوی
۱۶	وینبغی ان یذکر الفرع اسم الشاهد الاصل واسم ابیہ وجده حتی لو ترک ذٰلک فالقاضی لا یقبل شهادتهما۔	کذا فی الذخیرۃ
۱۷	لا تقبل شهادة شهود الفرع الا ان یموت شهود الاصل او یمرضوا مرضا لا یستطیعون حضور مجلس القاضی او یغیبوا مسیرة ثلاثۃ ایام ولیالیها فصاعدا۔ هٰذا ظاهر الروایۃ والفتوی علیہ۔	کذا فی الکافی هٰکذا فی التتارخانیۃ

لہ حکم نمبر ۱ / ۴۱۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دفتی نمبر	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت، دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۱	پر اس کے متعلق گواہ بنو کہ ہم اس پر اس کے متعلق گواہی دیتے ہیں یا ان دونوں نے یوں کہا کہ تم دونوں ہم پر اس کے متعلق گواہ بنو جس کے متعلق ہم نے گواہی دی یا ان دونوں نے یوں کہا کہ فلاں شخص کے لیے فلاں آدمی پر ایک ہزار درہم قرض ہے تو تم دونوں گواہ بنو کہ ہم نے اس پر گواہی دی ہے یا ان دونوں نے یوں کہا کہ تم دونوں اس پر گواہ بنو جو ہم نے گواہی دی اور اسی طرح اگر اصل گواہ نے فرع گواہ سے یوں کہا کہ تو گواہ بن کہ میں فلاں بن فلاں شخص کے فلاں بن فلاں آدمی کے لیے اتنے درہم (قرض) کے اقرار پر گواہی دیتا ہوں تو ان سبھی (۶) وجوہ میں (گواہی پر) گواہ کرنا درست نہیں قرار پاتا۔	قاضی خان
۱۲	جب کوئی شخص دوسرے آدمی کو اپنی گواہی پر گواہ کرنا چاہیئے تو اسے چاہیئے کہ وہ طالب اور مطلوب (یعنی مدعی اور مدعا علیہ) کو حاضر کر کے ان دونوں کی طرف اشارہ کرے اور اگر وہ ان دونوں کے غائب ہونے کی صورت میں (انہیں اپنی گواہی پر) گواہ کرنا چاہیئے تو چاہیے کہ وہ ان دونوں کا نام و نسب ذکر کرے لیکن اگر مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) غائب ہو اور اس نے اس کا نام و نسب ذکر کر دیا تو گواہ کر لینے کے لیے یہ جائز قرار پائے گا البتہ قاضی کے فیصلہ کے لیے اس قدر کفایت نہ کرے گا۔ ۱ے	محیط
۱۳	اور (گواہی پر گواہی میں) فرع گواہ، گواہی کی ادائیگی کے وقت یوں کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ بنایا ہے کہ فلاں آدمی نے میرے پاس اس کے متعلق اقرار کیا ہے اور اس نے مجھے کہا ہے کہ تو اس کے متعلق میری گواہی پر گواہ بن اس لیے کہ (گواہی پر گواہی میں) اس فرع گواہ کا گواہی دینا، اسکا اصل گواہ کی گواہی کا ذکر کرنا اور (اصل گواہ کی طرف سے) گواہی اٹھوانے کا ذکر کرنا ضروری ہے اور اس کے (یعنی فرع گواہ کی گواہی کے) لفظ اس (مذکورہ) سے طویل اور مختصر بھی ہیں اور امور میں سے اچھا امر درمیانہ ہے ۲ے	ہدایہ
۱۴	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	زاہدی
۱۵	اور (گواہی پر گواہی میں) اگر فرع گواہوں نے گواہی دی اور یہ نہ کہا کہ ہم اس کی اس گواہی پر گواہی دیتے ہیں تو ان کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	خزانۃ الفتاوی
۱۶	اور (گواہی پر گواہی میں) فرع گواہ کو اصل گواہ، اس کے باپ اور دادا کا نام ذکر کرنا چاہیئے حتی کہ اگر اس نے اسے ترک کیا تو قاضی ان دونوں کی وہ گواہی قبول نہ کرے گا۔	ذخیرہ
۱۷	(الف) (گواہی پر گواہی میں) فرع گواہوں کی گواہی تب ہی قبول ہوتی ہے جب کہ اصل گواہوں کی وفات ہو جائے یا وہ کسی بیماری میں ایسے بیمار پڑ جائیں کہ وہ قاضی کی مجلس میں حاضر نہ ہو سکتے ہوں یا وہ تین دن رات یا اس سے زائد کے سفر کے بقدر غائب ہوں۔ (ب) یہ (مذکورہ) حکم ظاہر روایت کا ہے اور فتوی اس پر ہے۔	کافی تتارخانیہ

۲ے حکم نمبر ۹/۳۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشهادة على الشهادة — الشهادة على الشهادة	حوالہ
۷۳۱	وعن ابی یوسف رحمہ اللہ انہ ان کان فی مکان لو غدا لاداء الشهادة لا يستطيع ان يبيت فی اهله صح الاشهاد وبه أخذ الفقيه ابو الليث رحمہ اللہ	كذا فی الزاهدی والهداية
	وكثير من مشائخنا اخذوا بهذه الرواية۔	كذا فی المحيط
	وعليه الفتوى	هكذا فی الفتاوی السراجية
۱۸	وفی نوادر هشام رحمہ اللہ سألت محمدا رحمہ اللہ عن رجل خرج وشيعه قوم وهو يريد مكة او سفرا آخر سماه ثم ودعه القوم وانصرفوا ثم شهد قوم على شهادته وادعى المشهود عليه انه حاضر فقد شهدت البينة على ما سمى ولم يزيدوا على ذلك هل تقبل الشهادة على الشهادة فی قول من لا تقبل الشهادة على حاضر قال بلى لان الغيبة تكون هكذا فان كان ودعهم وهو فی منزله ويروه حين خرج لا اقبل شهادتهم۔	كذا فی التتارخانية
۱۹	قال الصدر الشهيد حسام الدين رحمہ اللہ لا تجوز الشهادة على الشهادة من الامير والسلطان اذا كانا فی البلدة۔	كذا فی القنية
۲۰	وتجوز شهادة الابن على شهادة الاب دون قضائه فی رواية والصحيح الجواز فيهما۔	كذا فی فتح القدير
۲۱	ان كان الاصل محبوسا فی المصر فاشهد على شهادته هل يجوز للفرع ان يشهد على شهادته واذا شهد عند القاضی فالقاضی هل يعمل بشهادته لا ذكر لهذه المسئلة فی شیء من الكتب وقد اختلف مشائخ زماننا بعضهم قالوا ان كان محبوسا فی سجن هذا القاضی لا يجوز وان كان محبوسا فی سجن الوالی ولا يمكنه الاخراج من الحبس يجوز وقد قيل ينبغی ان لا يجوز۔	كذا فی الذخيرة

لہ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم لوگوں کے حقوق کے احیاء کے لیے ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۳ ص ۱۷۱ نیز حکم نمبر ۱/۷۳۱ مع حاشیہ ۲۶/۷۱۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ئہ فتاوی تاتارخانیہ سے ماخوذ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع امیریہ مصر ۱۳۱۰ھ میں اس حکم کی عربی عبارت یوں ہی ہے کہ "ویروہ حین خرج" یعنی اور انہوں نے اسے نکلتے وقت دیکھا، چنانچہ اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے مگر سید امیر علی رح نے اس عربی فقرہ کا ترجمہ یوں لکھا ہے کہ "اس کو

دفعات وضمنی نمبر	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷	(ج) اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ اگر وہ (یعنی اصل گواہ) ایسی جگہ ہو کہ اگر وہ گواہی ادا کرنے کے لیے صبح (قاضی کے ہاں) آئے تو وہ (واپس) اپنے اہل وعیال میں رات بسر نہ کر سکے تو (اسے) گواہ کر لینا صحیح ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے ؎ (د) اور ہمارے بہت سے مشائخ رح نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔ (ر) اور اس (مذکورہ) حکم پر (بھی) فتویٰ ہے۔	زاہدی، ہدایہ محیط سراجیہ
۱۸	(د) اور نوادر ہشام رح میں ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو (باہر سفر کو) نکلا اسے کئی لوگوں نے رخصت کیا اور اس کا ارادہ مکہ مکرمہ یا کسی اور جگہ کے) سفر کا تھا جس کا اس نے نام لیا پس لوگوں نے اسے الوداع کیا اور واپس لوٹے پھر ان لوگوں نے اس کی گواہی پر گواہی دی اور مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ حاضر ہے اور گواہوں نے مقررہ گواہی دے دی اور انہوں نے اس پر مزید کچھ نہ کہا تو (اس صورت میں) کیا اس کے قول میں جسکے ہاں حاضر شخص کی گواہی پر گواہی قبول نہیں ہوتی یہ (مذکورہ) گواہی پر گواہی قبول کی جا سکے گی تو آپ نے فرمایا کہ ہاں (قبول کی جا سکے گی) اس لیے کہ غائب ہوتا یوں ہی ہوتا ہے (ب) اور اگر (صورت یہ ہوئی تھی کہ) اس شخص نے لوگوں کو الوداع کیا اور وہ اپنے گھر میں ہی تھا اور انہوں نے اسے نکلتے وقت دیکھا تو (اس صورت میں) میں (گواہی پر) ان کی گواہی قبول نہ کروں گا۔	تاتارخانیہ
۱۹	الصدر الشہید حسام الدین رح کا قول ہے کہ حاکم (مجاز) یا سلطان کی طرف سے گواہی پر گواہی، جب کہ وہ دونوں شہر میں موجود ہوں، جائز قرار نہیں پاتی۔	قنیہ
۲۰	اور باپ کی (اصل) گواہی پر بیٹے کی گواہی جائز قرار پاتی ہے اور اس کے فیصلہ پر ایک روایت کے بموجب جائز قرار نہیں پاتی اور صحیح حکم یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں جواز ہے۔ ؎	فتح القدیر
۲۱	(د) اگر اصل گواہ شہر میں قید ہو پس اس نے اپنی گواہی پر گواہ کیا تو کیا فرع گواہ کے لیے یہ جائز ہوگا کہ وہ اس کی گواہی پر گواہی دے اور جب اس نے قاضی کے ہاں (مذکورہ) گواہی دی تو کیا قاضی اس کی گواہی کے بموجب عمل کرے؟ اس مسئلہ کے (جواب کے) متعلق کسی کتاب میں ذکر نہیں ہے اور ہمارے زمانہ کے مشائخ رح نے اس (کے جواب) میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اگر وہ قیدی اس قاضی کے قیدخانہ میں قید ہو تو (اس کی گواہی پر گواہی) جائز نہ ہوگی اور اگر وہ والی (یعنی گورنر) کے قیدخانہ میں قید ہو اور اسے اس قید سے نکالنا اس کے بس میں نہ ہو تو جائز ہوگی	

؎ نکلتے نہیں دیکھا،، ہو ص ۲۷۵۔ لہٰذا ممکن ہے کہ جو عربی نسخہ ان کے سامنے ہو اس میں یہ مذکورہ عربی عبارت "ولم یروہ حین خرج،، یعنی" اور انہوں نے اسے نکلتے وقت نہ دیکھا،، ہو اور نسخہ ہذا میں لفظ "ولم،، رہ گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

؎ حکم نمبر ۲/۱۴۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر الشهادة علی الشهادة — الشهادة علی الشهادة	حوالہ
۷۳۱		
۲۲	الاصل فی الشاهد اذا کان امرأة مخدرة یجوز اشهادها علی شهادتها والمرأة التی تخرج من بیتها لقضاء حاجتها ولاجل الحمام ونحوه تکون مخدرة بشرط ان لا تخالط الرجال۔	کذا فی القنیة
۲۳	ان کان الاصل معتکفا قال القاضی بدیع الدین رح لا یجوز سواء کان منذورا او غیر منذور۔	کذا فی التتارخانیة
۲۴	وفی الفتاوی الصغری الاشهاد علی شهادة نفسه یجوز وان لم یکن بالاصول عذر حتی لو حل بهم العذر من مرض او سفر او موت یشهد الفروع۔	کذا فی الخلاصة
۲۵	لو ان فروعا شهدوا علی شهادة الاصول ثم حضر الاصول قبل القضاء لا یقضی بشهادة الفروع۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	شاهد الاصل اشهد غیره علی شهادته ولم یتحملها وقال لا اقبل ینبغی ان لا یصیر شاهدا۔	کذا فی القنیة
۲۷	رجل اشهد رجلا علی شهادته ثم نهاه ان یشهد علی شهادته لا یصح نهیه فی قول ابی حنیفة رح وابی یوسف رح حتی لو شهد علی شهادته بعد النهی جازت شهادته۔[۵]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	وان انکر شهود الاصل الشهادة لم تقبل شهادة شهود الفرع۔	کذا فی الهدایة
۲۹	لو ان فرعین شهدا علی شهادة اصل فخرس المشهود علی شهادته او عمی او ارتد او فسق او ذهب عقله وصار بحال لا تجوز شهادته بطل الشهادة علی الشهادة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان والمبسوط وهکذا فی الخلاصة

۱؎ حکم نمبر ۱ تا ۱۷/۷۳۱ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱۰۸۸، ۱۰۸۹ مع حواشی اور ۱۵/۷۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ اعتکاف کے متعلق احکام حکم نمبر ۲۷۹ تا ۲۸۶ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ حکم نمبر ۱ تا ۱۷/۷۳۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۱۳/۷۳۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵؎ حکم نمبر ۲۷/۷۳۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات رشتی نمبر	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۱ھ	(ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ چاہیے کہ جائز نہ قرار پائے۔	ذخیرہ
۲۲	جب اصل گواہ پردہ دار عورت ہو تو اسے اپنی گواہی پر گواہ کر لینا جائز قرار پاتا ہے اور جو عورت قضاء حاجت، حمام اور اس کی مانند کام کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے وہ پردہ دار قرار پاتی ہے بشرطیکہ وہ (غیر) مردوں سے میل جول نہ کرتی ہو سلہ	قنیہ
۲۳	اگر اصل گواہ اعتکاف میں ہو تو (اس کی گواہی پر گواہی کے متعلق) قاضی بدیع الدین رح کا قول ہے کہ جائز نہیں قرار پاتی خواہ وہ اعتکاف منت مانا ہوا (یعنی واجب) ہو یا منت مانا ہوا نہ ہو سلہ	تاتارخانیہ
۲۴	الفتاوی الصغری میں ہے کہ اپنی گواہی پر گواہ کر لینا جائز قرار پاتا ہے اگرچہ اصل گواہوں کو (فی الحال) کوئی عذر نہ ہو حتی کہ اگر انہیں کوئی عذر مثلاً (اصل گواہی دینے میں مانع)، بیماری یا سفر یا موت آگئی تو فرع گواہ گواہی ادا کر سکیں گے سلہ	خلاصہ
۲۵	اگر (گواہی پر گواہی میں) فرع گواہوں نے اصل گواہوں کی گواہی پر گواہی ادا کر دی پھر اصل گواہ قاضی کے فیصلہ سے پہلے حاضر ہو گئے تو وہ قاضی فرع گواہوں کی گواہی کی بنا پر حکم نہ کرے گا۔	قاضی خان
۲۶	اصل گواہ نے دوسرے شخص کو اپنی گواہی پر گواہ کیا اور اس دوسرے نے اس کی اس گواہی کو نہ اٹھایا اور کہا کہ میں (یہ گواہی اٹھانا) قبول نہیں کرتا تو چاہیے کہ وہ گواہ قرار نہ پائے سلہ	قنیہ
۲۷	کسی شخص نے کسی آدمی کو اپنی گواہی پر گواہ کیا پھر اس نے اسے اپنی گواہی پر گواہی دینے سے منع کر دیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول میں اس کا یہ منع کرنا صحیح نہیں قرار پاتا حتی کہ اگر اس (فرع گواہ) نے اس (اصل گواہ) کی ممانعت کے بعد (اس اصل گواہ) کی گواہی پر گواہی دی تو جائز قرار پائے گی سلہ سلہ	قاضی خان
۲۸	اگر (گواہی پر گواہی میں) اصل گواہوں نے اس گواہی سے انکار کیا تو فرع گواہوں کی گواہی قبول نہ ہو گی۔ سلہ	ہدایہ
۲۹	اگر دو فرع گواہوں نے اصل گواہ کی گواہی پر گواہی دی تو (وہ شخص) جس کی گواہی پر گواہی دی گئی ہے وہ (یعنی اصل گواہ) گونگا ہو گیا یا اندھا یا مرتد یا فاسق ہو گیا یا اس کی عقل جاتی رہی یا وہ ایسی حالت میں ہو گیا کہ اس کی گواہی جائز نہیں قرار پاتی تو اس کی اس گواہی پر گواہ کرنا (یعنی فرع گواہ کا گواہی دینا) باطل قرار پائے گا سلہ	قاضی خان، مبسوط ۱، خلاصہ

سلہ حکم نمبر ۲۸، ۴۷ب / ۳۱ھ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۱، ۲۹، ۳۰ / ۱۷ھ ملاحظہ ہوں (مترجم)

سلہ فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۲۷ / ۳۱ھ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱ / ۱۸ھ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

سلہ حکم نمبر ۲۷، ۴۶ب / ۳۱ھ ملاحظہ ہوں (مترجم)

سلہ حکم نمبر ۲۹ تا ۲۷، ۴۵ / ۳۱ھ نیز حکم نمبر ۱۹ / ۷ھ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشہادۃ علی الشہادۃ — الشہادۃ علی الشہادۃ	حوالہ
۷۳۱ ۳۰	و اذا شهد الفرع على شهادة اصل فردت شهادته لفسق الاصل لا تقبل شهادة احدهما بعد ذلك۔	كذا فى فتاوى قاضيخان والمبسوط وهكذا فى الخلاصة
۳۱	اذا اشهد الرجل رجلا على شهادته ثم صار الاصل بحال لا تجوز شهادته ثم صار بحال تجوز شهادته بان فسق ثم تاب ثم ان الفرع شهد على شهادة الاصل جازت شهادته۔	كذا فى المحيط
۳۲	وان اشهد رجلين على شهادتهما والفرعان عدلان ثم صارا فاسقين ثم صارعدلين فشهدا او اشهدا على شهادتهما فهو جائز۔	كذا فى المحيط
۳۳	ان شهد الفرعان عند القاضى فرد القاضى شهادتهما للتهمة فى الاولين لا يقبلها بعد ذلك لا من الاولين ولا ممن شهد على شهادتهما۔	كذا فى الذخيرة
۳۴	وان كان رد شهادة الفرعين لتهمة فيهما فشهادة الاولين جائزة اذا كانا عدلين وكذلك ان اشهدا رجلين عدلين آخرين۔	كذا فى الذخيرة
۳۵	اذا شهد شاهدان على شهادة عبدين او مكاتبين او كافرين على مسلم فردها القاضى بذلك ثم عتق العبدان والمكاتبان و اسلم الكافران وشهدا بذلك او اشهدا هما او غيرهما على شهادتهما جاز۔	كذا فى المحيط
۳۶	ان كان الاصل فاسقا عند الاشهاد ثم تاب لم يشهد الفرع الا ان يعاد الاشهاد۔	كذا فى العتابية

ﻟﮧ حکم نمبر ۲۹/۷۳۱ ملاحظہ ہو اور معتبر توبہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶۱/۷۳۲، ۵۸/۴۷۶، ۶/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات دستی نمبر	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۲۱ ۳۰	جب فرع گواہ نے اصل گواہ کی گواہی پر گواہی دی تو اس کی گواہی اصل گواہ کے فسق کی وجہ سے رد ہوگئی تو اس کے بعد ان دونوں میں سے کسی کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی۔	قاضی خان، مبسوط، خلاصہ
۳۱	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو اپنی گواہی پر گواہ بنایا پھر اصل گواہ کی حالت ایسی ہوگئی کہ اس کی گواہی جائز نہیں قرار پاتی پھر اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ اس کی گواہی جائز قرار پاتی ہے مثلاً یہ کہ اس نے فسق کیا پھر اس نے توبہ کر لی پھر فرع گواہ نے اصل گواہ کی (اس) گواہی پر گواہی دی تو اس کی وہ گواہی جائز ہے [1]	محیط
۳۲	اگر دو (اصل) گواہوں نے اپنی گواہی پر دو آدمیوں کو گواہ کیا اور وہ دو فرع گواہ عادل ہیں پھر وہ دونوں (فرع گواہ) فاسق ہوگئے پھر وہ عادل ہوگئے پس انہوں نے وہ گواہی دی یا اپنی گواہی پر (دوسروں کو) گواہ کیا تو یہ جائز قرار پاتا ہے۔	محیط
۳۳	اگر (گواہی پر گواہی میں) دو فرع گواہوں نے قاضی کے ہاں گواہی دی تو قاضی نے ان دو پہلوں (یعنی اصل گواہوں) میں تہمت کی وجہ سے ان دونوں (فرع گواہوں) کی گواہی رد کر دی تو اس کے بعد قاضی اس گواہی کو نہ دو پہلوں سے (یعنی نہ ان اصل گواہوں سے) قبول کرے گا اور نہ ان (فرع) گواہوں سے جنہوں نے ان (اصل) گواہوں کی گواہی پر گواہی دی، وہ گواہی قبول کرے گا۔	ذخیرہ
۳۴	(د) اگر (گواہی پر گواہی میں) دو فرع گواہوں کی گواہی ان (فرع گواہوں میں) کسی تہمت کی وجہ سے رد کر دی گئی تو دو پہلوں (یعنی اصل گواہوں) کی گواہی جائز ہے جب کہ وہ عادل ہوں (ب) اور اسی طرح اگر انہوں نے (یعنی اصل گواہوں نے) دو اور عادل گواہوں کو گواہ کر لیا تو یہی حکم ہے (یعنی جائز ہے)۔	ذخیرہ
۳۵	جب (گواہی پر گواہی میں) کسی مسلمان پر دو غلاموں یا دو مکاتب غلاموں یا دو کافروں کی گواہی پر دو گواہوں نے گواہی دی اور قاضی نے اس (مذکورہ) وجہ سے اس گواہی کو رد کر دیا پھر وہ دو غلام اور وہ دو مکاتب آزاد کر دیے گئے اور وہ دو کافر اسلام لے آئے اور ان دونوں نے وہ گواہی ادا کی یا ان دونوں نے ان (سابقہ) دو گواہوں یا ان کے علاوہ دو آدمیوں کو اپنی گواہی پر گواہ کیا تو یہ جائز ہے۔	محیط
۳۶	اگر (گواہی پر گواہی میں) اصل گواہ اس وقت فاسق تھا جب اس نے (فرع گواہ کو) گواہ کیا پھر اس (اصل گواہ) نے توبہ کر لی تو وہ فرع گواہ گواہی نہ دے لیکن اگر وہ اصل گواہ (توبہ کرنے کے بعد فرع گواہ کو گواہ کرنے کا اعادہ کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر فرع گواہ وہ گواہی دے سکتا ہے)۔ [1]	عتابیہ

[1] معتبر توبہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۴۲۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشہادۃ علی الشہادۃ — الشہادۃ علی الشہادۃ	حوالہ
۳۷ / ۴۳۱	لوان شاھدی الاصل ارتدا ثم اسلما لم تجز شھادۃ الفرعین علی شھادتھما ولو شھد الاصلان بانفسھما بعد ما اسلما تقبل شھادتھما۔	کذا فی التتارخانیۃ
۳۸	اذا قال الفروع اشھدنا الاصول علی شھادتھم لفلان بن فلان علی فلان بن فلان بکذا الا انا لا نعرف فلان بن فلان المشھود علیہ بکذا فالقاضی یقبل الشھادۃ ویأمر المدعی ان یقیم بینۃ ان الذی احضرہ فلان بن فلان۔	کذا فی المحیط
۳۹	فرعان شھدا علی شھادۃ اصلین ان کان القاضی یعرف الاصول والفروع بالعدالۃ قضی بشھادتھم	کذا فی فتاوی قاضیخانؒ
۴۰	وان عرف الاصول بالعدالۃ ولم یعرف الفروع یسأل عن الفروع۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	وان عرف الفروع بالعدالۃ ولم یعرف الاصول ذکر الخصافؒ ان القاضی یسأل الفروع عن اصولھم ولا یقضی قبل السؤال فان عدلا الاصول تثبت عدالۃ الاصول بشھادتھما فی ظاھر الروایۃ وعن محمدؒ انہ لا تثبت عدالۃ الاصول بتعدیل الفروع والصحیح ظاھر الروایۃ وان قال الفرعان للقاضی لا نخبرک لا یقبل القاضی شھادتھما فان قال المدعی انا اتیک بمن یعد لھما علی قول محمدؒ لا یلتفت الیہ ولا یقضی بشھادتھما۔	کذا فی فتاوی قاضیخانؒ
	وان قال المدعی للقاضی سل عن الاصل فانہ عدل لا یقبل ذلک فی ظاھر الروایۃ۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۲	اذا قال الفرعان لا نعرف الاصل اعدل ام لا قال شمس الائمۃ الحلوانیؒ لا یرد القاضی شھادتھما ویسأل عن الاصول	

۱؎ حکم نمبر ۳۸ تا ۴۴ / ۴۳۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ عادل ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۵ / ۲۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام • شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	دفعات و ضمنی نمبر
تتارخانیہ	(د) اگر (گواہی پر گواہی میں) اصل دونوں گواہ مرتد ہو گئے پھر وہ اسلام لے آئے تو ان دونوں کی اس گواہی پر فرع گواہوں کی گواہی جائز نہ ہوگی (ب) اور اگر ان اصل دونوں گواہوں نے (مرتد ہونے اور پھر) اسلام لانے کے بعد خود گواہی دی تو ان دونوں کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی۔	۳۱) ۳۷
محیط	(گواہی پر گواہی میں) جب فرع گواہ نے یوں کہا کہ اصل گواہوں نے اپنی اس گواہی پر ہمیں گواہ کیا ہے کہ فلاں بن فلاں کے لیے فلاں بن فلاں پر اتنا مال قرض ہے لیکن جس فلاں بن فلاں پر اتنا مال قرض ہے اسے ہم نہیں پہچانتے تو قاضی وہ گواہی قبول کرے گا اور مدعی کو حکم کرے گا کہ وہ اس بارے میں گواہی قائم کرے کہ جس کو اس نے حاضر کیا ہے یہ وہی فلاں بن فلاں ہے[1]	۳۸
قاضی خان	(گواہی پر گواہی میں) دو فرع گواہوں نے دو اصل گواہوں کی گواہی پر گواہی دی تو قاضی اگر اصل گواہوں اور فرع گواہوں کی عدالت کا حال جانتا ہو تو وہ ان کی اس گواہی کے بموجب حکم کرے گا[2]	۳۹
قاضی خان	اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی اصل گواہوں کی عدالت کا حال جانتا ہو اور فرع گواہوں کا حال نہ جانتا ہو تو وہ فرع گواہوں (کی عدالت) کے متعلق دریافت کرے گا۔	۴۰
قاضی خان محیط سرخسی	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی فرع گواہوں کا عادل ہونا جانتا ہو اور اصل گواہوں کی عدالت کا حال نہیں جانتا تو اس (صورت) کے متعلق خصاف رح نے ذکر کیا ہے کہ قاضی فرع گواہوں سے ان کے اصل گواہوں، (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت کرے گا اور دریافت کیے بغیر حکم نہ کرے گا۔ پس اگر ان دونوں، (یعنی فرع گواہوں) نے اصل گواہوں کو عادل قرار دیا تو ظاہر روایت کے بموجب ان دونوں (یعنی فرع گواہوں) کی گواہی سے اصل گواہوں کی عدالت ثابت قرار پائے گی (ب) اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ اصل گواہوں کو فرع گواہ عادل قرار دیں تو اس سے اصل گواہوں کی عدالت ثابت نہ قرار پائے گی (ج) اور صحیح حکم ظاہر روایت کا ہے (د) اور اگر فرع گواہوں نے (قاضی کے دریافت کرنے کے وقت) یہ کہا کہ ہم تجھے (اصل گواہوں کی عدالت کے حال کے متعلق) آگاہ نہیں کرتے تو قاضی ان کی وہ گواہی قبول نہ کرے گا (ر) پھر اگر مدعی نے یہ کہا کہ میں ایسے لوگ لاتا ہوں جو اصل گواہوں کو عادل قرار دیں تو امام محمد رح کے قول کے بموجب قاضی اس پر التفات نہ کرے گا اور ان کی گواہی کی بنا پر حکم نہ کرے گا[3] (س) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مدعی نے قاضی سے یہ کہا کہ اصل گواہ کے متعلق حال دریافت کرے وہ عادل ہے تو ظاہر روایت کے بموجب قاضی اسے قبول نہ کرے گا۔	۴۱
	(د) جب (مذکورہ صورت میں) دو فرع گواہوں نے یوں کہا کہ ہم اصل گواہ (کی عدالت کے حال) کو نہیں جانتے کہ وہ عادل ہے یا نہ تو (اس صورت کے متعلق) شمس الائمہ الحلوانی رح کا قول یہ ہے کہ قاضی ان دونوں کی	۴۲

[3] اس کی تکمیل کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۲۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشہادۃ علی الشہادۃ — الشہادۃ علی الشہادۃ	حوالہ
۴۳۱	غیرھما و ھو الصحیح۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وھکذا روی عن ابی یوسف رح وھو الصحیح۔	کذا فی المحیط والذخیرۃ
۴۳	لو قال الفرع للقاضی انا اتھمہ فی الشہادۃ لا یقبل القاضی شہادۃ الفرع علی شہادتہ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	وان سکت الفروع عن تعدیلھم صح ویتعرف القاضی عدالۃ شہود الاصل ممن ھو من اھل التزکیۃ[1] وھذا عند ابی یوسف رح وعند محمد رح لا یقبل۔	ھکذا فی الکافی
۴۵	ذکر ھشام رح عن محمد رح فی عدل اشھد علی شہادتہ شاھدین ثم غاب غیبۃ منقطعۃ نحو عشرین سنۃ ولا یدری أھو علی عدالتہ ام لا فشھدا علی تلک الشہادۃ ولم یجد الحاکم من یسألہ عن حالہ ان کان الاصل مشہورا کابی حنیفۃ رح وسفیان الثوری رح قضی بشہادتہما لان عثرۃ المشہور یتحدث بہا وان کان غیر مشہور لا یقضی بہا۔	کذا فی فتح القدیر
۴۶	قال فی الجامع اذا شھد شاھدان علی شہادۃ شاھدین علی القتل خطأ[2] وقضی القاضی بالدیۃ علی العاقلۃ ثم جاء المشہود بقتلہ حیا فلا ضمان علی الفروع ولکن یرد الولی الدیۃ علی العاقلۃ ولو جاء الشاھدان الاصلان وانکرا الشہادۃ لم یصح اقرارھما فی حق الفرعین حتی لا یجب علیھما الضمان ولا ضمان علی الاصلین ایضا وان قال الاصول انا قد اشھدناھما بباطل ونحن نعلم یومئذ انا کنا کاذبین لم یضمنا شیئا فی قول	

[1] تزکیہ کا اہل ہونے کے متعلق حکم نمبر ۸ تا ۲۱ / ۴۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱۷ / ۴۳۱ اور اس کی نظیر کے متعلق ۵۲، ۵۹ / ۴۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] بحوالہ الذخیرہ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامریہ مصر ج ۳ ص ۵۲۷، مطبع الیمنیہ مصر ج ۳ ص ۵۹۹ اور مطبع مجیدی کانپور ہند

دفعات نمبر	گیارہواں باب، شہادت پرشہادت دینے کے احکام ، شہادت پرشہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۱	گواہی کورد نہ کرے گا اور اصل گواہوں (کی عدالت کے حال) کے متعلق ان کے علاوہ سے دریافت کرے گا اور یہی حکم صحیح ہے۔	قاضی خان
	(ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح امام ابو یوسف رح سے بھی یوں ہی مروی ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	محیط، ذخیرہ
۴۳	اگر (مذکورہ صورت میں) فرع گواہ نے قاضی سے یوں کہا کہ میں اصل گواہ کو اس گواہی میں متہم قرار دیتا ہوں تو قاضی اس (اصل گواہ) کی گواہی پر اس فرع کی گواہی قبول نہ کرے گا۔	قاضی خان
۴۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) فرع گواہ، اصل گواہوں کو عادل قرار دینے سے سکوت اختیار کر گئے تو صحیح ہے اور قاضی اصل گواہوں کی عدالت کا حال ان لوگوں سے دریافت کرے گا جو اہل تزکیہ ہیں (یعنی جو کسی کو عادل قرار دینے کے اہل ہیں) اور یہ حکم امام ابو یوسف رح کے ہاں ہے اور امام محمد رح کے ہاں (اس صورت میں قاضی) وہ گواہی قبول نہ کرے گا[1]	کافی
۴۵	ہشام رح نے امام محمدؒ سے ایک ایسے عادل شخص کے بارے میں روایت کیا ہے جس نے اپنی گواہی پر دو گواہ کیے پھر وہ بطور غیبت منقطعہ غائب ہو گیا (یعنی اس کے پائے جانے کی امید نہ رہی) (مثلاً وہ) بیس برس (تک غائب رہا) اور یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہ اور (اس کی) اس گواہی پر ان دو (فرع) گواہوں نے گواہی دی اور حاکم (مجاز) نے (بھی) کوئی ایسا شخص نہ پایا جس سے اس (کی عدالت) کے حال کے متعلق دریافت کرنے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اصل گواہ مشہور شخص ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ رح اور سفیان ثوری رح تو قاضی ان دو فرع گواہوں کی گواہی پر حکم کرے گا اس لیے کہ مشہور شخص کی لغزش بیان کر دی جاتی ہے اور اگر وہ غیر مشہور ہو تو قاضی اس گواہی پر حکم نہ کرے گا[2]۔	فتح قدیر
۴۶	(د) الجامع میں ہے کہ (گواہی پر گواہی کی صورت میں) قتل خطا کے دو گواہوں کی گواہی پر دو گواہوں نے گواہی دی یا قاضی نے عاقلہ (یعنی مددگار برادری) پر دیت کا حکم دیا تو جس شخص کے قتل کی گواہی دی گئی وہ زندہ آگیا تو (اس صورت میں) فرع گواہوں پر ضمان لازم نہ آئے گی لیکن (بیٹا مقتول کا) ولی شخص (وصول کردہ) دیت، عاقلہ کو واپس کرے گا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اصل گواہ آئے اور انہوں نے اس گواہی کا انکار کیا تو فرع گواہوں کے بارے میں ان کا وہ اقرار صحیح نہ قرار پائے گا حتی کہ ان دونوں (فرع گواہوں) پر ضمان لازم نہ ہو گی اور ان اصل گواہوں پر بھی ضمان لازم نہ ہو گی (ج) اور اگر ان اصل گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے ان دونوں فرع گواہوں کو ایک باطل امر کی گواہی پر گواہ کیا تھا اور	

ج ۳ ص ۲۳۵ میں یہ عبارت "دخطأ او قضی القاضی بالدیۃ" ہے (یعنی قتل خطا کے دو گواہوں کی گواہی پر دو گواہوں نے گواہی دی یا قاضی نے عاقلہ پر دیت کا حکم دیا) اس میں اگر "او" کی بجائے "و" ہوتی اور مفہوم یوں ہوتا کہ "دو گواہوں نے گواہی دی اور قاضی نے عاقلہ پر دیت کا حکم دیا" تو مفہوم واضح رہتا واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر، الشہادۃ علی الشہادۃ — الشہادۃ علی الشہادۃ	حوالہ
۱۳۱/۴۱	ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح وعند محمد رح العاقلۃ بالخیار اذا شاؤا ضمنوا الاصول وان شاؤا ضمنوا الولی فان ضمنوا الاصلین رجعا علی الولی وان ضمنوا الولی لم یرجع علی الاصلین۔ واللہ اعلم	کذا فی الذخیرۃ

له قتل خطا کے متعلق حکم نمبر ۹/۱۱۷ مع حواشی، عاقلہ کے متعلق ۱۱۸۸ اور دیت کے متعلق ۱۱۷۶، ۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۴۳۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب، شہادت پر شہادت دینے کے احکام ، شہادت پر شہادت دینے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۴۱/۱۲/۱۴۱	ہم اس دن ہی جانتے تھے کہ ہم جھوٹ کہہ رہے ہیں تو (اس صورت میں) امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب وہ کسی شئے کے ضامن نہ ہوں گے اور امام محمد رح کے ہاں (اس مبینہ قاتل کی) عاقلہ کو اختیار ہوگا کہ وہ اگر چاہیں تو اصل گواہوں سے ضمان لیں اور چاہیں تو (مبینہ مقتول کے) ولی شخص سے ضمان لیں پس اگر انہوں نے گواہوں سے ضمان لی تو وہ دونوں اصل گواہ، ولی سے (اس قدر مال) وصول کریں گے اور اگر انہوں نے ولی سے ضمان لی تو وہ ولی ان دونوں اصل گواہوں سے کوئی شئے وصول نہ کرے گا۔	ذخیرہ

واللہ اعلم

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل

دفعات ۴۳۲ تا ۴۳۶، عنوان ۱، تعداد شق ۴۷

۴۳۲ الجرح والتعدیل

تعداد شق ۴۷

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱	لا بد ان یسأل القاضی عن الشهود فی السر والعلانیة فی سائر الحقوق طعن الخصم ام لا عند ابی یوسف رح ومحمد رح وعند ابی حنیفة رح یقتصر علی ظاهر العدالة فی المسلم حتی یطعن المشهود علیه الا فی الحدود والقصاص فانه یسئل فی السر ویزکی فی العلانیة فیها بالاجماع طعن الخصم اولم یطعن والفتوی علی قولهما فی هذا الزمان.	هکذا فی الکافی
۲	فان لم یطعن الخصم فی الشهود بل عدلهم بان قال هم عدول صدقوا فیما شهدوا علی او قال هم عدول جائزة شهادتهم لی وعلی فالقاضی یقضی علیه بدعوی المدعی ولا یسأل عن الشهود لانه اقر بالحق.	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳	وان قال هم عدول ولم یزد او قال هم عدول الا انهم اخطئوا فی الشهادة فان کان المدعا علیه عدلا[۲] یصلح للتزکیة	

[۱] خفیہ اور اعلانیہ تزکیہ کے نصاب و شرائط کے متعلق حکم نمبر ۸ تا ۲۱ / ۴۳۲ اور تزکیہ کے طریق کے متعلق احکام ۲۲ / ۴۳۲ سے شروع ہوتے ہیں نیز حکم نمبر ۱۲ / ۴۲۱ کے پہلے حاشیہ میں در مختار ورد المختار کا حوالہ اور ۲ / ۴۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۲] فتاوی قاضی خان سے ماخوذ فتاوی عالمگیری عربی کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۲ ص ۵۲۶ اور مطبع المیمنیہ مصر ج ۲ ص ۵۹۹ میں یوں تھی "عدلا لا یصلح،، (یعنی اگر وہ مدعا علیہ عادل ہے تزکیہ کی صلاحیت نہیں رکھتا) مگر اس کے مفہوم میں الجھن تھی جو کتابت کی غلطی کی غمازتھی اور اس عبارت کے ماخذ فتاوی قاضی خان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۲ ص ۴۶۲ میں اور فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب، جرح وتعدیل کے احکام	جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بارھواں باب، جرح اور تعدیل کے احکام

دفعات ۴۳۲ تا ۴۳۲، عنوان ۱، تعداد شق ۶۷

۴۳۲ جرح اور تعدیل

اور اس میں ۶۷ شقیں ہیں

۱ یہ ضروری ہے کہ قاضی تمام حقوق میں گواہوں کے متعلق خفیہ اور اعلانیہ دریافت کرے خواہ مدعا علیہ نے انہیں طعن کیا ہو یا نہ یہ حکم امام ابو یوسف اور امام محمد رح کے ہاں ہے (ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں مسلمان شخص کے بارے میں قاضی ظاہر عدالت پر اکتفا کرے گا حتی کہ مدعا علیہ ان (گواہوں) میں طعن کرے (تو پھر خفیۃ بھی دریافت کرے گا)، لیکن حدود کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ اس لیے کہ حدود کی صورت میں قاضی بالاجماع خفیۃ (بھی) دریافت کرے اور ظاہر میں تزکیہ کرے خواہ مدعا علیہ نے طعن کیا ہو یا نہ (ج) اور ہمارے زمانہ میں ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے قول پر فتوی ہے [1] — کافی

۲ اگر گواہوں میں مدعا علیہ نے کوئی طعن نہ کیا بلکہ انہیں عادل قرار دیا مثلا یوں کہا کہ وہ گواہ عادل ہیں۔ جو کچھ انہوں نے مجھ پر گواہی دی انہوں نے سچ کہا یا کہا کہ وہ گواہ عادل ہیں ان کی گواہی میرے لیے اور مجھ پر جائز ہے تو (اس صورت میں) قاضی اس پر مدعی کے دعوی کے بموجب حکم کرے گا اور گواہوں (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت نہ کرے گا اس لیے کہ اس (مدعا علیہ) نے اقرار حق کر لیا ہے۔ — قاضی خان

۳ اگر (مذکورہ صورت میں) مدعا علیہ نے یوں کہا کہ وہ گواہ عادل ہیں اور اس پر مزید کچھ نہ کہا یا اس نے یوں کہا کہ وہ گواہ عادل ہیں لیکن انہوں نے گواہی میں خطا کی تو اس صورت میں (د) اگر مدعا علیہ عادل ہے تزکیہ کی صلاحیت...

---

[1] مطبع مجیدی کانپور عادل ج ۳ صفحہ ۲۳۰ میں مذکورہ عبارت یوں درج ہے "عدلا یصلح" یعنی وہ عادل ہے تزکیہ کی صلاحیت رکھتا ہے اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے یہی واضح ہے لہذا یہی درج ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

حوالہ	الجرح والتعدیل	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل	دفعات و شق نمبر
ھٰکذا فی فتاوی قاضیخان	ینظر إن لم یجحد دعوی المدعی عند الجواب بل سکت حتی شہد علیہ الشہود ثم قال ھم عدول قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ وابو یوسف رحمہ اللہ القاضی یقضی للمدعی بشہادتہم ولا یسئل عنہم سواء کان المدعا بہ حقا یثبت مع الشبہات او لا یثبت معہا وقال محمد رحمہ اللہ القاضی لا یقضی قبل السؤال بل یسأل عنہم وان جحد دعوی المدعی فلما شہد علیہ الشہود قال ھم عدول فی بعض الروایات جعل ھذا علی الخلاف الذی تقدم عندھما یقضی القاضی من غیر سوال وعند محمد رحمہ اللہ لا یقضی ما لم یسئل من غیرہ وذکر فی الجامع الصغیر ان فی ھذا الوجہ لا یصح تعدیل الخصم فی قول ابی یوسف رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ ویکون تعدیلہ بمنزلۃ العدم۔ وفی بعض الروایات عن محمد رحمہ اللہ فی ھذا الوجہ یقول القاضی للخصم ماذا تقول أصدقوا فی الشہادۃ ام کذبوا ان قال صدقوا فقد اقر بما ادعی المدعی وان قال کذبوا لا یقضی وان کان فاسقا او مستورا لا یصح تعدیلہ ولا یقضی القاضی ولا یجعل قول الخصم ھم عدول اقرارا علی نفسہ بالحق واذا لم یصح تعدیلہ اذا کان فاسقا او مستورا یسألہ القاضی اصدق الشہود ام کذبوا فان قال صدقوا کان ذلک اقرارا فیقضی القاضی باقرارہ وان قال کذبوا لا یقضی۔		۳/۲
کذا فی المحیط	اذا عدلہما قبل ان یشہد علیہ ثم شہدا علیہ فانکر المشہود علیہ ما شہدا بہ فالقاضی لا یکتفی بذلک التعدیل		۴
	رجل شہد علیہ شاہدان بحق فعدل احدھما فقال ھو عدل		۵

دفعات فقہی نمبر	بارہواں باب، جرح و تعدیل کے احکام — جرح و تعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۲،۳	رکھتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ (۱) اگر مدعا علیہ نے جواب دعوی کے وقت مدعی کے دعوی کا انکار نہیں کیا بلکہ چپ رہا حتی کہ گواہوں نے اس پر گواہی دی پھر اس نے کہا کہ گواہ عادل ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا قول یہ ہے کہ قاضی ان کی گواہی کے بموجب مدعی کے لیے حکم کرے گا اور ان گواہوں (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت نہ کرے گا خواہ مدعا بہ (یعنی وہ دعوی) ایسا حق ہو جو شبہ کے باوجود ثابت قرار پاتا ہے یا وہ شبہ پائے جانے کی صورت میں ثابت نہیں ہوتا اور امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ قاضی دریافت کرنے سے پہلے حکم نہ کرے گا بلکہ ان گواہوں (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت کرے گا (۲) اور اگر اس (مدعا علیہ) نے جواب دعوی کے وقت مدعی کے دعوی کا انکار کیا پھر جب گواہوں نے اس پر گواہی دی تو اس نے کہا کہ گواہ عادل ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض روایات میں اس صورت کا حکم بھی اس اختلاف پر ہے جو گذرا ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح) کے ہاں قاضی (ان گواہوں کی عدالت کا حال) دریافت کئے بغیر حکم کر دے گا اور امام محمد رح کے ہاں قاضی جب تک کسی اور سے دریافت نہ کرے حکم نہ کرے گا اور الجامع الصغیر میں مذکور ہے کہ اس صورت میں امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں مدعا علیہ کا عادل قرار دینا (یعنی اس کی طرف سے گواہوں کو عادل قرار دینا) صحیح نہیں قرار پاتا اور اس کا یہ عادل قرار دینا نہ ہونے کے برابر ہے (۳) اس صورت کے متعلق امام محمد رح سے بعض روایات میں مروی ہے کہ قاضی مدعا علیہ سے کہے گا کہ تو کیا کہتا ہے آیا گواہوں نے گواہی میں سچ کہا یا جھوٹ؟ تو اگر جواب میں اس نے یہ کہا کہ انہوں نے سچ کہا تو اس نے مدعی کے دعوی کا اقرار کیا اور اگر جواب میں اس نے یہ کہا کہ انہوں نے جھوٹ کہا تو (گواہوں کی عدالت کا حال دریافت کئے بغیر) قاضی حکم نہ کرے گا (ب) اور اگر مدعا علیہ (عادل صالح للتزکیہ نہ ہو) فاسق یا مستور الحال ہو تو اس کی طرف سے گواہوں کو عادل قرار دینا صحیح نہ قرار پائے گا اور قاضی مدعا علیہ کے اس کہنے کو کہ وہ گواہ عادل ہیں اس حق کے متعلق اس کا اپنے آپ پر اقرار، قرار نہ دے گا اور جب اس کے فاسق یا مستور الحال ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے (گواہوں کو) عادل قرار دینا صحیح نہ قرار پایا تو قاضی اس سے پوچھے گا کہ کیا گواہوں نے (گواہی میں) سچ کہا یا انہوں نے جھوٹ کہا پس اگر (جواب میں) اس نے یہ کہا کہ انہوں نے سچ کہا تو یہ اس کی طرف سے اقرار قرار پائے گا پس قاضی اس کے اقرار کی بنا پر حکم کرے گا اور اگر (جواب میں) اس نے یہ کہا کہ انہوں نے جھوٹ کہا تو قاضی (گواہوں کی عدالت کا حال دریافت کیے بغیر) حکم نہ کرے گا۔	قاضی خان
۴	اگر مدعا علیہ نے ان دونوں گواہوں کو اس پر گواہی دینے سے قبل عادل قرار دیا پھر انہوں نے اس پر گواہی دی تو جس بارے میں انہوں نے گواہی دی مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قاضی اس تعدیل پر (یعنی اس کی طرف سے ان گواہوں کو عادل قرار دینے پر) اکتفا نہ کرے گا (بلکہ ان گواہوں کی عدالت کا حال کسی اور سے دریافت کرے گا)	محیط
۵	ایک شخص پر دو گواہوں نے کس حق کے بارے میں گواہی دی تو اس (شخص) نے ان گواہوں میں سے ایک	

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل / الجرح والتعدیل	حوالہ
۴۳۲	الا انه غلط او وهم فان القاضی یسأل عن الشاهد الآخر فان عدل الشاهد الثانی قضی القاضی بشهادتهما لان قوله غلط او وهم لیس بجرح۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	ان شهدا علیه فقال بعد ما شهدا علیه الذی شهد به فلان علی حق او قال الذی شهد به فلان علی هو الحق الزمه القاضی ولم یسأل عن الآخر وان قال ذلک قبل ان یشهدا علیه بان قال الذی یشهد به فلان علی حق او قال الذی یشهد به فلان علی هو الحق فلما شهدا علیه قال للقاضی سل عنهما فانهما شهدا علی بباطل وما کنت اظنهما یشهدان علی بما شهدا به یلزمه ذلک ویسأل القاضی عنهما فان عدلا امضی شهادتهما وان لم یعدلا لا۔ کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف للصدر الشهید وهکذا فی فتاوی قاضیخان	
۷	وفی فتاوی ابی اللیث شاهدان شهدا عند القاضی والحاکم یعرف احدهما بالعدالة ولا یعرف الآخر فزکاه المعروف بالعدالة قال نصیر لا یقبل تعدیله وعن ابی سلمة روایتان وعن الفقیه ابی بکر البلخی فی ثلاثة شهدوا عند الحاکم وهو یعرف اثنین ولم یعرف الثالث فعدله الاثنان قال یجوز تعدیلهما ایاه فی شهادة اخری ولا یجوز فی هذه الشهادة وانه موافق لقول نصیر وبه یفتی۔	کذا فی المحیط
۸	الواحد یصلح ان یکون مزکیا ورسولا من القاضی الی المزکی ومترجما عن الشاهد عند ابی حنیفة وابی یوسف والاثنان افضل وهذا فی تزکیة السر واما فی تزکیة العلانیة فالعدد شرط بالاجماع۔	کذا فی الکافی

لہ حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۳۲	کی تعدیل کی اور کہا کہ وہ عادل ہے لیکن اس نے غلطی کی یا اسے وہم ہوا تو قاضی دوسرے گواہ (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت کرے گا پس اگر دوسرے گواہ کی تعدیل ہوگئی تو قاضی ان دونوں گواہوں کی گواہی کے بموجب حکم کرے گا اس لیے کہ اس (مدعا علیہ) کا یہ کہنا کہ اس نے غلطی کی یا اسے وہم ہوا یہ جرح نہیں ہے ۔	قاضی خان
۶	اگر ایک شخص پر دو گواہوں نے گواہی دی تو اس نے اس پر ان دونوں کی گواہی کے بعد کہا کہ (ان دونوں میں سے) جو گواہی (اس فلاں) نے مجھ پر دی ہے وہ حق ہے یا اس نے کہا کہ جو گواہی (اس) فلاں نے مجھ پر دی ہے۔ وہی حق ہے تو قاضی اسے (وہ دعوی) لازم کر دے گا اور دوسرے (گواہ کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت نہ کرے گا۔ اور اگر اس (مدعا علیہ) نے یہ بات اس پر ان دونوں کی گواہی سے پہلے کہی مثلاً اس نے یوں کہا کہ جو گواہی فلاں مجھ پر دے گا وہ حق ہے یا یوں کہا کہ جو گواہی فلاں گواہ مجھ پر دے گا وہی حق ہے تو جب ان دونوں نے اس پر گواہی دی تو اس (مدعا علیہ) نے قاضی سے کہا کہ ان دونوں (گواہوں کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت کر لو اس لیے کہ انہوں نے مجھ پر باطل گواہی دی ہے اور مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ مجھ پر ایسی گواہی دیں گے جو گواہی انہوں نے دی تو قاضی کو یہ امر لازم ہوگا اور وہ قاضی ان دونوں گواہوں (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت کرے گا پس اگر ان کی تعدیل ہوگئی تو ان دونوں گواہوں کی گواہی قبول کرے گا اور اگر ان کی تعدیل نہ ہوئی تو قبول نہ کرے گا ۔	شرح ادب القاضی، قاضی خان
۷	(د) فتاوی ابواللیث رح میں ہے کہ دو گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں گواہی دی اور وہ حاکم ان دونوں میں سے ایک کا عادل ہونا جانتا ہے اور وہ دوسرے کے متعلق نہیں جانتا تو اس (دوسرے) گواہ کا تزکیہ اس (گواہ) نے کیا جس کا عادل ہونا جانا ہوا ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) نصیر رح کا قول ہے کہ اس کا عادل قرار دینا قبول نہ ہوگا (ب) اور اس (صورت کے حکم کے متعلق) ابوسلمہ رح سے دو روایتیں ہیں (ج) اور فقیہ ابوبکر بلخی رح سے ایسے تین آدمیوں کے بارے میں روایت ہے جنہوں نے ایک حاکم کے ہاں گواہی دی اور وہ حاکم ان میں سے دو (کی عدالت) کو جانتا ہے اور تیسرے (کی عدالت) کو نہیں جانتا پس ان دو نے اس (تیسرے) کو عادل قرار دیا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کا اسے عادل قرار دینا کسی اور گواہی میں جائز قرار پا سکے گا اور اس گواہی میں جائز نہ ہوگا اور یہ حکم نصیر رح کے (مذکورہ) قول کے موافق ہے اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے ۔	محیط
۸	(د) ایک[۱] شخص تزکیہ کنندہ قرار پا سکتا ہے وہ[۲] قاضی کی طرف سے تعدیل کنندہ کی طرف قاصد قرار پا سکتا ہے اور[۳] گواہ کے قول کا مترجم ہو سکتا ہے یہ حکم امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں ہے اور (مذکورہ امر کے لیے) دو شخصوں کا ہونا افضل ہے اور یہ حکم خفیہ تزکیہ کے بارے میں ہے [۱] (ب) اور اعلانیہ تزکیہ میں (کم از کم دو کی) تعداد بالاجماع شرط ہے [۲]	کافی

[۲] اعلانیہ اور خفیہ تزکیہ کے طریق کار کے متعلق حکم نمبر ۲۲۰۲۱/۲۳۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
٧٣٢ ٩	اجمعوا على مايشترط فى الشاهد من العدالة والبلوغ والحرية والبصر يشترط ذلك فى المزكى فى تزكية العلانية۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٠	وتزكية السر تقبل من العبد والاعمى والصبى والمحدود فى القذف عند ابى حنيفةؒ وابى يوسفؒ۔	كذا فى محيط السرخسى
١١	والترجمان اذا كان اعمى فعن ابى حنيفةؒ لا يجوز وعن ابى يوسفؒ انه يجوز۔	كذا فى الخلاصة
١٢	المرأة الواحدة اذا كانت ثقة حرة جازت ترجمتها عند ابى حنيفةؒ وابى يوسفؒ كالرجل وهذا فى الاموال وما تجوز شهادتها فيه واما فيما لا تجوز شهادتها فيه فلا تجوز ترجمتها فيه۔	كذا فى المحيط
١٣	وتصح تزكية السر من الوالد والولد والفاسق فى قول ابى حنيفةؒ ابى يوسفؒ۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٤	وكذا كل من لا تقبل شهادته له۔	كذا فى الخلاصة
١٥	ويقبل تعديل المرأة لزوجها وغيره اذا كانت امرأة برزة تخالط الناس وتعاملهم	كذا فى محيط السرخسى
١٦	واجمعوا على ان اسلام المزكى شرط اذا كان المشهود عليه مسلما۔	كذا فى الخلاصة
١٧	واجمعوا على انه لا يشترط لفظة الشهادة فى تزكية العلانية	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٨	وينبغى للقاضى ان يختار للمسألة عن الشهود من كان عدلا صاحب خبرة بالناس وان لا يكون طماعا وينبغى ان يكون فقيها يعرف اسباب الجرح والتعديل وان يكون غنيا وان وجد عالما فقيرا وغنيا ثقة غير عالم او عالما ثقة لا يخالط الناس وثقة غير عالم يخالط الناس اختار العالم۔	هكذا فى المحيط

ك١ حکم نمبر ٣٢/٧٣٢ ص ملاحظہ ہو (مترجم)
ك٢ حکم نمبر ٧/٢٧٢ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
ك٣ حکم نمبر ٧١٦ ملاحظہ ہو (مترجم)
ك٤ حکم نمبر ٧٢١ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب، جرح و تعدیل کے احکام — جرح و تعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۷ ۹	اس پر اجماع ہے کہ اعلانیہ تزکیہ کے تزکیہ کنندہ میں وہ امور شرط ہیں جو امور گواہ میں عدالت، بلوغ، آزادی، بینائی کے شرط ہوتے ہیں ؎	قاضی خان
۱۰	خفیہ تزکیہ، غلام، اندھے، (سمجھدار) نابالغ سے اور حد قذف لگی ہوئے سے قبول کیا جا سکتا ہے یہ حکم امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں ہے ؎	محیط سرخسی
۱۱	(د) ترجمان اگر نابینا ہو تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں (اس کی ترجمانی) جائز نہیں ہوتی (ب) اور امام ابویوسف رح سے مروی ہے کہ جائز قرار پاتی ہے۔	خلاصہ
۱۲	(ترجمانی کے لیے) اگر ایک عورت ثقہ اور آزاد ہو تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں مرد کی طرح اس کی ترجمانی جائز ہے اور یہ حکم اموال کے بارے میں اور اس امر کے بارے میں ہے جس میں عورت کی گواہی جائز قرار پاتی ہے اور جس امر میں عورت کی گواہی جائز نہیں ہوتی اس میں اس کی ترجمانی بھی جائز نہیں ہوتی ؎	محیط
۱۳	خفیہ تزکیہ، والد اور ولد کی طرف سے اور فاسق کی طرف سے امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں صحیح قرار پاتا ہے۔	قاضی خان
۱۴	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (خفیہ تزکیہ کے لیے) ہر اس شخص کے لیے یہی حکم ہے جس کی گواہی اس کے حق میں قبول نہیں ہوتی (یعنی خفیہ تزکیہ کے لیے اس کی تعدیل صحیح قرار پاتی ہے) ؎	خلاصہ
۱۵	عورت کا اپنے خاوند کو اور اس کے علاوہ کو عادل قرار دینا قبول کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ عورت باہر نکلنے والی اور لوگوں سے میل جول رکھنے والی اور ان سے معاملات کرنے والی ہو۔ ؎	محیط سرخسی
۱۶	اس پر اجماع ہے کہ جب مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) مسلمان ہو تو گواہوں کے لیے تزکیہ کنندہ مسلمان ہونا شرط ہے۔	خلاصہ
۱۷	اس پر اجماع ہے کہ اعلانیہ تزکیہ میں گواہی کا لفظ شرط نہیں ہوتا۔	قاضی خان
۱۸	(د) اور قاضی کو چاہیئے کہ وہ گواہوں (کی عدالت کا حال دریافت کرنے) کے لیے ایسے شخص کو چنے جو لوگوں کے حالات سے باخبر ہو (ب) اور لالچی نہ ہو (ج) اور چاہیئے کہ وہ فقیہ (یعنی ماہر اسلام ہو) جرح اور تعدیل کے اسباب کو پہنچانتا ہو (د) اور یہ کہ وہ غنی ہو (۷) اور اگر قاضی نے ایسا عالم (دین) پایا جو فقیر ہے اور ایسا غنی پایا جو ثقہ ہے مگر غیر عالم (دین) ہے یا اس نے ایسا عالم (دین) پایا جو ثقہ ہے مگر لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ایسا ثقہ غیر عالم (دین) پایا جو لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے تو	

؎ حکم نمبر ۲۲/۲۳۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
۷۳۲		
۱۹	والاولی ان لا یکون المزکی مغفلا ولا یکون منزویا لا یخالط الناس.	هکذا فی المحیط
۲۰	قال فی کتاب الاقضیة وینبغی ان یکون المعدل فی العلانیة هوالمعدل فی السر وهذا قول اصحابنا[1].	کذا فی الذخیرة
۲۱	وصورة التزکیة العلانیة ان یجمع القاضی بین المعدل و الشاهد ویقول للمعدل اهذا الذی عدلته او یقول للمزکی بحضرة الشهود أهؤلاء عدول مقبولو الشهادة.	کذا فی الکفایة
۲۲	وصورة تزکیة السر ان یبعث القاضی رسولا الی المزکی اویکتب الیه کتابا فیه اسماء الشهود وانسابهم وحلاهم ومحالهم وسوقهم ان کان سوقیا حتی یتعرف المزکی فیسأل من جیرانهم واصدقائهم.	کذا فی النهایة
۲۳	وینفذ علی یدی امینه مختوما بختمه الی ذلك المزکی ولا یطلع احدا علی ما فی ید صاحبه حتی لا یعلم فیخدع.	کذا فی محیط السرخسی
۲۴	ثم القاضی ان شاء یجمع بین التزکیة العلانیة وبین التزکیة السر وان شاء اکتفی بتزکیة السر وفی زماننا ترکوا تزکیة العلانیة واکتفوا بتزکیة السر.	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	وقد کانت العلانیة وحدها فی الصدر الاول ووقع الاکتفاء بالسر فی زماننا تحرزا عن الفتنة ویروی عن محمد تزکیة العلانیة بلاء وفتنة.	کذا فی الهدایة
۲۶	وینبغی للمعدل ان یختار للسوال عن الشهود من کان موصوفا بالاوصاف التی شرطت فی المزکی.	کذا فی النهایة

[1] عدل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۷۱۵ مع حواشی، غنی قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۲۵۹ کا حاشیہ، نقیر قرار پانے کے متعلق ۱/۲۵۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] اور خفیہ تزکیہ کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۷۳۲ نیز حکم نمبر ۱۵/۷۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] اور اعلانیہ تزکیہ کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۷۳۲ نیز حکم نمبر ۱۵/۷۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۲	وہ (قاضی) عالم (دین) کو پہنچے [1]	محیط
۱۹	(د) اور ادنیٰ یہ ہے کہ تعدیل کرنے والا شخص مغفل (یعنی غفلت اور لاپرواہی کرنے والا) نہ ہو (ب) اور وہ ایسا گوشہ گزین نہ ہو جو لوگوں سے میل ملاپ نہیں رکھتا۔	محیط
۲۰	کتاب الاقضیہ میں ہے کہ چاہئے کہ جو شخص اعلانیہ تزکیہ کا تزکیہ کنندہ ہے وہی شخص خفیہ تزکیہ کا تزکیہ کنندہ ہو اور یہ ہمارے اصحابؒ کا قول ہے۔	ذخیرہ
۲۱	اعلانیہ تزکیہ کی صورت یہ ہے کہ قاضی تعدیل کرنے والے کو اور گواہ کو جمع کرے اور تعدیل کرنے والے سے یوں کہے کہ کیا یہی وہ شخص ہے جس کی تو نے تعدیل کی یا تزکیہ کرنے والے کو ان گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ کیا یہ لوگ عادل ہیں اور ایسے ہیں جن کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے [2]	کفایہ
۲۲	اور خفیہ تزکیہ کی صورت یہ ہے کہ قاضی تزکیہ کرنے والے کی طرف قاصد بھیجے یا اس کی طرف تحریر لکھے جس میں گواہوں کے نام، ان کی انساب، ان کا حلیہ، ان کا محلہ اور ان کا بازار اگر وہ بازاری ہو، ذکر کرے حتیٰ کہ تزکیہ کرنے والا (انہیں) پہچان سکے پھر ان کے پڑوسیوں اور ان کے دوستوں سے ان (کی عدالت) کا حال دریافت کرے [3]	نہایہ
۲۳	اور (مذکورہ صورت میں) وہ اسے (یعنی وہ قاضی اس تحریر کو) اپنی مہر سے مہر زدہ کر کے امین کے ہاتھ اس تزکیہ کنندہ کی طرف بھیجے اور وہ اس بارے میں کسی کو مطلع نہ کرے جو اس مہر زدہ تحریر والے کے ہاتھ میں ہے تاکہ (کسی اور کو) اس کا علم نہ ہو ورنہ (علم ہونے کی صورت میں وہ) دھوکہ دے سکے گا۔	محیط سرخسی
۲۴	(د) پھر قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اعلانیہ تزکیہ اور خفیہ تزکیہ دونوں کو جمع کرے یا چاہے تو صرف خفیہ تزکیہ پر اکتفا کرے (ب) اور ہمارے زمانہ میں اعلانیہ تزکیہ کو ترک کر دیا گیا ہے اور خفیہ تزکیہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں [4]	قاضی خان
۲۵	(د) اور (مسلمانوں کے) پہلے دور میں صرف اعلانیہ تزکیہ ہی ہوتا تھا اور ہمارے زمانہ میں فتنہ سے بچنے کے لیے خفیہ تزکیہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے (ب) اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ اعلانیہ تزکیہ بلا اور فتنہ ہے [5]	ہدایہ
۲۶	تزکیہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ گواہوں (کی عدالت) کا حال دریافت کرنے کے لیے ایسے شخص کو چنے جو ایسے اوصاف سے متصف ہو جو اوصاف تزکیہ کرنے والے میں شرط ہیں۔	نہایہ

[4] حکم نمبر ۴۰ د / ۷۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ (اس لیے کہ) گواہ اور مدعی جرح کرنے والے کو اذیت دیتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج۳ ص ۱۵۷ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
۴۳۲/۲۷	قال شمس الائمة الحلوانی رح انما یسئل عن جیرانه اذا لم تکن بینه وبینهم عداوة ظاهرة ولا یتحامل هو علیهم نحو ان لا یعطی الجبایة وما اشبهها وهو اختیار ابو علی النسفی رح ورواه عن محمد رح	کذا فی الذخیرة
۲۸	وان لم یجد فی جیرانه واهل سوقه من یصلح للتعدیل یسئل اهل محلته۔	کذا فی المحیط
۲۹	وان وجد کلهم غیر ثقات یعتمد فی ذلك علی تواتر الاخبار	کذا فی المحیط
۳۰	وکذلك اذا سئل جیرانه واهل محلته وهم غیر ثقات فاتفقوا علی تعدیله اوجرحه ووقع فی قلبه انهم صدقوا کان ذلك بمنزلة تواتر الاخبار۔	کذا فی المحیط
۳۱	اذا کان المعدل لا یعرف الشاهد فعدله شاهدان عدلان عنده وسعه ان یعدله۔	کذا فی فتاوی قاضیخان[1]
۳۲	فمن عرفه بالعدالة یکتب تحت اسمه فی کتاب القاضی الیه عدل جائز الشهادة۔	کذا فی النهایة
۳۳	ویکون تعدیلا وعلیه الاعتماد۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	وروی عن محمد رح انه قال ینبغی ان یکتب تحت اسمه فی کتاب القاضی الیه هو عندی عدل مرضی جائز الشهادة وبه أخذ علمائنا رحمهم الله تعالیٰ وقال بعضهم هذا اللفظ لا یکون تعدیلا لان قوله عندی لفظ موهم الا یری ان الشاهد اذا قال الحق عندی لهذا المدعی یکون باطلا۔	کذا فی الظهیریة
	والفقیه ابو اللیث رح زیف هذا القول وقال هذا عندی لیس بشیء لان العالم بالحقائق هو الله تعالیٰ وانما یخبر المکلف	

[1] حکم نمبر ۳۰/۴۳۲ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۳۹۷ کے دوسرے حاشیہ کے درج ہیں در مختار کا حوالہ اور حکم نمبر ۲۷/۳۹۷ کے حاشیہ میں رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	بارھواں باب، جرح و تعدیل کے احکام — جرح و تعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۲ ۲۷	شمس الائمۃ الحلوانی رح کا قول ہے کہ (تزکیہ کنندہ) اس گواہ کے پڑوسیوں سے اس (کی عدالت) کا حال تب دریافت کرے جب کہ اس گواہ میں اور ان پڑوسیوں میں عداوت ظاہرہ نہ ہو اور وہ گواہ ان پڑوسیوں کا بوجھ اٹھانے والا نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ (ان کی طرف سے) خراج اور اس کی مانند عطا نہ کرتا ہو۔ ابو علی نسفی رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور اسے امام محمد رح سے روایت کیا ہے۔	ذخیرہ
۲۸	اگر اس (تزکیہ کنندہ) نے اس (گواہ) کے پڑوسیوں اور اس کے بازار والوں سے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو اس (کی) تعدیل کی صلاحیت رکھتا ہو تو وہ اس کے محلہ والوں سے اس (کی عدالت) کا حال دریافت کرے۔	محیط
۲۹	اگر اس (تزکیہ کنندہ) نے ان سب کو غیر ثقہ پایا تو وہ اس میں تواتر اخبار پر اعتماد کرے۔ لہ	محیط
۳۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس (تزکیہ کنندہ) نے اس (گواہ) کے پڑوسیوں اور اس کے اہل محلہ سے دریافت کیا اور وہ سب غیر ثقہ ہیں اور انہوں نے اس (گواہ) کو عادل قرار دینے یا اس پر جرح کرنے پر اتفاق کیا اور اس (تزکیہ کنندہ) کے دل میں یہ واقع ہوا کہ انہوں نے سچ کہا تو یہ بھی بمنزلہ تواتر اخبار کے ہے۔	محیط
۳۱	جب تزکیہ کنندہ گواہ کو نہ پہچانے اور اس کے ہاں دو عادل گواہوں نے اس (گواہ) کی تعدیل کی تو اس تزکیہ کنندہ کو یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس (گواہ) کی تعدیل کر دے۔	قاضی خان
۳۲	پس اس (تزکیہ کنندہ) نے جس گواہ کا عادل ہونا معلوم کر لیا تو قاضی کی جو تحریر اس کی طرف ہے اس میں اس (گواہ) کے نام کے نیچے یہ لکھے کہ وہ گواہ عادل ہے اس کی گواہی جائز قرار پاتی ہے ۲ہ	نہایہ
۳۳	اور (مذکورہ صورت میں) اس (تزکیہ کنندہ) کا یوں کرنا اس گواہ کو عادل قرار دینا قرار پاتا ہے اور اسی حکم پر اعتماد ہے۔	قاضی خان
۳۴	(د) امام محمد رح سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس تزکیہ کنندہ کو چاہیئے کہ قاضی کی جو تحریر اس کی طرف ہے اس میں اس (گواہ) کے نام کے نیچے یوں لکھے کہ وہ میرے ہاں عادل اور پسندیدہ ہے اس کی گواہی جائز قرار پاتی ہے اور ہمارے علماء رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس لفظ (یعنی یہ کہ وہ میرے ہاں عادل ہے) سے اس گواہ کو عادل قرار دینا نہیں ہوتا اس لیے کہ اس کا یوں کہنا کہ عندی (یعنی میرے ہاں) وہم پیدا کرتا ہے کیا نہیں دیکھتا (یعنی کیا ایسا نہیں ہے) کہ جب گواہ یوں کہے حق میرے ہاں اس مدعی کے لیے ہے تو یہ گواہی باطل ہوتی ہے۔	ظہیریہ
	(ج) اور فقیہ ابو اللیث رح نے اس قول کو (یعنی یہ کہ میرے ہاں عادل ہے کہنے سے اس کے عادل نہ قرار پانے کے قول کو) بے کار قرار دیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میرے ہاں یہ قول صحیح ہے اس لیے کہ حقائق	

لہ حکم نمبر ۳۲ تا ۳۸ / ۳۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
۳۴	مما عنده ووقع اجتهاده۔	كذا فى المحيط
۳۵	ومن عرفه بالفسق لا يكتب شيئا احترازا عن الهتك اويقول الله يعلم الا اذا عدله غيره وخاف انه لولم يصرح بذلك يقضى القاضى بشهادته فحينئذ يصرح بذلك۔	كذا فى العناية
۳۶	ومن لم يعرفه بعدالة ولا فسق يكتب تحت اسمه مستور ثم يرد المستورة مع امين القاضى اليه فى السر كى لا يظهر فيخدع المزكى اويقصد بالاذى۔	كذا فى فتح القدير
۳۷	ينبغى ان يعدل قطعا ولا يقول انهم عدول عندى لان الثقات اخبرونى بعد التهم ولوقال لا اعلم منهم الاخيرا فالاصح انه تعديل ولوقال هم فيما علمنا هم عدول الاصح انه ليس بتعديل۔	كذا فى الخلاصة
	وفى ادب القاضى اذا قال المزكى هم عدول فهذا ليس بتعديل وكذلك اذا قال هم ثقات فالقاضى لا يكتفى به ولوقال انه مزكى يكتفى به وان قال لا اعلم منه الاخصلة من انواع الخير لا يكون هذا تعديلا	كذا فى المحيط
	وقيل يكتفى بقوله وهو عدل لان الحرية ثابتة بالدار وهو من اهلها فلا تلزم تلك الزيادة وهذا اصح۔ كذا فى فتح القدير	وهكذا فى الكافى
۳۸	وان قال هو عدل ان لم يكن يشرب الخمر فهذا ليس بتعديل۔	كذا فى الذخيرة
۳۹	ان عرف المزكى الشهود بالعدالة غير انه علم ان دعوى	

لہ حکم نمبر ۳۲، ۳۶ / ۴۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۴	کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مکلف شخص وہی خبر دیتا ہے جو اس کے ہاں ہے اور جو اس کے اجتہاد میں واقع شدہ ہے۔ لہ	محیط
۳۵	اور اس (تزکیہ کنندہ) نے جس (گواہ) کے متعلق اس کا فاسق ہونا معلوم کیا تو (اس کے نام کے نیچے) کچھ نہ لکھے تاکہ ہتک حرمت سے احتراز رہے یا وہ یوں کہدے کہ اللہ جانتے لیکن جب اس (تزکیہ کنندہ) کے غیر نے اس (گواہ) کی تعدیل کر دی اور اس کو خدشہ ہوا کہ اگر اس نے اس (گواہ کے فاسق معلوم ہونے) کی صراحت نہ کی تو قاضی اس (گواہ) کی گواہی کے بموجب حکم کر دے گا تو پھر وہ (تزکیہ کنندہ) اس (گواہ کے فاسق معلوم ہونے) کی صراحت کر دے۔	خانیہ
۳۶	اور (تزکیہ کنندہ کو) جس گواہ کے متعلق نہ اس کی عدالت کا حال معلوم ہوا اور نہ اس کے فسق کا، تو وہ اس کے نام کے نیچے یہ لکھے گا کہ مستور (یعنی ستر شدہ، غیر واضح) پھر اس خفیہ نامہ کو خفیہ طور پر قاضی کے امین کے ہاتھ اس کی طرف بھیج دے تاکہ ظاہر نہ ہو پس (ظاہر ہونے کی صورت میں) وہ تزکیہ کنندہ کو دھوکہ دے سکے گا یا (اسے) ایذا پہنچانے کا قصد کرے گا۔	فتح قدیر
۳۷	(د) اور اس کو (یعنی تزکیہ کنندہ کو) چاہئے کہ وہ قطعی تزکیہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میرے ہاں اس لیے عادل ہیں کہ ثقہ لوگوں نے مجھے ان کے عادل ہونے کی خبر دی ہے (ب) اور اگر اس (تزکیہ کنندہ) نے یہ کہا کہ میں ان کے متعلق سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا تو زیادہ صحیح حکم کے بموجب یوں کہنا انہیں عادل قرار دینا ہے (ج) اور اگر اس نے یوں کہا کہ وہ گواہ جس میں ہم نے انہیں جانا عادل ہیں تو زیادہ صحیح حکم کے بموجب (یوں کہنا) عادل قرار دینا نہیں ہے۔ (د) اور ادب القاضی میں ہے کہ جب تزکیہ کنندہ نے (صرف) یوں کہا کہ وہ گواہ عادل ہیں تو یہ تعدیل نہ قرار پائے گی (ر) اسی طرح اگر اس نے یوں کہا کہ وہ (گواہ) ثقہ ہیں تو (ان کے عادل قرار پانے کے لیے) قاضی اس پر اکتفا نہ کرے گا (س) اور اگر اس نے یوں کہا کہ وہ (گواہ) تزکیہ شدہ ہیں تو (قاضی) اس پر اکتفا کر سکے گا (ص) اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں اس سے الواقع خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا تو اس کا یوں کہنا (اسے) عادل قرار دینا نہ قرار پائے گا۔ (ط) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس (تزکیہ کنندہ) کا (گواہ کے متعلق صرف) یہ کہنا کہ وہ عادل ہے (اسے عادل قرار دینے کے لیے) کفایت کر جاتا ہے اسلئے کہ حریت (یعنی اس کا آزاد ہونا) دار (یعنی دار الاسلام میں ہونے) کی وجہ سے ثابت ہے اور وہ اس کے اہل سے ہے پس وہ اضافہ ضروری نہیں ہے اور یہ حکم زیادہ صحیح ہے۔ لہ	خلاصہ محیط فتح قدیر، کافی
۳۸	اگر اس (تزکیہ کنندہ) نے یہ کہا کہ وہ (گواہ) عادل ہے اگر وہ شراب نہ پیتا ہو تو (اس کا) یوں کہنا تعدیل قرار نہیں پاتی۔	ذخیرہ
۳۹	اگر تزکیہ کنندہ نے گواہوں کا عادل ہونا معلوم کر لیا لیکن اسے یہ معلوم ہوا کہ (اس) مدعی کا دعوی باطل ہے یا	

لہ حکم نمبر ۹، ۳۲، ۳۴، ۲۲۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الجرح والتعديل — الباب الثانی عشر فی الجرح والتعديل	دفعات و شق نمبر
هكذا فی المحيط	المدعی كان باطلا او ان الشهود اوهموا فی بعض الشهادة ينبغی ان يبين للقاضی ماصح عنده من عدالة الشهود وايها مهم فی بعض الشهادة او بطلان دعوى المدعی ثم القاضی يتفحص عما اخبر به المزكی غاية التفحص فان تبين له حقيقة ما اخبر به المزكی رد شهادة الشهود وان لم يتبين له قبل۔	۴۳۲
كذا فی فتاوی قاضيخان	رجل غريب شهد عند القاضی فان القاضی يقول له من معارفك فان سماهم وهم يصلحون للمسئلة منهم سأل منهم فی السر فان عدلوا سأل منهم فی العلانية فان عدلوه قبل تعديلهم اذا كان القاضی يريد ان يجمع بين تزكية السر والعلانية۔	۴۰
هكذا فی المحيط	وان لم يصلحوا توقف فيه وسال عن المعدل الذی فی بلدته ان كان فی ولاية هذا القاضی وان لم يكن كتب الی قاضی ولايته يتعرف عن حاله۔	
كذا فی محيط السرخسی	رجل شهد عند القاضی وهو على رأس خمسين فرسخا من بلد فيه القاضی فبعث امينا على جعل ليسئل المعدل عن الشاهد فالجعل على المدعی۔	۴۱
هكذا فی شرح ادب القاضی للخصاف للصدر الشهيد	ان كانت الشهود شهدوا على حد او قصاص سأل عنهم احياءهم ويبحث عن ذلك بحثا شافيا حتى يستقصی معرفة ذلك لانه اذا استقصى ربما ظهر شئ يوجب سقوط الحد عنه۔	۴۲
كذا فی محيط السرخسی	اذا اتاه كتاب التعديل واحتاط القاضی واراد ان يسئل عن غيره ايضا فينبغی ان يدفع اليه اسماء الشهود ولا يعلمه انه سأل عن حالهم من غيره فان اتى الثانی بمثل ما جاء به الاول فقد انفذ ذلك	۴۳

لہ حکم نمبر ۲۴/۴۳۲ نیز ۵۶، ۵۵/۴۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات حکم نمبر	بارھواں باب، جرح و تعدیل کے احکام — جرح و تعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۹	اسے یہ معلوم ہوا کہ گواہوں کو بعض گواہی میں وہم ہوا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان گواہوں کے عادل قرار پانے اور بعض گواہی میں انہیں وہم ہونے اور مدعی کے دعویٰ کے باطل ہونے کے متعلق جو اس کے ہاں صحیح ہے وہ قاضی کے لیے بیان کر دے پھر قاضی اس بارے میں جو تزکیہ کنندہ نے اسے خبر دی ہے اس کی پوری تفتیش کرے گا اور اگر تزکیہ کنندہ کی خبر کا حق قاضی کے ہاں واضح ہو گیا تو قاضی ان گواہوں کی اس گواہی کو رد کر دے گا اور اگر (قاضی کے ہاں اس خبر کا حق ہونا) واضح نہ ہوا تو (قاضی وہ گواہی) قبول کر سکے گا۔	محیط
۴۰	(د) کوئی شخص مسافر ہے اس نے قاضی کے ہاں گواہی دی تو قاضی اسے کہے گا کہ (یہاں) تیری جان پہچان کے لوگ کون ہیں تو اگر اس نے ان کا نام بتایا اور وہ لوگ (عدالت کا حال) دریافت کیے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو قاضی (اس گواہ کی عدالت کا حال) ان سے خفیہ دریافت کرے گا تو اگر انہوں نے اس کی تعدیل کی تو وہ (قاضی) ان سے اعلانیہ دریافت کرے گا پس اگر انہوں نے اس کی تعدیل کی تو (قاضی) ان کی وہ تعدیل قبول کرے گا (یہ اس صورت میں ہے کہ) جب قاضی خفیہ اور اعلانیہ تزکیہ کو جمع کرنا چاہتا ہو۔ [illegible]	قاضی خان
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ لوگ (عدالت کا حال دریافت کیے جانے کی) صلاحیت نہ رکھتے ہوں تو قاضی توقف کرے گا اور وہ (اس مسافر گواہ کے متعلق) اس تزکیہ کنندہ سے (اس کی عدالت کا حال) دریافت کرے گا جو اس (مسافر گواہ) کے شہر کا ہے بشرطیکہ وہ شہر اس قاضی کی حدود ولایت میں ہو اور اگر وہ شہر اس قاضی کی حدود ولایت میں نہ ہو تو یہ قاضی اس شہر کے قاضی کو لکھے گا جو اس (مسافر گواہ کی عدالت) کا حال دریافت کرے گا۔	محیط
۴۱	ایک شخص نے قاضی کے ہاں گواہی دی اور وہ قاضی کے شہر سے پچاس فرسخ (دور) کا رہنے والا ہے پس قاضی نے امین کو اجرت پر بھیجا تاکہ وہ تزکیہ کرنے والے سے گواہ (کی عدالت کے حال) کے متعلق دریافت کرے تو وہ اجرت مدعی کے ذمہ ہوگی	محیط سرخسی
۴۲	اور اگر گواہوں نے (حدود میں سے) کسی حد پر یا قصاص پر گواہی دی تو وہ قاضی اس (گواہ) کے دوستوں سے اس (کی عدالت) کا حال دریافت کرے گا اور اس بارے میں پوری تفتیش کرے گا حتیٰ کہ اس کے معلوم کرنے میں انتہائی کوشش کرے گا اس لیے کہ جب انتہائی کوشش کی جائے تو بعض اوقات ایسی شئے ظاہر ہوتی ہے جو اس سے حد ساقط ہونے کی موجب قرار پاتی ہے۔ [illegible]	شرح ادب القاضی
۴۳	جب اس (قاضی) کو (گواہوں کی) تعدیل کی تحریر مل گئی اور قاضی نے احتیاط کرتے ہوئے یہ چاہا کہ وہ اس کے علاوہ سے بھی (ان گواہوں کی عدالت کا حال) دریافت کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس (دوسرے تزکیہ کنندہ) کی طرف ان گواہوں کے نام لکھ بھیجے اور اسے یہ نہ بتائے کہ اس نے اس کے علاوہ سے (بھی) ان گواہوں (کی عدالت کے حال) کے بارے میں دریافت کیا ہے پس اگر دوسرے تزکیہ کنندہ کا جواب بھی ایسا ہی آیا جیسا کہ پہلے کا تھا تو	

[illegible] حکم نمبر ۷۶۲ ، ۷۶۴ اور حکم نمبر ۱۱۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل / الجرح والتعدیل	حوالہ
۴۳۲ / ۴۴	وان عدلهم احدهما وجرحهم الآخر قال ابو حنیفة[رح] وابو یوسف[رح] الجرح اولی کما لو عدلهم اثنان وجرحهم اثنان کان الجرح اولی فی قولهم وان جرحهم واحد وعدلهم اثنان تثبت العدالة فی قولهم وان جرحهم اثنان وعدلهم عشرة کان الجرح اولی.	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	واذا سأل القاضی عن الشهود وطعن فیهم لا ینبغی للقاضی ان یصرح للمدعی بان شهودک جرحوا بل یقول له زد فی شهودک او یقول له لم یحمد شهودک.	کذا فی المحیط
۴۶	فان قال المدعی انا اتیک بمن یعدلهم من اهل الثقة والامانة او قال للقاضی اسمی لک اقواما من اهل الثقة فاسئل عنهم بذلک فسمی له قوما یصلحون للمسئلة فان القاضی یسمع قوله فان جاء بقوم وعدلوا او سأل اولئک فعدلوا ینبغی للقاضی ان یسأل اولئک الذین طعنوا فیهم بم تطعنون فیهم لانهم یجوز ان یکونوا جرحوهم بشئ یکون جرحا عندهم ولا یکون ذلک جرحا عند القاضی وعند المعدلین فبعد ذلک المسئلة علی وجهین اما ان یبینوا کذلک او یبینوا بما یکون جرحا عند الکل ففی الوجه الاول لا یلتفت الی ذلک ویأخذ بقول الذین عدلوا وفی الوجه الثانی الجرح اولی.	
	کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف[رح] للصدر الشهید[رح] وهکذا فی فتاوی قاضیخان والظهیریة والواقعات والمحیط نقلا عن العیون	
۴۷	وکذا لو عدل المزکی الشهود وطعن المشهود علیه وقال للقاضی	

لہ حکم نمبر ۴۸/۴۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۲	قاضی اس (گواہی) کو نافذ کرے گا۔	محیط سرخسی
۳۴	(د) اور (مذکورہ صورت میں) اگر ان دونوں تزکیہ کنندگان سے ایک نے ان گواہوں کی تعدیل کی اور دوسرے نے ان پر جرح کی تو اس کے حکم کے متعلق امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کا قول یہ ہے کہ جرح مقدم ہے جیسا کہ اگر ان گواہوں کے متعلق دو شخصوں نے تعدیل کی اور دو نے ان پر جرح کی تو سب کے قول میں جرح مقدم ہے (ب) اور اگر ان گواہوں کے متعلق ایک نے جرح کی اور دو نے ان کی تعدیل کی تو سب کے قول میں ان (گواہوں) کی عدالت ثابت ہو گی (ج) اور اگر ان گواہوں کے متعلق دو نے جرح کی اور دس نے ان کی تعدیل کی تو جرح مقدم ہے۔	قاضی خان
۵۴	جب قاضی نے گواہوں کے متعلق (ان کی عدالت کا حال) دریافت کیا اور ان میں طعن کیا گیا تو قاضی کو مدعی کے لیے اس کی تصریح یوں نہیں کرنی چاہیے کہ تیرے گواہوں پر جرح کی گئی ہے بلکہ قاضی اس سے یوں کہے کہ تو اپنے گواہوں (کی عدالت) کے بارے میں اضافہ کر یا یوں کہے کہ تیرے گواہوں کی مدح (یعنی تعریف) نہیں کی گئی[1]	محیط
۶۴	اگر (مذکورہ صورت میں) اس مدعی نے (اس قاضی سے) یوں کہا کہ میں تیرے پاس ثقہ اور امانت دار لوگوں میں سے ایسے لوگ لاتا ہوں جو ان گواہوں کی تعدیل کریں گے یا اس نے قاضی سے یہ کہا کہ میں تجھے ثقہ لوگوں میں سے ایسے بتاتا ہوں تو ان سے ان (گواہوں کی عدالت) کے بارے میں دریافت کر لے پس مدعی نے قاضی کو ایسے لوگوں کے نام بتائے جو (گواہوں کی عدالت کا حال) دریافت کیے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو قاضی مدعی کی اس بات کی سماعت کرے گا پس اگر وہ مدعی ایسے لوگ لے آیا اور انہوں نے (ان گواہوں کی) تعدیل کی یا قاضی نے ان لوگوں سے (ان گواہوں کی عدالت کا حال) دریافت کیا تو انہوں نے تعدیل کی تو قاضی کو چاہیے کہ ان گواہوں میں طعن کرنے والے ان لوگوں سے دریافت کرے کہ تم کس بنا پر ان گواہوں میں طعن کرتے ہو اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ان گواہوں میں کسی ایسے امر کی بنا پر جرح کی ہو جو ان کے ہاں جرح قرار پاتی ہو اور قاضی کے ہاں اور ان تعدیل کرنے والوں کے ہاں وہ جرح نہ ہو پس اس کے بعد یہ مسئلہ دو صورت پر ہے یا تو ان طعن کرتے والوں نے ایسا ہی بیان کیا (یعنی انہوں نے ایسی جرح بیان کی جو ان کے ہاں جرح ہے قاضی اور تعدیل کرنے والوں کے ہاں جرح نہیں ہے) یا ان طعن کرنے والوں نے ایسا امر بیان کیا جو ان سبکے ہاں جرح ہے۔ پس پہلی صورت میں قاضی اس طرف (یعنی ان گواہوں میں طعن کرنے والوں کے طعن کی طرف) التفات نہ کرے گا اور تعدیل کرنے والوں کا قول اختیار کرے گا اور دوسری صورت میں (یعنی جب ان طعن کرنے والوں نے ایسا امر بیان کیا جو سب کے ہاں جرح ہے) تو جرح مقدم ہے[2]	شرح ادب القاضی، قاضی خان، ظہیریہ، الواقعات، محیط
۷۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر تزکیہ کنندہ نے گواہوں کی تعدیل کی اور مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) نے ان میں	

[2] حکم نمبر ۷۴/۷۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
۴۳۲	سئل عنهم فلانا وفلانا وسمی قوما یصلحون للمسئلة عن الشهود فان القاضی یسئل عنهم فان جرحوا او بینوا جرحا صالحا کان الجرح اولی۔	کذا فی فتاوی قاضیخان وهکذا فی المحیط ناقلا عن العیون
۴۸	وفی نوادر ابن سماعةؒ قلت لمحمدؒ أیأمر القاضی المشهود له ان یاتی بمن یعدل شهوده قال لا۔	کذا فی الذخیرة
۴۹	لو ثبت عدالة الشهود عند القاضی وقضی بشهادتهم ثم شهدوا عند القاضی فی حادثة اخری اذا کان العهد قریبا لا یشتغل بتعدیلهم وان کان بعیدا یشتغل به۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۰	واختلفوا فی الحد الفاصل بینهما والصحیح فیه قولان احدهما انه مقدر بستة اشهر والثانی انه موفض الی رأی القاضی۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۱	والصحیح انه یفوض ذلک الی رأی القاضی۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۲	والشاهدان لو عدلا بعدما ماتا فالقاضی یقضی بشهادتهما وکذا لو غابا ثم عدلا۔	کذا فی خزانة المفتین
۵۳	ولو خرسا او عمیا ثم عدلا لا یقضی بشهادتهما۔	کذا فی خزانة المفتین
۵۴	لو ان رجلا عدلا مشهورا بالرضا غاب ثم حضر وشهد وسئل المعدل عنه فان کانت الغیبة قریبة کان للمعدل ان یعدله وان کانت منقطعة مسیرة ستة اشهر او نحوه فان کان الرجل مشهورا بالرضا کابی حنیفةؒ وابن ابی لیلیؒ فله ان یعدله وان لم یکن مشهورا فالمعدل لا یعدله۔	کذا فی المحیط

ل حکم نمبر ۴۶/۴۳۲ ملاحظہ ہو اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ حکم نمبر ۴۵/۴۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

٣ حکم نمبر ۵۱، ۵۰/۴۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

٤ حکم نمبر ۴۹، ۵۰/۴۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۳۲/۴۷	طعن کیا اور اس نے قاضی سے کہا کہ ان (کی عدالت) کا حال فلاں اور فلاں سے دریافت کرو اور اس نے کچھ ایسے لوگوں کا نام لیا جو گواہوں (کی عدالت) کے متعلق دریافت کیئے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو قاضی ان لوگوں سے دریافت کرے گا پس اگر انہوں نے جرح کی یا انہوں نے جرح صالح کو بیان کیا تو جرح مقدم ہے[1]	قاضیخان، المحیط
۴۸	اور نوادر ابن سماعہ رح میں ہے کہ امام محمد رح سے دریافت کیا گیا کہ کیا قاضی، مشہود لہ (یعنی مدعی) کو حکم کرے گا کہ وہ ایسے شخص کو لائے جو اس کے گواہوں کی تعدیل کرے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں[2]	ذخیرہ
۴۹	اگر قاضی کے ہاں گواہوں کی عدالت ثابت ہوگئی اور اس نے ان کی گواہی کے بموجب حکم کر دیا پھر ان گواہوں نے اس قاضی کے ہاں ایک اور مقدمہ میں گواہی دی تو اگر (سابقہ مقدمہ کا) عرصہ قریب کا ہے تو وہ قاضی ان گواہوں کی تعدیل میں مشغول نہ ہوا اور اگر عرصہ بعید کا ہے تو ان کی تعدیل میں مشغول ہو[3]	محیط سرخسی
۵۰	اور (مشائخ نے مذکورہ صورت میں) ان دونوں (یعنی ان دونوں مقدموں میں قریب اور بعید عرصہ) کے مابین حد فاصل کے متعلق اختلاف کیا ہے اور اس میں دو قول صحیح ہیں ایک یہ کہ وہ عرصہ چھ ماہ ہے اور دوسرے یہ کہ اس حد فاصل کا مدار قاضی کی رائے پر ہے[4]	محیط سرخسی
۵۱	اور (مذکورہ صورت میں) صحیح حکم یہ ہے کہ وہ (حد فاصل) قاضی کی رائے پر ہے[5]	قاضی خان
۵۲	(د) اگر (دو گواہوں نے گواہی دی اور ان کی وفات ہو گئی اور ان) دو گواہوں کی تعدیل ان کی وفات کے بعد ہوئی تو قاضی ان کی گواہی کے بموجب حکم کرے گا (ب) اسی طرح اگر وہ دونوں (یعنی وہ دو گواہ گواہی دینے کے بعد) غائب ہو گئے پھر ان کی تعدیل ہو گئی تو یہی حکم ہے (یعنی قاضی ان کی گواہی کے بموجب حکم کرے گا)	خزانۃ المفتین
۵۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں دو گواہ گواہی دینے کے بعد) وہ دونوں گونگے ہو گئے یا نابینا ہو گئے پھر ان کی تعدیل ہو گئی تو قاضی ان کی اس گواہی کے بموجب حکم نہ کرے گا۔	خزانۃ المفتین
۵۴	اگر کوئی شخص جو عادل ہو مشہور پسندیدہ ہو غائب ہو گیا پھر وہ حاضر ہوا اور گواہی دی اور تزکیہ کنندہ سے اس (کی عدالت کا حال) دریافت کیا گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس کے غائب ہونے کا عرصہ قریب کا ہو تو تزکیہ کنندہ کو اس کی تعدیل کر دینے کی گنجائش ہے اور اگر اس کا غائب ہونا غیبت منقطعہ ہو (یعنی زیادہ اور بعید عرصہ کی مسافت یعنی سفر ہو مثلاً) وہ چھ ماہ یا اس کی مانند غائب رہا تو اگر اس شخص کا پسندیدہ ہونا مشہور ہو جیسا کہ امام ابوحنیفہ رح اور ابن ابی لیلیٰ تو تزکیہ کنندہ کو اس کی تعدیل کر دینی چاہیے اور اگر وہ شخص عدالت میں مشہور نہ ہو تو تزکیہ کنندہ (از سر نو تحقیق کے بغیر) اس کی تعدیل نہ کرے گا[6]	محیط

[5] حکم نمبر ۴۹، ۵۰ / ۲۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۴۵/۲۳۱ نیز ۵۹/۲۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
۴۳۲ ۵۵	رجل نزل بین ظهرانی قوم لا یعرفونه قبل ذلك فاقام بین اظهرهم ولم یظهر لهم منه الا الصلاح والاستقامة قال محمد رح لا اوقت فیه وقتا وهو علی ما یقع فی قلوبهم وعلیه الفتوی۔	کذا فی فتاوی قاضیخان[1]
۵۶	لو ان صبیا بلغ وشهد شهادة فحکمه حکم الغریب الذی نزل بین ظهرانی قوم وهو المشهور۔	کذا فی الذخیرة
۵۷	ولو ان نصرانیا اسلم ثم شهد فان کان القاضی عرفه عدلا فی النصرانیة یقبل شهادته ولا یتأنی وان لم یعرفه بالعدالة یسئل ممن عرفه بالعدالة فی النصرانیة ویسعه ان یعدله من غیر تأن۔	کذا فی الذخیرة
۵۸	فی کتاب الاقضیة عن محمد رح فی نصرانیین شهدا علی نصرانی وعدلا فی النصرانیة ثم اسلم المشهود علیه ثم اسلم الشاهدان فالقاضی لا یقضی بتلك الشهادة فان اعادا شهادتهما بعد الاسلام فالقاضی یسأل المعدل المسلم عن حالهما ولو کان التعدیل السابق من المسلمین قضی القاضی بشهادتهما لان ذلك التعدیل وقع معتبرا۔	کذا فی المحیط
۵۹	لو عرف فسق الشاهد فغاب غیبة منقطعة بسنة او اکثر ثم قدم ولا یدری منه الا الصلاح لا ینبغی للمعدل ان یجرحه۔ ولا ینبغی ان یعدله ایضا حتی یتبین عدالته۔	کذا فی الخلاصة کذا فی الذخیرة
۶۰	وکذلك الذمی لو اسلم وعرف منه ما هو جرح قبل الاسلام لا ینبغی للمعدل ان یجرحه ولا یعدله حتی تظهر عدالته۔	کذا فی الذخیرة

[1] حکم نمبر ۵۶/۴۳۲ نیز ۶۰/۴۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۵۵/۴۳۲ نیز ۵۹/۴۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشقی نمبر	بارہواں باب ، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۲ ۵۵	کسی شخص نے ایسے لوگوں میں آکر رہائش اختیار کی جو اسے اس سے پہلے نہیں جانتے پس وہ ان میں قیام پذیر رہا، اور ان لوگوں کے ہاں اس سے سوائے خوبی اور سیدھا پن کے کچھ ظاہر نہ ہوا تو اس (کی عدالت) کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ میں اس (کی تعدیل) کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کروں گا اور وہ (عادل ہونے کی حیثیت سے) اس حالت پر ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں واقع ہو اور اس پر فتوی ہے [1]	قاضی خان
۵۶	اگر کوئی نابالغ لڑکا بالغ ہوا اور اس نے گواہی دی تو اس (کی عدالت) کے متعلق وہی حکم ہے جو اس مسافر (کی عدالت) کے متعلق ہے جس نے کچھ لوگوں میں آکر رہائش اختیار کی اور یہی مشہور ہے [2]	ذخیرہ
۵۷	(ا) اگر کوئی نصرانی شخص اسلام لے آیا پھر اس نے گواہی دی تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر قاضی اس کے نصرانی ہونے کی حالت میں اسے عادل جانتا تھا تو اس کی گواہی قبول کرے اور انتظار اور توقف نہ کرے (ب) اور اگر قاضی اس کی عدالت نہ جانتا تھا تو قاضی اس شخص سے جو اس کے نصرانی ہونے کی حالت میں اس کی عدالت کا حال جانتا ہو اس سے دریافت کرے (ج) اور اسے یہ گنجائش (بھی) حاصل ہے کہ وہ انتظار و توقف کے بغیر اسے عادل قرار دے۔	ذخیرہ
۵۸	کتاب الاقضیہ میں امام محمدؒ سے ان دو نصرانیوں کے بارے میں مروی ہے جنہوں نے ایک نصرانی پر گواہی دی اور نصرانی ہونے کی حالت میں ان دونوں نصرانی گواہوں کی تعدیل ہوگئی پھر مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) اسلام لے آیا اور وہ دونوں گواہ (بھی) اسلام لے آئے تو قاضی اس گواہی کی بنا پر حکم نہ کرے گا پس اگر ان دونوں گواہوں نے اسلام لانے کے بعد اپنی گواہی کا اعادہ کیا تو قاضی مسلمان تزکیہ کنندہ سے ان دونوں گواہوں (کی عدالت) کا حال دریافت کرے گا اور اگر (ان دو گواہوں کے متعلق) پہلی تعدیل مسلمانوں کی طرف سے تھی تو قاضی ان کی گواہی پر حکم کر دے گا اس لیے کہ وہ تعدیل معتبر واقع ہو چکی ہے۔	محیط
۵۹	(ا) اگر کسی گواہ کا فاسق ہونا معلوم ہو گیا پھر وہ بطور غیبت منقطعہ سال بھر یا زائد عرصہ غائب ہو گیا پھر وہ (واپس) آیا اور اس سے اچھائی کے سوا کوئی امر معلوم نہیں ہوتا تو تزکیہ کرنے والے کو اس پر (وہ) جرح نہیں کرنی چاہیے۔	خلاصہ
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اسے (یعنی تزکیہ کرنے والے کو) اس (مذکورہ) گواہ کی تعدیل بھی نہیں کرنی چاہیے حتی کہ اس کا عادل ہونا واضح ہو [3]	ذخیرہ
۶۰	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی ذمی شخص اسلام لے آیا اور (اس کے) اسلام لانے سے پہلے اس سے جرح قرار پانے والا امر معلوم ہوا تھا تو تزکیہ کرنے والے	

[3] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۳۱ ، ۵۵/۳۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعديل	حوالہ
۷۳۲		
۶۱	قال محمدؒ فی رجل ارتكب مايصير به ساقط الشهادة من الكبائر ثم تاب وشهد عند القاضی قبل ان یأتی علیه زمان لا ینبغی للمعدل ان یعدله حتی یاتی علیه زمان و هو علی توبته یقع فی القلب انه صحت توبته.	كذا في المحيط
۶۲	ولا يسمع القاضی الشهادة علی الجرح المجرد عن حق الشرع او العبد و ذلك بان يشهدوا ان الشهود فسقة او زناة او آكلة الربا او شربة الخمر او علی اقرارهم انهم شهدوا بالزور او انهم رجعوا عن الشهادة او علی اقرارهم انهم اجراء فی هذه الشهادة او اقرارهم ان المدعی مبطل فی هذه الدعوی او اقرارهم علی ان لا شهادة لهم علی المدعا علیه فی هذه الحادثة	هكذا في فتح القدير
۶۳	ولو اقام المدعا عليه البينة علی جرح فيه حق من حقوق العباد او حق من حقوق الشرع بان اقام البينة انهم زنوا و وصفوا الزنا او شربوا الخمر او سرقوا منی ولم يتقادم العهد او انهم عبيد او احدهم عبد او شريك المدعی والمدعا مال او قاذف والمقذوف يدعيه او محدودون فی القذف او علی اقرار المدعی انه استأجرهم علی اداء هذه الشهادة تقبل.	كذا في الكافي
۶۴	ثم المدعا عليه اذا اقام البينة ان شاهد المدعی محدود فی القذف فالقاضی يسئل الشهود من حده. لأن اقامة الحد ان حصل من السلطان او من نائبه تبطل شهادته و ان حصل من واحد من الرعايا لا تبطل شهادته فلا بد من السوال عن ذلك و ان قال حده قاضی كورة كذا فالقاضی هل يسئله فی ای وقت حده لم يذكره محمدؒ فی الاصل	هكذا في الاصل

۱؎ حکم نمبر ۵۸/۴۶۷ ، ۶/۴۷۳ اور ۳۱/۷۳۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۶۲ تا ۶۷/۷۳۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳۲	کو اس کے متعلق جرح نہیں کرنی چاہیے اور نہ اس کی تعدیل کرنی چاہیے حتیٰ کہ (اس کے اسلام لانے کے بعد) اس کا عادل ہونا ظاہر ہو۔	ذخیرہ
۶۱	امام محمدؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایسے امر کا ارتکاب کیا جس سے اس کی گواہی ساقط قرار پاتی ہے پھر اس نے توبہ کرلی اور اس پر کچھ عرصہ گذرنے سے پہلے اس نے قاضی کے ہاں گواہی دی تو تزکیہ کنندہ کو اس کی تعدیل نہیں کرنی چاہیے حتیٰ کہ وہ اپنی توبہ پر اتنا عرصہ قائم رہے کہ دل میں یہ واقع ہو کہ اس کی توبہ صحیح ہو چکی ہے ؎	محیط
۶۲	قاضی (کسی گواہ پر) جرح کی ایسی گواہی کی سماعت نہ کرے گا جو شرع کے حق یا بندے کے حق سے مجرد (محض) جرح (یعنی خالی جرح) ہو اور وہ اس طرح ہے کہ مثلاً (جرح کے) گواہ یوں گواہی دیں کہ یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی ہیں یا سود خور ہیں یا شرابی ہیں یا وہ ان (گواہوں) کے اس اقرار پر (گواہی دیں) کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے یا یہ کہ انہوں نے اس گواہی سے رجوع کر لیا ہے یا وہ ان کے اس اقرار پر گواہی دیں کہ وہ اس گواہی میں اجرتی (گواہ) ہیں یا وہ ان کے اس اقرار پر کہ مدعی اس دعوی میں باطل پر ہے یا وہ ان کے اس اقرار پر کہ ان کے پاس اس حادثہ میں (یعنی اس مقدمہ میں) مدعا علیہ پر کوئی گواہی نہیں ہے ؎	فتح قدیر
۶۳	اگر مدعا علیہ نے (مدعی کے گواہوں پر) جرح کی ایسی گواہی قائم کی جس میں حقوق العباد سے کوئی حق یا حقوق شرع سے کوئی حق ہو مثلاً اس نے یہ گواہی قائم کی کہ ان (گواہ) لوگوں نے زنا کیا ہے اور انہوں نے زنا کا وصف بیان کیا یا یہ کہ انہوں نے شراب پی ہے یا یہ کہ انہوں نے میرا مال چوری کیا ہے اور ابھی زائد المیعاد نہیں ہوا ہے یا یہ کہ وہ غلام ہیں یا یہ کہ ان میں سے ایک غلام ہے یا یہ کہ وہ (گواہ) مدعی کا شریک ہے اور دعوی مال کا ہے یا یہ کہ اس نے قذف کیا ہے اور مقذوف اس کا دعوی کرتا ہے یا یہ کہ ان پر حد قذف لگی ہے یا یہ کہ وہ اس مدعی کے اس اقرار پر (گواہی دیں) کہ اس نے ان (گواہوں) کو اس گواہی کی ادائیگی کے لیے اجرت پر حاصل کیا ہے تو (مدعا علیہ کی طرف سے جرح کی) یہ گواہی قبول کی جاسکے گی ؎	کافی
۶۴	(د) جب (مذکورہ صورت میں) مدعا علیہ نے (جرح کی گواہی قائم کرنے میں) یہ گواہی قائم کی کہ مدعی کے گواہ کو حد قذف لگی ہے تو قاضی (جرح کے) ان گواہوں سے دریافت کرے گا کہ اسے کس نے وہ حد جاری کی۔ (ب) اس لیے کہ (مذکورہ صورت میں) اس حد (قذف) کا قائم کرنا، اگر سلطان یا اس کے نائب سے ہوا تو اس (حد قذف لگے ہوئے) شخص کی گواہی باطل قرار پائے گی اور اگر اس حد (قذف) کا قائم کرنا رعایا میں سے کسی سے ہوا تو اس شخص کی گواہی باطل نہ ہوگی پس اس بارے میں دریافت کرنا ضروری ہے اور اگر (جرح کے) اس (گواہ) نے یہ کہا کہ اس (گواہ) کو فلاں ضلع کے قاضی نے حد (قذف) لگائی ہے تو کیا قاضی اس سے یہ	الاصل

؎ حکم نمبر ۶۲/۷۳۲، ۸۵/۴۴۴، ۱۴۷ تا ۱۵۵/۴۴۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل — الجرح والتعدیل	حوالہ
٦٤	و فی کتاب الاقضیة ان القاضی یسئل لیعلم انه هل کان قاضیا فی ذلک الوقت۔	کذا فی المحیط
	فان قال المدعی انا اقیم البینة علی اقرار ذلک القاضی انه لم یحده او علی انه مات قبل الوقت الذی شهدوا او علی اقرار ذلک القاضی انی کنت غائبا عن المصر فی ذلک الوقت لا یقبل الکل۔	کذا فی الخلاصة
٦٥	لو شهدوا ان المدعی استأجرهم بعشرة واعطاهموها من مالی الذی کان فی یده او انی صالحتهم علی کذا من المال و دفعت الیهم علی ان لا یشهدوا علی بالباطل وقد شهدوا وطالبهم برد المال او علی اقرارهم بانهم لم یحضروا ذلک المجلس الذی کان فیه ذلک الامر او علی اقرار المدعی انهم فسقة ونحو ذلک من اقراره بما یبطل شهادتهم تقبل۔	هکذا فی فتح القدیر
٦٦	و فی نوادر ابن سماعة رح عن محمد رح رجل ادعی دارا فی ید رجل فاقام علی ذلک شهودا او[2] اقام المشهود علیه شهودا ان هذا الشاهد کان یدعیها و یزعم انها له فهذا جرح ان عدلت بینته وکذلک لو اقام بینة ان الشاهد کان یدعی الشرکة۔	کذا فی المحیط
٦٧	واذا اقام المشهود علیه البینة ان المدعی وکل الشاهد فی	

[1] حکم نمبر ٤٣٣ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] بحوالہ المحیط، فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ٣ ص ٥٣٣، مطبع المیمنیہ مصر ج ٣ ص ٦٠٤ اور مطبع مجیدی کانپور ہند ج ٣ ص ٢٢٨ میں یہ عبارت یوں ہی درج ہے "او اقام"، یعنی یا مشہود علیہ نے گواہ قائم کئے، اس میں اگر "او" کی بجائے "و" ہوتی اور مفہوم یوں ہوتا کہ اور مشہود علیہ نے گواہ قائم کئے تو مفہوم واضح رہتا۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب، جرح وتعدیل کے احکام — جرح وتعدیل کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۴	دریافت کرے گا کہ اس قاضی نے اسے کسی وقت وہ حد لگائی تھی اس کے متعلق امام محمدؒ نے الاصل میں کچھ ذکر نہیں کیا اور کتاب الاقضیہ میں ہے کہ قاضی اس سے یہ سوال کرے گا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کیا وہ (قاضی) اس وقت وہاں قاضی تھا۔	محیط
	(ج) پھر اگر (مذکورہ صورت میں) مدعی نے یہ کہا کہ میں اس (مذکورہ) قاضی کے اس اقرار پر گواہی قائم کرتا ہوں کہ اس نے (اس کو) حد (قذف) نہیں لگائی یا اس پر (گواہی قائم کرتا ہوں) کہ وہ قاضی اس وقت سے پہلے ہی وفات پا گیا تھا جس وقت (میں اس گواہ پر حد قذف) کے بارے میں انہوں نے گواہی دی یا اس قاضی کے اس اقرار پر (گواہی قائم کرتا ہوں) کہ میں اس وقت اس شہر سے غائب تھا تو (ان سب صورتوں میں) یہ سب (گواہیاں) قبول نہ کرے گا۔	خلاصہ
۶۵	اگر (مدعی کے گواہوں پر مدعا علیہ کے جرح کے) ان گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے گواہوں کو دس (درہم) اجرت پر حاصل کیا اور اس نے وہ دس درہم میرے مال سے دیئے جو اس کے پاس تھے یا یہ کہ میں نے ان گواہوں سے اتنے مال پر صلح کی تھی اور وہ مال میں نے ان کو اس شرط پر دے دیا تھا کہ وہ مجھ پر باطل گواہی نہ دیں گے اور انہوں نے وہ (باطل) گواہی دے دی اور اس نے ان گواہوں سے اس مال کی واپسی کا مطالبہ کیا یا (انہوں نے یعنی جرح کے گواہوں نے) ان کے (یعنی مدعی کے گواہوں کے) اس اقرار پر (گواہی دی) کہ وہ اس مجلس میں حاضر نہ تھے جس میں وہ امر واقع ہوا یا (انہوں نے) مدعی کے اس اقرار پر (گواہی دی) کہ (اس کے) وہ گواہ فاسق لوگ ہیں یا اس کے اس کی مانند کے اقرار پر جس کی بنا پر گواہوں کی وہ گواہی باطل قرار پاتی ہے تو (جرح کی یہ گواہیاں) قبول کی جا سکیں گی ؎	فتح قدیر
۶۶	نوادر ابن سماعہ میں امام محمدؒ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس نے ایک ایسے گھر کا دعویٰ کیا جو ایک اور آدمی کے قبضہ میں ہے اور اس نے اس پر گواہ قائم کیے یا مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) نے گواہ قائم کیے کہ (مدعی کا) یہ گواہ اس گھر کا دعویٰ کرتا تھا اور اس کا گمان تھا کہ یہ گھر اس کا ہے پس اگر اس (مدعا علیہ) کی گواہی کی تعدیل کی گئی تو یہ (مدعی کے گواہ پر) جرح قرار پائے گی اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس (مدعا علیہ) نے یہ گواہی قائم کی کہ (مدعی کا) وہ گواہ (اس گھر میں) شریک ہونے کا دعویٰ کرتا تھا (تو یہ مدعی کے گواہ پر جرح قرار پائے گی) ؎	محیط
۶۷	جب مشہود علیہ (یعنی مدعا علیہ) نے یہ گواہی قائم کی کہ مدعی نے (اپنے) گواہوں کی گواہی سے پہلے اس	

؎ حکم نمبر ۲۸/۴۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل مما یتصل بذٰلک مسائل	حوالہ
۶۷/۴۳۲	هذه الخصومة قبل شهادتهم وقد خاصم قبلت شهادتهم۔[۱]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳۳	**ومما یتصل بذلک** تعداد شق[۶]	
۱	قال صاحب الاقضیة وشاهد الزور عندنا المقر علی نفسه بذلك فیقول کذبت فیما شهدت متعمدا او یشهد بقتل رجل او بموته فیجیء المشهود بقتله او بموته حیا۔	کذا فی المحیط
۲	ولا یحکم به برد شهادته بمخالفة الدعوی او الشاهد الآخر او تکذیب المدعی له۔	کذا فی فتح القدیر
۳	ولا اذا قال غلطت او أخطأت۔	هکذا فی النهایة
۴	او ردت شهادته لتهمة	هکذا فی النهایة
۵	شاهد الزور یعزر اجماعا اتصل القضاء بشهادته او لم یتصل قال ابو حنیفة رح تعزیره تشهیره فقط	هکذا فی الکافی
	فان کان سوقیا یبعث به القاضی الی اهل سوقه وقت الضحوة اجمع ما کانوا وان لم یکن سوقیا یبعث الی محلته اجمع ما کانوا ویقول امین القاضی ان القاضی یقرء السلام ویقول انا وجدنا هذا شاهد زور فاحذروه وحذروه الناس۔	کذا فی المحیط

[۱] حکم نمبر ۶۷/۴۳۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۲۴/۴۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں غلاموں سے مخصوص تقریباً ۴ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۱۸ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۲ تا ۴/۴۳۳ نیز ۵، ۶/۴۳۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب. جرح اور تعدیل کے احکام — مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل	حوالہ
۷۳۲/۶۷	خصومت (یعنی مقدمہ) میں (اپنے) اس گواہ کو وکیل مقرر کیا اور اس نے خصومت کی ہے تو (مدعا علیہ کے) ان (گواہوں) کی وہ گواہی قبول کی جا سکے گی [۲] [۳]	قاضی خان
۷۳۳	**مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل** اور اس میں ۶ شقیں ہیں	
۱	صاحب الاقضیہ رح کا قول ہے کہ جھوٹا گواہ ہمارے ہاں وہ ہے (ا) جو اپنے آپ پر جھوٹ کا اقرار کرے پس وہ یوں کہے کہ میں نے جو گواہی دی ہے اس میں میں نے جان بوجھ کر جھوٹ کہا ہے (ب) یا کوئی شخص کسی آدمی کے قتل یا اس کی موت کے متعلق گواہی دے پھر جس آدمی کے قتل یا اس کی موت کے متعلق گواہی دی گئی ہے وہ زندہ آجائے [۴]	محیط
۲	گواہ کے جھوٹا ہونے کا حکم اس سے نہ کیا جائے گا کہ اس کی گواہی، دعوی کے خلاف ہوتے، یا دوسرے گواہ کے خلاف ہونے یا مدعی کی طرف سے اس کی تکذیب کرنے کی وجہ سے رد کی گئی ہے [۵]	فتح قدیر
۳	اسی طرح (مذکورہ حکم یعنی گواہ کے جھوٹا ہونے کا حکم) اس سے نہ ہوگا کہ جب اس نے یہ کہا کہ میں نے غلطی کی یا میں نے خطا کی۔	نہایہ
۴	اس طرح (مذکورہ حکم یعنی گواہ کے جھوٹا ہونے کا حکم) اس سے نہ ہوگا کہ کسی تہمت کی وجہ سے اس کی گواہی رد کر دی گئی ہو [۶]	نہایہ
۵	(ا) جھوٹی گواہی دیتے والے کو بالاجماع تعزیری سزا دی جا سکے گی خواہ اس کی گواہی پر (قاضی کا) فیصلہ ہوا ہو یا نہ اور اسے تعزیری سزا دینے کے متعلق امام ابوحنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ فقط اس کی تشہیر کرا دی جائے۔	کافی
	(ب) اور (اس تشہیر کا طریق یہ ہے کہ) اگر وہ بازار کا رہتے والا ہو تو قاضی اس کے ساتھ (اپنے امین کو) اہل بازار کی طرف چاشت کے وقت ان کے زیادہ جمع کو بیھجے گا اور اگر وہ بازار کا رہتے والا نہ ہو تو قاضی اس کے محلہ کی طرف ان کے زیادہ جمع کو بیھجے گا اور قاضی کا امین (اس تشہیر میں) یوں کہے گا کہ قاضی صاحب آپ لوگوں کو سلام بیھجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس آدمی کو جھوٹا گواہ پایا ہے پس تم لوگ اس سے محتاط (اور ہوشیار) رہو اور لوگوں کو بھی اس سے محتاط (اور ہوشیار) رکھو	محیط

[۵] دعوی کے خلاف گواہی کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۷۲۵ تا ۷۲۷، اختلاف بین الشاہدین کے متعلق ۷۲۸ اور مدعی کی طرف سے اپنے گواہ کی تکذیب کے متعلق حکم نمبر ۷۲۵/۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] تہمت کی بنا پر گواہی قبول نہ ہوتے کے متعلق حکم نمبر ۷۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل مما یتصل بذلک مسائل	حوالہ
۷۳۳	ولا یضرب عند ابی حنیفة رح وعلیه الفتوی وقالا رح یضرب وجیعا ویحبس تأدیبا۔	کذا فی السراجیة
	وذکر شمس الائمة السرخسی رح انه یشتهر عند هما رح ایضا۔	کذا فی الهدایة
	قال الحاکم الامام ابو محمد الکاتب رح ان رجع علی سبیل التوبة والانابة والندامة لا یعزر من غیر خلاف ولو رجع علی سبیل الاصرار یعزر بالضرب من غیر خلاف وان کان لا یعلم فعلی الاختلاف۔	کذا فی النهایة
۶	والرجال والنساء واهل الذمة فی شهادة الزور سواء۔	کذا فی التبیین
	واللہ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب	

له حکم نمبر ۱ تا ۶ / ۷۳۳ اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	بارھواں باب، جرح اور تعدیل کے احکام — مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل	حوالہ
۷۲۳	(ج) اور اس (یعنی مذکورہ یعنی جھوٹے گواہ) کو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں ضرب (کی سزا) نہ ہو گی اور اس پر فتوی ہے اور صاحبین رح (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمدؒ) کا قول ہے کہ اسے دردناک ضرب کی سزا دی جا سکے گی اور تادیبا اسے قید کیا جا سکے گا۔	سراجیہ
	(د) اور شمس الائمہ السرخسی رح کا قول ہے کہ صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں اس کی (مذکورہ) تشہیر بھی کرائی جائے گی۔	ہدایہ
	(ہ) الحاکم الامام ابو محمد الکاتبؒ کا قول ہے کہ اگر جھوٹے گواہ نے بطور توبہ کر لینے، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور بطور نادم ہونے کے رجوع کر لیا تو اسے بلا خلاف تعزیری سزا نہ دی جائے گی اور اگر اس نے دوبارہ ایسا کرنے کے لیے رجوع کیا تو بلا خلاف اسے تعزیری سزا میں ضرب کی سزا دی جا سکے گی اور اگر کچھ معلوم نہ ہو سکا تو اس کے متعلق (مذکورہ سزا میں مذکورہ) اختلاف ہے [1]	نہایہ
۶	جھوٹی شہادت کے حکم میں، مرد، عورتیں اور اہل ذمہ سب برابر ہیں [2]	تبیین
	واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب	

اللھم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل، وحسن الختام عند انتهاء الاجل، والعون علی الاتمام یاذا الجلال والاکرام، والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات، اللھم تقبله واغفر لمؤلفه ولمترجمه ولمعاونه ولقاریه ولسامعه ولمشاوره ولمحبه، اللھم اغفرلنا ولآبائنا ولامهاتنا ولاساتذتنا ولمشائخنا ولعشائرنا ولقبائلنا ولاولادنا ولاولاد اولادنا، ولمن له حق علینا ولجمیع المؤمنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات اللھم نسئلك العافیه فی الدنیا والآخرة ویرحم الله عبدا قال آمین یا ارحم الراحمین وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد وعلی آله واهل بیته واصحابه اجمعین

آمین

[1] اہل ذمہ اور ان کے متعلق احکام، حکم ۱۰۹۵ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

حرفِ آخر

جلد ۲۵ بفضلہ تعالیٰ اشاعت پذیر ہوئی و للہ الحمد

قارئین کرام فتاویٰ ہٰذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو۔ کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی۔ تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ۔ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس محنت میں فتاویٰ ہٰذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاویٰ کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجهده   ومحنته من يبتلى ببلائها

اعتذار واستدعا تاہم مجلس سہو و خطا سے مبرا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی۔ تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے۔ اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زریں مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا وكف عنه لسان المجادلين اللهم هذا منك ولك فتقبله واجعله ذخيرة لنجاتى وثقلا فى ميزانى واغفر لى ولوالدى ولجميع اساتذتى ومشائخى ولمن سعى فيه۔ بدعوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔ آمين۔ بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے۔ کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے۔ میرے رفقاء کار کیلئے، والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

لكل بنى الدنيا مراد ومقصد   وان مرادى صحة وفراغ
لابلغ فى علم الشريعة مبلغا   يكون به لى فى الجنان بلاغ

*

غرض نقشے است کز ما یاد ماند   کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت   کند برحالِ این مسکین دعائے

دعاجو:۔ خویدم اہل السنت والجماعت:۔ محمد صادق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

(المتوطن) بہانہ موہڑہ، ڈاکخانہ فریال براستہ دونالہ ضلع راولپنڈی
(خط و کتابت کا پتہ) قاضی محمد صادق منل (ناظم) اعوان ٹاؤن گرجا روڈ ڈاکخانہ جی پی او، صدر راولپنڈی (پاکستان)

*